مشارق انوار الیقین

فی اسرار امیر المومنینؑ

تالیف حافظ رجب البرسی الحلی

مشارق الانوار الیقین

فی حقائق اسرار امیر المومنین علیہ السلام

تالیف

الحافظ رجب بن محمد بن رجب البرسی الحلی

مترجم

(امداد حسین ہمدانی۔ ایم اے عربی)

اہتمام

ولایت مشن (رجسٹرڈ)

ناشر

رحمت اللہ بک ایجنسی

بالمقابل بڑا امام بارگاہ، کھارادر، کراچی ۷۴۰۰۰

فون:021-32431577

موبائل:۔0314-2056416

نام کتاب	--------	مشارق الانوار الیقین
مولف	--------	حافظ رجب البرسی
تحقیق	--------	علامہ سید علی عاشور
مترجم	--------	امداد حسین ہمدانی
کمپوزنگ	--------	سید قاسم عباس زیدی
پروف ریڈنگ	--------	سید قاسم عباس زیدی
سال اشاعت	--------	جولائی ۲۰۱۰ء
ناشر	--------	رحمت اللہ بک ایجنسی
اہتمام	--------	ولایت مشن (رجسٹرڈ)

Website

www.wilayatmission.com

E-Mail

info@wilayatmission.com

فہرست مضامین

موضوع	صفحہ نمبر

موضوع	صفحہ نمبر
اسرارِ امام حسن عسکریؑ	122
اسرارِ امام ابی صالح المہدیؑ	123
آیات آلِ محمدؑ کے فضائل میں	127
اصحاب اور آلؑ کے درمیان فرق	131
بارہ کے عدد کا راز	133
فضائلِ امیرؑ المومنین	135
نجف میں دفن	137
علیؑ کی معرفت نبیؐ کے سوا کسی کو نہیں	138
معرفت امام علیؑ	140
حدیثِ طارق	141
اشعار رجب البرسی	148
آلِ محمدؑ خلق سے پہلے بھی عالم تھے	150
قبر میں علیؑ کے بارے میں سوال کا ہونا	151
علیؑ کتاب مبین ہیں	152
اگر علیؑ نہ ہوتے تو جنت بھی نہ ہوتی	152
علیؑ غیب کا الف ہیں	153
علیؑ قرآن میں حروف مقطعات کا راز ہیں	153
امام کائنات پر محیط ہوتا ہے	154
علیؑ فاتح ہیں	155
قرآن میں علیؑ اور انبیاء کے اوصاف کا تقابل	156
فرشتوں کے نزدیک مقام علیؑ	157

موضوع	صفحہ نمبر

موضوع	صفحہ نمبر

کچھ مصنف کتاب کے بارے میں

حافظ رجب البرسی جن کا شمار نویں صدی ہجری کے علما میں ہوتا ہے، ان کی کتاب 'مشارق الانوار الیقین' ان کتابوں میں سے ہے جن میں مناقب اور اسرار آل محمدؑ کو جمع کیا گیا ہے اس کتاب میں مولف نے بعض مناقب اور اسرار کے نقل کرنے میں تفرید کا طریقہ اختیار کیا ہے، ان میں سے جن کی طرف ہم متوجہ ہوئے وہ مناقب جن کی تخریج ایک مشکل کام تھا۔ اس کتاب کے مولف ان حفاظ میں سے ہیں جو عرفان کے ساتھ علم، تقویٰ اور آل محمدؑ کی ولایت کے بارے میں شدت اختیار کرنے میں مشہور ہوئے۔ انہوں نے اس چیز کو ظاہر کیا جس کو اکثر شیعوں نے چھپائے رکھا یہاں تک کہ اس کا انکار کر دیا گیا، ہر اس چیز کا انکار کر دیا گیا جو ان کے نزدیک تحقیقی نہ تھی یا وہ روایات جو اہل بیتؑ کی شان میں تھیں انکو ضعیف قرار دے کر رد کر دیا گیا اور ان لوگوں نے قیاس سے کام لیا۔

علامہ امینی کے کلام سے آپ کو حقیقت حال سے آگاہی ہو جائے گی، علامہ امینی فرماتے ہیں کہ شیخ رضی الدین رجب بن محمد بن رجب البرسی الحلی جو حافظ ہونے سے مشہور ہوئے ہیں، علمائے امامیہ اور فقہائے امامیہ میں سے ممتاز حیثیت کے حامل ہیں۔ حدیث کے فن میں ان کی فضیلت واضح ہے، اور ادب کے علوم میں سب سے مقدم ہیں اور شعر و اجادۃ کے اوزان میں بھی ماہر ہیں، اور علم حروف اور اسکے رازوں اور اسی طرح تمام قسم کی کتب پر دسترس رکھنے اور ان کو گہری نظر سے دیکھنے میں بھی معروف ہیں اور آپ کے لیے مکمل معرفت ہے خصوصاً تمام حروف کے جاننے میں جیسا کہ آئمہؑ دین کی محبت کا وافر حصہ آپ کو نصیب ہوا ہے۔ اسی طرح آپ کی آراء اور نظریات اس مقام پر ہیں کہ لوگوں میں کوئی بھی آپ کے مقام تک نہیں پہنچ سکا۔ باوجود اس بات کے کہ انہوں نے حق کو ثابت کیا ہے اور آل محمدؑ کے فضائل و مناقب کو ثابت کرتے ہوئے انہوں نے کسی قسم کے غلو سے کام نہیں لیا۔ ہمارے مولا و آقا امیر المومنین علیہ السلام کا فرمان ہمارے پاس موجود ہے، فرمان یہ ہے کہ "تم ہمارے بارے میں غلو کرنے سے بچو بلکہ یوں کہو کہ بے شک ہمارا

ایک رب ہے اوراس کے علاوہ ہماری فضیلت میں جو چاہو کہو" اور امام صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ "ہمارے لئے ایک پروردگار ہے جس کی طرف ہم رجوع کرنے والے ہیں" اور فرمایا۔ "ہمارے لیے مخلوقات کو پیدا کیا گیا اور ہمارے بارے میں تم لوگ جو چاہو کہو لیکن ہرگز تم ہمارے مرتبے تک نہیں پہنچ سکو گے"۔ ہمارے لیے کیسے ممکن ہوگا اس حد پر رکنا جو اللہ نے مقرر ہی نہیں فرمائی اور جو اعزازات و کرامات اللہ نے آل محمدؑ کو مرحمت فرمائے۔ پس کون ہے ایسا جو امامؑ کی معرفت تک پہنچے؟ یا کسی کے لیے ممکن ہو اس کو اختیار کرنا؟۔ ہائے افسوس ہائے افسوس عقلیں ضائع ہوگئیں اور عقلیں خالی ہوگئیں اور صاحب عقل لوگوں کے دماغ خشک ہوگئے اور آنکھیں خیرہ ہوگئیں اور عظیم لوگ ذلیل ہوگئے اور حکیم لوگ حیران و پریشان ہوگئے اور بردبار لوگ کم ہوگئے اور خطباء اپنے واعظ سے رک گئے او زیرک لوگ جاہل ہوگئے اور شاعر قلیل ہوگئے اور ادباء عاجز آگئے اور آپؑ کی شان میں اوصاف کہنے سے بلغاء کلام کرنے سے رک گئے اور آپؑ کے فضائل میں سے فضیلت کو بیان کرنے سے، اور اپنی عاجزی اور کمی کا اقرار کرلیا اور کیسے ہوسکتا ہے کہ آپؑ کے کل اوصاف کو بیان کیا جاسکے یا آپؑ کی حقیقت کا ادراک کیا جاسکے یا آپؑ کے امر کو سمجھا جاسکے یا آپؑ کی کوئی مثل ڈھونڈی جاسکے۔ نہیں ممکن نہیں، ایسا کبھی ممکن نہیں ہوسکتا۔ آپؑ کے ہاتھ سے ستارے روشنی حاصل کرتے ہیں اور وصف بیان کرنے والے لوگوں سے اوصاف بیان کرنے میں آپؑ ہی سے طریقہ سیکھتے ہیں تو پھر اس کا اختیار کہاں رہا اور اسکے متعلق عقل سے کام کرنا کہاں رہا اور اس کی مثل کہاں پائی جائے گی؟۔

اسی وجہ سے آپ ہمارے کثیر تعداد محقق علماء کی معرفت کے حوالے سے رازوں کو پائیں گے جو وہ آئمہ ہدیٰ علیہم السلام کے لیے ثابت کرنے والے ہیں۔ ہر قسم کے معاملات جو آپ کو پیش آئے اور انکے علاوہ بھی ان اشیاء میں سے جسکو غیر اٹھانے کی ہمت نہیں رکھتے۔ علمائے قم تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہر اس فضیلت کا انکار کردیا جو ان رازوں میں روایت کی گئیں یہاں تک کہ کہنے والے نے کہا کہ بے شک سب سے پہلے غلو کے مراتب کی سہو اُنفی نبیؐ نے کی۔

یہاں تک کہ انکے بعد محقق لوگ آ پہنچے جنہوں نے حقیقت حال کو شناخت کیا تو انہوں نے از روئے وزن کرتے ہوئے ان میں سے کثیر تعداد میں تضعیفات کو قائم نہیں کیا اس کے ساتھ میرا امتحان مقصود ہے جو کثیر اہل حقائق اور عرفان اور ان میں ترجمہ کرنے والے لوگ بھی شامل ہیں اور دونوں گروہ دونوں اطراف سے نقیضین پر رہے اور انکے مابین شدت کی جنگ چھڑ گئی حالانکہ صلح میں خیر ہے اور اس مقام پر نفوس کے مختلف ہونے کی وجہ سے عادات بھی مختلف ہوتی

ہیں اور حقیقتوں کو اٹھانے میں استعداد بھی امانت رکھی گئی، پس بعض تو ان میں سے وہ ہیں جن کے معاملات تو بہت مشکل ہیں اور اسرار بھی اور بعض ان میں سے وہ ہیں جنکو پھیلایا جائے پس وہ اس کے لیے پھیلتے ہیں ذراع در ذراع اور اس کے لیے لمبا ہونا باع اور طبع حال سے، یقیناً پہلا گروہ اس چیز کی جو وہ نہیں جانتا وضاحت کی ہمت و وسعت نہیں رکھتا جیسا کہ دوسرے گروہ کے لیے مباح ہی نہیں کہ وہ معرفت حاصل کریں اور چھوئیں اس چیز کو جس کی حقیقت انہوں نے بطلان کو واضح کرنے میں بیان کی پس وہاں تو آپ کے لیے نفرت کو بھڑکانا ہوگا اور کینہ کو زیادہ کرنا ہوگا اور ہم دونوں جماعتوں کا پورا پورا اندازہ لگانے والے ہیں ان چیزوں میں سے جو ہم جانتے ہیں ان کی نیک امیدوں سے اور طلب حق میں جدید راستوں پر چلنے کو تو ہم کہتے ہیں آدمی کو اتنا ہی حاصل ہوگا جتنی اسکی کوشش کی مقدار ہوگی اور نہیں ہے موافق ہونا ان میں سے کسی ایک کا مگر بے شک لوگوں کے لیے مختلف معدن ہیں جیسے سونے اور چاندی کے معدن۔

اور بتحقیق آئمہ اہل بیت علیہم السلام کی یہ حدیث تواتر سے آئی ہے۔"ہمارا امر دشوار تر ہے اس کو برداشت نہیں کر سکتا مگر نبی مرسل ملک مقرب اور وہ مومن جس کے دل کا ایمان کے ساتھ اللہ نے امتحان لے لیا ہو"۔ اس وقت ہم اپنے علمائے دین کی تکالیف کے بارے میں کوئی بات نہیں کریں گے اور نہ عارف قسم کے لوگوں کی کرامات کا ذکر کریں گے اور نہ ہی ہم درپے ہونگے اس آدمی کے جو نہیں پہنچ سکا ان کے مرتبہ تک وہ شخص جو زیادہ نرم ہو، کیونکہ اللہ تکلیف نہیں دیتا کسی نفس کو مگر اس کی طاقت کے مطابق اور فرمایا ہمارے مولا علیہ السلام نے۔"اگر میں تمہیں وہ حدیث بیان کروں جو میں نے ابوالقاسمؐ سے سنی ہے تو تم میرے پاس سے اٹھ کر چلے جاؤ گے اس حال میں کہ تم لوگ یہ بات کہہ رہے ہو گے کہ بے شک علیؑ آپؐ جھوٹ بولنے والوں میں سے زیادہ جھوٹ بولنے والے ہو" اور فرمایا ہمارے امام سجاد علیہ السلام نے کہ "اگر ابوذر کو پتا چل جائے کہ سلمان کے دل میں کیا ہے تو وہ اس کو قتل کر دے" اور مولاؑ نے فرمایا۔ تحقیق میرے بھائی رسولؐ اللہ اسی مابین میں تھے کہ آپؐ نے فرمایا کہ تمام مخلوق کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے (وکلا وعد اللّٰه الحسنیٰ) و (فضل اللّٰه المجاهدین علی القاعدین اجرا عظیما) اس کی طرف اشارہ کیا ہمارے امام سجاد زین العابدین علیہ السلام نے ان اشعار کے ساتھ۔"یقیناً میں اپنے علمی جواہرات کو چھپاتا ہوں تا کہ نہ دیکھ سکے حق کو جہالت والا پس وہ ہمارے بارے میں آزمائش میں پڑ جائے گا"۔

سعید ابن جبیر نے عبداللہ ابن عباس سے حدیث رسول بیان کی ہے۔ فرمایا کہ "میرے بعد علیؑ کا مخالف کافر

ہے۔ مشرک ہے، غدار ہے۔ میرے بعد علیؑ کا محب سچا مومن ہے۔ علیؑ سے بغض رکھنے والا منافق ہے علیؑ سے جنگ کرنے والا دین سے خارج ہے علیؑ کو رد کرنے والا باطل کی طرح فنا ہونے والا ہے اور علیؑ کی پیروی کرنے والا صالحین سے مل جانے والا ہے''۔

میں خود پر واجب سمجھتا ہوں کہ ملحدیں کے ظنوں اور حاسدین کے شکوک سے دین کو پاک کروں اعتذار سمجھتا ہوں کیونکہ جو سامنے آئے گا وہی نشانہ بنے گا۔ لہٰذا دشمنوں کے رکیک حملوں اور اپنوں کی معصومانہ ملامت کو نظر انداز کرتے ہوئے اس رسالے کو تحریر کر رہا ہوں جس میں مولا امیر کائناتؑ کے چھپے ہوئے فضائلؑ کی ایک جھلک ہے۔ اگر سمندر صدف کو اور صدف موتی کو اُگل دے اور سورج اندھیروں کو ہڑپ کر جائے تو آنکھوں والے پر حجت تمام ہے۔ پھر اللہ کو اُس کی پرواہ نہیں، وہ ایمان لائے یا کفر کرے۔

علامہ سید علی عاشور

اسرار علم الحروف

علم الحروف کتاب الٰہی میں چھپا ہوا خزانہ ہے اسی علم میں اللہ کا راز پوشیدہ ہے اس راز کی سمجھ صرف مطہرون کو اور اس تک پہنچ صرف مقربون کی ہے۔ کیونکہ اس میں حلال کے راز اور اسماء کے کمالات ہیں۔ اللہ نے اپنی کتاب کی سورتوں کی افتتاح اس علم سے کی ہے اور اس علم کو قضاء وقدر کا راز کہا ہے۔ جب اللہ نے اس کائنات کو وجود بخشنے کا ارادہ کیا تو اس کو علویات اور سفلیات میں تقسیم کیا جن میں سب سے نمایاں تقدیر کے پہلو تھے جن کا دامن قضاء تک پھیلا ہوا تھا۔ پھر ان علویات وسفلیات کو حروف کے اسرار سے بھر دیا اور ان حروف کو بھی قول وقرار کا معیار قرار دیا اور انہی قول وقرار سے عمل کے آثار پیدا کئے۔ کیونکہ اللہ نے خود کو اپنی مخلوقات پر کلمہ کے ذریعے ہی منکشف کیا اور اسی کے ذریعے ہی خود کو چھپا بھی لیا۔ جیسے نور آنکھوں کو دکھاتا بھی ہے اور اندھا بھی کر دیتا ہے۔ پھر اس کے بعد آدم کی طینت کو پیدا کیا عمل کے اندر یعنی وہ چیز بنائی کہ اُس سے پہلے اس جیسی کوئی چیز نہ تھی (یعنی ایک مرکب وجود خلق کیا) پھر ان حروف کو خاص نسبت سے مرتب کیا تو اس سے عقل کی دنیا آباد ہوئی (یعنی انسان سوچنے سمجھنے کے قابل ہوا کیونکہ آدمی لفظوں کے بغیر سوچ نہیں سکتا۔) پھر ان حروف کو ایک نئے شکل سے مرتب کر کے روح کی دنیا آباد کی پھر ایک اور طریقے سے مرتب کر کے عالم ذر کو آباد کیا۔ اس کو اس طرح سمجھیں کہ حروف کے معنی عقل میں ہیں حروف کے لطائف روح میں ہیں۔ حروف کی صورتیں نفس میں ہیں۔ ان کے نقوش قلب میں ہیں۔ ا، ب کے بولنے کی صورت زبان میں ہے اور ان کا ملا جلا سر سماعت میں ہے۔

اللہ کا مخاطب اول ان حروف کے توسط سے مخلوق اول تھا جسے عقل نورانی بھی کہتے ہیں۔ اللہ نے ان حروف کے معانی میں خطاب کیا (جیسے دنیا میں مخلوقات میں بھی اسی طرح عقل میں تصورات قائم کئے۔ لہٰذا تمام حروف کے اسرار کا مجموعہ عقل میں قائم ہو گیا۔ الف (ا) واحد تھا۔ (لکھنے میں الف اور واحد ایک ہی طرح سے لکھا جاتا ہے کیونکہ تمام حروف

کی حقیقت کا مالک تھا۔ اس الف نے ہر چیز سے پہلے علوم کے اسرار کو حروف کے ذریعے سنا اور عقل صاحب رموز واشارہ قرار پائی اور حقیقت شناس کہلائی۔ مثلث مساوی الاضلاع کی طرح روح میں حروف ضلعین کی شکل میں قائم ہوئے۔ ایک ضلع قائم تھا یعنی کھڑا ہوا تھا۔ دوسرا ضلع بچھا ہوا تھا یعنی لیٹا ہوا تھا قائم ہونے والا ضلع الف ہے اور بچھا ہوا ضلع (ب) ہے۔

یہ جو ہم نے کہا کہ عالم روحانیت میں حروف دو ضلعی ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ حقیقت میں ایک ہیں مگر ان کے کام الگ الگ ہیں۔ (ایک روح دو بدن عقل میں یہ بالفعل ہیں اور روح میں بالقوۃ)۔ روح عقل سے نفس روح سے مدد لیتا ہے (جیسے دو انسانوں میں کام کرنے کی قوت یعنی صلاحیت پائی جاتی ہے مگر دونوں الگ الگ کام کرتے ہیں۔ کیونکہ ایک کا دل اسی کام میں لگتا ہے دوسرے کا دوسرے کام میں اور دونوں دوسرے کے کام سے اُکتاتے ہیں)۔ جس طرح تمام انوار علویہ عرش سے مدد لیتے ہیں اسی طرح تمام حروف الف سے مدد لیتے ہیں۔ (یعنی الف ہی لیٹ کر یا کھڑے ہو کر یا گول ہو کر دوسرے حروف کی شکل اختیار کر لیتا ہے)۔ ہر حرف کی اصل الف ہے اور الف کی اصل کلمہ ہے اور نور کے فرشتے جو عرش کو اُٹھائے ہوئے ہیں وہ یہی حروف بذات خود ہیں ان حرفوں میں سب سے پہلا حرف الف ہے اور وہ موحد چار ہیں جو صاحبِ جلال کے حضور میں دست بستہ موجود ہیں (۱) عقل (۲) روح (۳) نفس (۴) قلب۔ قلب کی توحید ان حروف کے سر میں ہے جو اللہ نے قلب کی جبلّت میں ودیعت کی ہے کیونکہ قلب لوحِ نقشِ ربانی ہے بلکہ یہی لوح محفوظ ہے اور اس مقام میں حروف میں اپنی وضع اور نسبت سے جو کہ انسان کے حالات سے ہے۔ اختلاف ہو جاتا ہے۔ پس حرف (دال) خلقت آدم کا دن ہے اور حرف (جیم) وہ دن ہے جب اسے درست کر دیا گیا۔ اختتامی حرف (ب) کی طرف اشارہ ہے جب آدم میں روح پھونکی گئی اور (الف) وہ دن ہے جب آدم کو سجدہ کیا گیا۔ (یہ ہوا ابجد یہ ہم دال سے الف کی طرف گئے اپنے حال سے اپنے ماضی کی طرف) اس سے اشارہ ملتا ہے کہ انسان کی ھیکل و ہیت حکمت ربانی میں بشکل مربع تھی اور انسان اپنی طبیعت میں رباعی تھا۔ دونوں عالم عالمِ اختراع اور عالم ابداع میں ایسا ہی تھا۔ پس معلوم ہوا کہ عالم علوی اور عالم سفلی پر پوری طرح الف محیط ہے (عالم سفلی سے مراد عالم طبیعی ہے یعنی جسم اور عالمِ علوی سے مراد عالمِ لطیف و عالمِ روحانی ہے) اور تربیع کا مطلب چار اجزاء یعنی چار اجزاء سے انسان کا عالم علوی بنا ہے وہ چار اجزاء ہیں عقل۔ روح۔ نفس۔ قلب اور چار ہی اجزاء سے انسان کا عالم سفلی بنا ہے (وہ چار اجزاء ہیں آگ۔

ہوا۔ پانی۔مٹی) عقل کا ظہور آگ میں ہے روح کا ریح میں نفس کا پانی میں اور قلب کا مٹی میں ۔عقل ادراک کلیات ہے روح انا ہے نفس غرض ہے قلب ارادہ ہے۔الف سے مراد ہے مخلوق اول ،عرشِ عظیم ،عقل مجرد یا عقل نورانی ، جبروت اعلیٰ ، سِرِّ حقیقت ،قدس الٰہی ،سدرۃ المنتہیٰ ، باقی تمام حروف اجمالاً وتفصیلاً الف سے نکلے ہیں اور یہ تمام حروف اپنے طور طریقوں کے اختلاف کے ساتھ الف کے محتاج ہیں اور اسی کی طرف لوٹ جاتے ہیں جو کہ انکا پاک و پاکیزہ رب ہے۔

ساری کائنات ان ہی حروف کا نتیجہ ہے یہی عالم امر کن فیکون ہے اور اللہ کا کلام ان ہی حروف کے ذریعے سے سنا گیا (یعنی حروف اللہ اور خلق کے درمیان وسیلہ ہیں یہ اللہ کی مخلوق ہیں کیونکہ اللہ نے انہیں پیدا کیا اور کائنات کے خالق ہیں کیونکہ ہوجا کے لفظ ہی نے کائنات کی شکل اختیار کی کیونکہ ان لفظوں سے پہلے عدم تھا لاشئی تھی اور لاشئی سے شئی پیدا نہیں ہوتی پس معلوم ہوا کہ لفظ ہی جسم ہو کر کائنات بن گئے) یہ حروف اللہ کی ذات سے قائم ہیں اور اللہ کے نام جو کہ چھپا ہوا خزانہ ہیں ان ہی لفظوں سے مرکب ہو کر لکھے اور بولے جاتے ہیں ان حروف میں (الف) مخلوق اول اور اس مخلوق سے تمام عالموں کے رتبے مرتب ہوئے ہیں تمام حروف الف کے محتاج ہیں اور الف تمام حروف سے بے نیاز ہے کیونکہ تمام اعداد اُس کے نیاز مند ہیں اور وہ ان میں سے کسی کا محتاج نہیں ہے جو الف کا ظاہر و باطن دونوں جان لے وہ صدیقین کے درجے میں فائز ہوجاتا ہے اور مقربین کا مرتبہ پالیتا ہے۔الف کا ظاہر ہے عرش ، الواح ، اور قلم کیونکہ الف تین نقطوں سے مل کر بنا ہے۔ایک اور ایک اور ایک ۔الف کے تین باطن ہیں یہاں باطن ہے عقل و روح و نفس الف کا دوسرا باطن ہے گیارہ کا عدد (۱۱) جو کہ اسم اعظم کے بسائط کا عدد ہے پس اگر اس سے بارہ کا عدد حاصل کیا جائے جو کہ موضوع ہے اسماء اللہ کا اور باقی اعداد (۹۹) ہے جو اللہ کے اسماء حسنہ کا عدد ہے الف کا تیسرا باطن اکہتر (۷۱) کا عدد ہے جو کہ اسی لام کا عدد ہے جو اس سے فیض پاتا ہے۔(ل ،ا،م، برابر ہیں ۷۱ کے) یہ عدد اسم اعظم کا مادہ ہے اور اسم اعظم کے ظاہر کا حرف ہے۔الف کا تیسرا باطن جو کہ بیالس (۴۲) کا عدد ہے اور وہ لام کا فیض ہے اور وہ میم ہے جس کے عدد (۴۵) ہیں اور دو (۲) الف و لام میں ہیں اور یہ عدد اسم اعظم کا ظاہر ہے الف کا چوتھا باطن یہ کہ اس کے مفردات کو ان ہی سے ضرب دے دی جائے۔اس ضرب سے اُبھرنے والے کو ان حروف سے اُبھرنے والے اعداد سے ضرب دیں تو اُبھرنے والا عدد (۹) ہوگا اور وہ ہے (الف لام ف)،م،ی،م اور عرش و لوح و قلم کے مفردات بھی (۹) کا عدد ہے۔بس الف وہ کلمہ ہے جس میں اللہ اپنے مخفی رازوں کے ساتھ جلوہ گر ہوا ہے۔بس جو شخص اس کے ظاہر و باطن پر مطلع ہوگا وہ ان مخفی رازوں کو پا

لے گا اور چھپے ہوئے انوار سے منور ہو جائے گا۔ کیونکہ الف وہ حرف ہے جو اللہ کے قیام سے قائم ہے اور باقی سب حروف اس سے قائم ہیں۔

کھڑے الف کے بعد اب لیٹے الف کی بات آئے گی یہ لیٹا ہوا الف ہے جس کو لوگ (ب) کے نام سے جانتے ہیں یہ رسولؐ اللہ پر نازل ہونے والی پہلی وحی ہے۔ آدمؑ و نوحؑ و ابراہیمؑ کا پہلا صحیفہ ہے اور اس صحیفہ کا راز ہے، الف کے لیٹنے میں ہی الف کا راز پوشیدہ ہے۔ یہ راز ہے اُس کا ایک سرے پر کھڑا ہو جانا اور یہ کھڑا ہو جانا ہی ایجاد و اختراع کا راز ہے اور انکے انوار ہیں اور اُن حقیقی رازوں کی طرف اشارہ ہیں جو (ب) کے نقطے میں مرتب کئے گئے ہیں یعنی کھڑا الف اپنی ذات میں لیٹا ہوا ہے۔ یعنی خود کو (ب) کی شکل میں چھپا لیا ہے یعنی اللہ نے خود کو علیؑ کی شکل میں چھپا لیا ہے اسی لئے عارف کامل خواجہ محی الدین الطائی فرماتے ہیں (ب) ربوبیت پر پڑا ہوا حجاب ہے اگر یہ اُٹھ جائے تو لوگ اپنے رب کو دیکھ لیں۔

حرف (ق) قلم کا باطن ہے اور قلم امر الٰہی کا راز ہے اور راز امر الٰہی کا مطلب ہے تقدیر۔ قلم میں تین حرف ہیں ق۔ل۔م اور خود قلم تقدیر کے رازوں کو بنانے والا ہے۔ جو کہ اسم اعظم کا راز ہے قلم کا پہلا حرف (ق) ہے جس کی ملفوظی شکل ہے (قاف) عدد اس کے ہیں ۱۸۱۔ یہ حرف یعنی قاف ظاہری و باطنی علم پر محیط ہے، اب اگر ۱۸۱ میں اسم اعظم کے اعداد (۱۱۱) گھٹا دیں تو (۷۰) باقی بچیں گے اور یہ اسم اعظم کا مادہ ہے یعنی (ع) اور اسم اعظم کے حرفوں میں سے ایک حرف ہے (اعلی یا علی)۔ جس طرح کے سین اسم اعظم کے ظاہری حرفوں میں سے ایک حرف ہے اسی لئے جو سین کے باطن کو پا گیا اسم اعظم کو پا گیا۔ قلم کا دوسرا حرف ہے (ل) ل۔ا۔م اور تیسرا حرف (م) م۔ی۔م اور ان حرفوں سے تمام عوالم ترتیب پاتے ہیں اور تمام موجودات (۲۹۹) اسماء کے ماتحت ہیں اور تمام اسماء الٰہیہ اسم اعظم کے تحت آتے ہیں اور اسم اعظم اعداد کی رو سے میم اور قاف ہیں۔

حرف (ط) تمام عالموں میں پرواز کرنے والا ہے۔ اس کا راز ابتدائی اشیاء و تصورات ہی ہے۔ اس کے راز سے علوی اور سفلی اختراعات ہوتی ہیں۔ اسی طرح ظہور میں بھی اسرار ہیں۔ جیسا کہ یہ نبی لوطؑ کے اسم کے آخر میں ظاہر ہوا ہے جو کہ قوم لوط کی تباہی و بربادی کا راز ہے جیسا کہ (ہ) اسم نبی ہودؑ کی ابتداء میں ظاہر ہو کر اُن کی قوم کو دھنسانے والا تھا۔ یہ دونوں حرف (ط۔ہ) نبی کے سری نام (طٰہٰ) میں ظاہر ہوئے ہیں جو کہ لغت (طی) میں محمدؐ ہیں۔

حرف (ج) یہ ملکوتی حرف جو (ب) سے ملا ہوا ہے تمام ملکوتی عالم ان دونوں حرفوں میں مشترک ہے اور یہ حرف جیم اللہ نے اپنے جلالی اسموں کی ابتداء میں رکھا ہے۔ اسی لئے کہتے ہیں عرش (جیم) کے جلال سے قائم ہے اور قلم کرسی سے مدد طلب کرتا ہے اپنے جمال کی صف کو قائم رکھنے کے لئے اور یہ وہ مثلث ہے جس میں الف اور (ب) کے راز پوشیدہ ہیں اور یہ حرف غیض وغضب کے اسباب و معاملات کو بھی ظاہر کرتا ہے اور لطف وکرم کا مظہر بھی ہے پس حرف جیم میں جبّار اور جوّاد دونوں جلوہ افروز ہیں اپنے جبروت و جود وکرم کے ساتھ۔

حرف (ک)۔ کاف یہ اسم الملک کے آخر میں ظاہر ہوا ہے جو کہ عزت و برتری کا اظہار ہے اور یہ حرف کاف علم کا باطن ہے اور امر عرش وکرسی کے علاوہ ارضی وسماوی صورتوں کا بھی باطن اسی میں ہے۔

حرف (ع)۔ عین عرش وعقل کے اسرار یہاں سے شروع ہوتے ہیں اسی لئے جو تمام عالم کے رازوں کا حامل ہے۔ کیونکہ عرش وکرسی وقلم ولوح۔ افلاک وارضین کا حامل ہے اور عقل حامل روح ہے اور روح حامل نفس ہے اور نفس حامل قلب ہے اور قلب حامل جسم ہے اور قدرت وطاقت ہر شئی کی حامل ہے۔

حرف (ث)۔ یہ حرف اسم الٰہی وارث و باعث میں ظاہر ہوا ہے وارث میں ث کا اشارہ ہے جو ذات کی فنا کی طرف۔ جبکہ باعث میں اشارہ موت کے بعد دوبارہ اُن کو زندہ کرنے اور اُن کو ایک جگہ جمع کرنے کا ہے۔

حرف (ز)۔ یہ صاحب شرف صرف اسم الٰہی (عزیز) میں ظاہر ہوا ہے اللہ خود کہتا ہے کہ تمام عزتیں اللہ کے لئے ہی ہیں۔ اس حرف میں اشارہ ہے کہ تمام عالموں میں بالترتیب عزت پہنچ جاتی ہے بس کچھ عالم دوسرے عوالم سے عزت کو طلب کرتے ہیں جیسے کہ مٹی پانی سے پانی ہوا سے ہوا آگ سے آگ فلک سے اور اسی طرح کی ترتیب سے تمام اشیاء میں عزت سرایت کر جاتی ہے اور اسی طرف اس آیت کا اشارہ ہے۔ ''جسے چاہے عزت دے جسے چاہے ذلت''۔

حرف (و)۔ یہ عرشی حروف میں سے ہے تمام اجزاء عالم میں اس کا گزر ہے۔ یہ خلق اور امر کے دونوں کناروں کو ظاہر کرتا ہے۔ کن فیکون۔ یہ شرف ومنزلت والا علم حروف اشاروں کی زبان میں بات کرتا ہے۔

نقطوں اور دائروں کا علم

یہ علوم کے لئے ہے اور گہرے رازوں کا حامل ہے کیونکہ ان کے ذکر کی انتہا حروف پر ہوتی ہے اور حروف کی انتہا الف ہے اور الف کی انتہا نقطہ ہے اور روحانی علماء کے ہاں نقطہ کا مطلب وجود مطلق کے ظہور کا باطن میں نزول اور ابتداء کا انتہا میں اُتر جانا یعنی وہ ذات جس کو کوئی درک نہیں کرسکتا نہ اُس کا کوئی نام ہے اور نہ وہ اشارہ قبول کرتی ہے جو کہ

وجود کا مبداء ہے اُس کا ظہور (نقطہ کہلاتا ہے)۔

اگرچہ الف قائم کے قیام کا راز عقل میں ہے اور عقل کا قیام الف سے ہے، جیسا کہ یہاں بیان ہو چکا ہے تمام حروف کے قیام کا راز الف میں پوشیدہ ہے مگر اُس کے باوجود الف اور عقل میں اپنے اپنے رتبے کے اعتبار سے فرق موجود ہے الف دو ہیں الف العقل اور الف الروح پس وہ الف جو عقل کی طرف منسوب ہے وہ قائم ہے اور وہ الف جو روح کی طرف منسوب ہے وہ لیٹا ہوا ہے۔ جسے ہم باء کے نام سے پہچانتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ یہ الف ہی ہے جیسے وہ آدمی جو کھڑا ہوا ہے وہ بھی انسان ہے اور وہ آدمی جو لیٹا ہوا ہے وہ بھی انسان ہے یہ حروف کے اسرار و رموز کا علم اگر لوگوں پر واضح ہو جائے جس میں الف لام میم جو قرآن کی سورتوں کی ابتداء میں آتے ہیں تو جو خود کو صحیح سمجھتے ہیں خود کو غلطی پر سمجھنے لگیں اور جو خود کو عالم سمجھتے ہیں انہیں احساس ہو جائے کہ وہ کچھ بھی نہیں جانتے اس بات کی تصدیق میں امام جعفر صادقؑ کا فرمان پیش خدمت ہے۔ جو آپ کے صحابی محمد ابن سنان کی زبانی ہم تک پہنچا ہے مولاؑ فرماتے ہیں کہ "اے محمد سورۂ احزاب میں ایک محکم آیت ہے جسے ہم اس وقت بیان نہیں کر سکتے اگر بیان کر بیٹھیں تو لوگ کافر ہو جائیں حق کے انکار سے گمراہی اختیار کر لیں"۔

اللہ کی کتابیں رازِ الٰہی کو محفوظ کئے ہوئے ہیں اور یہ تمام کتابیں اگر اپنے اسرار جمع کریں تو قرآن بنتا ہے قرآن ایک جامع اور مانع کتاب ہے۔ جس میں تمام چیزوں کا بیان موجود ہے اور قرآن کا راز حروف مقطعات میں چھپا ہوا ہے علم حروف لام الف میں ہے اور اس الف کا علم الف کے الف میں ہے اور الف کا علم نقطہ میں ہے اور نقطہ کا علم اسکی اصل معرفت میں ہے اور سرِ قرآن سورہ فاتحہ میں اور فاتحہ کا راز اُس پر کھلے گا جسکے پاس اس خزانے کی چابی ہوگی اور وہ چابی ہے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور بسم اللہ کا راز (ب) میں اور (ب) کا راز نقطہ میں ہے۔

فاتحہ سورۂ حمد کا نام ہے اسے اُم الکتاب بھی کہتے ہیں اللہ نے اس سورہ کو یہ انفرادیت عطا کی ہے کہ اسے ایک مستقل چیز قرآن کے علاوہ قرار دیا ہے (ولقد آتینٰک سبعامن المثانی و القرآن العظیم) اور یہ ایک عظیم شرف ہے جو کسی اور سورہ کو حاصل نہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ سورہ فاتحہ قرآن میں ہوتے ہوئے اُس سے الگ کیسے بیان کی گئی تو یہ ایسے ہے جیسے کہ نماز کا ذکر اس آیت میں (حافظو علی الصلٰوت و صلٰوۃ الوسطی) تمام نمازوں کی حفاظت کرو اور خاص کر درمیانی نماز کی درمیانی نماز تمام نمازوں میں شامل مگر اُسے الگ سے خاص طور پر بیان کیا گیا۔ کیونکہ جو شرف اُس نماز کا ہے وہ دوسری نمازوں کا نہیں ویسے تو صلاتِ وسطیٰ بظاہر مغرب کی نماز ہے کہ اُس وقت

آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور معصومؑ نے فرمایا ہے کہ (عجلوا بالمغرب) "نماز مغرب کی ادائیگی میں دیر مت کرو"۔ لیکن باطنی معنی صلات وسطیٰ کے حضرتِ فاطمۃ الزہرأ ہیں کیونکہ حقیقت میں پانچ نمازوں سے مُراد پنج تن پاکؐ ہیں جوان ہستیوں کونہیں جانتا اور اُن کا ذکرِ خیر نہیں کرتا وہ بے نمازی ہے۔ ان نمازوں کے مطابق سنئے، نماز ظہر سے مرادرسولؐ اللہ ہیں جن کے ظہور سے روشنی ہوئی یا آپ نصف النہار کے سورج کی طرح اُمت پر واضح ہیں۔

کوئی فرقہ آپ کا انکارنہیں کرسکتا۔ احادیث شریفہ میں (اول ما خلق الله نوري) (اول ما خلق الله اللوح) (اول ما خلق الله القلم) اللہ نے سب سے پہلے نورِ محمدیؐ کولوح وقلم کوخلق کیا پس عقل نورِ محمدیؐ ہے لوح وقلم علیؑ و فاطمہؑ ہیں جیسے کہ قرآن اشارہ کرتا ہے (ن والقلم وما يسطرون) پس ظہر رسولؐ اللہ ہیں عصر کی نماز امیرالمومنینؑ ہیں مغرب کی نماز فاطمہ زہرأؑ ہیں۔ لفظ "حافظوا" سے اللہ نے بی بی پاکؑ کی محبت اور بی بیؑ کی طاہر و طیب اولاد کی محبت کی حفاظت کا حکم دیا ہے۔ مگر لوگوں نے حکمِ خدا وقرآن کے خلاف آپ کوظلم وزیادتی کے تحائف پیش کئے بی بیؑ کی محبت اس امت پر اس طرح فرض ہے جوکہ تمام فرائض پر فوقیت رکھتی ہے اور دوسرے تمام فرائض کی قبولیت کا انحصار اس پر ہے۔ کیونکہ نبی پاکؐ نے اپنی رضا کو بی بیؑ کی رضا میں محصور کردیا تھا۔

(والله يا فاطمه ﷺ لا يرضى الله حتى ترضى، ولا أرضى حتى ترضى) "اے فاطمہؑ اللہ کی قسم اللہ اور رسولؐ اُس وقت تک راضی نہیں ہوسکتے جب تک کہ تو راضی نہ ہوجائے" یہ حدیث کتاب شواہد التنزیل ج ا ص نمبر ۱۷۰ پر ہے۔ خدا اور رسولؐ کی رضا بی بیؑ کی رضا سے اس لئے بندھی ہوئی ہے کہ بی بیؑ اسرار کا سرچشمہ عصمت و عفت کا سورج، علم وحکمت کا آسمان، بضعۃ النبیؐ، حبیبۃ الولی، اور رازِ پروردگار کی کان ہیں۔ پس جس پر گیارہ اماموں کی ماں غضبناک ہوجائے اُس سے بڑا بدنصیب کون ہوگا؟۔

عشاء کی نماز امام حسن مجتبیٰؑ ہیں کیونکہ جیسے عشاء کے وقت اندھیرا چھا جاتا ہے اسی طرح امامؑ کے وقت اُمت کے ضمیر نبیؐ ووصیؑ کی عظمت وجلال کی روشنی سے محروم ہوچکے تھے۔ فجر کی نماز سے مُراد سید الشہداء امام حسینؑ ہیں اس کی وجہ تشبیہ یہ ہے کہ جس طرح فجر صادق دنیا پر مسلط اندھیرے میں شگاف کردیتی ہے اسی طرح امام کی شہادت نے باطل کے اندھیروں کوشکست دے کر حق کے نور کی کرنیں عالم اسلام میں بکھیرنا شروع کردیں اگر فجر نہ ہوتو قیامت تک زمیں پر تاریکی راج کرے اسی طرح اگر امام نہ ہوتو قیامت تک باطل انسانوں پر مسلط رہتا۔

ولایت علیؑ

اس باب میں ہم ولایت علیؑ کا مقدس دروازہ حدیث قدسی کی چابی سے کھول رہے ہیں حدیث ہے اللہ بذات خود فرما رہا ہے (ولاية علی علیہ السلام حصنی، فمن دخل حصنی أمن عذابی) "علیؑ کی ولایت ایک طاقت ور قلعہ ہے جو میرے عذاب سے بچنا چاہے اس قلعے میں چلا جائے"۔ اللہ نے امان کا وعدہ صرف اُس سے کیا ہے جو ولایت علیؑ کو اپنائے، کیونکہ ولایت علیؑ کے اقرار سے نبوت کا اقرار جڑا ہوا ہے اور نبوت کے اقرار سے توحید کا اقرار جڑا ہے پس موالی وہ ہے جو اُصول دین میں عدل و امامت کو مانتا ہو۔ عدل توحید باری کے لئے ضروری اُصول ہے جو اِس اُصول کو مانتا ہے وہ مومن ہے اور مومن عربی زبان میں اُس کے لئے استعمال ہوتا ہے جس کو امن و امان مل گئی ہو پس علیؑ کا ماننے والا ہی مومن ہے جسے عذابِ خدا سے امان دی گئی ہے اور جو علیؑ کو نہیں مانتا وہ نفاق کا جیتا جاگتا نمونہ ہے جسے کسی حال میں مومن نہیں کہا جا سکتا۔

قول نبیؐ سے ایک اور مثال پیش کی جاتی ہے فرمان رسالت ہے۔ (انا مدينة العلم وعلی علیہ السلام بابها) "میں العلم کا شہر ہوں اور علیؑ اسکا دروازہ ہیں"۔ یہ واضح اشارہ ہے اسطرف کہ شہر میں داخل ہونے کے لیے صرف دروازہ ہی استعمال ہوتا ہے اس مثال کے ذریعے نبیؐ نے اُمت کو پابند کر دیا کہ نبیؐ کے بعد دین کا علم علیؑ اور اولادِ علیؑ کے علاوہ کسی سے حاصل نہ کریں اور جو کوئی کسی اور سے علم دین حاصل کریگا وہ راہ اسلام سے بھٹک کر بدعتوں کی دلدل میں دھنس جائے گا۔ اس حدیث میں ایک عرفانی نقطہ یہ ہے کہ جبرائیل بھی شہر علم میں بابِ علم ہی سے آتا تھا۔ رسولؐ نے اس نقطہ کی طرف اس طرح اشارہ فرمایا کہ (یاعلی علیہ السلام ان الله اطلعنی علی ماشاء غیبیه وحیا و تنزیلا و اطلعك علیه الهاما) شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ج ۳ ص ۱۹۷۔ "اے علیؑ اللہ نے اپنے غیب پر جتنا چاہا اُس سے مجھے (وحی) فرشتوں کے ذریعے آگاہ فرمایا اور اُن تمام اُمور پر تم کو اپنے الہام کے ذریعے مطلع کر دیا" اور یہ اشارہ ہے کہ شبِ معراج جو کچھ نبی کو خطاب الٰہی کے ذریعے حاصل ہوا وہ سب علیؑ کو الہامِ الٰہی سے حاصل ہوا۔

اور یہ بھی سرکارؐ کا فرمان مبارک ہے کہ (انّك تري ما اري و تسمع ما اسمع)۔ "اے علیؑ جو کچھ میں دیکھتا ہوں تم بھی دیکھتے ہو جو کچھ میں سنتا ہوں تم بھی سنتے ہو"۔ بحار الانوار ج ۷۳ ص ۲۷۰ حدیث نمبر ۴۰۔ یہ اشارہ فرشتوں کے نزول کی طرف ہے جو کچھ وہ تحفۂ الٰہیہ کے ساتھ آتے ہیں پس اللہ نے اپنے ولی علیؑ کو بھی سب کچھ سننے اور دیکھنے میں شامل رکھا اور نبیؐ کو حکم دیا کہ علیؑ کو ہر بات خود پہنچا دیں کیونکہ علیؑ نبوت و توحید کے راز دار ہیں۔ نبیؐ کا وصیؑ ان کا حامل ہونا ہی چاہیے۔ کیونکہ تمام دریا سمندر ہی میں گرتے ہیں۔

وجودِ مطلق اور وجود مقیّد

وجود کی دو قسمیں ہیں وجود العام اور وجود الخاص، وجود کی جنس اس کی طرف جاتی ہے اور امکان اور وجوب اس کی فصل ہے جو اِن دونوں میں فرق قائم کرتی ہے۔ وجود مطلق اللہ کا وجود ہے جو اسکی ذات بھی ہے۔ یعنی وجود ہی اللہ ہے۔ پس وہ اکیلا ہی ابدی اور ازلی ہے اللہ کے علاوہ جو وجود ہے اُسے وجود مقید کہتے ہیں یہ ایک بات ہوئی دوسری بات یہ کہ اللہ کی ذات انسان کو معلوم نہیں ہوسکتی کیونکہ اگر اس بات کو مان لیا جائے کہ انسان خدا کی ذات کو معلوم کر سکتا ہے تو اِس کا مطلب ہے کہ چھوٹی چیز بڑی پر محیط ہوگئی جیسے قطرے نے سمندر کو گھیر لیا اور یہ بات ناممکن ہے اس کو علمی زبان میں کہتے ہیں ممکن نے واجب کا احاطہ کر لیا ہے اور یہ محال ہے کہ ممکن واجب کا احاطہ کر سکے۔ جب ہمیں یہ معلوم ہوگیا کہ ہم وجود مطلق یعنی ذاتِ خدا کو نہیں پا سکتے تو اب ہمارا دائرہ معرفت صرف وجود مقید تک ہی محدود ہو جاتا ہے اور اس معرفتِ وجود مقید کی حقیقت (نقطہ) ہے۔ جیسے کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے اس نقطے کی طرف عارفوں کا سفر جاری ہے۔ یہی نقطہ عین الیقین اور حق الیقین ہے اور اس نقطے کی بہت سی حیثیتیں ہیں یہ نقطہ بھی اور فیض اول الٰہی بھی ہے یہ عقل اول اور نور اول بھی ہے اور یہی تمام کائنات کی علتِ تخلیق اور کائنات کی حقیقت نئی نئی مخلوقات کا محل صدور ہے اس مفہوم تک یہ حدیث قدسی پہنچاتی ہے (**کنت کنزاً مخفیا فا حببت ان اعرف، فخلقت الخلق لاعرف**) کتنی عجیب بات ہے کہ جب کچھ نہ تھا تو کس سے چھپا ہوا تھا۔ کنت کنزاً مخفیا کا مطلب ہے غیب کے پردوں میں چھپا ہوا یعنی ایسے پردے جنہیں آج بھی ہم نہیں جانتے اور اِس جملے سے اُس نے اپنی ذات کی طرف اِشارہ کیا ہے اور (**فاحببت ان اعرف**) سے اُس کی صفات کے ظہور کی طرف اِشارہ ہے (**فخلقت الخلق لاعرف**) سے اُس کے افعال کی طرف اِشارہ ہے۔ اشیاء کے پیدا ہونے اور پھیلنے کی طرف اور وہ اب بھی پہلے جیسا ہی ہے سے اشارہ ہے کہ وہ ایک ہے ابدی ہے خلق کی کثرت سے اُس میں کثرت پیدا نہیں ہوئی وہ تو وہی ہے۔ اُسکی ذات مقدس الوحی صفات میں جلوہ گر ہوئی اور اُسکے افعال نے دو عدموں (عدم سابق اور عدم لاحق) کے درمیان وجود لیا۔ یاد رہے کہ دو عدموں کے درمیانی وجود کی حیثیت

بھی عدم جیسی ہی ہوتی ہے پس اللہ کے علاوہ نہ پہلے کوئی تھا نہ اب کوئی ہے اسی لئے منصور الحاج نے کہا ہے کہ ''جو ازل اور ابد کو دیکھے اور اُن کے درمیان آنکھیں بند رکھے تو اُس پر توحید واضح ہو جائے گی۔ لیکن جو آدمی ازل اور ابد کے درمیان آنکھیں بند کر لے اور ازل و ابد کے درمیان دیکھے گا تو وہ عبادت کرے گا اور جو ازل و ابد اور انکے درمیان کو نظر انداز کر دے تو اُسے عُروۃ الحقیقت سے تمسک کر لیا''۔

دُنیا اعراض و اجسام کا وطن ہے۔ جسم خط اور سطح سے مل کر بنتا ہے اور اِن تینوں کا دارومدار نقطہ پر ہے یہ نقطہ سے پیدا ہوئے ہیں اور نقطہ میں غائب ہو جاتے ہیں اسی طرح حروف جو الف سے پیدا ہوتے ہیں وہ الف بھی نقطہ میں غائب ہو جاتا ہے کیونکہ وہ بھی خط ہی تو ہے خط یعنی لکیر۔ اسی طرح انسانوں کی کثرت بھی ایک آدم سے پیدا ہوئی جیسا کہ قول خدا ہے۔ (خلقکم فی نفس واحدۃ۔ سورہ زُمر) ''انہیں ایک جان سے پیدا کیا گیا ہے''۔ یعنی ایک صُورت اور ایک مادے سے یہ باتیں غافل کو جگانے اور جاننے والے کو آگے بڑھنے کا اِشارہ کرتی ہیں۔ آدمیوں کی کثرت ایک وحدت ایک نقطہ (آدم) کی طرف جاتی ہے اسی طرح اعداد بھی ہیں جو ایک سے پیدا ہوئے ہیں اور ایک ہی میں ضم ہو جاتے ہیں۔

نقطہ کی حقیقت

جیسے کہ اسماء الٰہیہ میں مرکزیت اللہ کے نام کو حاصل ہے اور مرکزیت کا مطلب ہے کہ اللہ کا نام اللہ کے تمام صفاتی ناموں (اسماء الٰہیہ) کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ اللہ کا نام اِن میں سے ہر ایک میں چمک رہا ہے۔ اسی طرح حروف کی انتہا نقطہ ہے۔ تمام چیزیں نقطہ پر ختم ہوتی ہیں اور نقطہ کے غیر مرئی وجود پر دلالت کرتی ہیں اور نقطہ کسی ذات پر دلالت کرتا ہے اور یہی وہ نقطہ ہے جو اللہ کا سب سے پہلا فیضان ہے آسمان عظمت پر شمسِ جمال نظر آتا ہے۔ تو اُس کو عقلِ فعّال کا نام دیا جاتا ہے اور ہم اہل اسلام اُسکو حضرت محمدؐ کہتے ہیں۔ پس یہ نقطہ نورالانوار اور سرالاسرار ہے جیسے کہ فلاسفہ کہتے ہیں نقطہ ہی اصل حقیقت ہے۔ اس کائنات میں جسم ایک حجاب ہے جو نقطہ پر پڑا ہوا ہے اور صورت بھی ایک حجاب ہے جو جسم کو چھپائے ہوئے ہے۔ حجاب غیر جسم ناسوتی ہے۔ اس کی دلیل صاف صاف اس آیت شریفہ میں ہے۔ **(الله نور السماوات)** النور آیت نمبر ۳۵۔ یعنی اللہ آسمانوں کو منور کرنے والا ہے پس اللہ ذات الٰہیہ کا نام ہے اور نور اُس ذات کی صفات ہیں اور حضرت محمدؐ اللہ کی ذات کی صفت ہیں اور عالمِ نور میں اللہ کی ذات کی صفت ہیں اور عالمِ ظہور میں اُسکی صفت کے مظہر ہیں۔ پس وہ نور اول ہیں وہ اسم ہے بدیع الفتاح (نئی اشیا کے دروازے کھولنے والا) حضرت کا فرمان ہے۔ **(اول ما خلق الله نوري)** کہ "اللہ نے سب سے پہلے میرے نور کو خلق کیا" اور دوسرا فرمان **(انا من الله والكل مني)** "میں اللہ سے ہوں اور باقی سب کچھ مجھ سے ہے" اور تیسرا قول رسالتؐ ہے جسے احمد بن حنبل نے اپنی کتاب فضائل عمل الصحابہ میں نقل کیا ہے۔ **(كنت انا و علي عليه السلام نوراً بين يدي الرحمن قبل ان يخلق عرشه بأربع عشرة سنة)** فرمایا۔ "میں اور علیؑ عرشِ الٰہی کی خلقت سے چودہ ہزار سال پہلے نور کی شکل میں موجود تھے"۔ لہٰذا احمدؐ اور علیؑ اللہ کے حجاب ہیں اُسکے نائب ہیں اسکے رازوں کے حامل ہیں اور اسکا دروازہ ہیں۔

محمدؐ اور علیؑ اللہ کے حجاب کس طرح ہیں؟ کیونکہ وہ اللہ کا اسم اعظم ہیں اور وہ کلمہ ہیں جس میں اللہ اپنا جلوہ دیکھتا ہے کیونکہ کلمہ میں ہی صانع مقدس عقلوں کے لئے جلوہ گر ہوا ہے اور کلمہ ہی وہ حجاب ہے جس کے پیچھے چھپ کر آنکھوں

سے اوجھل ہوگیا۔ پاک ہے وہ ذات جو اپنے خلق میں جلوہ افروز ہوئی تا کہ لوگ اُسے جان سکیں اور اپنے کاموں کے ذریعے اپنی صفات کا تعارف کراتا ہے تا کہ لوگ جان سکیں کہ وہ صرف ایک ہے اور اپنی صفات کے ذریعے اپنی ذاتِ مقدس پر دلیل قائم کرتا ہے تا کہ لوگ اُسکی پرستش کرسکیں۔

اب محمدؐ وعلیؑ کی ولایت کی بات سنیں۔ یہ اللہ کے ولی ہیں کیونکہ یہ خلق ہیں اللہ کی زُبان ہیں جس پر اللہ کا کلام جاری ہوتا ہے اور اُسکی مشیت کا ظہور ہوتا ہے اِن کے ذریعے۔ پس یہ اللہ کا خالص وخاص ہیں۔

اب باب یعنی دروازے کی حیثیت کا بیان یہ ہے کہ شہرِ الٰہی کے دروازے کا مطلب یہ ہے کہ مخلوقات کے ظاہری نقش ونگار اور اُن کے باطنی حقائق واسرار اللہ نے ان میں رکھ دیئے ہیں۔ پس یہ جلال الٰہی سے جگمگاتا ہوا وہ کعبہ ہیں جن کے گرد مخلوقات طواف کر رہی ہے اور وہ نقطہ کمال ہیں جن پر کائنات میں موجود ہر شے کی انتہا ہے۔ وہ بیت الحرام ہیں جس کی طرف سب جا رہے ہیں۔ یہ وہ اول بیت ہیں جو لوگوں کے لئے بنایا گیا ہے۔ قرآن کی آیت اسکی گواہ ہے کہ ارشادِ رب العزت ہو رہا ہے کہ (**اول بیت وضع للناس**) پس یہ باب ہیں حجاب ہیں انوار ہیں اُم الکتاب میں فصل الخطاب ہیں یوم حشر ہیں یوم حساب ہیں یہ عالم لاہوت کے حجاب ہیں عالم جبروت کے نواب ہیں عالم ملکوت کے ابواب ہیں اور حی وقیوم کا وہ وجہ ہیں جسے موت نہیں۔

اگر آپ کہیں کہ اللہ نور السمٰوت والارض کے معنی **منوّر السمٰوت والارض** بتائے ہیں۔ منوّر کے معنی **هادي السمٰوت والارض** ہیں، تو میں کہوں گا ہاں حقیقی معنی یہی ہیں۔ کیونکہ یہ ہستیاں الٰہی کی طرف بُلاتی ہیں اور لے بھی جاتی ہیں یہ اُس ذاتِ ازل وابد کے مشرق سے نکلنے والا انوار ہیں اور اُس ذات کا اسم فتاح ہیں جو وجود کو عدم سے نکالتا ہے پس اِن سے اللہ نے ابتداء کی اِن پر اللہ نے اختتام کیا اور یہی نفوس قدسیہ بروزِ قیامت لوگوں کے لئے پناہ گاہ الٰہی ہوں گے اور یہی ہستیاں اندھیروں میں روشنی اور غربت وافلاس میں نعمتوں کے تالوں کی چابیاں ہیں۔

ہم کائنات میں جس شے کو بھی دیکھتے ہیں وہ ایک خاص نقطے کی طرف بڑھ رہی ہے اور وہی نقطہ ذاتِ الٰہی کی صفت ہے اور موجودات کی علت ہے اس نقطے کو لوگ مختلف ناموں سے یاد کرتے ہیں یہ نقطہ وہ عقل ہے جسے حدیث رسالت مآبؐ میں اول مخلوق کہا گیا ہے (**اول ما خلق الله العقل**) اس عقل کو اہل اسلام پیغمبر کے نام سے جانتے ہیں کیونکہ سرکارؐ نے خود فرمایا ہے (**اول ما خلق الله نوري**) کیونکہ یہ سب سے پہلا وجود تھا جو بلا فصل اللہ سے صادر

ہوا اس لئے اسے عقل اول کہا اور کیونکہ اس عقل اول سے تمام اشیاء نے شعور پایا۔ اس لئے اس عقل اول کو عقل فعال بھی کہتے ہیں کیونکہ اس عقل اول سے ہی تمام اشیاء میں نورِ عقل وشعور نے سرایت کیا تاکہ وہ اشیاء کے حقائق کو پاسکیں۔ اس لئے اس عقل اول کو ہی عقل کُل بھی کہتے ہیں۔ لہٰذا پتہ چلا کہ سرکار دو عالم حضرتِ محمدؐ ہی نقطہ نور اول الظہور ہیں کائنات کی حقیقت اور موجودات کا مبداء ہیں۔ دائرات کا قطب ہیں پس سرکارِ دو عالم کا ظاہر اللہ کی صفت ہے اور آپ کا باطن اللہ کا غیب ہے پس آپ اسم الاعظم کا ظاہر تمام عالم کی صورت ہیں جن پر اسلام اور کُفر کا دارومدار ہے پس سرکار کی روح عالم لاہوت میں اس طرح ظاہر ہوئی جس طرح عالم اعداد میں احد کا ظہور ہوا۔ یعنی آپ سے پہلے کوئی دوسری روح نہیں تھی اور سرکارؐ کا جسم مبارک مُلک وملکوت کے معانی پر مشتمل ہے اور سرکارؐ کا قلب حی و قیوم کے خزانوں سے بھرا ہوا ہے۔ روایات کی روشنی میں ایسا اس طرح ہوا کہ اللہ نے ایک کلمہ کہا۔ ''نور ہو جا'' نور خلق ہو گیا۔ یوں کہا ''روح بن جا'' تو روح وجود میں آ گئی پھر اللہ نے روح کو نور میں جذب کر دیا اور اُن کے اس روح ونُور کے مرکب سے ایک حجاب وجود میں آیا۔ پس جو نور ہے وہی روح ہے وہی کلمہ ہے وہی حجاب ہے پس کلمہ اس طرح عالم کی ہر چیز میں جذب بھی ہے۔

جس طرح نقطہ حروف واجسام میں جذب ہے اور تمام اعداد میں الف سارے کلام میں اور اللہ کا نام تمام الٰہی ناموں میں جذب ہے پس رسولؐ اللہ ہی مبداءِ کُل اور حقیقتِ کُل ہیں پس ہر چیز کہہ رہی ہے کہ وہ اللہ کی وحدانیت کے سب سے پہلے گواہ ہیں اور محمدؐ اور علیؑ انکے آقا و مالک ہیں اور ان پر وہ ولایت رکھتے ہیں جو باپ کو اولاد پر ہوتی ہے۔ جیسا کہ سرکارؐ نے فرمایا کہ ''میں اور علیؑ اس اُمت کے باپ ہیں''۔ اگر اس اُمت کے باپ ہیں تو اس کا مطلب ہے تمام اُمتوں کے باپ ہیں۔ (باپ کا باپ بھی باپ ہوتا ہے) کیونکہ خاص واعلی کے لئے جو بات ثابت ہوئی ہے وہ عام اور ادنٰی کے لئے بھی ثابت ہوتی ہے۔ پس اگر یہ دو مقدس ہستیاں نہ ہوتیں تو کبھی کچھ خلق نہ ہوتا کیونکہ کائنات اُن کے لئے بنی ہے (لو لاك لما خلقت الافلاك) ''اگر آپ نہ ہوتے اے محمدؐ تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا''۔ یاد رہے افعال صفات سے اور صفات ذات سے پیدا ہوتی ہیں اور وہ صفت جو تمام صفت کی پیشوا ہے اس کائنات میں وہ جناب رسالت مآبؐ کی ذات بابرکات ہے جو کہ عین وجود اور شرفِ موجود ہے اور حضرتؐ وہ اکیلا نقطہ ہیں جو کہ صفتِ احدیت ہے احد سے صادر ہونے والی اور اشیاء کو تخلیق کرنے والی زمیں پر برسنے والا وہ بادل ہیں جو اللہ کا فیضانِ رحمت ہیں، آپ ہی عرش ہیں، نور ہیں، کتابِ مسطور ہیں، لوحِ محفوظ ہیں بلکہ یہی نہیں زمانے دہر کے خاتم بھی ہیں۔

اس بات کی تائید میں جناب امیرؑالمومنین کا ایک مُکالمہ ہے۔ کسی نے پوچھا مولاؑ کیا آپ نے دنیا میں کوئی مرد دیکھا ہے؟۔ مولاؑ نے جواب دیا کہ ''دیکھا تھا اور ابھی تک اُسی کے بارے میں سوالات کر رہا ہوں میں (علیؑ) نے اُس مرد سے پوچھا۔ تُو کون ہے؟۔ تو بولا میں مٹی ہوں۔ میں (علیؑ) نے پوچھا۔ کہاں کا رہنے والا ہے؟ بولا مٹی ہی میرا وطن ہے۔ میں (علیؑ) نے پوچھا۔ کہاں جا رہا ہے؟ بولا مٹی کی طرف۔ میں (علیؑ) نے پوچھا۔ میں (علیؑ) کون ہوں؟۔ تو بولا 'ابوترابؑ'۔ میں (علیؑ) نے پوچھا۔ کیا میں (علیؑ) بھی وہی ہوں جو تُو ہے؟ بولا یہ سوچا بھی نہیں جا سکتا کہ آپ مٹی ہیں یہی دین ہے''۔ پھر امیرؑالمومنین نے فرمایا۔ (انا انا، وانا انا، انا ذات الذوات، والذات فی الذوات الذات) یعنی ''میں میں ہوں، اور میں میں ہوں، میں ذاتوں کی ذات ہوں، اور ذاتوں کی ذات میں ذات ہوں''۔ پس بولا آپ پہچان گئے میں (علیؑ) نے کہا۔ ہاں۔ تو بولا اِس پر جم جائیں''۔

میں (رجب برسی مصنف اس کتاب کا) کہتا ہوں کہ آیئے اس پیچیدہ مُکالمے کو سُلجھائیں یہ عالم لاہوت اور عالم ناسوت کے درمیان بات چیت ہے۔ اِن میں ایک روح ہے دوسرا جسم ہے۔ لوگوں کو ان کا فرق سمجھایا جا رہا ہے۔ کہ قدسی ہیکل اور رازِ نفس میں کیا فرق ہے۔ یہ قول کہ (رایت رجلاً وانا الی الان اسال عنہ) روح جب تک جسم سے متعلق رہتی ہے اُسے سوچتی ہے کیونکہ جسم روح کا مُسافر خانہ ہے یہی روح کا دُکھوں سے لبریز گھر ہے اور یہی روح کی سواری ہے اور یہی اُس کی آرام گاہ بھی ہے۔ نمبر دو کہ عارف پر لازم ہے کہ وہ خود میں اور خدا میں جو عظیم فرق ہے اُسے سمجھتا ہو کیونکہ جو خود کو پہچان لیتا ہے اپنے رب کو پہچان لیتا ہے خود کو پہچاننے والا جانتا ہے کہ وہ پہلے نہیں تھا اور ہر معاملے میں کسی کا محتاج ہے اور اپنے رب کو پہچاننے والا جانتا ہے کہ اُس کا رب عزت و عظمت و بڑائی و بزرگی والا ہے مولا کا یہ قول کہ (انا طین) وہ بولا کہ میں مٹی ہوں۔ کہ عارف وہی ہے جو یہ سمجھ چُکا ہے کہ وہ عاجز و محتاج ہے جواب ہے مگر پہلے نہ تھا اور میں کون ہوں؟ یعنی جسم یہ اقرار کرتا ہے کہ وہ پہلے نہ تھا اور پھر نہ ہوگا۔ وہ اپنے اصلی عُنصر میں فنا ہو جائے گا (انت ابو تُراب) سے دو معنوں کی طرف اِشارہ ہے خاص و عام، خاص معنی کا مطلب ہے اَب یعنی پالنے والا سکھانے والا اور روح اس جسم کو پالتی ہے اور صحیح اور غلط عمل میں فرق سکھاتی ہے اور صحیح کا حُکم دیتی ہے دوسرا معنی ہے یعنی عام معنی پانی جس کا مطلب ہے اشیاء کو پیدا کرنے والا یا اشیاء کی حقیقت و معنی۔ کیونکہ کلمۃ اللہ الکبریٰ سے اشیاء کی تخلیق کا کاروان جاری ہوا اور یہی کلمہ تمام کائنات کی تخلیق کا راز ہے۔ (انا انت) کیا میں اور تو ایک ہیں یعنی کیا میں تیری طرح سے مرکب

ہوکر بنا ہوں اور تیری طرح سے موت سے ہمکنار ہوجاؤں گا۔ **(حاشاك، حاشاك، انا انا وانا انا) يعني** مٹی اور نور کا فرق تو اتنا واضح ہے کہ بیان کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ **(انا ذات الذوات والذات فی الذوات الذات)** صاف صاف چھپے ہوئے راز سے پردہ اُٹھا دیا گیا ہے کلمہ کی دو طرفیں ہیں۔ کُن فیکون یہی کلمہ اللہ کا اسم اعظم ہے اور ہر چیز کی حقیقت ہے ہر چیز اللہ کے لئے ہے کیونکہ یہ اُسکا راز ہے کلمہ ہے اور ہر چیز پر اُسکا ولی ہے اور وہ امر ہے جو اللہ نے اپنے لئے مخصوص کر رکھا ہے وہ وہ ہے بلکہ وہ اللہ کا کلمہ ہے اُسکی آیت ہے اور اُسکا راز ہے۔

اس مکالمے کو سمجھنے کے بعد غالی اور تالی دونوں کا کُفر سامنے آجاتا ہے۔ تالی اور موالی کا راستہ معلوم ہوجاتا ہے اور عارف کی منزل بھی پتہ چل جاتی ہے پس کائنات میں علیؑ اللہ کا راز ہیں اور اللہ کے ولی ہیں کیونکہ اللہ نے جو کچھ اپنے ارادے اور مشیت سے خلق کیا ہے اپنے ولی اور اپنے کلمے کو سونپ دیا اس لئے کہ مولا علیؑ ولی اس کائنات میں اللہ علی العظیم کے قائم مقام ہیں۔ جیسا کہ وارد ہوا ہے۔ **(لا فرق بينهم و بينك اِلّا انهم عبادك و خلقك)** <u>''تجھ میں ان میں فرق صرف یہ ہے کہ یہ تیری مخلوق ہیں تیرے بندے ہیں''</u>۔ قول معصومؑ ایک دُعا میں **(جئت بك اليك)** <u>''تیرے پاس تجھے لایا ہوں''</u>۔ یعنی تیری صفات کو تیری ذات کے پاس لایا ہوں تیرے عدل کو تیرے عفو کے پاس لایا ہوں۔ مکالمے کا یہ جملہ کہ جب بولا جان گئے ہیں کہا ہاں جان گیا بولا پھر اس پر قائم رہنا یہ اِشارہ ہے کہ جو انسان یہ جان جائے کہ مولا علیؑ اللہ کا چھپا ہوا راز ہیں تو اُس شخص پر واجب ہے۔ کہ یہ بات لوگوں سے چُھپائے۔ کیونکہ وہ اسے سمجھنے سے قاصر ہیں۔

حقیقت محمدؐ یہ تمام الٰہی اسماء کی صورت ہے

یہ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ کے ہر اسم کی اس کائنات میں ایک باطنی صورت ہے اصطلاحات میں صورت عینیہ کہا جاتا ہے ہر اسم الٰہی کے لئے ایک مربوب ہے حقیقت محمدیہؐ اللہ کے اسم جامع جس میں تمام اسماء سما جائیں کی صورت ہے جس سے تمام کائنات جاری وساری ہے۔ یہ حقیقتِ وہ ہے جو تمام صور عالم کی تربیت کرتی ہے اس حقیقت ہی میں رب کا ظہور ہوا ہے لہٰذا یہی حقیقت محمدیہؐ رب الارباب ہے کیونکہ یہ کائنات کے مظاہر میں ظاہر ہوتی ہے یہ اپنی ظاہری صورت میں اسم اعظم کا مظہر ہے جو کہ صورِ عالم کے لئے مناسب وموزوں ہے۔ تاکہ ان صورتوں کی تربیت کر سکے اور یہی حقیقتِ محمدیہؐ باطنی طور پر عالم کی تربیت کرتی ہے کیونکہ یہ صاحب اسم اعظم ہے اور اس کو مطلق ربوبیہ حاصل ہے اب آپ پر واضح ہو گیا ہے کہ کائنات کی روح رواں کون ہے جس سے زندگی اپنے قیام کے لئے مدد طلب کرتی ہے اسلئے سرکارؐ نے حق فرمایا جو کہ (خصصت بفاتحۃالکتاب و خواتیم البقرۃ و اعطیت جوامع الکلم) ''صرف میرے پاس فاتحۃ الکتاب۔ خواتیم البقرۃ اور جوامع الکلم ہیں الحمد للہ رب العالمین ہے''۔ یہ کائنات مجمع ہے ارواح واجسام کا اور رسولؐ اللہ روح عالم ہیں کیونکہ وہ روح ظاہر ہیں اس عالم میں جس طرح صبح کی روشنی روح میں سرایت کرتی ہے اسی طرح آپ کا فیضان رحمت وحیات صور عالم میں سرایت کرتا ہے پس محمدؐ ظاہر و باطنی اعتبار سے سِرّ وجود ہیں۔ پاک ہے وہ ذات جو اپنی طرف متوجہ کرتی ہے اپنی صفات کو ظاہر کر کے۔

الف سے حروف کا نشور

آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ کلام حرفوں سے بنتا ہے اور حروف نقطے سے تشکیل پاتے ہیں اور نقطہ وہ الف ہے جو نظر سے غائب ہو جائے اور اس نقطے سے ۲۸ حروف عربی زبان کے پیدا ہوتے ہیں نقطہ وہ الٰہی صورت ہے جو اللہ کی ذات سے قائم ہے اور یہ صورتیں دو طرح کی ہیں جلالی اور جمالی حروف جلالی کی صرف ایک قسم ہے اور وہ ناری حروف ہیں جبکہ

حروف جمالی کی تین قسمیں ہیں اور کوئی حرف ایسا نہیں جو الف سے صادر نہ ہوتا ہو اور وہ الف وہ نظر نہ آنے والا نقطہ ہے جس نے وجود اختیار کیا اور موجودات میں شمار ہونے لگا تاکہ لوگ اُس تک پہنچ سکیں اور اس طرح اپنے معبود رب کی وحدانیت کو سمجھ سکیں اور یہ ہر چیز پر محیط ہے، جب ہر چیز ایک ہی ہستی نظر آئے تو وہ ایک ہی ہے۔

حروف سے اسماء کی ترکیب

حروف کے رازوں میں سے ایک یہ ہے کہ اسماء حرفوں سے تشکیل پاتے ہیں اور ہر لفظ کا ایک ظاہر ہوتا ہے اور ایک باطن ہوتا ہے لفظ کا ظاہر اہل تقلید کے لئے ہے اور لفظ کا باطن اہل تحقیق وتحریر کے لئے ہے کیونکہ ظاہر روح کی کھال یا جسم ہے اور باطن جسم کی روح ہے لوگ چار قسم کے ہیں۔ جو ظاہر و باطن دونوں پر حاوی ہیں وہ راسخون فی العلم ہیں۔ ۲۔ جو نہ ظاہر پر مطلع ہیں نہ باطن پر یہ کُفار ہیں۔ ۳۔ جو ظاہر پر ٹھہر جائے یہ صرف نبوت کا اقرار کرتے ہیں امامت کا نہیں یہ لوگ اندھیروں میں بھٹکنے والے ہیں آنکھوں پر پٹی پڑی ہوئی ہے۔ ۴۔ ایک وہ جو صرف باطن کو مانتے ہیں ظاہر سے سروکار نہیں رکھتے یہ لوگ پاگلوں میں عقل مند ہیں۔

حضرت ابن عباس کہتے ہیں اس آیت (**وکُل شئی فصلناہ تفصیلا**) اسراء۔ ہر چیز کو کھول کھول کر بیان کر دیا ہے کی تفسیر میں کہ "ہم نے ہر چیز کی شرح حساب جمل کے ذریعے کر دی ہے اب جو سمجھ سکتا ہے سمجھ لے"۔ ابن عباس کہتے ہیں یہ علم شب معراج نبیؐ پر نازل ہوا تھا اور نبیؐ نے جناب امیرؑ کو عطا کیا تھا اور یہ سرکارؐ کی ذُریت میں قیامت تک رہے گا اور یہ آٹھ کلمات اور ۲۸ اٹھائیس حروف کا علم ہے ہر حرف سے اسم محمدؐ اور اسم علی نکلتا ہے ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی جو لوگ اس علم میں مہارتِ تامہ رکھتے ہیں وہ نکال سکتے ہیں۔

مراتب حروف جلالت

حروف جلالہ کے چار مراتب ہیں (۱) ذات (۲) عقل (۳) نفس (۴) روح اور ان چار حرفوں سے متعلق چار فرشتے ہیں (۱) جبرائیل (۲) میکائیل (۳) اسرافیل (۴) عزرائیل اور اسکی چار منازل ہیں چار انبیاء کے لئے۔ (۱) ابراہیمؑ (۲) موسیٰؑ (۳) عیسیٰؑ (۴) محمدؐ اور یہ حرف چار حقائق پر ختم ہوتے ہیں۔ (۱) امر (۲) نہی (۳) وعد (۴) وعید اور ان سے متعلق چار کتابیں ہیں (۱) صحف (۲) توراۃ (۳) زبور (۴) فرقان، صحف قلب کی مانند ہے اور یہ الف اول ہے

،توراۃ عقل کی مانند ہے یہ پہلا لام ہے،انجیل لوح کی مانند ہے اور یہ دوسرا لام ہے اور،قرآن نفس کی مانند ہے یا حق کی مانند ہے، عالم ظاہر و باطن میں اور یہ لفظ (ھ) ہے۔

جاننا چاہیئے کہ جو چیز ذاتِ احدیت سے سب سے پہلے صادر ہوئی وہ ایک نقطہ تھا اور اس نقطے سے الف ظاہر ہوا اور اس قدر آگے بڑھا کہ لکیر کی شکل اختیار کر گیا اور یہ الف تین نقطوں سے مرکب ہے ایک نقطہ علم و عقل و روح قدس ہے تہ نقطہ کا الف ہے اور اس نقطے سے کائنات کی ابتداء ہوگی اور اس طرح انتہا ہوگی اور دوسرا نقطہ روح اللہ ہے۔ وہ روح اللہ المقدسہ جو اللہ نے آدمؑ میں پھونکی تھی (نفخت فیہ من روحی) یہ نقطہ ثانی حرف (ب) ہے جو کہ ایک حجاب ہے جو بظاہر ایک نقطہ ہے ایک جسم ہے اس کا حکمِ ظاہر ہے شریعت اور اس کی حقیقت نبوت ہے اور اسی سے کائنات ظاہر ہوتی ہے اور اس نقطے کے باطن میں ایک نقطہ ہے۔

عن الباء ظهر الوجود و بالنقطة بين العابد والمعبود

مولاؑ کا فرمان ہے (عن الباء ظهر الوجود و بالنقطة بين العابد والمعبود) ''ب سے وجود کا ظہور ہوا اور ب کے نقطے سے عابد و معبود میں فرق قائم ہے''۔ کسی فلسفی کا قول ہے کہ ب کو پہچاننے والے ہی پہچانتے ہیں۔ کوئی چیز ایسی نہیں جس پر ب نہ لکھا ہوا ہو۔ اگر اللہ کہو تو گویا تمام اسماء الٰہیہ کو زبان پر جاری کر دیا۔ اگر الف لکھا تو گویا تمام حروف لکھ لئے۔ اگر ایک کہا تو اُس میں تمام اعداد آ گئے۔ اگر نقطہ کہا تو گویا تمام عالموں کا احاطہ کر لیا۔ اگر نور کہا تو عدم وجود کا بیان کر لیا۔ اگر کہا نور النور تو اسم اعظم زُبان پر جاری کر لیا۔ اُس کے لئے جو جانتا ہے اور سمجھتا ہے۔ البتہ ہر سُریلی آواز سے کوئی لطف نہیں لے سکتا اور پیدائشی اندھے کے لئے رات اور دن کے فرق کا بیان ٹیڑھی لکیر کے سوا کچھ نہیں یعنی بھینس کے آگے بین نہ بجائی جائے۔

کسی عارف کا قول ہے۔ الف وہ حرف ہے جس میں تمام حروف جمع ہیں اور (ف) وہ دائرہ ہے جس پر تمام حروف گھوم رہے ہیں دوسرے عارف نے کہا ہے۔ اے رب مجھ پر الف سے جو کہ غیر معطف ثابت ہوا، نقطہ سے ثابت ہوا کہ تمام حرفوں کا راز ہے۔ (ق) ایک پہاڑ ہے جو سب کو گھیرے ہوئے ہے اور (ص) ایک بحر ہے جس کے ظہور سے وہ پوشیدہ نہیں اس طرح مجھ پر ہدایت کا نور کامل ہو گیا۔

تیسرا نقطہ الف کی وہ روح ہے جسے امر کہا گیا ہے اس نقطے سے نور پیدا ہوا اور عالم کی صورت و شکل نے وجود لیا

اور یہ اشارہ ہے اللہ کے افعال کے ظہور کا کیونکہ اللہ اکیلا ہی اشیاء کو پیدا کرنے والا ہے۔مگر وہ خود ان اشیاء میں نہیں ہے اگر ہوتا تو محدود ہو جاتا اور نہ ہی ان اشیاء میں سے ہے اگر ہوتا تو گنتی میں آتا لیکن وہ ان اشیاء میں اپنے نور جمال سے جلوہ افروز ہے اور ان اشیاء سے اپنے کمال وجلال کی وجہ سے الگ ہے اپنی بزرگی کی وجہ سے ان سے قریب ہے اور ان کو قائم کرنے والا ہے اور اسکی یہ چیزیں اُسکی بدولت قائم ہیں کیونکہ اللہ جو احد ہے اُسکے اجزاء نہیں ہیں اگر ہوتے تو گنتی میں آتا اور نہ وہ ایک سے زیادہ ہے اگر ہوتا تو محدود ہوتا لہٰذا ہر حال میں اُسکو ایک ماننا لازم ہے۔

واحد اور احد کے معنی

احد اور واحد اور وحدانیت یہ تین الفاظ ہیں احد اُسکی ذات کا نام ہے جس کا مطلب ہے وہ ہستی جس سے صفات کو سلب کر لیا جائے اور واحد بھی اُس کا اسم ذات ہے جس کا مطلب ہے اُس کے لئے صفات کا اقرار کیا جائے کہ وہ بہت ساری صفات کا حامل ہے وحدانیت واحد کی صفت ہے اور واحد احد کی صفت ہے احد واحد پر فوقیت رکھتا ہے واحد احد میں چھپا ہوا ہے جو کہ احد کی صفت ہے، احد کا نور ہے، احد کا ظہور ہے، احد سے صادر ہونے والی پہلی چیز ہے، احد کا باطن ہے۔ واحد کا مطلب ہے وہ جو کہ احد کی حقیقت سے پیدا ہوا اور یہی موجودات کا معنی احد ذوالجلال ہے اور واحد عقل فعال ہے۔ اللہ کی وحدانیت کی حد نہیں اسی طرح وہ اپنی وحدانیت میں بھی ہے جس کو گننا ممکن نہیں اور وہ اپنی صمدیت میں اس طرح ہے کہ کوئی اس سے پہلے یا اُس کے بعد نہیں۔ وہ اپنی الوہیت میں معبود ہے جو کہ کُل کی کُل مُلک ہے باقی سب اُس کے مملوک اور عبد ہیں۔

اولِ خلق نورِ محمدؐ و علیؑ

احد سے واحد ظاہر ہوا اور پھر واحد سے تمام اعداد ظاہر ہوئے یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے کہ نقطہ سے لکیر ظاہر ہوئی اور لکیر سے سطح اور ان دونوں سے جسم ظاہر ہوا اور جس طرح ہر نقطے سے حروف ظاہر ہوئے اور حروف سے کلام ظاہر ہوا اور کلام سے معنی پیدا ہوئے اور یہ سب واحد سے ظاہر ہوا ہے اسی سے ابتداء ہے اور اسی کی طرف دوبارہ سب کچھ چلا جاتا ہے تجھ سے ابتداء تجھ سے انتہا۔ بس ایک نقطہ تمام موجودات کی اصل حقیقت ہے۔ یہی نقطہ کائنات کا مبداء ہے۔ اسی کے گرد اسی کے ذریعے دائرے بنتے ہیں یہی عالمِ غیب و شہادت ہے اس نقطے کا ظاہر نبوت ہے اور اس کا باطن ولایت ہے اور نبوت و ولایت ایک ہی نور میں ظاہر و باطن ہیں۔

لیکن ولایت نبوت سے پھوٹتی ہے۔ یہ دو اسم ایک جگہ ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں اگر ان کو دو الگ الگ نام دیئے جائیں تو وہ ہونگے محمدؐ اور علیؑ اور اگر ان کو بطور صفت کے بیان کریں۔ تو کہیں گے نبیؐ اور ولیؑ۔ دونوں نور اسم نبوت اور امامت ایک دوسرے میں پوری طرح سمائے ہوئے ہیں تمام تر ولی نبی سے ہیں جسطرح چاند سورج سے روشنی لے کر دن بدن بڑھتا ہے یہاں تک کہ بدرِ کامل بن جاتا ہے اُس وقت اگر سورج غروب ہو جائے تو دُنیا پر چاند کی حُکمرانی ہوتی ہے اور اللہ کے اس فرمان (خلق الارض فی یومین) فصلت ۹۔ ''زمین کو دو دِنوں میں پیدا کیا'' میں اس طرف اِشارہ موجود ہے اور اسی طرف سرکارِ رسالتؐ نے اِشارہ کیا ہے (اول ما خلق الله نوري، ثم فتق منه نور علي فلم نزل نتردد فی النور حتی وصلنا حجاب العظمة فی ثمانین الف سنة، ثم خلق الخلائق من نورنا فنحن صنائع الله، والخلق من بعد صنائع لنا اي مصنوعين لاجلنا) ''<u>اللہ نے سب سے پہلے میرا نور خلق کیا پھر اُس نور سے علیؑ کا نور نکالا ہم عالم نور میں سفر کرتے رہے یہاں تک کہ حجاب عظمت الٰہی تک اسی ہزار ۸۰۰۰۰ سال کا سفر کر کے پہنچے۔ اس کے بعد اللہ نے ہمارے نور سے تمام خلائق کو خلق کیا پس ہم اللہ کے بنائے ہوئے</u>

ہیں جبکہ تمام خلق خلقت ہمارے لئے ہے''۔ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری نے (کنتم خیر أمة اخرجت للناس) ''تم سب سے بہتر اُمت ہو جو لوگوں کے لئے ظاہر ہوئے'' کی تفسیر میں جو کچھ کہا ہے وہ بھی اس بات کی تائید کرتا ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا (اول ما خلق الله نوري ابتدعه من نوره واشتقه من جلال عظمته فاقل يطوف بالقدرة حتى وصل إلى جلال العظمة فى ثمانين الف سنة. ثم سجد الله تعالى تعظيماً فتفتق منه نور علىؑ. فكان نوري محيطاً بالعظمة ، و نور علىؑ محيطاً بالقدرة. ثم خلق العرش، واللوح، والشمس، والقمر، والنجوم، وضوء النهار، وضوء الابصار، والعقل والمعرفة، وابصار العباد، واسماعهم وقلوبهم، من نوري و نوري، مشتق من نوره. فنحن الاولون، ونحن الاخرون، و نحن السابقون، و نحن الشافعون، و نحن كلمة الله، و نحن خاصة الله، و نحن احباء الله، و نحن وجه الله، ونحن امناء الله، و نحن خزنة وحى الله، وسدنة غيب الله، و نحن معدن التنزيل، و عندنا معنى التاويل، وفى آياتنا هبط جبرائيل، و نحن مختلف امر الله، و نحن منتهى غيب الله، و نحن محال قدس الله و نحن مصابيح الحكمة، ومفاتيح الرحمة، و ينابيع النعمة، ونحن شرف الامة، و سادة الائمة، و نحن الولاة الدعاة والهداة والسقاة، والحماة، وحبنا طريق النجاة، وعين الحياة، ونحن السبيل والسلسبيل، والمنهج القويم والصراط المستقيم، من آمن بنا آمن بالله، ومن ردّ علينا فقد ردّ على الله، ومن شك فينا شك فى الله، ومن عرفنا عرف الله، ومن تولّى عنا تولّى عن الله، و من تبعنا اطاع الله، و نحن الوسيله الى الله، والوصله الى رضوان الله، ولنا العصمة والخلافة والهداية و فينا النبوة والامامة والولاية، و نحن معدن الحكمة و باب الرحمة، و نحن كلمة التقوىٰ و المثل الاعلىٰ والحجة العظمىٰ، والعروة الوثقىٰ، التى من تمسك بها نجا و تمت البشري۔

یعنی ''اللہ نے سب سے پہلے میرا نور خلق کیا اسے اپنے نور سے بنایا اور اپنی عظمت وجلال سے نکالا بس پھر کیا تھا یہ نور اُسکی قدرت کا طواف کرنے لگا یہاں تک کہ اسی ہزار سال میں حجاب عظمت تک پہنچ پایا، حجاب عظمت کے آگے اُسکی تعظیم کے لئے اُس کے آگے جھک گیا یہاں اسی نور سے علیؑ کا نور پھوٹا۔ میرا نور عظمت کو سمیٹے ہوئے تھا اور علیؑ کا نور قدرت

کو لئے ہوئے تھا۔ پھر عرش، لوح، شمس، قمر، نجوم، دھوپ، آنکھوں کی روشنی، عقل و معرفت، بندوں کی دیکھنے کی قوت، سننے کی صلاحیت، اُنکے دل کی خلقت شروع ہوئی اور یہ چیزیں میرے نور سے خلق ہوئیں اور میرا نور اللہ کے نور سے چھوٹا تھا۔ لہٰذا ہم اول ہیں ہم آخر ہیں، سابق ہیں، شفاعت کرنے والے ہیں۔ اللہ کا کلمہ ہیں، اُس کے خاص بندے ہیں، اُسکے پیارے ہیں اُس کا چہرہ ہیں اُس کے امین ہیں، اُس کی وحی کے رکھوالے ہیں، اُسکے غیب کے حامل ہیں، ہم آسمان سے اُترنے والی اشیاء کی کان ہیں، ہمیں اللہ کی باتوں کی تاویل کا معنی معلوم ہے، جبرائیل ہماری وجہ سے اترا تا ہے، ہم اللہ کے امر کے آنے کی جگہ ہیں، ہم اللہ کے غیب کی انتہا ہیں، ہم اللہ کے قدس کا احاطہ ہیں، ہم حکمت کے چراغ ہیں، رحمت کی چابیاں ہیں، نعمتوں کے سرچشمے ہیں اُمت کا شرف ہیں، صاحب امامت سید ہیں، ہم حکمران ہیں، ھادی ہیں، خیر کے داعی ہیں، ہم پیاسوں کو پلانے والے ہیں، بے سہاروں کا سہارا ہیں، ہماری محبت نجات کا راستہ ہے؛ اور حیات کا سرچشمہ ہے، ہم سبیل اور سلسبیل ہیں ہم پکا راستہ ہیں، سیدھا راستہ ہیں، جو ہم پر ایمان لائے گا وہی اللہ پر ایمان لانے والا ہے، اور جو ہمیں رد کرے گا اللہ کو رد کرے گا، جو ہم پر شک کرے گا اللہ پر شک کرے گا، جس نے ہمیں پہچانا اُس نے اللہ کو پہچانا، جو ہم سے پھر گیا اللہ سے پھر گیا، جس نے ہماری اتباع کی اُس نے اللہ کی اتباع کی، ہم اللہ تک پہنچنے کا وسیلہ ہیں ہمارے ذریعے اللہ کی رضا تک پہنچا جا سکتا ہے ہمارے لئے عصمت ہے خلافت ہے ہدایت ہے ہمارے لئے نبوت ہے امامت ہے ولایت ہے، ہم حکمت کی کان ہیں اور رحمت کا دروازہ ہیں ہم تقویٰ کا کلمہ ہیں، ہم مثل اعلیٰ ہیں ہم سب سے بڑی حجت ہیں اور نہ ٹوٹنے والی رسی ہیں جو اس کو پکڑ لے گا گرنے سے نجات پالے گا اور اُس مقام پر خوش خبری پوری ہو گی"۔

محمد بن سنان نے عبداللہ ابن عباس کی بات بیان کی ہے ابن عباس کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہؐ کے پاس بیٹھے تھے۔ کہ حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ تشریف لائے تو رسول اللہ نے فرمایا۔ (مرحبا بمن خلقه الله تعالى قبل ابيه آدم باربعين الف سنة) "میں خوش آمدید کہتا ہوں اُس شخص کو جسے اللہ نے اُسکے باپ آدمؑ سے بھی چالیس ہزار سال پہلے خلق کیا"۔ عبداللہ کہتے ہیں ہم نے کہا یا رسولؐ اللہ (اكان الا بن قبل الاب؟) کیا بیٹا باپ سے پہلے ہو سکتا ہے؟ رسول اللہؐ نے فرمایا "ہاں اللہ نے مجھے اور علیؑ کو آدم سے چالیس ہزار سال پہلے خلق کیا تھا پھر اس نور کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا پھر اُس کے بعد میرے اور علیؑ کے نور سے اشیاء کی خلقت شروع کی پھر ہمیں عرش کے دائیں جانب ٹھہرایا تو ہم

نے اُسکی پاکیزگی کی تسبیح شروع کی تو فرشتوں نے بھی اُسی تسبیح کو پڑھنا شروع کر دیا پھر ہم نے اُسکی یکتائی اور بزرگی کا زکر شروع کیا فرشتوں نے بھی وہی ذکر شروع کیا پس جو بھی اللہ کی تسبیح وتکبیر کرتا ہے تو وہ میری اور علیؑ کی دی ہوئی تعلیم کا نتیجہ ہے''۔

اوران حدیثوں میں سے ایک وہ مرفوع حدیث ہے جس کو محمد بن علی بن بابویہ نے بیان کیا ہے۔اس نے سفیان الثوری سے اس نے امام جعفر صادقؑ سے آپ نے اپنے اجداد سے کہ جناب امیر المومنینؑ نے فرمایا (**ان الله خلق نور محمد قبل خلق المخلوقات كلها باربعمائة الف سنة و اربعة و عشرين الف سنة، خلق منه اثنى عشر حجاباً**) ''اللہ نے تمام مخلوقات سے چار لاکھ چوبیس ہزار سال پہلے نور محمدؐ کو خلق کیا اس نور سے بارہ حجاب پیدا ہوئے''۔

بارہ حجابوں سے مراد بارہ امام ہیں یہ اللہ کا وہ کلمہ ہیں جس سے تمام کلمات پیدا ہوئے اور اللہ کی وہ نعمت ہیں جس سے تمام نعمتوں نے جنم لیا اور وہ الف ہیں جس سے تمام امتیں وجود میں آئیں۔یہ اللہ کی وہ زُبان ہیں جس سے اللہ بولتا ہے یہ اللہ کا دست کرم ہیں جس سے وہ عطا کرتا ہے اور یہ وہ بنیادیں ہیں جن کی بناء پر اللہ حکم دیتا ہے، ابوحمزہ ثمالی کہتے ہیں کہ محترمہ حبابہ والبیہ امام جعفر صادقؑ کے پاس آکر کہتی ہیں کہ مولاؑ ہمیں اُس وقت کی باتیں بتایئے جب آپ اس جسم سے پہلے سایہ جیسے تھے یعنی روح محض تھے۔مولاؑ نے فرمایا (**كنا نوراً بين يدي الله تعالى قبل خلقة الخلق فلما خلق الخلق سبّحنا فسبّحو، و هللنا فهللوا، و كبرنا فكبروا و ذالك قوله تعالى (وألو استقاموا على الطريقة لاسقينا هم ماء غدقا) و معناه لو استقاموا على حب على عليه السلام كنّا و ضعنا اظلتهم فى الماء الفرات، و هو حب على عليه السلام (لنفتنهم فيه) يعنى فى حب على عليه السلام، (ومن يعرض عن ذكر ربه) يعنى عن ذكر على عليه السلام**) ''ہم خلقت کی خلقت سے پہلے اللہ کے سامنے نور کی شکل میں تھے پھر جب خلقت کو خلق کیا گیا تو ہم نے تسبیح و تحلیل وتکبیر میں آواز بلند کی تو مخلوقات نے بھی یہ اذکار شروع کر دیئے۔اللہ کہتا ہے اگر وہ راہ پر جمے رہتے تو ہم اُن کو آب شیریں سے سیراب کرتے یعنی اگر وہ حب علیؑ پر جمے رہتے تو آب فرات سے سیراب کئے جاتے اور جو ذکر علیؑ سے منہ موڑے گا۔وہ اپنے رب کے ذکر سے منہ موڑے گا''۔

اس حدیث میں آنے والے کچھ الفاظ کے بارے میں:۔

(اول) پہلا لفظ رب ہے، رب سے مراد یہاں مولاؑ ہے اور علیؑ مولاؑ ہیں یعنی جو اپنے مولاؑ کے ذکر سے منہ موڑے گا۔

(دوئم) ذکرِ علیؑ قرآن میں ہے۔

(سوئم) مولا کا ذکر ذکرِ ربِ علیؑ ہے۔ جس کی دلیل ابن عباس سے مروی یہ حدیث نبویؐ ہے ابن عباس نے شیعان علیؑ کو خط لکھا۔ ''اے زیر آسمان منتخب لوگو ملت اسلامیہ کے نجباء اطاعت الٰہی کی طرف تیزی سے بڑھنے والوں، زمیں پر رہنے والوں میں بابصیرت لوگوں، تم پر سلام ہو تحیہ ہو ہماری طرف سے بعد تحیہ اور سلام کے عرض ہے کہ تمہاری بصیرے اور ہدایت پرستی کا پتہ تمہارے خط سے ہو تمہارا خط مجھے تمہاری طرف کھینچتا ہے سلامتی دین اور ایمان کی راہ پر گامزن رہو سب کچھ یاد رکھو انسان جب اپنی قبر میں جاتا ہے تو دو فرشتے اللہ کی طرف سے اُس سے یہ پوچھتے ہیں کہ بتا تو رب کسے مانتا ہے کس نبی پر ایمان رکھتا ہے اور نبیؐ کے بعد کس کو اپنا ولی اور امامؑ تسلیم کرتا ہے بس اگر اُس نے صحیح جواب دیا تو نجات پاتا ہے ورنہ عذاب پاتا ہے''۔

محمد بن سنان کہتے ہیں کہ میں نے امام علی النقیؑ کے سامنے شیعوں کے آپس کے اختلاف کا ذکر کیا تو مولاؑ نے فرمایا کہ ''یہ اُس وقت کی بات ہے کہ جب اللہ نے اپنی تنہائی کو خلقت سے روشناس کرانے کا فیصلہ کیا تو محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ کو خلق کیا یہ ہستیاں ایک لاکھ برس تک اس حال میں تھے کہ اللہ اور اُن کے سوا کچھ نہ تھا پھر اس کے بعد اللہ نے دوسری چیزیں پیدا کیں اور اُن ہستیوں کو ان چیزوں پر گواہ بنایا اور اُن پر ان حضرات کی اطاعت کا فرمان جاری کیا اور اسکے علاوہ بھی جو چاہا وہ فرمان جاری کیا پھر اُن چیزوں کے معاملات ان حضرات کے ہاتھ میں دے دیئے اور یہ صرف اس لئے کیا کہ وہ ان کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا تھا۔ پس یہ حضرات قدسیہ حلال وحرام کے فرامین جاری کرتے ہیں اور جو کچھ بھی یہ کرتے ہیں وہ وہی ہوتا ہے جو خود اللہ چاہتا ہے۔ بس یہی وہ سچا عقیدہ ہے جو اس سے آگے پیچھے ہوگا وادی ہلاکت میں گرے گا۔ اس عقیدے کو اپنا لو یہ چھپے ہوئے علم کے خزانے سے تمہیں دیا ہے''۔

جناب ابوحمزہ ثمالی کہتے ہیں کہ میں نے امام زین العابدینؑ سے سنا ہے مولاؑ فرماتے ہیں کہ ''اللہ نے محمدؐ، علیؑ اور پاکیزہ نفوس طیبین کو اپنے نور عظمت سے خلق کیا اور اُن کو سایوں کی شکل میں رکھا اور مخلوقات کو خلق نہیں کیا اُس وقت تک پھر اُس کے بعد مولاؑ نے فرمایا کیا تم لوگ یہ سمجھتے ہو کہ اللہ نے تمہارے علاوہ اور کوئی پیدا نہیں کیا ہاں اللہ نے ایک

لاکھ آدم پیدا کئے اور ایک لاکھ عالم پیدا کئے اور تم آخری عالم کی مخلوق ہو"۔

اس قسم کی ایک روایت سعد بن عبداللہ نے جابر سے اور جابر نے امام صادقؑ سے بیان کی ہے مولاؑ فرماتے ہیں کہ "اللہ کے دو شہر ہیں ایک مشرق میں ہے اور دوسرا مغرب میں ہے، ان دونوں شہروں کے گرد لوہے کی فصیل ہے اس فصیل میں ستر ہزار دروازے ہیں ہر دروازہ دوسرے سے ایک فرسخ کے فاصلے پر ہے۔ ہر دروازے میں ستر کواڑ ہیں جو کہ سُرخ سونے کے ہیں۔ ان شہروں میں ستر ہزار زبانیں رائج ہیں۔ ہر زبان دوسری سے بالکل الگ ہے اور میں جعفر صادقؑ خدا کی قسم ان تمام زبانوں کو جانتا ہوں اور ان شہروں پر حجت خدا ہوں"۔

ما وراء الحجاب من العوالم و مناقبھم علیہ السلام

اس حدیث کا انکار وہی کر سکتا ہے جس کا ایمان سے کوئی واسطہ نہ ہو، اُسے یہ تو سوچنا چاہیئے کہ وہ کس چیز کا انکار کر رہا ہے اللہ کی قدرت کا یا اُس کی نعمت کا یہ تو سوچو کہ پیکر عصمت وطہارت کی باتوں کے انکار کا کیا مطلب ہوتا ہے پہلے اللہ کی قدرت کی ایک جھلک دیکھئے حضرت سُلیمانؑ کے بارے میں آیا ہے کہ آپ کے دستر خوان پر روزانہ صرف نمک کی مقدار سات گر ہوتی تھی ایک دن سمندر سے ایک جانور نکلا اور بولا کہ اے سلیمانؑ کسی دن میری بھی دعوت کر دیں تو سُلیمانؑ نے حکم دیا کہ ہمارے دستر خوان کے برابر خوراک اس جانور کے آگے ڈال دو حکم کی تعمیل ہوئی اور سمندر کے کنارے اُس جانور کے لئے ایک بہت بڑے پہاڑ کی مانند خوراک کا ڈھیر لگا دیا گیا اُس سمندر کے جانور نے سمندر سے اپنا منہ باہر نکالا اور وہ خوراک ایک سانس میں اُس کے پیٹ میں چلی گئی تب اُس جانور نے سُلیمان سے کہا کہ میرا تو آدھا پیٹ بھی نہیں بھرا یہ سن کر سُلیمانؑ نے حیرت سے کہا تجھ جیسا نہ دیکھا نہ سُنا تو اُس نے جواب دیا کہ جناب مجھ جیسے افراد پر مشتمل ایک ہزار قومیں سمندر میں آباد ہیں۔ سُلیمانؑ نے اللہ کی قدرت پر سبحان اللہ کی مالا جپنی شروع کر دی۔

اب اللہ کی نعمتوں کی وسعت کا بیان ہے منکرین نعمت کے لئے اللہ نے حضرت داوَدؑ سے فرمایا اے داوَد اپنی عزت وجلال کی قسم اگر تمام زمین وآسمان کی مخلوقات مجھ سے طلب کرے تو میں تیری دُنیا سے سترہ گنا زیادہ ان سب کو عطا کروں اور میرے لئے یہ عطا صرف ایسی ہے جیسے سمندر میں سوئی کی نوک گیلی کر لی جائے۔ اے کور چشم اللہ کی قدرت ونعمت کو اگر کسی حد تک بھی سمجھتا ہے تو سُن محمدؐ وآل محمدؐ سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں جو اللہ نے اپنی مخلوق پر نازل کی ہے۔

امام صادقؑ فرماتے ہیں کہ "اللہ نے زبرجد کا ایک نطاق بنایا ہے پوچھا گیا نطاق کیا ہے تو مولاؑ نے فرمایا زبرجد سبزی کا ایک حجاب ہے اُس حجاب کے پیچھے ستر ہزار عالم ہیں جن کے باسیوں کی تعداد جن وانس سے زیادہ ہے اور ان تمام دُنیاؤں کے لوگوں کا دین ہم محمدؐ وآل محمدؐ سے تولا اور فلاں فلاں پر تبرّا کرنا ہے"۔

حضرت جابر بن عبداللہ نے امام باقرؑ سے روایت بیان کی ہے کہ ''تمہارے اس سورج سے بڑے چالیس سورج ہیں اور ہر سورج کا دوسرے سورج سے فاصلہ چالیس برسوں کا ہے ان سورجوں کے تحت سیاروں میں آباد لوگ یہ نہیں جانتے کہ اللہ نے آدم یا ابلیس کو پیدا کیا ہے۔ وہ صرف الہام کے ذریعے ہمؑ سے محبت کرتے ہیں اور ہمارے دشمنوں سے نفرت''۔

حضرت عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے (رب العالمین) کی تفسیر میں کہ ''اللہ نے تین سو سے زیادہ عالم خلق کیے ہیں اور ہر عالم اولادِ آدم سے تین سو تیرہ مرتبہ زیادہ ہے''۔ یہ معنی ہے رب العالمین کا۔

اسی طرح ایک کتاب میں مروی ہے کہ ''اللہ نے دو شہر پیدا کیے ہیں۔ ایک مشرق میں ہے دوسرا مغرب میں ہے ایک کا نام جابلصا و جابلقا ہے دونوں شہروں کی مسافت بارہ ہزار فرسخ ہے۔ ہر فرسخ پر شہر میں ایک دروازہ ہے ہر دروازے سے ہر روز سترہ ہزار افراد داخل و خارج ہوتے ہیں۔ یہ لوگ بھی نہیں جانتے کہ آدم کون ہے ابلیس کا کیا قصور ہے۔ سورج کب نکلتا ہے، چاند کیسے چھوٹا بڑا ہوتا ہے، یہ لوگ تم سے زیادہ ہمارے اطاعت گزار ہیں، وہ پھلوں کو بغیر برتنوں کے لاتے ہیں اور فرعون و ہامان و قارون پر لعنت کرنے پر متوکل ہیں''۔

امام محمد باقرؑ سے ابوحمزہ ثمالی نے روایت کی ہے کہ ''جب سوائے ذات خدا کے کچھ نہ تھا تب اللہ کے منہ سے ایک کلمہ نکلا جو نور ہو گیا اس نور سے محمدؐ و علیؑ اور انکی عترت کو بنایا پھر ایک اور کلمہ ایجاد کیا جو روح کی شکل اختیار کر گیا اس روح کو نور میں سمو کر ہمارے جسموں میں جذب کر دیا لہٰذا ہم اللہ کی روح اور اللہ کا نور ہیں اللہ نے ہمیں اپنی مخلوقات سے پردے میں رکھا جبکہ سورج و چاند نہ تھے نہ کوئی پلک جھپکنے والا، اُسی وقت سے ہم سبز سائے میں تسبیح و تقدیس کرتے رہے، یہاں تک کہ پھر اللہ نے ہمارے نور کی شعاع سے ہمارے شیعوں کو خلق کیا اور اُن کو اسی لئے شیعہ کہتے ہیں کہ یہ شعاع سے بنے ہیں''۔

اس طرح کی ایک روایت کتاب تفسیر میں آئی ہے کہ ''اللہ نے سات زمینیں پیدا کیں اور خدا اُس پر لعنت کرے چوتھی زمیں پر اُسی کا تخت بنایا یہی اسکی اور اسکی فوجوں کا مسکن ہے۔ اس سے پہلے وہ خازن جنت تھا اور چوتھے آسمان پر اُسی کی حکومت تھی، وہ ابلیس ابن جان ہے اور جان وہ ہیں جو اہل جنت کے زیور بناتے ہیں۔ ساتویں زمین پر ایک فرشتہ ہے جس کا نام اریاکیل ہے اُس کے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کے درمیان کا فاصلہ چالیس برسوں میں طے ہوتا ہے یہ فرشتہ ایک ہیکل کی صورت میں ہے جس کی چالیس ہزار ٹانگیں ہیں اور سات لاکھ سینگوں کا ایک جال عرش تک رکھا ہوا ہے یہ فرشتہ ایک سبز زمرد کی چٹان پر کھڑا ہوا ہے اور یہ چٹان ایک دیوپیکر مچھلی کے پیروں میں رکھی ہوئی ہے۔ یہ مچھلی سمندر میں ہے اس سمندر کا نام عقیوس ہے اس سمندر کی گہرائی زمیں و آسمان کے برابر ہے اور سمندر مٹی پر ہے۔ مٹی

ہوا میں ہے۔ ہوا اندھیرے پر ہے۔ اندھیرا جہنم پر ہے، جہنم طمطام پر ہے اور طمطام مچھلی کے نیچے ہے اور اس کے پیچھے کیا کچھ ہے سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا اور اسی طرح خشکی پر اٹھارہ ہزار عالم ہیں انکی آبادی جیسی آبادیاں زمین اور آسمان الٰہی میں کثرت کے اعتبار سے اپنی مثال آپ ہیں اور اسی طرح ساتویں سمندر کے پیچھے ایک قوم آباد ہے جسے روحانیون کہتے ہیں ان کی زمیں سفید چاندی جیسی ہے جن کا ایک دن چالیس دن کے برابر ہے"۔

ابن بابویہ نے کتاب خصال میں ایک روایت لکھی ہے کہ "اللہ نے ایسے فرشتے پیدا کئے ہیں جو تمہارے تصور سے باہر ہیں ان میں کچھ تو ایسے طویل و عریض وجود رکھتے ہیں کہ زمیں انکے مقابل اتنی چھوٹی ہے کہ وہ فرش پر آنہیں سکتے اور کچھ ایسے ہیں کہ ان کے کندھے اور کان کی لو میں سات سو سال کا فاصلہ ہے کچھ ایسے ہیں کہ اپنے پروں میں سے ایک پر کو پھیلائیں تو اُفق کو ڈھانپ لیں کچھ آسمانوں سے زمیں تک ہیں کچھ ایسے ہیں کہ زمین پر پیر رکھیں تو ہوا کا کُرہ انکے گھٹنے سے اوپر نہ جائے کچھ ایسے ہیں کہ سمندر انکے پورے انگوٹھے کو پورا نہیں کر سکتا اور کچھ ایسے ہیں کہ اگر ان کی ایک آنکھ سے آنسو کا قطرہ نکلے اور اُس قطرے میں کشتیاں چلائی جائیں تو یہ کشتیاں اُس قطرہ اشک کو کبھی پار نہ کر سکیں"۔

معصومؑ سے حجاب کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ "حجاب سات ہیں ہر ایک حجاب دوسرے حجاب سے سات سو برس کے فاصلے پر ہے اس درمیانی فاصلے میں ستر ہزار فرشتے ہیں۔ ہر فرشتے کی طاقت تمام جن و انس کی طاقت کے برابر ہے اور ان درمیانی فاصلوں میں نور بھی ہے نار بھی ہے دھواں بھی ہے اندھیرا بھی ہے برق بھی ہے رعد بھی ہے، عجاج بھی ہے اور اُچھلتی ہوئی نہریں بھی ہیں اور مختلف حجاب بھی ہر حجاب کا فاصلہ دوسرے سے ستّر ہزار برس کا ہے ان حجابوں کے بعد سرادقات کی باری آتی ہے یہ جلالی سرادقات ہیں اور انکی تعداد ۶۰ ہیں ہر سرادق میں ستر ہزار فرشتے ہیں اور دو سرادقات کا درمیانی فاصلہ پانچسو برس کا ہے پہلے سرادقات عزت ہیں پھر سرادقات جبروت ہے پھر سرادقات فخر ہے پھر سرادقات نور سفید ہے پھر سرادقات وحدانیت ہے، ان کے ستر ہزار برسوں کے بعد حجاب اعلیٰ ہے یہ حجاب کسی زمیں وغیرہ میں گڑے ہوئے نہیں ہیں بلکہ یہ اُسکی ایک مخلوق کی عظمت اعلیٰ میں قائم ہیں کیا کہنے اُس سب سے اچھے بنانے والے کے"۔

اسی کے مثل عبداللہ ابن عباس نے حضرت امیرالمومنینؑ سے روایت کی ہے کہ مولاؑ نے فرمایا کہ "قاف کے پیچھے ایک دنیا ہے جہاں میرے سوا کوئی نہیں جا سکتا اور میں اس عالم پر مُحیط ہوں اور میرا علم تمہاری اس دنیا کے علم سے دو گنا ہے اور میں حفیظ و شہید ہوں اس عالم پر اگر چاہوں تو تمام دنیا کے سوالوں کا جواب دوں ساری دنیا زمین و آسمانوں کو پلک جھپکتے ہوئے پار کر جاؤں کیونکہ میرے پاس اسم اعظم ہے میں ہی آیت عظمیٰ اور جیتا جاگتا معجزہ ہوں"۔

منزلِ ولی اور ولایت کے معنی

ولی کیا ہے؟ ولایت کسے کہتے ہیں؟ اس طرف سرکار امیر المومنینؑ نے نہج البلاغہ میں اس طرح اس راز سے پردہ اُٹھایا ہے کہ **(و هو يعلم ان محلی منها محل القطب من الرحی)**۔ "وہ بخوبی جانتا تھا کہ میں کس مقام پر فائز ہوں میری وہی حیثیت ہے جو چکی میں قطب کی ہوتی ہے"۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ قطب الوجود ہیں جن کے بغیر کوئی دائرہ نہیں بنتا ولی اس طرح اس کائنات پر چھایا ہوا ہے جس طرح کہ حق کیونکہ ولایت ہی وہ کلمہ ہے جو اس کائنات میں جاری و ساری ہے۔ لہٰذا ولی ہر چیز کا آقا ہے اور ہر چیز کے پیچھے اُسی کی قوت کی کرشمہ سازی ہے۔ ایسا اس لئے ہے کہ مولاؑ وہ اسم اعظم ہیں جو ربوبیت کے افعال کو کائنات میں تقسیم کر رہا ہے اور اسرارِ الٰہیہ کا مظہر ہے جو ہمیشہ کے لئے قائم کر دیا گیا یہی ولایت وہ نقطہ ہے جس پر نبوت کا پرکار اپنا دائرہ بناتا ہے پس ولایت ہی ہر چیز کی حقیقت ہے۔

اسی حقیقت کی طرف شارح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید معتزلی نے اپنے اشعار میں اشارہ کیا ہے۔

اشعار: "ولایت کی حقیقت رب سے پوچھیں تو جواب آیا اسی پر ابتداء ہوئی اسی پر انتہا ہوگی"۔

مولاؑ نے اس بیان پر ایک اور ضمیمہ لگایا۔ فرماتے ہیں **(كالجبل ينحدر عنی السيل ولا يرقی الی الطير)** "میں ایک پہاڑ کی مانند ہوں میری بلندیوں سے پستیوں کی طرف دریا سیلاب کی طرح اترے ہیں، اور رہا سوال میری بلندی کا تو کس میں دم ہے جو میری فضاؤں میں پر مار سکے"۔ یہ بڑا لطیف اِشارہ ہے۔ سیلاب بلندی سے پستی کی طرف آتا ہے پس سیلاب سے مُراد کائنات کا عدم سے وجود میں آنا ہے اور پرندوں کی پرواز سے مُراد یہ ہے کہ یہ کائنات دوبارہ پھر اُن کے حضور حاضر ہو جائے گی لہٰذا سرکار ہر چیز سے بلند ہیں تمام مخلوقات کے امام ہیں اور محشر میں اُن کے لئے قائد اور قسیم ہیں پس جناب گلشنِ نبوت محمدی کو ہریالی دینے والے ہیں ولایت الٰہیہ کے مالک ہیں اور کلمۃ الربانیہ ہیں اور مولائے کائنات ہیں اس طرف بھی ابن ابی الحدید معتزلی۔ نے اشارہ کیا ہے جنہیں اس عرفانی نقطے تک پہنچنے کی توفیق ہوئی اور بیان کی ہمت بھی۔

اشعار ابن ابی الحدید:۔ "خدا کی قسم اگر علیؑ نہ ہوتے نہ دُنیا ہوتی نہ دُنیا والے ہوتے علیؑ ہی کی طرف ہم لوٹ کر جائیں گے اُنہیں کے ہاتھ میں ہمارا حساب کتاب ہے اور وہی ہمیں آگ کے خوف سے امان دینے والے ہیں"۔

آلِ محمدؐ کے شیعوں کے مناقب اور فضائل

امام صادقؑ فرماتے ہیں (نحن شجرة النبوةؐ) ''ہم آلِ محمدؐ نبوت کا درخت ہیں، پیمانِ خدا ہیں، اللہ نے ہمارا ذمہ لیا ہوا ہے عرشِ الٰہی کے اردگرد ہمیں تسبیحِ الٰہی کرتے دیکھ کر آسمان کے باسیوں نے تسبیح کرنا سیکھیں یہ تو عرش کی بات تھی اور جب ہم نے زمین کو شرفِ قدوم بخشا تو زمین کے باسیوں نے تسبیح سیکھی، جتنا بھی علم آسمان و زمین والوں کے پاس ہے وہ ہم ہی سے ان تک پہنچا ہے اور اللہ پہلے ہی یہ فیصلہ کر چکا ہے کہ ہمارے محب کو دوزخ سے دور رکھے گا اور ہمارے دشمن کو جنت سے دور۔ کیونکہ اللہ قیامت کے دن لوگوں سے اُس عہد و پیمان کے بارے میں پوچھے گا جو اُس نے اُن سے لیا تھا یہ نہیں پوچھے گا کہ وہ دُنیا میں کیا کرتے رہے (ولا یسالھم عما قضی علیھم) اعمال عہد کے مطابق تھے یا نہیں''۔

محمد بن سنان نے امام رضاؑ سے روایت کی ہے کہ مولا رضاؑ نے فرمایا ''اے محمد بن سنان حضرت محمدؐ مخلوقِ خدا پر اللہ کے امین تھے۔ سرکارؐ کے بعد ہم اُن کے اہلِ بیتؑ اُنکے نائب بنے۔ اس لئے ہمارے پاس اس بات کا علم ہے کہ بلائیں اور اموات کیسے آتی ہیں اور کیسے ڈالی جاتی ہیں ہم عرب کے خاندانوں کے شجرہ نسب سے بخوبی واقف ہیں اسلام کی پیدائش اور علمِ جفر جامع کا علم بھی رکھتے ہیں گمراہ فرقوں اور ہدایت یافتہ فرقوں کا کون قائد ہے کون ان پر خرچ کرتا ہے اور کون انکی نشر و اشاعت کرتا ہے سب جانتے ہیں اور ہم آدمی کو دیکھتے ہی پہلی نظر میں پہچان لیتے ہیں کہ مومن ہے یا منافق۔ ہمارے شیعوں کے ناموں کی فہرست ہمارے پاس ہے۔ اللہ نے ان سے آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش سے ہماری امامت کو ماننے کا عہد لیا اور ہم سے اُن کو ہدایت دینے کا عہد لیا ہمارے شیعہ ہمارے قدم بہ قدم شانہ بشانہ ہمارے ساتھ چلتے ہیں اب قیامت تک ہمارے اور ہمارے شیعوں کے علاوہ کوئی اسلام سے سروکار نہیں رکھتا''۔

مولا امام رضاؑ کا فرمان ہے کہ ''ہم ہی لیل ہیں اور ہم ہی ایام ہیں اور جو ایام کو نہیں پہچانتا وہ اللہ کی ویسی معرفت نہیں رکھتا جیسی رکھنے کا حق تھا۔

فالسبت: سنو ہفتہ یعنی (سبت) کا دن رسول اللہ ہیں جن کے بعد کوئی نبی نہیں یہ دن نبوت کی طرف منسوب

ہے۔

والاحد: یوم احد (یعنی اتوار) علی علیہ السلام ہیں جو سب سے پہلے اللہ کی وحدانیت کے قائل ہیں۔

والاثنین: (سوموار کا دن) اثنین کے لفظی معنی ہیں دو، اس سے مُراد امام حسنؑ و حسینؑ کا نور ہے۔

والثلاثاء: (منگل لفظی معنی ہیں تین) تین سے مُراد تین نور، نور زہراؑ، نور خدیجہؑ، نور اُم سلمہؑ ہیں۔

والاربعاء: (بُدھ یعنی چار) سے مُراد امام سجادؑ، امام باقرؑ، امام صادقؑ، امام کاظمؑ، ہیں۔

والخمیس: (جمعرات یعنی پانچ) سے مُراد پانچ نور ہیں، امام رضاؑ، امام تقیؑ، امام نقیؑ، امام عسکریؑ، امام مہدیؑ ہیں۔

الجمعۃ: (جمع ہونا) سے مراد ہے ہماری ولایت پر ہمارے شیعوں کا اجتماع کرنا اور ہمارے دشمنوں پر لعنت کرنا"۔

کتاب امالی میں ابن عباس سے قول رسالت مآبؐ مروی ہے سرکارؐ نے فرمایا "علیؑ کے شیعہ قیامت کے دن مقام رحمت الٰہی پر فائز ہونگے۔ اے علیؑ میں تجھ سے ہوں اور تُو مجھ سے ہے، تیری روح میری روح ہے تیرے شیعہ میرے شیعہ ہیں تیرے دوست میرے دوست ہیں جو اُن سے پیار کرتا ہے وہ دراصل مجھ سے پیار کرتا ہے اور جو اُن سے نفرت کرتا ہے وہ دراصل مجھ سے نفرت کرتا ہے جو اُن سے دشمنی لے گا وہ دراصل مجھ سے دشمنی لے گا اے علیؑ تیرے شیعوں سے جو بُرے اعمال ہونگے وہ میں نے اللہ سے بخشوا لئے ہیں اور میں مقام محمود پر کھڑے ہو کر اُن کو خوش خبری سناؤں گا۔ اے علیؑ تیرے شیعہ اللہ کے شیعہ ہیں تیرے انصار اللہ کے انصار ہیں تیرا گروہ اللہ کا گروہ ہے جو کہ ہر پریشانی سے نجات پا جائیں گے اے علیؑ خوش قسمت جو تجھ سے حُب رکھے اور بدبخت جو تجھ سے بغض رکھے"۔

امام صادقؑ نے امیر المومنینؑ سے قول رسالت مآبؐ بیان کیا ہے رسولؐ فرماتے ہیں "اے علیؑ اللہ نے زمین پر رہنے والے لاچار انسانوں کے دلوں کو تیری محبت کا عکس بنا دیا ہے تو اُن سے بھائیوں کی طرح پیار کرتا ہے اور وہ تجھے اپنا بڑا تسلیم کرتے ہیں۔ کیا کہنے اُس کے نصیب کے جو تجھے پیار کرے اور بدنصیب ہے جو تجھے نفرت کی نگاہ سے دیکھے۔ یا علیؑ تیری محبت کا دم بھرنے والوں کو کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں اور وہ اُس مقام پر ہیں کہ اللہ اُن کی ناز برداری کرے۔ اے علیؑ تیرے پیار کرنے والے اللہ کے نزدیک بڑی عزت رکھتے ہیں اگرچہ دُنیا والے اُن کو حقیر سمجھتے ہیں۔ اے علیؑ! تیرے پیارے لوگ اللہ کے پڑوسی ہونگے اُس کی فردوس اعلیٰ میں اسلئے دنیا کے چھٹنے پر انہیں کوئی ملال نہیں ہوگا۔ اے علیؑ جسے تو دوست سمجھتا ہے میں بھی اُسے دوست کی نگاہ سے دیکھتا ہوں اور جسے تو دشمن جانتا ہے میں اُسے دشمنی

کی نظر سے دیکھتا ہوں۔ اے علیؑ تیرے بھائیوں کو سزا و جزا کے فرشتے انکے چہرے سے پہچانتے ہیں۔ یہ لوگ تین خوفناک مقامات پر خوش وخرم رہیں گے پہلا مقام وہ ہے جب ملک الموت سے مُلاقات ہوگی۔ اُس وقت میں وہاں موجود ہوں گا۔ دوسرا مقام جب قبر میں سوالات کئے جائیں گے تو میں اُن کو جوابات بتاؤں گا اور تیسرا مقام قیامت کا مقام ہے جب ہر شخص کو اُس کے امام کے ساتھ ساتھ حاضر ہونے کا حُکم دیا جائے گا۔ اے علیؑ اپنے بھائیوں کو خوشخبری دے دو کہ اللہ اُن سے راضی ہو چُکا ہے۔ یا علیؑ آپ امیر المومنینؑ ہیں۔ آپ نورانی چہروں والوں کے قائد و رہنما ہیں آپ اور آپ کے شیعہ سچے عبادت گذار ہیں۔ اگر آپ اور آپ کے شیعہ نہ ہوتے تو اللہ کا دین قائم ہی نہ ہو پاتا۔ یا علیؑ اگر آپ اور آپ کے شیعہ نہ ہوتے تو زمین پر بارش کا ایک قطرہ بھی نہ گرتا۔ یا علیؑ آپ کا جنت میں ایک خزانہ ہے اور آپ جنت کے ذوالقرنین ہیں آپ کے شیعہ اللہ کی مغلوب نہ ہونے والی فوج ہیں۔ یا علیؑ آپ اور آپ کے شیعہ عدل و انصاف قائم کریں گے۔ یا علیؑ آپ کا اور آپ کے شیعوں کا حوض کوثر پر پہرہ ہوگا۔ آپ اپنے کو سیراب کرو گے اور پرائے کو وہاں سے بھگا دو گے اور قیامت کا خوف تم لوگوں کے لئے نہیں ہے۔ یا علیؑ آپ اور آپ کے شیعوں کے لئے قیامت کی تپش میں سائے کا انتظام ہوگا اور جنت کی نعمتوں سے تمہاری خاطر تواضع کی جائے گی۔ یا علیؑ جنت آپ کے شیعوں کی محبت میں بے تاب ہے اور عرش الٰہی کے مقرب فرشتے اُن کے لئے اللہ سے خیر و عافیت کی دُعائیں مانگتے ہیں اور جب اُن میں سے کوئی دُنیا کو چھوڑ کر وہاں پہنچتا ہے تو وہ اُن کو دیکھ کر خوشی سے باغ و بہار ہو جاتے ہیں اور فرشتے اُن کے لئے دُعاؤں میں مُنہمک رہتے ہیں یا علیؑ آپ کے شیعہ جنت کے اعلیٰ و ارفع درجات میں ایک سے بڑھ کر ایک ہیں اور یہ لوگ اس طرح اللہ کے پاس آئیں گے کہ اُن کے ذمے ایک بھی گناہ نہیں ہوگا۔ یا علیؑ آپ کے شیعوں کے نامہ اعمال ہر سات دن بعد میرے سامنے پیش ہوتے ہیں میں اُنکی اچھائیوں پر خوش ہوتا ہوں اور اُن کی بُرائیوں کے لئے اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔ یا علیؑ آپ کے اور آپ کے شیعوں کا ذکر توارت میں اُنکے دُنیا میں آنے سے پہلے ہی موجود تھا اور اسی طرح انجیل میں بھی تھا اسی لئے آپ کے شیعہ ہمارے نزدیک احترام کے مستحق ٹھہرے۔ یا علیؑ آپ کے اور آپ کے شیعوں کا ذکر زمین اور آسمان میں ہے۔ مگر آسمانوں میں زمین سے کہیں زیادہ ہے یہ بات اُن تک پہنچا دی جائے اسے اپنے شیعوں اور پیاروں میں کہہ دے کہ وہ اُن اعمال سے خود کو پاک رکھیں جو اُنکے دشمنوں کے ہیں وہ خود کو اپنے دشمنوں کے کرتوتوں سے پاک رکھیں اُنکے اعمال انکے دشمنوں سے مختلف ہونے چاہیں اگر ایسا وہ کرلیں تو دن رات اللہ کی رحمت اُن پر مرکوز رہے گی۔ یا علیؑ اللہ کا غیض و غضب آپ اور آپ کے شیعوں کے دشمنوں پر شدید سے شدید تر ہوتا رہتا ہے اور وہ اپنے غضب کو تمہارے شیعوں کے بدلے اُن پر لے جاتا ہے۔ یا علیؑ اُس کا بیڑا غرق ہو جو تیرے بدلے کسی اور کو اپنا

رہبر بنالے یا تیری ولایتؑ کو ماننے والے سے دشمنی رکھے یا علیؑ میں آپ کے شیعوں کو سلام کرتا ہوں اور خود کو اُن کے ساتھ رشتہ اُخوت میں بندھا ہوا پاتا ہوں اور اپنی اس برادری سے محبت کرتا ہوں لہٰذا ان پر لازم ہے کہ دین داری میں شدت اعتقاد کے ساتھ ساتھ میدان عمل میں جدوجہد جاری رکھیں اسی صورت میں اللہ اُن سے راضی ہوگا اور فرشتوں کے سامنے اُن کی مثالیں پیش کرے گا اور یہ اس لئے فرشتوں کے لئے مثال بنے ہیں کہ انہوں نے اپنا عہد و پیمان نبھایا اور تجھ سے دل کی گہرائیوں سے پیار کیا اور تجھ پر اپنے ماں، باپ، بھائی، بہن، اولاد، سب ہی وار دیئے۔ لوگ ہماری محبت کی وجہ سے ان کو تکلیفیں دیتے رہے اُن کی توہین کرتے رہے اور یہ ان پتھروں کو ہماری محبت میں پھولوں کی طرح قبول کرتے رہے۔ جب انہوں نے تیری محبت میں اتنی تکلیفیں جھیلی ہیں تو آپ بھی اُن پر خود کو رحیم ثابت کرو۔ اللہ نے ان کو ہمارے لئے منتخب کیا اور ہماری تکمیل کے بعد بچ جانے والی مٹی سے اُن کو بنایا، ہمارے راز اُن کے پاس جمع کرا دیئے، اور انکی روح میں ہمارے حق کو پہچاننے کی صلاحیتیں پیدا کر دیں اور اُن کو اس طرح سجا بنا کر پیش کیا کہ ان میں ہماری جھلک نظر آئے۔ اب رہ گئے دوسرے لوگ تو وہ گمراہی میں غرق، ہماری مخالفت پر کمر بستہ حقیقتوں کو دیکھنے والے نور بصیرت سے کورے اور زمین حجت پر قائم رہنے کی صلاحیت سے فارغ ہیں ان لوگوں کی مخالفت کی ہمیں پرواہ نہیں ہے یہ لوگ صبح شام اللہ کے غصے کو ہوا دیتے رہتے ہیں۔ جبکہ آپ کے شیعہ حق کے راستے پر گامزن ہیں اس لئے وہ ان مخالفین سے مانوس نہیں ہو پائے یہ دُنیا تیرے شیعوں کے لئے نہیں ہے اور نہ ہی وہ اس دُنیا کا غم پالتے ہیں یہی تو روشنی بکھیرتے ہوئے چراغ ہیں''۔

اور انہی معصومؑ سے حدیثِ رسولؐ مروی ہے کہ ''میرے اہل بیتؑ کی مثال سفینہ نوحؑ جیسی ہے کہ جو اس سفینے میں سوار ہوا وہ ہلاکت سے بچ گیا لہٰذا نجات صرف اُس کو ہوگی جو ان میں سے ہو یا ان کے ساتھ ہو یہی اس حدیث کی سچائی ہے باقی تمام افراد آگ کے حوالے لہٰذا ہمارے شیعہ ہماری پناہ میں ہیں اور ہم نبی کریمؐ کی پناہ میں ہیں اور نبیؐ اللہ کی پناہ میں ہیں اور اس پناہ کو نور کہتے ہیں لہٰذا جو ہم سے الگ ہو گیا اُسے گمراہی کا اندھیرا اہڑپ کر جائے گا اور جو ہمارے ساتھ رہے گا وہ ہی گمراہی سے محفوظ ہوگا۔ یاد رکھو ہماری ولایت کو جھٹلانے والا اور ہمارے فضائل کو نہ ماننے والا دونوں کافروں کے زُمرے میں شمار ہوتے ہیں۔ کیونکہ ولایت کا منکر فضائل کا منکر ہے اور نبوت کا منکر ربوبیت کا منکر ہے ان میں کوئی فرق نہیں کیونکہ ان میں سے ایک کا انکار خود بخود دوسرے کے انکار کا سبب بنتا ہے اور ایک کے اقرار سے خود بخود دوسرے کا اقرار لازم آتا ہے''۔

اور یہ قولِ معصومؑ ہے کہ ''مومن کبھی ہم سے بغض نہیں رکھے گا اور ہمارا یقینی ماننے والا کبھی ہماری فضیلت کا جان

بوجھ کرانکارنہیں کرے گا اور کافر کبھی ہم سے محبت نہیں کرے گا اور جو ہماری محبت پر مرے گا وہ اس بات کا مستحق ہے اللہ کے نزدیک کہ اللہ اُسے ہمارے ساتھ محشور کرے ہم نور ہیں اُن کے لئے جو ہمیں رہبر جانے اور ہدایت ہیں اُن کے لئے جو ہمیں ہادی تسلیم کریں اور جو ہم سے تعلق نہیں رکھتا اس کے پاس اسلام نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ اللہ نے ہم سے بات شروع اور ہم پر ختم کردی۔ ہمارے وجود کی برکت سے زمین ہریالی کی سخاوت کرتی ہے اور آسمان اور زمین دونوں ایک دوسرے سے ٹکرا کے تباہی سے بچے ہوئے ہیں اور بارش ہماری برکت سے ہوتی ہے اور ہماری برکت ہے جس نے زمین کو تمہیں نگلنے سے روک رکھا ہے اور سمندر تمہیں ڈبونے سے کتراتا ہے اور ہماری وجہ سے تم کو زندگی میں بھی اور موت کے وقت بھی اور قبر میں پھر صراط و میزان پر اللہ کی طرف سے تمہیں فائدے پہنچتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ۔ اللہ نے قرآن میں ہماری مثال بیان کی ہے۔ ہماری مثال مشکوٰۃ ہے جس میں نورانی چراغ رکھا ہوا ہے۔ نور سے مُراد علیؑ اور فاطمہؑ ہیں اللہ جسے چاہے اپنے نور کی طرف ہدایت کرے اور جو ہم سے محبت رکھے اللہ پر اُس کا حق ہے کہ اللہ اُسے ہمارے ساتھ اُٹھائے اس طرح کہ وہ بُرہان کی روشنی میں ہماری ولایت سے روشن ہو اور اللہ کی حجت کے ساتھ ثابت قدم رہنے والا شمار ہو پس ہم نجباء ہیں۔ علم نور وضیاء ہیں۔ ہم افراط انبیاء ہیں اور اولاد اوصیاء ہیں اور اوصیاء کا بقیہ ہیں اور ہمارے شیعہ خوش قسمت ہیں اور شہید ہیں اور اس کلام میں شفاء ہے''۔

اسی طرح کتاب اربعین میں انس بن مالک نے فرمان رسالتؐ بیان کیا ہے کہ ''قیامت کے دن اللہ کی طرف سے فرمان الٰہی کا اعلان کرنے والا با آواز بلند کہے گا، اے علیؑ، اے ولیؑ، اے سیدؑ، اے صابرؑ، اے دیندارؑ، اے والیؑ، اے ہادیؑ، اے زاہدؑ، اے طیبؑ، اے طاہرؑ، اُٹھیئے اور اپنے شیعوں کو لے کر بغیر حساب کے جنت میں چلے جایئے'' اور اسی روایت کی تائید میں صاحب کتاب النجیب نے لکھا ہے کہ دو آدمی جو مولاؑ امیر المومنینؑ کی خلافت و امامت پر مُناظرہ کر رہے تھے وہ شریک کے پاس فیصلہ کرانے کے لئے آئے۔ تو شریک نے کہا کہ مجھے اعمش نے حُذیفہ بن یمانی کے حوالے سے رسولؐ کا پیغام پہنچایا ہے۔ ختمی مرتبتؐ فرماتے ہیں کہ ''علیؑ زمین پر آنے والی جنت کی ایک شاخ ہے جو اُس شاخ سے لٹک گیا وہ جنت میں پہنچ جائے گا''۔ شریک کا جواب سن کر ولایت علیؑ کا منکر مناظر یہ سوچتا ہوا وہاں سے چلا کہ علیؑ کا یہ مقام کس طرح ہو سکتا ہے اور اس سوال کو لے کر ابن دراج کے پاس گیا تو ابن دراج نے کہا کہ اس میں تعجب کی بات کیا ہے مجھے اعمش نے ابو سعید خدری کے حوالے سے رسولؐ اللہ کا پیغام پہنچایا کہ ''اللہ نے عرش کے بیچ و بیچ ایک شاخ بنائی ہے جس تک سوائے علیؑ کے اور علیؑ کے ماننے والوں کے علاوہ کوئی اور نہیں پہنچ سکتا''۔ یہ سُن کر وہ مخالف ولایت یہ کہتا ہوا چلا گیا کہ یہ بھی پہلے والے کی بازگشت ہے اور اپنا سوال لے کر وکیع بن حارث کے پاس آیا اور وکیع بن حارث نے اُس

سے کہا کہ تعجب نہ کر مجھے اوزاعی نے ابوسعید خدری سے فرمان رسالتؐ پہنچایا کہ ''عرش کے ارکان تک سوائے علیؑ اور انکے شیعہ کے اور کوئی نہیں پہنچ سکتا''۔ اس مرحلے پر اُس کو علیؑ کے فضل کا اعتراف کرنا پڑا۔

اور کتاب مناقب میں ہے کہ ''ایک نور کا الٰہی ستون ہے اس منارے سے اہل جنت اس طرح روشنی پاتے ہیں جس طرح سورج سے دنیا والے، اس الٰہی منارہ جنت تک سوائے علیؑ اور انکے ماننے والوں کے کسی اور کی رسائی نہیں ہے''۔

اس قسم کی روایات میں سے ایک روایت کتاب فردوس دیلمی میں ہے جو بلا وسط جابر بن عبداللہ انصاری سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ ''**جنت کے دروازے پر لکھا ہے لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسولؐ اللّٰہ علی** علیہ السلام **اخوہ ولی اللّٰہ** میں (اللہ) نے زمین و آسمان کی خلقت سے دو ہزار سال پہلے عالم ذر میں علیؑ کی ولایت اور اسکے عہد کو آنے والوں پر پیش کر دیا تھا۔ جو اس بات سے خوشی محسوس کرے کہ وہ اللہ سے راضی خوشی ملاقات کرے تو اُسے چاہیئے کہ علیؑ و الادعلیؑ کی ولایت کو دل میں جگہ دے۔ کیونکہ وہ میرے نجباء و اولیاء و خلفاء احباء ہیں''۔

کعب بن عیاض نے قول رسولؐ بیان کیا ہے کہ ''ولیؑ دونوروں کا مالک ہے ایک نور آسمان میں دوسرا زمین پر ہے جو شخص ان دونوں نوروں سے تمسک رکھے گا وہ جنت میں جائے گا اور جو ان دونوں سے غلط رویہ روا رکھے گا وہ جہنم میں جائے گا اور اللہ نے کوئی ولی (یعنی نبی) نہیں بھیجا مگر اس سے ولایت علیؑ کا اقرار کرایا چاہے شوق سے مانے چاہے خوف سے''۔

کتاب الاباب میں بلا واسطہ عبداللہ ابن عباس کی زبانی قول رسولؐ مذکور ہے کہ ''میرے بعد دُنیا کو تاریک کر دینے والا فتنہ برپا ہوگا اس طوفان سے صرف وہ بچے گا جو عروۃ الوثقٰی سے متمسک رہے گا''۔ پوچھا گیا وہ عُروۃ الوثقٰی کیا ہے اے اللہ کے رسولؐ تو فرمایا۔ ''علیؑ ابن ابی طالبؑ''۔

اس حدیث کی تائید میں کتاب مناقب الغزالی الشافعی میں ابوذر سے رسالت مآبؐ کا فرمان مروی ہے کہ ''جس نے میرے بعد علیؑ سے خلافت چھیننے کی کوشش کی وہ کافر ہے''۔ اب خود لوگوں کو سوچنا چاہیئے کہ یہ حدیث کس پر منطبق ہو رہی ہے۔

سعید بن جبیر نے قول رسولؐ بیان کیا ہے کہ ''اللہ کی نعمت ٹھکرانا کُفر ہے اور اسی طرح میری نبوت اور علیؑ کی ولایت کا انکار بھی کُفر ہے کیونکہ توحید باری تعالٰی صرف ولایت علیؑ پر اُٹھائی گئی ہے''۔

اسماخ بن خزاج نے قول رسولؐ بیان کیا ہے کہ ''اے علیؑ میرے بعد تجھے پیچھے دھکیل کر آگے بڑھنے کا کام صرف

کافر کرے گا اور میرے بعد تجھے اکیلا چھوڑ دینے والا صرف وہ ہے جو کافر ہے اے علیؑ تو اللہ کا نور ہے اُس کے بندوں کے درمیان اور اُن کے شہروں پر اللہ کی حجت ہے اور تیغ الٰہی ہے اللہ کے دشمنوں کے سروں پر، اور علم انبیاء کا وارث ہے، تو اللہ کا بلند و بالا کلمہ ہے، اور اُس کی آیت کُبریٰ ہے۔ اللہ صرف اُس کا ایمان قبول کرے گا جو تیری ولایت پر ایمان رکھتا ہوگا''۔

ابن عباس نے رسولؐ اللہ سے یہ بھی بیان کیا ہے کہ ''قیامت کا دن شدید خوف و ہراس کا دن ہوگا۔ تم میں سے جو اُس دن کی ہولناکی و سختیوں سے نجات کا خواہش مند ہے وہ میرے ولیؑ سے محبت کرے میرے وصیؑ کی پیروی کرے جو کہ میرا خلیفہ اور میرے حوض کا مالک و مختار ہے اور وہ علیؑ ابن ابی طالبؑ ہے۔ کل وہ دشمنوں کو حوض سے مار مار کر بھگائے گا اور دوستوں کو سیراب کرے گا۔ پس جو پی نہیں لیتا اُس کی پیاس نہیں بجھے گی اور جو پی لے گا اُسے کبھی پیاس نہیں لگے گی اور یاد رکھو حُبِ علیؑ ایمان اور نفاق کو الگ کرنے کی علامت ہے کیونکہ جو اُس سے محبت کرتا ہے مومن ہے اور جو اُس سے بُغض رکھتا ہے منافق ہے اور جو یہ چاہے کہ پُلِ صراط سے بجلی کی طرح سے گزر جائے اور بغیر حساب جنت میں جائے اُسے چاہئیے کہ وہ اُس سے محبت کرے جو میرا ولیؑ ہے میرے اہل بیتؑ اور میری اُمت پر میرا خلیفہ ہے اور وہ علیؑ ابن ابی طالبؑ ہے اور علیؑ اللہ کا دروازہ ہے اور صراط مستقیم ہے، یعسوب الدین ہے، قائد الغر المجلین ہے اور اُس کا مولاؑ ہے جس کا میں مولاؐ ہوں اُس سے صرف وہ ہی محبت کر سکتا ہے جس کی ولادت جائز و پاک ہو جس کا خمیر پاکیزہ ہو اور وہی علیؑ سے بُغض رکھے گا جس کی اصلیت اور ولادت گندی ہے اور معراج میں جب بھی اللہ نے مجھے مخاطب کیا تو کہا اے محمدؐ علیؑ پر میرا اسلام پڑھو اور اُسے بتانا کہ وہ میرے اولیاء کا امام ہے اور میری اطاعت کرنے والوں کے لئے نور ہے۔ علیؑ کو میری طرف سے یہ عزت مبارک ہو'' اور رسول اللہؐ نے فرمایا کہ ''علیؑ کے شیعوں کو غریب مسکین سمجھ کر اُن کو کمتر نہ سمجھنا کیونکہ ہر شیعہ عرب کے عظیم قبیلوں ربیعہ اور مضر کی کثرت رکھنے والے ہجوموں کی شفاعت کرے گا''۔

قوموں کا علیؑ کے فضل کا اقرار کرنا

ابوحمراء کہتے ہیں کہ ایک دن مجھ سے رسول اللہ نے فرمایا۔ ''اے ابوحمراء جاؤ اور میرے پاس سو عرب، پچاس عجم، تیس مصری اور بیس حبشہ کے لوگوں کو لے کر آ جاؤ''۔ ابوحمراء کہتے ہیں کہ میں مطلوبہ افراد کو لے کر حاضر ہو گیا تو سرکار نے اُن کو چار صفوں میں کھڑا کیا پہلی صف عربوں کی تھی دوسری عجمیوں کی تیسری مصریوں کی اور چوتھی حبشیوں کی پھر اللہ کی حمد وثناء اس طرح فرمائی کہ ہم نے پہلے کبھی نہیں سنی تھی پھر فرمایا۔ ''اے عرب و عجم مصر و حبشہ کے لوگو گواہی دو کہ اللہ واحدہ لاشریک ہے اور میں محمدؐ اللہ کا رسول ہوں اور عبد ہوں اور علیؑ امیر المومنین ہیں اور اللہ کے ولی ہیں اور میرے بعد میرے وصیؑ برحق ہیں''۔ سب نے یہ تینوں گواہیاں دیں۔ یہ سن کر سرکارؐ نے تین مرتبہ فرمایا۔ ''اے اللہ تو گواہ رہنا''۔ پھر فرمایا کہ ''اے علیؑ قلم دوات اور لکھنے کے لئے کاغذ حاضر کرو''۔ مولا علیؑ نے یہ تینوں چیزیں لا کر رسول اللہؐ کے حوالے کر دیں سرکارؐ نے فرمایا ''لکھو۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ وہ گواہیاں ہیں جن کا اقرار عرب و عجم و مصر و حبشہ والوں نے کیا ہے''۔ پھر اس تحریری اقرار پر اپنی مُہر لگائی اور مُہر لگا کر اس کو مولا علیؑ کے حوالے کر دیا۔

اسی طرح کتاب امالی میں بلاوسائط کے بی بی اُم سلمہ سے روایت ہے کہ بی بی کہتی ہیں کہ جس دن رسولؐ اللہ کو میرے گھر آنا تھا اُس دن میں آپ کو لینے کے لئے گئی تو آپ نے مجھے پرے کر دیا میں ڈر کر واپس آ گئی۔ پھر کچھ دیر بعد دوسری مرتبہ گئی تب بھی سرکارؐ نے مجھ سے ملنے سے انکار کر دیا اس بار میرے چہرے پر خوف واضح ہو کر جھلکنے لگا۔ پھر کچھ دیر بعد تیسری بار پھر میں آئی اور بولی اے اللہ کے رسولؐ کیا مجھے آنے کی اجازت ہے سرکارؐ نے فرمایا۔ ''ہاں اب آ سکتی ہو''۔ میں اجازت پا کر جب کمرے میں آئی تو کیا دیکھا کہ علیؑ رسولؐ کے سامنے تشریف فرما ہیں اور کہہ رہے ہیں جب ایسا ایسا ہو گا تو اُن حالات میں میرے لئے کیا حُکم ہے سرکارؐ نے فرمایا۔ ''صبر کرنے کا حُکم دیتا ہوں''۔ علیؑ نے دوسری بار پوچھا سرکارؐ نے کہا۔ ''صبر کرنا''۔ علیؑ نے تیسری بار کہا تو سرکارؐ نے کہا ''اے علیؑ اے میرے بھائی جب بات یہاں تک پہنچ جائے تو تلوار سونت لینا اور اسے اپنے کندھوں پر رکھ کر چل پڑنا یہاں تک کہ میرے پاس اس طرح آؤ کہ تمہاری

کھینچی ہوئی تلوار سے اُن کے خون کے قطرے ٹپک رہے ہوں"۔ یہ کہہ کر رسول اللہؐ نے میری طرف رُخ کیا اور بولے۔ "اے اُم سلمہ تم کو اس لئے آنے سے نہیں روکا تھا کہ کسی بات کا ڈر تھا بلکہ اس لئے کہ جبرائیلؑ میری دائیں جانب بیٹھے تھے اور علیؑ میری بائیں جانب اور جبرائیلؑ میرے بعد ہونے والے واقعات بیان کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ میں ساتھ ساتھ علیؑ کو بتلاتا جاؤں اور وصیتیں کرتا جاؤں اور اے اُم سلمہ ابھی سن لو اور گواہ رہو کہ یہ علیؑ ابن ابی طالبؑ دنیا اور آخرت میں میرا بھائی ہے اے اُم سلمہ سن لو اور گواہ رہو کہ یہ علیؑ ابن ابی طالبؑ دنیا اور آخرت میں میرا علمبردار ہے"۔

اور انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ "علیؑ اللہ کا خلیفہ ہے اور اُسکا ولی ہے اور اُسکی مخلوق پر اُسکی حجت ہے علیؑ کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے اور میری اطاعت سے ملی ہوئی ہے، پس جو اُسکو پہچانتا ہے وہ مجھے پہچانتا ہے اور جو اُسکا منکر ہے وہ میرا بھی انکاری ہے"۔ پھر رسول اللہؐ نے فرمایا۔ "میں محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ اور حسینؑ سے نو بیٹے سب کے سب مخلوق پر اللہ کی حجت ہیں ہمارے دشمن اللہ کے دشمن ہیں اور ہمارے دوست اللہ کے دوست ہیں"۔

امام صادقؑ کا فرمان ہے جو کہ آپ نے شیعوں کے ایک ہجوم کو اُن پر سلام بھیجنے کے بعد ارشاد فرمایا۔ فرماتے ہیں کہ "خدا کی قسم مجھے تمہاری بُو سے محبت ہے اور تمہاری روحوں سے پیار ہے میری تمنا ہے کہ تم لوگ (ورع) اور (اطاعتِ خدا میں شدید کوشش) کے ذریعے ہماری اعانت کرو۔ یاد رکھو کہ ہماری ولایت تک پہنچنے کا واحد راستہ ورع ہے تم لوگ اس طریقے سے صرف ہمارے ہی نہیں بلکہ اللہ کے شیعہ ہو اللہ کے انصار ہو اور تم ہی پہلے والوں میں سبقت کرنے والے ہو اور تم ہی آخری لوگوں میں سبقت کرنے والے ہو اور یہ سبقت دُنیا میں ہماری ولایت کی طرف ہے اور آخرت میں جنت کی طرف ہے ہم تمہاری جنت کے ضامن ہیں اور یہ ضمانت ہم نے تمہارے لئے اللہ سے بھی لی ہے اور رسولؐ سے بھی لی ہے۔ لہٰذا جنت کے اعلیٰ سے اعلیٰ درجے کے لیے ایک دوسرے سے مُقابلہ کرو تم پاک و پاکیزہ ہو اور تمہاری خواتین بھی پاک و پاکیزہ ہیں ہر مومنہ جنت کی حور ہے اور ہر مومن صدیق ہے" اور سرکار علیؑ نے قنبر سے فرمایا تھا۔ "اے قنبر میں تجھے خوش خبری دیتا ہوں تو دوسروں کو خوش خبری دے خوش خبری یہ ہے کہ رسولؐ مرتے وقت سوائے شیعوں کے اپنی ساری اُمت پر غضب ناک تھے یاد رکھ ہر چیز تک پہنچنے کا ایک راستہ ہے اور ایمان تک پہنچنے کا راستہ شیعیت ہے اور یاد رکھ ہر شے کو قائم دائم رکھنے کا ایک وسیلہ ہے اور اسلام کے قیام کا وسیلہ شیعہ ہیں اور یاد رکھ کہ ہر چیز

کا ایک شرف ہے اور اسلام کا شرف شیعہ ہیں اور یاد رکھ کہ ہر چیز کا ایک سردار ہے اور مجالس کی سرداری شیعوں کی مجلس کے پاس ہے اور یاد رکھ کہ ہر چیز کا ایک امام ہے اور زمین کا بھی ایک امام ہے جس کے سبب زمین کو سکون و قرار حاصل ہے اور زمین کا یہ امام زمین کا وہ ٹکڑا ہے جس پر شیعہ بستے ہیں۔ خدا کی قسم اگر زمین میں کوئی شیعہ باقی نہ بچے تو اللہ کسی زمینی گروہ پر اپنی نعمتیں نازل نہ کرے اور نہ ہی آخرت میں انہیں کوئی نعمت نصیب ہو اگر تم عبادت اور ریاضت میں مصروف رہو تو بہت ہی اچھا ہو۔ یاد رہے کہ ہمارے شیعوں کی بصیرت میں اللہ کا نور کام کر رہا ہے اور وہ اسی نور سے دیکھتے ہیں اور جو ہماری مُخالفت کرتا ہے وہ اللہ کے غضب کی طرف پلٹ جاتا ہے خدا کی قسم تمہارے حامی اللہ کے خاص بندے ہوتے ہیں تمہارے فقیر دولت سے اور تمہارے دولت مند قناعت سے مالا مال ہیں اور تم سب کے سب اللہ کے داعی ہو اور اُس مقام پر ہو کہ تمہاری دُعائیں قبول کی جاتی ہیں''۔

اور اسی قسم کی روایت میں سے ایک وہ روایت ہے جو خود امام حسن عسکریؑ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔ مولاؑ لکھتے ہیں ''ہم نبوت و ولایت کے قدموں سے حقائق کی بلندیوں تک پہنچتے ہیں۔ ہم ہدایت کے نشان ہیں اور شور مچاتے ہوئے بحر الواح ہیں اور روشنی بکھیرتے ہوئے چراغ ہیں میدان جنگ کے شیر ہیں اور سینوں کو چھید ڈالنے والے نیزے ہیں اِس دُنیا میں ہم پر تلوار اور قلم نازل ہوا ہے اور اُس دُنیا میں حوض و لواء ہمارا نصیب ہے۔ ہمارے آنے والے بیٹے دین کے خلیفہ اور رب العالمین کے خواص ہیں''۔

اور یہ تحریر بھی مولانا امام حسن عسکریؑ کے ہاتھ کی لکھی ملی ہے۔ امامؑ فرماتے ہیں کہ ''خدا بچائے اُس قوم سے جس نے کتاب الٰہی کی محکم آیات کو حذف کر دیا اور اللہ رب الارباب کو فراموش کر دیا۔ جبکہ نبیؐ اور ساقی کوثر وطن حساب کے باسی ہیں اور وطن حساب بھڑکتی ہوئی آگ اور شدید ترین مصیبت اور اعلیٰ ترین نعمتوں کا وطن بھی ہے پس ہم سنام اعظم ہیں اور ہمارے پاس نبوت امامت و کرم ہے ہم ہدایت کا منار اور دھوکہ نہ دینے والی رسی ہیں انبیاء نے ہم سے روشنی پائی اور وہ ہمارے ہی نشان قدم پر چلتے ہیں اور ایک وقت آئے گا جب ہمارا مہدیؑ حکم الٰہی سے سُتی ہوئی تلوار لئے لوگوں کے سروں پر اظہار حق کے لئے ظاہر ہوگا اور یہ حسنؑ بن علیؑ بن محمدؑ بن علیؑ بن موسیٰؑ بن جعفرؑ بن محمد بن علیؑ بن حسینؑ بن علیؑ بن ابی طالبؑ کے ہاتھ کی تحریر ہے۔

اس روایت کی تائید جابر بن عبداللہ انصاری کی روایت کرتی ہے کہ ایک دن نبیؐ حسنؑ و حسینؑ کے ساتھ مسجد میں

آئے اور اس طرح ممبر سے خطبہ دیا۔ ''لوگو یہ تمہارے نبیؑ کی عترت و اہل بیتؑ ہیں ذُریت رسولؐ اور خلفائے رسولؐ ہیں اللہ نے اپنے کرم سے انکو مشرف کیا اور انہیں کے پاس اپنا راز رکھ دیا اور انکے پاس اپنے غیب کو محفوظ کر دیا اور انہیں اپنے بندوں کا رکھوالا بنا دیا اور اپنے چُھپے ہوئے علم کی ان کو اطلاع فراہم کی اور اپنا کلمہ ان کو تلقین کیا ہے اور انہیں اپنے بندوں کے اُمور پر والی بنایا ہے اور ان کو وہ منتخب نقطہ قرار دیا جس پر وہ اپنا فیض اُتارتا ہے اور اپنے فرشتوں کو اُن کی خدمت گزاری پر لگاتا ہے اور اپنی مملکتِ الٰہی میں انہیں اپنی مرضی کا مالک بنایا ہے اور اپنے راز و کلمات و اوامر کے لئے ان کو منتخب کر لیا اور انکو اپنے دین کے راستے کی علامات قرار دیا اپنے بندوں کو اُن پر گواہ بنایا اور اپنے شہروں کے انتظام ان کے ہاتھ ہی میں دے دیئے۔ پس یہ ہدایت یافتہ امامؑ ہیں۔ پاکیزہ عترت ہیں نبوت کی ذُریت ہیں اور علویت کی سیادت ہیں اور درمیانی اُمت ہیں اور بلند بالا اللہ کا کلمہ ہیں اہل دنیا کے آقا و مالک ہیں اور ان کی پناہ میں آنے والوں کے لئے رحمت ہیں اور جو اُن کا ہو گیا اُس کے لئے نجات ہیں پس جو اُن سے محبت رکھے وہ خوش نصیب ہے جو اُن سے عداوت رکھے وہ بدنصیب ہے جو اُن کے ساتھ ہو گا عذاب سے محفوظ رہے گا اور جو اُن کو چھوڑ دے گا اُس کا خانہ خراب ہو گا یہ اللہ کی طرف بُلاتے ہیں اور اللہ کی نیابت میں بولتے ہیں اور جو کُچھ کرتے ہیں اللہ کے امر سے کرتے ہیں اُن کے گھروں میں اللہ کی طرف سے رحمت و برکت کا نُزول ہوتا ہے اور اُن کی طرف جبرائیل امینؑ بھیجے جاتے ہیں''۔

مخلوقات پر آلِ محمدؐ کی برکتیں

اس شریف و رفیع حدیث کا بیان یہ ہے کہ اللہ نے ہزار قسم کی مخلوقات بنائی ہے اور آدم کو اُن پر عزت و شرف بخشا۔ فرشتوں کو ان کا خدمت گار بنایا اور زمین و آسمان اُن کے لئے مسخر کر دیئے گئے اور مردوں کو خواتین پر برتری عطا کی اور اُن کو اسلام کی عزت سے نوازا اور اسلام کو تمام ادیان پر فضیلت بخشی اور اُن کو محمدؐ سے شرف بخشا اور محمدؐ کو تمام انبیاءؑ پر فضیلت عطا کی اور محمدؐ کی وصایت کے لئے علیؑ کو اختیار کیا اور علیؑ کو تمام اوصیاء ماسبق پر فضیلت بخشی اور وہ اس طرح کہ علیؑ کی محبت کو ایمان، دین کا کمال اور یقین کا سرچشمہ قرار دیا اور علیؑ کے شیعوں کے لئے یہ قرار دیا کہ وہ جنت میں بغیر حساب کتاب کے داخل کئے جائیں لہٰذا جو شخص مسلمان ہو مومن ہو علیؑ اور اولادِ علیؑ کا موالی ہو تو اُس نے خیر کثیر پا لیا پھر اللہ نے مخلوقات کو 10 حصوں میں تقسیم کیا اور نو 9 حصے یاجوج ماجوج قرار دیے باقی انسانوں کو روم و صقالبہ میں جگہ دی جو کہ گیارہ قِسمیں تھیں اور حبش و زنج کو مغرب میں۔ تُرک و بربر و کیماک کو مشرق میں بسایا۔ یہ سب کُفار تھے آخر میں صرف ایک قِسم اہلِ اسلام کی باقی بچی اور یہ بھی تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگئی اور ان بہتر فرقوں جن میں اہلِ بدعت و ضلال بھی ہیں صرف ایک فرقہ جنتی ہے اور یہ وہ ہے جو نبیؐ کے بعد اہلِ بیت نبیؐ کے مسلک پر قائم رہا بس جو شخص خود کو اس ناجی فرقے کا ایک فرد پائے اللہ کا شکر ادا کرے۔

جناب محمد بن سنان نے امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ مولاؑ نے فرمایا۔ "ہماری جگہ اللہ کے پہلو میں ہے ہم اُسکے صفی ہیں ہم خیر ہیں۔ انبیاء کی میراث ہمارے پاس جمع ہے۔ ہم امین ہیں اللہ کا چہرہ ہیں ہدایت کے امام ہیں عروۃ الوثقیٰ ہیں اللہ نے ہم سے شروع کیا ہے ہم پر ختم کیا ہے ہم اول و آخر ہیں۔ ہم دہر میں سب سے بہتر ہیں۔ ہم عصر و دہر میں نو امیس ہیں۔ بندوں کے آقا اور شہروں کے منتظم ہیں ہم ہی قائم شدہ راستہ اور صراط مستقیم ہیں۔ ہم عین الوجود ہیں اور حجۃ المعبود ہیں۔ جو ہمارے حق کو نہیں جانتا اللہ اُس کا کوئی عمل قبول نہیں کرتا۔ ہم نبوت کی قنادیل اور رسالت کے چراغ ہیں۔ نور الانوار ہیں کلمۃ الجبار ہیں۔ حق کا پرچم ہیں جس نے ہماری پیروی کی نجات پائی جس نے ہمیں چھوڑا ضائع ہو گیا

ہم دین کے امام اور روشن پیشانیوں کے قائد ہیں ہم نبوت کے معدن اور رسالت کی جگہ ہیں فرشتوں کا ہمارے پاس آنا جانا رہتا ہے۔ جسے روشنی کی تمنا ہے ہم اُسکے لئے چراغ ہیں جو راستہ ڈھونڈ رہا ہے اُس کے لئے راستہ ہیں اور جنت کی طرف لے جانے والے ہیں ہم گھاٹیوں کو عبور کرانے والے پُل ہیں ہم سنام اعظم ہیں۔ ہماری وجہ سے بارش ہوتی ہے ہماری وجہ سے رحمت کا نُزول ہے ہماری وجہ سے عذاب ومصیبت ملتی ہے اب جس نے یہ ہدایت والا بیان سُنا وہ اپنے دل میں ہماری محبت کو تلاش کرے اگر ہمارے لئے وہاں بغض وانکار پائے تو جان لے کہ وہ راہِ نجات سے گمراہ ہو چُکا ہے کیونکہ ہم عین الوجود اور حجۃ المعبود ہیں وحی کے ترجمان ہیں اُسکے علم کا ظرف اور اُسکے انصاف کا ترازو ہیں ہم شجر زیتون کی شاخیں ہیں۔ البررۃ کے ربائب الکرام ہیں۔ ہم مشکوٰۃ کا چراغ ہیں جس میں نور کا نور ہے۔ ہم کلمہ باقیہ کے صفی ہیں جو قیامت تک رہے گا۔ ہم وہ ہیں جن کی ولایت کا عالم ذر میں عہد و پیمان لیا گیا''۔

امام صادقؑ کی ایک روایت جو امالی میں ہے وہ بھی اسی مضمون کی تائید کرتی ہے۔ مولاؑ نے فرمایا۔ ''رسولؐ اللہ کے پاس محمود نام کا ایک فرشتہ آیا جس کے چوبیس ہزار منہ تھے اور کہنے لگا کہ اے اللہ کے رسولؐ مجھے آپ کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا گیا ہے کہ آپ نور کو نور سے بیاہ دیں رسولؐ نے پوچھا اس سے کون مُراد ہیں تو وہ بولا علیؑ اور فاطمہؑ یہ بات کر کے جب وہ محمود نامی فرشتہ جانے لگا اور مڑا تو اُس فرشتے کے دونوں کاندھوں کے بیچ یہ عبارت لکھی ہوئی نظر آئی۔ (لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ) تب سرکار رسالت مآبؐ نے فرمایا کہ اے محمود یہ عبارت کب لکھی گئی تو وہ بولا آدم کی خلقت سے اٹھائیس ہزار (۲۸۰۰۰) سال پہلے''۔

اسی طرح کتاب امالی میں ہی یہ مرفوع حدیث ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا'' اُن لوگوں کے بارے میں کیا کہا جائے جو ابراہیمؑ اور آل ابراہیمؑ کے ذکر سے تو خوش ہوتے ہیں اور محمدؐ وآل محمدؐ کے ذکر سے بدکنے لگتے ہیں سنو میں محمدؐ قسم کھا کر کہتا ہوں اُس ذات اقدس کی جو میری زندگی کا مالک ومختار ہے کہ قیامت کے دن اگر کوئی شخص ستر نبیوں کے اعمال لائے مگر آل محمدؐ کی ولایت سے تہی دست ہو تو انتہائی ذلت کے جہنم کی آگ میں جھونک دیا جائے گا۔ اے لوگو ہم شجر ایمان کی جڑ ہیں اور مکمل ایمان ہیں ہم اولین وآخرین ہیں اللہ کی وصیت ہیں اور ہم ہی وہ قسم ہیں جو اللہ نے کھائی ہے **(والتین والزیتون و طور سینین و ھذا البلد الامین)** اگر ہم نہ ہوتے تو اللہ نہ کسی چیز کو پیدا کرتا اور نہ ہی جنت دوزخ ہوتی''۔

اسی طرح سعید خدری نے امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالبؑ کا **خطبہ** بیان کیا ہے کہ مولا علیؑ فرماتے ہیں۔ ''اے لوگو! ہم حکمت کے دروازے ہیں، رحمت کی چابیاں ہیں امت کے آقا و مالک ہیں، کتاب خدا کے امین ہیں، اور فیصلہ کُن بات ہیں، ہم ہی ثواب و عقاب کی کسوٹی ہیں جو ہم اہلبیتؑ سے محبت رکھتا ہے وہ بڑا ہی اچھائی والا ہے اور اُس کا پلڑا بھاری ہے اُس کا عمل قبول ہوتا ہے اور گناہ بخشا جاتا ہے اور جو ہم سے بغض رکھتا ہے اُس کا اسلام بے فائدہ ہے اور ہم اہلبیتؑ کو اللہ نے رحمت، حکمت، نبوت، اور عصمت کے لئے مخصوص کر رکھا ہے۔ ہم میں سے ایک ہستی خاتم الانبیاءؐ ہے اور غور سے سنو کہ میں علیؑ حق کا پرچم ہوں۔ یاد رکھو ہم اللہ کے نزدیک سب سے اچھے ہیں اسی لئے اللہ نے ہمیں اپنی مخلوقات میں سے چُن لیا ہے اور ہمیں اپنی وحی کا امین بنایا ہے پس ہم ہدایت یافتہ ہادی ہیں میں کتاب خدا کا علم حاصل کر چُکا ہوں اور رسول اللہؐ سے جو کچھ ہوا اور ہوگا اُس کا عہد لے چکا ہوں میں رسول خداؐ کا بھائی اور اُن کے علم کا حافظ ہوں، میں صدیق اکبر ہوں سوائے جھوٹے کے کوئی اس لقب کو میرے علاوہ نہیں اپنا سکتا اور میں ہی فاروق اعظم ہوں''۔

علیؑ کی محبت اور بغض کے اثرات

عبداللہ ابن عباس کہتے ہیں کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا۔ ''اللہ نے علیؑ کو معیار و کسوٹی بنا کر پرچم کی طرح لوگوں کے درمیان نصب کر دیا ہے۔ پس جو علیؑ کو امام جان کر مانتا ہے وہ مومن ہے جو اُن کو نہ مانے وہ کافر ہے جو اُن کو نظرِ انداز کرے وہ گمراہ اور جو کسی اور کو اُن کے برابر مانے وہ مشرک ہے جو انکی ولایت کو لے کر خدا کے سامنے جائے گا وہ کامیاب و کامران ہے اور سکون سے جنت میں چلا جائے گا اور جو انکی دشمنی لے کر آئے گا وہ ذلت و خواری کے ساتھ جہنم میں جھونک دیا جائے گا''۔

سدیف نے جناب جابر ابن عبداللہ انصاری سے انہوں نے امام جعفر صادقؑ سے اور رسولؐ اللہ سے نقل کیا ہے۔ فرمایا رسالت مآبؐ نے کہ ''اے علیؑ تم حوض کے مالک اور میرے علم کے وارث ہو۔ تم میرے علمدار اور وعدے پورے کرنے والے ہو اور تم میرے ہم و غم کو دور کرنے والے ہو اور انبیاء کی میراث کے محافظ ہو۔ تم زمینِ خدا میں اللہ کے امین ہو اور اُسکے خلیفہ ہو مخلوق پر اور نجات دینے والا چراغ ہو۔ ہدایت کا راستہ اور متقیوں کے امام ہو اور لوگوں پر اللہ کی حجت ہو۔ تم دنیا میں بلند و بالا علم ہو اور قیامت کے دن صراطِ مستقیم ہو''۔

ابوسعید خدری کہتے ہیں رسولؐ اللہ نے اپنے ایک خطبے میں فرمایا۔ ''اے لوگو! جو بھی ہم اہلبیتؑ سے بغض رکھتا ہے اللہ اُسے یہود کے مذہب پر قبر سے اُٹھائے گا اُسکا اسلام تو اُس کے کسی کام نہیں آسکتا۔ اگر مبغض اہل بیت دجال کے زمانے میں ہوگا تو دجال پر ایمان لے آئے گا اور اگر پہلے مر گیا تو اللہ اُسے قبر سے اُٹھائے گا تاکہ دجال پر ایمان لے آئے''۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے۔ ''جو ہم اہل بیتؑ سے بغض رکھتا ہے اللہ اُسے یہودی یا نصرانی نہیں اُٹھائے گا بلکہ وہ اُن سے بدتر ہوگا اور وہ اُس سے بہتر ہونگے'' اور یہ کلام زیادہ فصیح ہے لہذا بد بخت ہے اُنکا دشمن اور خوش نصیب ہے

اِنکا مُحب ۔سرکار رسالت مآبؐ فرماتے ہیں ۔''میرے اللہ نے عالمِ طین میں میری اُمت کو مجھ پر پیش کیا اور مجھے انکے نام بتلائے ،جس طرح آدمؑ کو اسماء تعلیم کئے تھے پس جب علَم اُٹھانے والوں کا گروہ میرے پاس سے گزرا تو میں نے علیؑ کے شیعوں کیلئے اللہ سے بخشش کی دُعا کی یادرکھ جنت والے علیؑ اور انکے شیعہ ہیں''۔

عبداللہ ابن عباس کہتے ہیں کہ رسولؐ اللہ نے ایک خطبے میں اس طرح فرمایا۔''اے گروہ انس اللہ نے مجھ پر وحی کی ہے کہ میں دنیا میں سے جانے والا ہوں اور میرا چچازاد بھائی میرا وصیؑ اور اللہ کا ولیؑ اور میرا خلیفہ ہے اور میرے کارِ رسالت کو میری طرف سے آگے بڑھانے والا ہے۔وہ متقین کا امام اور روشن پیشانیوں کا قائد ہے دین کا بادشاہ ہے اگر تم اُس کی مُریدی کرو گے تو وہ پیر کامل ہے اور اگر اُس کی پیروی کرو گے تو نجات پاؤ گے اُسکی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے اُس کی نافرمانی اللہ کی نافرمانی ہے اور اُسکی بیعت اللہ کی بیعت ہے اور جو اُسکی بیعت توڑے گا وہ اللہ کی بیعت توڑے گا۔اللہ نے مجھ پر قرآن اُتارا ہے اور علیؑ کو اپنا سفیر بنایا ہے پس جس نے قرآن کی مخالفت کی گمراہ ہوا اور جس نے علیؑ کو چھوڑ کر کسی سے علم لیا وہ ہلاک ہوا۔اے گروہ انس یادرکھو کہ میرے اہل بیتؑ میرے خواص ہیں میرے قرابت دار ہیں میری اولاد ہیں میرا گوشت پوست ہیں اور تمہارے پاس میری امانت ہیں اور تم لوگ کل جمع کئے جاؤ گے اور تم سے ثقلین کے بارے میں پوچھا جائے گا۔پس ابھی سے سوچ لو کہ میرے بعد انکے ساتھ اپنے رویّے کا کیا جواب دو گے پس جو ان کو اذیت دے گا وہ دراصل مجھے اذیت پہنچائے گا۔جو ان پر ظلم کرے گا اُس کا ظلم مجھ پر ہوگا۔جو انکی نصرت و مدد کرے گا وہ میری نصرت کرے گا جو انکی عزت کرے گا میری عزت کرے گا، جو انکو چھوڑ کر کسی اور سے ہدایت طلب کرے گا وہ مجھے جھٹلانے والا شمار ہوگا۔پس اللہ سے ڈرو اور سوچو کہ کل اللہ کو کیا جواب دو گے اور میں انکا دشمن ہونگا جو ان سے دشمنی کرے گا اور جس کا میں دشمن ہوگیا وہ سوچ لے اُسکا کیا حشر ہوگا''۔

حذیفہ بن یمان کہتے ہیں کہ میں نے رسولؐ اللہ کو دیکھا کہ آپ حسنؑ بن علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر لوگوں سے فرمارہے تھے۔''اے لوگو! یہ علیؑ کا بیٹا ہے اسے اچھی طرح پہچان لو مجھے اپنی زندگی کے مالک کی قسم یہ جنتی ہے اسکے محب جنتی ہیں اور اسکے محبوں کے محب جنتی ہیں''۔

ابوطیب حردی نے ابوحازم سے ابوہریرہ کی بیان کردہ حدیث سنائی ہے کہ رسول اللہؐ نے علیؑ، فاطمہؑ،حسنؑ،حسینؑ سے فرمایا۔''تم سے جنگ و صلح مجھ سے جنگ و صلح ہے تم سے دوستی اور دشمنی مجھ سے دوستی و دشمنی ہے میں تم سے پیار کرنے

والوں کی شفاعت کروں گا اور جو تمہاری طرف مائل ہوگا اسکا ہاتھ تھام لونگا۔ یا علیؑ آپ تمام متقیوں کے قائد ہو۔ تمہاری ولایت کی وجہ سے میری اُمت پر اللہ نے رحم کیا اور میری اُمت میں تیری مخالفت کرنے والے فرقوں کو اللہ نے ملعون قرار دیا اور میرے بعد بارہ خلیفہ ہونگے تو اُن میں سب سے پہلا ہے اور آخر قائمؑ ہوگا جس کے ہاتھ پر اللہ مشرق و مغرب کو فتح کرادے اور میں گویا دیکھ رہا ہوں کہ تو جہنم کے سامنے آ کھڑا ہوا ہے۔ جس سے چنگاریاں اُٹھ رہی ہیں اور اُسکے بھڑکنے کی آواز بلند ہوتی جارہی ہے اور اُسکی گرمی میں شدت پیدا ہورہی ہے اور وہ تیرے سامنے اس طرح ہے جیسے تو نے اُس کو لگام دے رکھی ہو۔ وہ تجھ سے التماس کر رہی ہے۔ اے علیؑ مجھے بچالے تیرا نور میرے شعلوں کو بجھائے دے رہا ہے۔ یہ سُن کر تو اُس سے کہتا ہے۔ اے جہنم ٹھہر ذرا اُس کو لے جا اور اُس کو چھوڑ دے"۔

اور سرکارؐ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ "جس کسی نے علیؑ کی کوئی فضیلت لکھی جب تک وہ تحریر باقی ہے فرشتے اُس کے لئے دُعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں اور جس نے فضیلت بیان کی اُس کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہوئے۔ علیؑ کی محبت و ولایت کے بغیر کسی بندے کا ایمان مکمل نہیں ہوتا اور بشر کیا فرشتے علیؑ کی محبت کے ذریعے اللہ کا تقرب حاصل کرتے ہیں اور جو ہمارے شیعوں میں سے چالیس حدیثیں فضائل علیؑ کی یاد کرلے گا اللہ اُسے قیامت کے دن بخشش شدہ فقہاء کی صف میں کھڑا کرے گا"۔

کتاب امالی میں سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ انہوں نے عبداللہ ابن عباس سے مولا علیؑ کے بارے میں اُمت کے اختلاف کا پوچھا۔ تو ابن عباس نے کہا محمدؐ کے بعد اس اُمت کے داعی ہیں اور تم اُس شخص کے بارے میں پوچھتے ہو جس کی تین ہزار مناقب صرف ایک رات شب فدیہ میں ظاہر ہوئیں جو کہ رسولؐ کا وصیؑ و خلیفہؑ اور حوض و علم کا وارث ہے پھر ابن عباس نے کہا اُس ذات مقدس کی قسم جس نے محمدؐ کو خاتم المرسلینؐ کے عُہدے پر فائز کیا اگر زمین میں اُگنے والے گھاس پودے اور درخت قلموں میں تبدیل ہوجائیں اور تمام دنیا والے دنیا کے پہلے دن سے لیکر قیامت تک لکھتے رہیں تو علیؑ کے فضائل کا دسواں حصہ بھی نہیں لکھ سکتے جو کہ اللہ نے مولاؑ کو عطا کیا ہے۔ نبیؐ فرماتے ہیں کہ "میں انبیاء کا سردار اور علیؑ اوصیاء کا سردار ہے اللہ نے آدمؑ کو وحی کی کہ اے آدمؑ میں نے نبیوں کو شرف نبوت سے نوازا اور اُن کے لئے اوصیاء بنائے اور انکو اپنی مخلوق میں سب سے بہتر بنایا۔ پس اپنے بیٹے شیثؑ کو اپنا وصی قرار دے اور شیثؑ، سنانؑ کو اور سنانؑ محلثؑ کو اور محلثؑ محوقؑ کو اور محوقؑ عنمیؑ ثا کو، اور عنمیثا اخنوخ کو۔ یعنی ادریس کو اور اخنوخ باحور کو۔ باحور نوح کو اور نوح سام کو اور سام

عابر کواور عابر براعشانا کواور براعشانا یافث کواور یافث برہ کواور برہ خفیسہ کواور خفیسہ عمران کواور عمران ابراہیم کواور ابراہیم اسماعیل کواور اسماعیل اسحاق کواور اسحاق یعقوب کواور یعقوب یوسف کواور یوسف شریا کواور شریا شعیب کواور شعیب موسیٰ کواور موسیٰ یوشع کواور یوشع داوٗد کواور داوٗد سُلیمان کواور سُلیمان آصف برخیا کواور آصف برخیا زکریا کواور زکریا عیسیٰ کواور عیسیٰ سے شمعون کو، شمعون یحیٰ کو، یحییٰ منذر کواور منذر سلیمۃ کواور سلیمۃ بردہ کو اپنا وصی بنائے اور پھر بردہ نے مجھ محمدؐ کو وصایت سونپی اور میں اس وصایت کو اے علیؑ تجھے دے رہا ہوں۔ اب اے علیؑ تو اس کو حسنؑ کے حوالے کر دینا اور حسنؑ اسے حسینؑ تک پہنچائے گا اور حسینؑ سے یہ سلسلہ یہ سلسلہ ہوتی ہوئی سب سے بہتر وارث تک پہنچے گی اور یہ اُمت تیرا کُفران کرے گی اور تجھ سے اختلاف کرے گی اُس وقت جو لوگ تیرے ساتھ ثابت قدم رہیں گے وہ ایسے ہی ہیں جیسے میرے ساتھ ہوں اور جو مجھ سے الگ ہو جائیں گے وہ آگ میں جائیں گے اور آگ تو کافروں کا ٹھکانہ ہے۔ اللہ نے ہر نبی کا جن وانس میں سے دشمن بنایا ہے"۔ اس بات کو مُخالف بنیاد بنا کر کہتا ہے۔ اگر ایسی واضح حدیثِ رسولؐ اگر وصایتِ علیؑ پر موجود تھی تو اُس کو چُھپانا ناممکن تھا۔ یعنی جب حدیث واضح موجود تھی تو آپ کو لوگ وصیؑ مانتے ؟۔ میں رجب البرسی جواباً کہتا ہوں کہ یہ کوئی نئی اور عجوبہ بات نہیں ہے سب جانتے ہیں کہ یہودیوں اور عیسائیوں نے محمدؐ کے بارے میں موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کی نصوص کو چھپالیا تھا اور آپ کا تورات اور انجیل میں موجود نام فراموش کر دیا تھا۔ جس قرآن کی واضح آیات میں بیان موجود ہے مگر انہوں نے اس نص کو پس پُشت ڈال کر اس کا انکار کیا اور اس کو چھپاتے رہے اور اس کی طرف سے اپنی توجہ ہٹالی اور دوسری مثال یہ کہ موسیٰؑ نے اپنی قوم کے سامنے اپنے بھائی ہارون کو اپنا خلیفہ بنایا تھا لیکن جب موسیٰؑ قوم کی نظروں سے اوجھل ہو گئے تو انہوں نے بیل کے بچے کے آگے خود کو جُھکا دیا اور ہارونؑ کے قتل پر تیار ہو گئے اور یہ باتیں صراحت کے ساتھ قرآن میں موجود ہیں یہودی اپنی کتاب میں موجود محمدؐ پر نصِ صریح کو حُب دنیا میں پس پشت ڈال بیٹھے۔ اس طرح حُب دنیا نے اُن کو اللہ کی نعمت وفضیلت کی راہ سے گُمراہی پر ڈال دیا۔ کیا نبیؐ نے نہیں فرمایا کہ "میری اُمت تہتر فرقوں میں بَٹ جائے گی جن میں ایک ناجی اور باقی ناری ہونگے" اور یہ علیؑ اور اولادِ علیؑ کے لئے کافی عُذر تھا کہ وہ اپنے حق کو چھیننے کیلئے تلوار کھینچنے سے پرہیز کریں کیونکہ ایک اکیلا فرقہ بہتر سے نہیں لڑسکتا تھا قرآن کی زُبان میں کثرت دکھاوے کا زبانی جمع خرچ کرنے والوں پر مشتمل تھی لہٰذا حق کے مددگار کہاں سے آتے ؟ پھر اللہ نے اپنے مشرق ومغرب میں موجود اپنے اولیاء کی ولایت جو فرض کی ہے اُس سے زیادہ لوگوں کو اپنی معرفت کی طرف بُلانے کے لئے نص کی ہے

اور ہر عقل مند جانتا ہے کہ اللہ اُن کا بنانے والا بھی ہے اور اُن پر قدرت بھی رکھتا ہے لیکن پھر بھی دُنیا میں ایسے افراد موجود ہیں۔ جو اللہ کے وجود کا انکار کرتے ہیں اور اللہ کی وحدانیت کا اقرار کرنے والے لوگ کم ہیں بحر حال اللہ نے شیاطین جن وانس و مجرمین میں ہر نبی کے لئے دشمن قرار دیئے ہیں۔ آدمؑ کا دشمن ابلیس تھا۔ سلیمان کے دشمن شیاطین تھے۔ شیثؑ کے دشمن اولاد قابیل تھی اور انوشؑ کا دشمن کیومرث تھا۔ ادریسؑ کا دشمن ضحاک تھا۔ نوحؑ کا دشمن عوج و جہانیان اور صالحؑ کا دشمن افراسیاب تھا۔ ابراہیمؑ کا دشمن نمرود تھا اور موسٰیؑ کا دشمن فرعون، قارون، ہامان، عوج بن بلعام تھا۔ یوشع بن نونؑ کا دشمن لھر اسب، اور داؤدؑ کا دشمن جالوت، اور عیسٰیؑ کا دشمن اشح بن اشجان تھا اور شمعونؑ کا دشمن بخت نصر تھا اور محمدؐ کے دشمن ابوجہل ، ابولہب، اور یا علیؑ آپ کے دشمن تیم، عدی اور بنواُمیہ ہونگے، اور اللہ کافروں کا دشمن ہے صرف حاسد و دشمن تیرے فضل سے حسد کرتے ہیں۔

رسولؐ اللہ نے فرمایا۔ ''اے علیؑ جبرائیل میرے پاس اللہ کی طرف سے خوش خبری لائے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے محمدؐ اپنے بھائی علیؑ کو خوشخبری دے دو کہ میں تجھ سے محبت رکھنے والوں کو عذاب نہیں دونگا اور تجھ سے دشمنی رکھنے والوں پر رحم نہیں کرونگا''۔

سعید بن جبیر نے عائشہ سے اور عائشہ نے رسولؐ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ فرمایا رسالت مآبؐ نے ''اے علیؑ تم عرب کے آقا ہو۔ سید العرب ہو''۔ عائشہ کہتی ہے میں نے رسولؐ سے کہا کیا آپ سید العربؐ نہیں ہیں؟۔ تو سرکارؐ نے فرمایا۔ ''میں اولاد آدمؑ کا آقا و مولاؐ ہوں اور علیؑ عرب کا ہے''۔ عائشہ نے کہا سید آقا سے کیا مراد ہے؟ تو رسول اللہؐ فرمایا۔'' جس کی اطاعت میری اطاعت کی طرح فرض ہے''۔

اور رسولؐ اللہ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ''اے علیؑ تو میرے لئے ایسے ہی ہے جیسے آدمؑ کے لئے شیثؑ اور نوحؑ کے لئے سامؑ۔ ابراہیمؑ کے لئے اسحاقؑ اور موسٰیؑ کے لئے ہارونؑ اور عیسٰیؑ کے لئے شمعونؑ تھے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا اور علیؑ تو میرا وصی اور خلیفہ ہے۔ جو عالمِ اسلام میں میرے بعد تجھ سے کسی قسم کا کوئی اختلاف و نزع کرے اُس کا اسلام سے کوئی واسطہ نہیں اور میں قیامت کے دن اُس سے دشمنوں کی طرح رویہ اختیار کرونگا۔ اے علیؑ میری اُمت میں فضیلت میں تمہیں سب پر فوقیت حاصل ہے۔ تُو اسلام میں سب پر سبقت رکھتا ہے سب سے زیادہ علم تیرے پاس ہے سب سے زیادہ بہادر دل تیرے سینے میں ہے اور سب سے زیادہ سخاوت تیرے ہاتھوں میں ہے اور تو

میرے بعد امام ہے تو وزیر ہے اور جنت و نار کا تقسیم کنندہ ہے۔ تو یہ جانتا ہے کہ کون اچھا ہے کون بُرا ہے کون نیکوکار ہے کون بدکار ہے۔ کون مومن ہے کون کافر ہے"۔

عبداللہ ابن عباس کہتے ہیں کہ میں جابر ابن عبداللہ الانصاری کو دیکھا کرتا تھا کہ آپ لاٹھی کے سہارے مدینہ کے گلی کوچوں میں گھوم پھر کر بلند آواز سے کہا کرتے تھے کہ" اے ناصران اسلام اپنے بچوں کو محبت علیؑ پر پروان چڑھاؤ، جو بچہ علیؑ کے ادب سے بھاگتا ہو اُسکی ماں کے چال چلن پر نظر رکھو"۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا۔" اے علیؑ جو تجھ سے محبت کرتا ہے وہ مجھ سے محبت کرتا ہے اور جو تجھے بُرے الفاظ سے یاد کرتا ہے۔ وہ دراصل مجھے بُرا کہتا ہے۔ اے علیؑ تو اور میں ایک ہی ہیں تیری روح اور طینت میری روح و طینت ہے اللہ نے تجھے اور مجھے خلق کیا ہے اور ہم دونوں کو اپنے لئے منتخب کر لیا۔ مجھے نبوت دی تجھے امامت پس جو تیری امامت کا منکر ہے وہ میری نبوت کا منکر ہے اے علیؑ تو میرا وصیؑ اور خلیفہؑ ہے تیرا امر و نہی میرا امر و نہی ہے۔ مجھے نبیؐ بنا کر بھیجنے والے کی قسم اور سب سے اچھا بنانے والے کی قسم تو اللہ کی تمام مخلوق پر اللہ کی حجت ہے اور اُسکی وحی پر امین ہے اور اُسکے بندوں پر خلیفہ ہے اور تو تمام مسلمانوں کا مولا اور تمام مومنوں کا امام ہے۔ جو اُسکی پیروی کرے گا وہ اُسے ہادی بن کر منزل مقصود تک پہنچا دے گا۔ اے سمرہ کے بیٹے جس نے خود کو اُسکی محبت میں اُسکے حوالے کر دیا وہ تباہی سے محفوظ رہا اور جس نے اُسکی دشمنی میں اُس کو رد کیا وہ ہلاک ہو گیا اے سمرہ کے بیٹے علیؑ اور میں ایک تن دو قالب ہیں اُسکی روح میری ہے اور اسکی طینت میری طینت ہے۔ وہ میرا بھائی ہے اور میں اُسکا بھائی ہوں اُسکی زوجہ عالمین کی خواتین کی مالکن ہے اولین اور آخرین میں اور اُسکے بیٹے جنت کے جوانوں کے سردار ہیں جن کے نام حسنؑ و حسینؑ ہیں اور نو افراد حسینؑ کے بیٹے ہیں جو کہ نبیوں کے اسباط ہیں انکا نواں انکا قائمؑ ہے جو زمین سے ظلم و جور کو مٹا کر اُسے عدل و انصاف سے بھر دے گا"۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ رسولؐ نے فرمایا۔" اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ علیؑ کی امامت و حاکمیت و خلافت کا اعلان کر دوں اور اُسکو اپنا بھائی قرار دیدوں اور اسکو اپنا وزیر و والی و وارث قرار دے دوں۔ کیونکہ وہ تمام مومنین میں سب سے بہتر و برتر ہے۔ اُسکی بات میری بات ہے اور اُسکا حکم میرا حکم ہے اسکی اطاعت میری اطاعت ہے پس تم لوگوں کو اسکی اطاعت کرنی چاہئیے اور اسکی نافرمانی سے پرہیز کرنا چاہیے۔ کیونکہ وہ اس اُمت کا فاروق، صدیق، محدث ہے۔ اس

امت کا ہارون ہے یوشع ہے آصف ہے شمعون ہے اس امت میں باب حطہ ہے۔ سفینہ نجات ہے۔ اس اُمت کا طالوت ہے ذوالقرنین ہے۔ محجۃ الوریٰ ہے۔ حجۃ العظمیٰ ہے اور عُروۃ الوثقیٰ ہے اور زمین کے باسیوں کا امام ہے۔ وہ حق کے ساتھ اور حق اسکے ساتھ ہے اور وہی لوگوں میں جنت تقسیم کرے گا اور اپنے دشمنوں کو اُس میں جانے نہیں دے گا اور دوستوں کو اُس سے دور نہیں رہنے دے گا اور وہی لوگوں میں آگ تقسیم کرے گا لہٰذا اپنے دوستوں کو اُس میں نہیں جانے دے گا اور دشمن کو اُس سے بھاگنے نہیں دے گا۔ یاد رکھو کہ علیؑ کی ولایت اللہ کی ولایت ہے اور علیؑ سے محبت اللہ کی عبادت ہے اور علیؑ کی پیروی اللہ کی طرف سے فرض ہے۔ علیؑ کے دوست اللہ کے دوست ہیں۔ علیؑ سے جنگ اللہ سے جنگ ہے اور علیؑ سے مل جانا اللہ سے مل جانا ہے''۔

رسولؐ نے مولا علیؑ سے فرمایا ہے کہ ''اے علیؑ تو میری اُمت میں اس طرح ہے جس طرح قرآن میں سورہ قل هو الله احد ہے۔ جو ایک بار اس سورہ کو پڑھے تو اُس نے قرآن کا تیسرا حصہ پڑھ لیا اور جو دوبارہ پڑھے اُس نے دو ثلث اور جس نے تین بار پڑھا تو گویا اُس نے پورا قرآن پڑھ لیا۔ پس جس کی زُبان پر تیری محبت ظاہر ہوئی اُس نے ایمان کا تیسرا حصہ پالیا اور جس کی زُبان کے ساتھ قلب بھی محبت میں مبتلا ہوا اُس نے دو تہائی ایمان پایا اور جس کے دل زبان اور ہاتھ تینوں پر تیری محبت کا اثر ہوا اسکا ایمان کامل ہو گیا۔ مجھ محمدؐ کو اُس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کا نبیؐ بنا کر بھیجا ہے کہ اگر زمین والے بھی آسمان والوں کی طرح یا علیؑ تجھ سے محبت کرتے تو خدا کسی کو آگ کا عذاب نہ دیتا''۔

علیؑ امام مبین

اس بارے میں عبداللہ ابن عباس کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی **(کل شئی احصیناہ فی امام مبین)** تو دو آدمی کھڑے ہوئے اور بولے یا رسولؐ اللہ کیا اس سے مراد توریت ہے؟۔فرمایا "نہیں"۔ بولے اس سے مراد انجیل ہے؟۔فرمایا "نہیں"۔ بولے کیا اس سے مراد قرآن ہے؟۔فرمایا "نہیں"۔ابھی یہ بات تمام ہوئی ہی تھی کہ امیرؑالمومنین تشریف لے آئے آپکو دیکھ کر سرکارؐ نے فرمایا۔"وہ ہستی جس کو اللہ نے ہر چیز کا علم عطا کر دیا ہے وہ خوش قسمت ہے جو علیؑ سے محبت کرے اُسکی زندگی میں بھی اور اُسکی وفات کے بعد بھی اور وہ انتہائی بد بخت ہے جو علیؑ سے بُغض رکھے اُسکی زندگی اور وفات کے بعد"۔

حُذیفہ بن الیمان کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ امیر المومنینؑ نے اپنے شیعوں میں سے ایک آدمی کو دیکھا جس پر بڑھاپے کے آثار واضح تھے لیکن وہ پھر بھی جوانوں کی طرح چاک و چوبند نظر آتا تھا۔تو مولاؑ نے اُس سے فرمایا۔"تو بوڑھا ہو گیا ہے"۔بولا آپکی خدمت گاری میں بوڑھا ہوا ہوں۔مولاؑ نے فرمایا۔"تو اب بھی طاقت ور ہے"۔بولا آپکے دشمنوں پر طاقتور ہوں۔مولاؑ نے فرمایا۔"میں دیکھ رہا ہوں ابھی تیری زندگی باقی ہے"۔بولا یہ بھی آپ کی خدمت کے لئے وقف ہوگی۔

امیر المومنینؑ فرماتے ہیں۔"میں مسلمانوں پر امام ہوں اور تمام عالموں پر اللہ کی حُجت ہوں اور زمین اور آسمان کے باسیوں کے لئے امان ہوں اگر ہم نہ ہوں تو زمین اور اُسکے باسی فنا ہو جائیں"۔

رسول اللہؐ نے فرمایا کہ "اللہ نے مجھے منتخب کیا اور مجھے مسلمانوں کا آقا بنایا اور میرے اہل میں سے میرا وزیر منتخب کیا اور اُسے اوصیاء کا آقا بنایا اسکے ساتھ زندگی اور موت دونوں خوش بختی کی علامت ہیں۔جو سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا اُسکا نام میرے نام کے ساتھ توریت میں موجود ہے اور اُسکی زوجہ صدیقۃ الکبریٰ فاطمہ الزہراءؑ میری بیٹی ہے اور اُسکے دونوں بیٹے میرے پھول، جنت کے جوانوں کے آقا ہیں اور اُسکے بیٹے جو امام بھی ہیں اور حجت خدا بھی ہیں تمام

خلق الٰہی پر۔ جس نے اُن کی پیروی کی وہ آگ سے بچ گیا اور جس نے خود کو انکا مقتدی جانا اُس نے صراط مُستقیم پالیا۔ اللہ اُن کی محبت صرف اپنے اس بندے کو دیتا ہے جسے جنت میں بھیجنا ہو''۔

سیعد بن مسیب کہتے ہیں کہ عبدالرحمن بن عُروہ نے بتایا کہ انہوں نے رسولؐ سے کہا۔ مولاؐ یہ فرمایئے کہ نجات کیا ہے۔ سرکارؐ نے فرمایا۔ ''جب لوگوں کی خواہش و آراء آپس میں ٹکرانے لگے تو تُو علیؑ کا دامن تھام لینا کیونکہ وہی میری اُمت کا امام اور میرے بعد اُن پر میرا خلیفہ ہے اور حق کو باطل سے الگ کرنے کی کسوٹی ہے۔ جو علیؑ سے سوال کرے گا جواب پائے گا۔ جو رُشد و ہدایت کا طلب گار ہو گا ہدایت پائے گا۔ جو اُس کے پاس حق کو ڈھونڈتا ہوا آئے گا اُس کے پاس حق پائے گا۔ جو اُس سے رہنمائی چاہے گا اُسے ملے گی جو اُس کی پناہ میں آئے گا بے خوف ہو جائے گا۔ جو اُس سے تمسک کرے گا وہ اُسے نجات دلا دے گا''۔

رسول اللہؐ نے فرمایا۔ ''میرے اہل بیتؑ سے محبت کرنے والوں کے کام یہ محبت سات مقامات پر آئے گی۔ یہ مقامات اُن پر اس محبت کے طُفیل آسان ہو جائیں گے پہلا مقام موت ہے۔ دوسرا قبر۔ تیسرا قبر سے اُٹھنا، چوتھا نامہ اعمال کا ملنا، پانچواں میزان، چھٹا صراط، اب جو ان مقامات پر مشکلات سے بچنے کا خواہش مند ہو تو اُسے چاہیئے کہ ولایت علیؑ کو اختیار کرے جو کہ حبل المتینؑ علیؑ ابن ابی طالبؑ ہے اور اس کی عترت سے تمسک کرے کیونکہ وہ میرے خلیفہ اولیاء ہیں اُن کا علم و حلم میرا علم و حلم ہے۔ اُن کا ادب و محبت میرا ادب اور میری محبت ہے۔ یہ اولیاء اللہ کے سردار اور متقین کے قائد اور پیشوا ہیں اور انبیاء کا چھوڑا ہوا اثاثہ ہیں ان کی جنگ میری جنگ ہے اور انکا دشمن میرا دشمن ہے''۔

رسول اللہؐ نے حذیفہ بن الیمان سے کہا کہ ''اے حذیفہ علیؑ اللہ کی حجت ہے اُس پر ایمان اللہ پر ایمان ہے اُس سے کُفر کرنے والا اللہ کا انکار کرنے والا ہے اور اُس سے شرک کرنے والا اللہ سے شرک کرنے والا ہے اور اُس کی شان میں شک کرنے والا اللہ کی شان میں شک کرنے والا ہے اور اُس کو چھوڑ کر ایک جانب ہٹ جانے والا اللہ سے ہٹ جانے والا ہے اور اُس کا منکر اللہ کا منکر ہے اُس پر ایمان اللہ پر ایمان ہے۔ دو افراد بغیر کسی گناہ کے اُس کے بارے میں ہلاک ہوئے، مُحب غال اور مبغض قال'' اور فرمایا سرکارؐ نے ''علیؑ کا دامن تھام لو۔ علیؑ ہی صدیق اکبر ہے علیؑ ہی فاروق اعظم ہے۔ علیؑ کی محبت اللہ کی محبت علیؑ سے بغض اللہ سے بغض ہے اور جو علیؑ سے الگ رہا اللہ نے اُسے برباد کر دیا''۔

ایک دن رسول اللہؐ نے حسنؑ و حسینؑ کا ہاتھ تھام کر یہ خطاب فرمایا۔ ''میں اللہ کا رسولؐ ہوں اور یہ دو پیارے

پیارے میرے اس گلشن کے پھول، جوبھی ان دونوں سے اور انکے ماںؑ باپؑ سے محبت کرے گا وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجے میں ہوگا۔ سنو اللہ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی بنائے اور مجھے انمیں سب سے زیادہ عزت بخشی۔ مگر میں اس بات پر فخر نہیں کرتا اور اسی طرح ایک لاکھ چوبیس ہزار وصی بنائے اور علیؑ ان میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ باعزت ہے۔ سنو اب اللہ ایسے لوگوں کو دُنیا میں بھیجے گا جنکے چہرے نورانی ہونگے لباس نورانی ہونگے اور وہ عرش الٰہی کے نیچے نور کی کرسیوں پر جلوہ افروز ہونگے۔ یہ لوگ نبی نہ ہوتے ہوئے بھی اللہ کے نزدیک انبیاء جیسا مرتبہ رکھتے ہونگے اور شہید نہ ہوتے ہوئے بھی شہداء کے مقام پر فائز ہونگے"۔ یہ خطابِ رسالت مآبؐ سن کر ایک آدمی نے کہا کیا میں اُن میں سے ہوں یا رسولؐ اللہ؟ فرمایا "نہیں"۔ دوسرے نے فرمایا میں ہوں ان میں؟۔ فرمایا۔ "نہیں"۔ تب کسی نے پوچھا تو پھر وہ کون ہیں یا رسولؐ اللہ؟ تب اللہ کے رسولؐ نے فرمایا۔ "یہ (علیؑ کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر) اور اس کے شیعہ۔ یادرکھو علیؑ اور اُس کی عترت میں پاکیزہ لوگ اللہ کا بلند و بالا کلمہ ہیں عروۃ الوثقٰی ہیں اور اسماء اللہ الحسنٰی ہیں ان کی مثال میری اُمت میں کشتی نوحؑ کی مانند ہے کہ جو کشتی میں آ گیا بچ گیا جو نیچے رہ گیا غرق ہوگیا اور اُن کی مثال چمکتے ستاروں کی بھی ہے کہ ایک ستارے کے غروب ہوتے ہی دوسرا ستارہ آسمان پر چمکنے لگتا ہے اور یہ سلسلہ قیامت تک چلتا رہے گا اور یاد رکھو کہ اسلام کی عمارت پانچ ستونوں پر قائم ہے، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، ولایت علیؑ ابن ابی طالبؑ، کوئی اُس وقت جنت میں نہیں جا سکتا جب تک کہ یہ ثابت نہ ہو جائے کہ وہ اللہ رسولؐ علیؑ اور اولاد علیؑ سے محبت رکھتا ہے"۔

سعدی نے اس آیت کے ضمن میں روایت کی ہے (**وممن خلقنا امة یهدون بالحق و به یعدلون**) فرمایا۔ "یہ علیؑ کے شیعہ ہیں جو رُکاوٹوں کے باوجود حق کی طرف بڑھے اور اُسے پالیا حق علیؑ اور اولاد علیؑ کی محبت ہے" اور یہ بھی روایت ہے کہ آیت قرآنی (**یامر بالعدل وهو علیٰ صراط المستقیم**) یہ بھی علیؑ کے شیعوں کے بارے میں ہے کہ "حُب علیؑ صراط مستقیم ہے جس پر شیعہ قائم ہیں اور حب علیؑ کی لوگوں کو تلقین کرتے ہیں اور یہی عدل ہے"۔

اور احمد بن حنبلؒ نے روایت کی ہے کہ "پُل صراط سے صرف وہی گزر سکتا ہے جو علیؑ کو پہچانتا ہو اور علیؑ اُس کو پہچانتے ہوں اور یہ بھی کہ جنت میں صرف وہی جائے گا جس کے نامہ اعمال میں علیؑ اور اولاد علیؑ کی محبت مرقوم ہوگی"۔

عبداللہ ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ "قیامت کے دن جبرائیلؑ جنت کے دروازے پر بیٹھے ہونگے اور

صرف اُسے جنت میں جانے دیں گے جس کے پاس علیؑ کا اجازت نامہ ہوگا"۔ اُن کی تفسیر میں وکیع بن جراح سے روایت ہے وکیع نے سندی اور سفیان ثوری سے روایت کی ہے کہ "صراط مستقیم حب علیؑ کو کہتے ہیں"۔

اور کتاب امالی میں ابن عباس کا قول ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ "جب میں ساتویں آسمان پر لے جایا گیا اور وہاں سے سدرة المنتہیٰ اور وہاں سے نور کے حجابوں تک، تب میں نے اپنے رب کی آواز سُنی۔ اے محمدؐ تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں لہٰذا میرے لئے جھک جا اور صرف میری ہی عبادت کر اور صرف مجھ پر توکل رکھ اور میں راضی ہوں تجھ سے کہ تو میرا عبد ہے۔ حبیب ہے رسولؐ ہے، اور راضی ہوں تجھ سے کہ علیؑ تیرا خلیفہ اور تیرا باب ہے۔ میں نے علیؑ کو اپنے بندوں پر حجت اور دلیل بنایا ہے امین بنایا ہے۔ اُس کے ذریعے میرا دین قائم ہوگا اور میری حدود محفوظ رہیں گی اور میرے احکامات نافذ ہونگے اور اُسکے ذریعے میرے دوست اور دشمن میں پہچان قائم ہوگی اور اس کی اولاد میں ہونے والے اماموں کے ذریعے میرے دوست اور دشمن میں پہچان قائم ہوگی اور اس کی اولاد میں ہونے والے اماموں کے ذریعے اپنے بندوں پر رحم کروں گا اور قائم المہدیؑ کے ذریعے اپنی زمین کو تسبیح و تحلیل و تحمید کرنے والوں سے آباد کرونگا اور فرشتے اُسکی مدد کو بھیجوں گا۔ وہ میرا حقیقی ولی اور لوگوں کے لئے میرا سچا ہادی ہے"۔

صفات امیرؑ المومنین

علیؑ امیر المومنین ہیں جنہیں رسولؐ نے وصیؑ بنایا اللہ نے پاک طینت سے بنایا آپ عدل و انصاف کرنے والے حاکم ہیں ہر قضیہ میں سب سے اعلیٰ اور سب کے امام ہیں۔ فاطمۃ الرضیہؑ کے شوہر ہیں پاکیزہ عترت کے والد بزرگوار ہیں میدان جنگ میں اسد کردگار ہیں آپ نے کبھی فرار کا نام نہیں لیا اور نہ ہی کوئی آپ کی ضرب شمشیر کے بعد بچ سکا۔ جس فوج نے مقابلہ کیا آپ سے وہ ہار کر رہی اور آپ نے جس علم کو اُٹھایا وہ سربلند رہا کوئی پہلوان آپ کی گرفت سے نہ نکل سکا اور کوئی سورما آپکی تلوار سے زندہ نہ جا سکا جس جنگ پر گئے فتح نے قدم بوسی کی اور جس فوج پر حملہ کیا انہوں نے ایسی دوڑ لگائی کہ مُڑ کر نہ دیکھا بڑے بڑوں کے چھکے چھوٹ گئے آپکی بلند چھلانگ جو آپ نے عمرو پر حملہ کرتے وقت لگائی تھی چالیس ہاتھ کی تھی اور وہاں سے خلف کی طرف بیس ہاتھ کی اور جنگ اُحد میں ایک گھوڑے سوار شمشیر زن کافر کو تلوار کی ایک ضرب سے گھوڑے سمیت دو برابر کے حصوں میں کاٹ کر پھینکا۔ پھر اسکے بعد ستره فوجی یونٹوں پر حملہ کیا جن کی کل تعداد ستر ہزار تھی اور وہ سب کے سب بکھر گئے اور اس طرح انکی صف بندی ٹوٹ گئی ایسی جنگ نہ کسی نے دیکھی نہ سُنی

دوست دشمن سب حیران تھے اور فرشتوں کو بھی حیرت تھی اور یہ صرف الٰہی خواص اور آیات ربانیہ تھیں۔ آپکی ولایت فرض ہے اور آپکی اتباع کرنا فضیلت ہے آپکی محبت اللہ کی طرف لے جانے والا وسیلہ ہے جو آپ سے آپکی زندگی اور زندگی کے بعد محبت کرے اللہ اُسے صاحب ایمان شمار کرتا ہے۔

اشعار رجب البرسی

عبداللہ ابن عباس نے (فطرة الله التی فطر الناس علیها) کی تفسیر میں کہا ہے کہ فطرت سے مراد تین کلمے ہیں:۔

(۱) لا الہ الا اللہ

(۲) محمد رسول اللہؐ

(۳) علیؑ ولی اللہ وصی رسول اللہ۔

یہ تینوں کلمے ایک دوسرے سے بندھے ہوئے ہیں اور ان کے بارے میں قبر میں پوچھا جائے گا۔ قول اللہ (ان السمع والبصر والفواد کل اولئك كان عنه مسئولا) یعنی کان آنکھ اور دل کے بارے میں پوچھا جائے گا آیت میں سمع سے مُراد توحید بصر سے مُراد نبوت اور فواد سے مراد ولایت ہے۔

دین اللہ کا عدل ہے عدل اللہ کی قسط ہے اور قسط قسطاس مستقیم ہے قسطاس میزان ہے لہٰذا دین ولایت ہے۔

علیؑ میزان یوم قیامت

اللہ فرماتا ہے (و نضع الموازین القسط لیوم القیامۃ) سورہ انبیاء ۴۸۔ یعنی "ہم قیامت کے دن انصاف کا ترازو قائم کریں گے"۔ عبداللہ ابن عباس نے اسی کی تفسیر میں کہا ہے کہ ترازو انبیاء اولیاء ہیں ترازو کے دو پلڑے ہوتے ہیں جو اشیاء کا وزن بیان کرتے ہیں اس الٰہی ترازو کا پہلا پلڑا ہے لا الہ الا اللہ اور دوسرا پلڑا علیؑ ولی اللہ اور محمدؐ رسول اللہ ترازو کی وہ ڈنڈی ہے جس پر پلڑے معلق ہوتے ہیں اور اس طرف اس آیت میں بھی اشارہ ہے (سماء رفعها ووضع المیزان) ہم نے آسمان کو اُٹھایا اور ترازو قائم کیا۔

امام موسیٰ کاظمؑ فرماتے ہیں کہ "آیت میں سماء رسول اللہؐ ہیں اور میزان امیر المومنینؑ ہیں"۔ کیونکہ حجت کے پلڑے میں اعمال تُلیں گے اور اللہ کا یہ فرمان (ولا تُخسروا المیزان) "کم مت تولو، ڈنڈی مت مارو" یعنی علیؑ کے حق میں ظلم مت کرو۔ کیونکہ جو علیؑ کا حق نہیں جانتا اُسکے اعمال کی ردی کو تولنے کی ضرورت نہیں ہے اور یہ فرمان الٰہی (اللہ الذي انزل الکتاب بالحق والمیزان) سورہ شوریٰ ۱۷۔ یعنی "اللہ وہ ہے جس نے کتاب حق اور ترازو نازل کیا"۔ آیت میں کتاب سے مُراد قرآن اور میزان سے مُراد ولایت علیؑ ہے اور علی بن ابراہیم نے تفسیر القمی ج ا ص نمبر ۳۰ پر لکھا ہے کہ "کتاب بھی علیؑ ہے اور میزان بھی علیؑ ہے"۔ کیونکہ اگر کسی کے پاس ولایت نہیں ہے تو وہ دین اور کتاب دونوں سے تہی دست ہے۔ کیونکہ ولایت دین کو مکمل کرتی ہے اور دین پر یقین کو قائم کرتی ہے۔ لہٰذا ولایت ہی میزان ہو گا بندوں کے لئے قیامت کے دن، جس وقت آسمان اور زمین کے بیچ اچھے بُرے اعمال اور دوسرے پلڑے میں لا الہ الا اللہ رکھا جائے گا تو کونسی چیز ہے جو اس کے مدمقابل وزن رکھ سکے اعمال کی خفت اُس وقت ظاہر ہو جائے گی۔ لیکن جب اعمال کے پلڑے میں ولایت رکھی جائے گی (علیؑ ولی اللہ) تو اعمال کا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔ کیونکہ ولایت توحید و نبوت دونوں کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ ولایت کا ایک جز توحید ہے اور دوسرا جز نبوت ہے اسی طرح ولایت توحید اور

نبوت کے راز کا مجموعہ ہے اور انکی تکمیل کرنے والی ہے ایسا اس لئے کہ لا الہ الا اللہ روح ایمان ہے اور توحید کا ظرف باطن ہے جبکہ محمد رسولؐ اللہ اسلام کا قائم کرنیوالا ہے اسلام کا ظرف ظاہر ہے اور علیؑ ولی اللہ اسلام کا ظرف ظاہر و باطن بھی ہے اور روح ظاہر و باطن بھی ہے اس لئے اگر قیامت کے دن کوئی شخص اچھے اعمال کے پہاڑ لے کر آیا اور ولایت علیؑ جو دین کا کمال ہے ساتھ نہ ہوئی تو اعمال خواہ مخواہ کی مشقت ہیں جن کی کوئی قیمت نہ وزن ، ولایت علیؑ کے بغیر دین ناقص ہے کیونکہ ولایت نے دین کامل کیا ہے صرف اسلام ہی نہیں بلکہ تمام ادیان سماوی کو کمال عطا کیا ہے وہ اس طرح کہ دین محمدیؐ تمام ادیان کا کمال ہے اور تمام انبیاء کی شریعتوں کا خاتم اور تمام رسولوں کی تصدیق کا خاتم اور حُبِّ علیؑ دین محمدیؐ کا کمال ہے اور اس خاتم کا خاتم ہے وہ اس تمام کا متمم ہے اور ولایت علیؑ کمال کو کمال دینے والی ہے اور جمال کو بھی کمال دیتی ہے لہٰذا حُبِّ علیؑ ہر دین کا کمال ٹھہری کیونکہ اللہ نے تمام انبیاء سے ولایت علیؑ کا طوعاً و کرہاً اقرار لیا تھا لہٰذا ہر وہ دین جس میں ولایت اور حُبِّ علیؑ نہیں وہ ناقص ہے کامل نہیں اور ناقص کی نہ ہی کوئی قدر و قیمت ہے اور نہ ہی کوئی وزن ہے۔ اللہ صرف طیب کو قبول کرتا ہے ارشاد باری ہے **(والوزن یومئذ الحق)** اعراف ۸۔ یعنی ''آج صرف حق کا وزن ہے''۔ حق عدل ہے اور عدل ولایت ہے کیونکہ حق علیؑ ہے لہٰذا جس کا میزانِ اعمال ولایت علیؑ ہے وہ وزنی ہے اور کامیاب ہے دوسری آیت میں ہے کہ **(فاولئك هم المفلحون)** یعنی ''یہی لوگ کامیاب ہیں'' اور وہ کون ہیں؟ وہ اہلِ ولایت ہیں جن پر پہلے سے ہی اللہ کی عنایت ہے اور اس طرف اس آیت میں اشارہ ہے **(الیه یصعد الکلم الطیب)** یعنی ''اُس کی طرف کلمات طیب صعود کرتے ہیں''۔ یعنی بلند ہوتے ہیں۔ مفسروں نے کہا ہے کہ کلم الطیب سے مُراد ہے۔ **لا اله الا الله محمد ﷺ رسول الله** اور **العمل الصالح یر فعه**۔ آیت کہتی ہے کہ عمل صالح کلمہ طیب کو اوپر اُٹھاتا ہے یا اُٹھنے میں مدد دیتا ہے اور عمل صالح حُبِّ علیؑ ہے ہر وہ عمل جو حُبِّ علیؑ سے خالی ہو۔ وہ اللہ کی طرف نہیں بلند ہوتا اور جو اُس تک نہیں پہنچتا اُس کی سنوائی بھی نہیں ہوتی اور جس کی سنوائی نہیں اُسکا کوئی فائدہ نہیں اور جو نہ بلند ہو نہ سنا جائے نہ فائدہ دے وہ گمراہی کا وبال ہے اور گرد و غبار ہے۔ اس بات کی تائید اور اس دلیل کی تحقیق اس سے ہوتی ہے کہ جبرائیلؑ فرشتوں کا سردار ہے اور انبیاء انسانوں کے سردار ہیں اور رسولؐ نبیوں کے سردار ہیں اور ان میں ہر ایک اپنے زمانے کا سردار ہے اور محمدؐ انبیاء و مرسلین اور تمام خلائق کے سردار ہیں کیونکہ آپ فاتح و خاتم ہیں اول و آخر ہیں آپ کو ہی **تقدم و تخیم** کی سرداری حاصل ہے۔ اگر آپ نہ ہوتے تو کچھ بھی خلق نہ ہوتا۔ اس لئے آپ کی یکتائی تمام

یکتائیوں پر اس طرح عزت یافتہ ہے جس طرح واحد کو تمام اعداد پر عزت وشرف حاصل ہے جبرائیل آپ کا خادم ہے انبیاء آپ کے نائب ہیں انبیاء کو اس لئے نائب محمدؐ کہا گیا ہے کہ وہ اللہ کی طرف بُلاتے ہیں محمدؐ کی آواز کی خبر پہنچاتے ہیں اور محمدؐ کے ہر شخص کی فضیلت پر گواہی دیتے ہیں اور ولایت علیؑ کا اقرار کرتے ہیں اور حُبِ علیؑ کو اپنا دین سمجھتے ہیں۔علیؑ دین محمدی کے سلطان اور بادشاہ ہیں اس دین کی تلوار بھی ہیں اور اس کے احکامات کو تکمیل سے نوازنے والے بھی ہیں اور اس کے خاتم بھی ہیں دلیل یہ ہے کہ اللہ کہتا ہے **(واجعل لی من لدنك سلطانا نصيرا)** یعنی ''مجھے اپنے خاص خزانے سے ایک ایسا ناصر ومددگار عطا فرما جو سلطان ہو''۔سورہ اسراء آیت ۸۰۔یعنی علیؑ امیر ووزیر۔محمدؐ زمین وآسمان کے خلائق کے سردار ہیں اور علیؑ اُس سردار کے نفس ہیں روح ہیں گوشت ہیں خون ہیں بھائی ہیں،مونس ہیں ہمدرد ہیں فدیہ ہیں انکی حکومت کے بادشاہ ہیں اُن کی ملت کے محافظ ہیں اور اُن کی فوج کے شہسوار اعلیٰ ہیں اور اس طرح علیؑ تمام اہل سماء وارض کے سُلطان بھی ہیں۔امیر ہیں،ولی ہیں،مالک ہیں،مختار ہیں،مالک اس لئے کہ **اولی بھم من انفسھم** ہیں اُن پر خود اُن سے زیادہ حق تصرف رکھتے ہیں۔علیؑ اولیٰ اس لئے ہیں کہ وہ اللہ کے امین ہیں،امیر ہیں،ولی ہیں اور جنت کے جوانوں کے سردار ہیں اور اہل جنت تمام خلائق کے سردار ہیں لہٰذا حسنینؑ سرداروں کے سردار ہوئے اور آخرت کی سرداری اُسی کی ہے جو دُنیا میں سردار رہ چُکا ہو اور علیؑ حسنینؑ سے افضل ہیں بنصِ رسولؐ اللہ اور اس حدیث پر اجماع امت ہے۔

الحسن علیہ السلام والحسین علیہ السلام سیدا شباب اھل الجنة و ابو ھما خیر منھما یعنی <u>''حسنؑ اور حسینؑ جنت کے جوانوں کے سردار ہیں اور اُن کے بابا اُن سے افضل ہیں''</u>۔پس امیر المومنینؑ دنیا وآخرت میں سرداروں کے سردار ہیں اور آپ کی زوجہ مقدسہ تمام خواتین کی سردار ہیں کیونکہ فاطمہؑ بضعۃ النبوۃ ہیں رسالت کا گوشت پوست ہیں جلالت کا سورج اور عصمت وعفت کا گھر ہیں نبوت کا بقیہ ہیں اور رحمت کی کان ہیں شرف وحکمت کا سرچشمہ ہیں لہٰذا علیؑ سید ہیں سید کے بیٹے ہیں سید کے بھائی ہیں سیدوں کے باپ ہیں اور سید النساء کے شوہر ہیں۔لہٰذا علیؑ ولی ہیں ایسے ولی ہیں کہ جس کی محبت میں امان ہے اور جن کے بغض میں مصیبت اور عذاب ہے جن کی معرفت کل ایمان ہے اللہ نے اس طرف اشارہ فرمایا **(ولو لا فضل الله عليكم و رحمة)** سورہ نساء آیت نمبر ۸۳۔''اگر اللہ کا فضل اور رحمت نہ ہوتا''۔تم پر محمدؐ رحمت ہیں اور علیؑ فضل ہیں اس طرف یہ آیت لے جاتی ہے کہ **(قل بفضل الله و برحمة فبذلك فليفرحوا)** یونس ۵۸۔''کہہ دو اللہ کے فضل اور رحمت سے خوشی ملے گی''۔یعنی دین محمدیؐ اور ولایت علویؑ سے۔کیونکہ

محمدؐ وعلیؑ کے واسطے سے سب کچھ خلق کیا گیا ہے۔ان کی وجہ سے رزق ملتا ہے انسان جو کچھ دیکھتا ہے وہ حسن ہے یا احسان ہے، حسن وہ دونوں ہیں اور احسان اُن کی وجہ سے ہے۔ حسن ہی کی دلیل یہ ہے کہ **(اول ما خلق الله نوري)** اللہ نے سب سے پہلے میرا نور خلق کیا۔ یہ نور تمام وجود پانے والی اکائیوں میں جاری ہوا اور احسان کی دلیل یہ ہے کہ سرکار نے فرمایا **(انا من الله والكل منّي)** ''میں اللہ کی طرف سے ہوں اور باقی سب کچھ میری طرف سے ہے''۔ لہٰذا وہ سب کچھ جو انکے لئے یا انکے سبب سے ہے، حسن ہے اور احسان ہے۔

نور کا اتحاد اور اُس کے معنی

محمدؐ اور علیؑ ہر چیز سے پہلے ایک نور تھے اس ایک نور کے دو نام صرف نبیؐ اور ولیؑ میں پہچان کرنے کے لئے ہیں۔ جس طرح اعداد کے خالق ایک کو واحد بھی کہتے ہیں اور احد بھی، یہ صرف تمیز کے لئے ہے۔ ہر احد واحد ہے لیکن واحد کو احد کہنا درست نہیں اس طرح ہر نبی ولی ہے مگر ہر ولی نبی نہیں ہے لہٰذا اعمال کا ترازو قیامت کے دن حب علیؑ ہے ولایت ہی کے ترازو میں سب کچھ تُلے گا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

حب علی کا اثر اور آپکی اطاعت کا ثمر

توحید انمول ہے کوئی چیز اُس کی قیمت نہیں بن سکتی اسی طرح حُب علیؑ اگر ترازو میں موجود ہو تو گناہ اعمال کا وزن کم نہیں کر سکتے چاہے کتنے ہی زیادہ کیوں نہ ہوں نتیجہ یہ کہ اگر حب علیؑ ہے تو کوئی بُرائی نہیں رہتی اور اگر حُب علیؑ نہیں ہوتی تو کوئی اچھائی نہیں رہتی۔ کیونکہ یہ حق ہے کہ نیکیاں اصل میں حُب علیؑ ہیں اور برائیاں بغض علیؑ۔ حُب علیؑ وہ نیکی ہے کہ جس کی موجودگی میں کوئی بُرائی نقصان نہیں پہنچاتی اور بغض علیؑ وہ بُرائی ہے جس کی موجودگی میں کوئی نیکی فائدہ نہیں دیتی۔ اس طرف اس آیت میں اشارہ ہے۔ **(فاولئك يبدل الله سيئاتهم حسنات)** فرقان آیت ۷۰۔ ''یہ وہ لوگ ہیں جن کی بُرائیوں کو نیکیوں سے بدل دے گا''۔ قیامت کے دن انسانوں کی تین قسمیں ہونگی۔ مومن، کافر، منافق۔ کافر اور منافق ان دونوں کی کوئی نیکی شمار نہیں ہوتی کہ جس کو تولا جائے یا جس کی قیمت لگائی جائے۔ اس لئے ماننا ہوگا کہ جس کی بُرائیوں کو خدا نیکیوں میں بدلے گا۔ وہ مومن ہوگا کیونکہ اُس کے اعمال کی بنیاد توحید پر ہے جو نبوت کی سند یا تعلیمات پر صادر ہوتے ہیں اور ولایت کی کتاب میں لکھے گئے ہیں۔ اب رہ گیا منافق تو اُس پر یہ آیت ہے۔ **(وقدمنا إلى ما عملوا من عمل فجعلناه هباء منثورا)** فرقان ۲۳۔ ''انکے اعمال پر عمل تحلیل وتجزیہ کیا تو وہ غبار کی طرح بکھر گئے''۔ کیونکہ منافق کے اعمال کی مثال اس طرح ہے کہ جیسے کسی نے جڑ سے درخت کو اُکھاڑ دیا تا کہ شاخ سے لٹک سکے مگر سب جانتے ہیں کہ اگر درخت بھی قائم نہیں تو شاخیں کیسے سہارا دے سکتی ہیں پس یہ کہنا درست ہے کہ اگر درخت نہیں تو شاخ بھی نہیں اس مفہوم کی طرف اس آیت میں بھی اشارہ ہے۔ **(اولئك الذين ضل سعيهم في الحياة الدنيا و هم يحسبون انهم يحسنون صنعا)** الکھف آیت ۱۰۴۔ ''یہ وہ لوگ ہیں جو گمراہی کے راستے پر دوڑنے کو نیکیوں کا سفر سمجھتے رہے''۔ اب جب قیامت آئے گی تو منافق کو اپنے پاس کوئی چیز نظر نہیں آئے گی کیونکہ اُس کا عمل ظن پر مبنی تھا۔ ظن یعنی اپنے خیال وخواہش کو واقعہ سمجھ لینا۔ کیونکہ اُسکا عمل ظن پر مبنی تھا بُرھان پر نہیں،

اس لئے اُس کے پاس بوئے ہوئے بیج کی نہ جڑ نہ شاخ وہ تو بس سڑ گل گیا۔ لہٰذا منافق کو نجات کیسے مل سکتی ہے۔ اس کی دلیل یہ صاحب کشاف نے ایک حدیث قدسی لکھ کر دی ہے اللہ فرماتا ہے۔ ''میں اُسکو ضرور جنت دونگا۔ جو علیؑ کا مُطیع ہوگا چاہے میرا گناہ گار ہی کیوں نہ ہو اور اُسے ضُرور عذاب جہنم سے دوچار کروں گا جو علیؑ کا گناہ گار ہو چاہے میرا مطیع رہا ہو''۔ یہ خوبصورت رمز جو اس قدسی حدیث میں بیان ہوئی ہے۔ حُب علیؑ ایمان کُل ہے اور کامل ایمان کے ساتھ بُرائیاں نقصان نہیں پہنچاتیں۔ یہ قول اللہ کہ، چاہے اُس نے میری نافرمانی ہی کیوں نہ کی ہو مگر میں اُسے اس لئے معاف کر دونگا کہ مومن شریف ہوتا ہے اور شریف کی بے عزتی نہیں ہونی چاہیئے بلکہ اسکی عزت اور اکرام کا تقاضا یہ ہے کہ میں اُسے جنت میں داخل کروں پس حُب علیؑ کے سبب گناہ گار کو نظر انداز کیا جائے گا۔ حدیث قدسی کا اگلا جملہ۔ کہ میں اُسے ضرور جہنم کے حوالے کرونگا جس نے علیؑ کی پیروی نہ کی چاہے میری فرمانبرداری کی ہو، اس کو اس طرح سمجھیں کہ جو علیؑ سے محبت نہیں کرتا اس کے پاس ایمان نہیں اور جب ایمان نہیں ہے تو اسکی اطاعت حقیقی نہیں ہے مجازی ہے کیونکہ اطاعت کا مطلب ہے کہ تمام اعمال حُب علیؑ میں انجام دیئے جائیں۔ پس جس نے علیؑ سے محبت کی اُس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے اللہ کی اطاعت کی وہ نجات پا گیا یعنی علیؑ کی محبت ایمان اور علیؑ سے بُغض کُفر ہے یعنی انسان بس دو ہیں یا محب علیؑ یا مبغض علیؑ۔ لہٰذا محب علیؑ کے پاس بُرائی نہیں رہی اور جب بُرائی نہیں رہتی تو اُس سے کسی بات کی پوچھ گچھ ہی نہیں ہو گی۔ جنت اُسکا گھر ہوگا اُس کے برعکس مبغضِ علیؑ کے پاس ایمان نہیں ہوتا اور جس کے پاس ایمان نہیں خدا اُسکو دیکھنا پسند نہیں کرتا کیونکہ خودساختہ اطاعت بذاتِ خود گناہ ہے۔ لہٰذا دشمن علیؑ کو ہلاکت سے دوچار ہونا ہے۔ چاہے تمام انسانوں کے برابر نیکیوں کے ڈھیر اُسکے آگے لگے ہوں اسکے برعکس علیؑ کا دوست نجات یافتہ ہے چاہے پیروں سے لیکر کانوں تک گناہوں میں لتھڑا ہوا ہی کیوں نہ ہو۔ بات یہ ہے کہ گناہ ایمان کی روشنی میں فنا ہو جائے گا۔ جس طرح زہر تریاق کی موجودگی میں بے اثر ہو جاتا ہے۔ پس دشمن علیؑ کے لئے ناقابل بیان عذاب ہے اور محب علیؑ کے لئے وہ ثواب ہے جس کی کوئی حد نہیں پس طوبیٰ اسکے دوست کے لئے اور مصیبت اسکے دشمن کیلئے۔ اس کی تائید ہوتی ہے اُس حدیث سے جو رازی نے اپنی کتاب میں عبداللہ ابن عباس کی مرفوع حدیث لکھی ہے۔ ''قیامت کے دن اللہ مالک نامی فرشتے کو جہنم بھڑکانے اور رضوان کو جنت سجانے کا حُکم دے گا پھر صراط بنایا جائے گا اور عرش کے نیچے میزان عدل نصب کیا جائے گا۔ پھر منادی ندا دے گا کہ محمدؐ اپنی اُمت کو لے کر حساب کے لئے قریب آ جائیں پھر صراط پر سات چھوٹے بڑے پُل نصب کئے

جائیں گے، ہر پُل کا دوسرے پُل سے فاصلہ سات ہزار سال کا ہوگا اور ہر پُل پر فرشتے گزرنے والوں کو اُچک لیں گے۔ اُن تمام پُلوں سے صرف وہ شخص گزر جائے گا۔ جو علیؑ واھل بیت علیؑ کی ولایت کا ماننے والا ہوتا ہے اور جسے علیؑ واہل بیتِ علیؑ پہچانتے ہوں اور وہ علیؑ اور اہل بیت علیؑ کو پہچانتا ہو اور جسے وہ نہیں پہچانتے وہ پُل پر سے جہنم میں سر کے بل گر جائے گا چاہے اُس کے پاس ستر ہزار عابدوں کی عبادت ہو کیونکہ میزان الٰہی میں اُس کے اعمال کا پلڑا ہلکا ہوتا ہے اور صراط پر صرف اُس انسان کے قدم جمے رہیں گے جو حُب علیؑ رکھتا ہوگا'' اور اس طرف اس آیت میں اشارہ ہے (**یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیاۃ الدنیا و فی الاخرۃ) ابراھیم آیت ۲۷**۔ ''اللہ دُنیا اور آخرت میں انہیں قول پر ثابت رکھے گا''۔ جو ایمان لائے ہیں اس دنیا میں علیؑ کا دوست انکے دشمن پر غالب رہے گا اور آخرت میں اُسکے قدم ثابت رہیں گے۔ اس کی دلیل عبد اللہ ابن عباس کا قول ہے کہ رسولؐ اللہ فرماتے ہیں۔ **یا علی ماثبت حبك فی قلب مومن الا و ثبت قدمه علی الصراط حتیٰ یدخل الجنة**۔ یعنی ''اے علیؑ جب مومن کے دل میں تیری محبت ثابت ہو جائے اُسکے قدم پُل صراط پر ثابت ہونگے یہاں تک کہ جنت میں پہنچ جائے''۔

موالاتِ علیؑ اور آپ کی حقیقت کا عدم ادراک

تقلیدی مزاج لوگ اگر پرواز بھی کرتے ہیں تو علم وحکمت کی فضاؤں میں پر نہیں مار پاتے۔ان کے پاس صرف رٹی رٹائی باتیں ہوتی ہیں وہ لذت فہم سے محروم رہتے ہیں۔حرفوں کے پیچھے کیا چھپا ہوا ہے انہیں نہیں معلوم۔ میں کہتا ہوں آخر کب تک نُور سے دور رہو گے۔اللہ کہہ رہا ہے (افلا یتدبرون القرآن ام علی قلوب اقفالھا) سورہ محمد آیت ۲۴۔''کیا یہ قرآن میں تدبر نہیں کرتے انکے دلوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں''۔آپ کب تک ان لوگوں کی طرح رہیں گے جو سمندر کا پانی پیتے ہیں اتنی ہی پیاس اور بھڑکتی ہے کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ اللہ نے ایک کروڑ انیس ہزار عالم پیدا کئے ہیں جن کا مبداء نور محمدؐ ہے اور محمدؐ کا راز ولایت الٰہیہ ہے اور اس کا اختتام خلافت مہدیہؑ ہے اور اسکی عصمت فاطمہؑ ہے اور یہ سب ایک ہی کلمہ سے ظاہر ہوا ہے اور وہ الف غیر معطوف ہے اور الف اسکے پاس حالت وقوف میں ہے اور الف الوف تک پہنچتا ہے اُس نے ان سب کو خلق کیا اور وہ اپنی خلق سے غنی ہے اور اس نے اُس خلق کو ولی کامل کے سپرد کر دیا ہے یہ ولی مخلوق پر اسکا قائم مقام ہے۔وہ ولی مطلق ہے اور عدالت سے ہر کام انجام دیتا ہے اس لئے اُس سے یہ نہیں پوچھا جاتا کہ وہ کیا کرتا ہے کیوں کرتا ہے اور اس سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے جو صاحب حکمت ہو وہ وہی کرتا ہے جو اللہ چاہتا ہے اس لئے اُس کا فعل حق اور عدل پر مبنی ہوتا ہے اس کا دل مشیت الٰہی کا گھر ہے اُس کو سب کچھ بنانے والے نے سب سے پہلے بنایا اور پھر سب کچھ اُس کے لئے بنایا اور اُسے سب کے لئے اختیار کیا اور سب کے اُمور پر اُسے حاکم بنا دیا اور اُس کا حکم سب پر چلتا ہے۔

پس وہ ولی کلمۃ التامہ ہے اور حاکمِ یوم قیامہ ہے اُسکے شیعہ روشن نامہ اعمال کے مالک سبز لباس میں ملبوس، عذاب سے محفوظ، اور جنت میں بلا حساب داخل ہونگے۔

اس کی دلیل کتاب اربعین میں انس بن مالک کی روایت ہے کہ ''جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک منادی آواز بلند کرے گا اور مولا علیؑ کو اس طرح مخاطب کریگا۔اے علیؑ اے ولیؑ اے سیدؑ اے صدیقؑ اے دیانؑ اے دالؑ اے ہادیؑ

اے زاھدؑ اے فتیٰؑ اے طیبؑ اے طاہرؑ جا اپنے شیعوں کو بلا حساب جنت میں لے جا''۔

اس کی تائید کرتی ہے وہ روایت جو صاحب کتاب المنتخب نے کی ہے وہ کہتے ہیں دو آدمی مولا علیؑ کی خلافت پر مُناظرہ کر رہے تھے یہ دونوں فیصلے کے لئے شریک کے پاس آئے تو شریک نے کہا۔ فرمان رسولؐ ہے جو حذیفہ بن الیمان نے اعمش سے اور اعمش نے مجھ سے بیان کیا ہے۔ ''اللہ نے علیؑ کو جنت کے ایک درخت کے طور پر خلق کیا ہے جو اس سے متمسک ہو جائے گا وہ جنت کا اہل ہوگا''۔ یہ سن کر مخالفِ امامتِ علیؑ کو عجیب سا لگا اور وہ غیر مطمئن سا ہو کر اُٹھ گیا اور ابن دراج کے پاس آ کر یہ بات سنائی تو انہوں نے کہا اس میں تعجب کی کیا بات ہے میں نے اعمش ہی سے سنا ہے وہ ابو سعید خدری کے حوالے سے حدیث رسولؐ بیان کرتے تھے کہ ''اللہ نے عرش کے بطن میں ایک نور کا عصا خلق کیا ہے۔ اس تک علیؑ اور صرف انکے ماننے والے ہی پہنچ سکتے ہیں''۔ یہ سن کر وہ بولا کہ یہ بھی پہلے والی بات کی مانند ہے چلو وکیع کے پاس چلتے ہیں یہ دونوں وکیع کے پاس آئے اپنا سارا واقعہ بیان کیا اور اُن سے رائے طلب کی تو وہ بولے اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں ہے مجھ سے بھی اعمش نے ابو سعید خدری کے ذریعے فرمانِ رسالت مآبؐ بیان کیا ہے کہ ''عرش کے ارکان تک سوائے علیؑ اور انکے شیعوں کے اور کوئی نہیں پہنچ سکتا''۔ جب اُس شخص نے یہ دیکھا کہ ہر معتمد عالم اس حدیث کی تصدیق کر رہا ہے تو اُسے فضیلت امیرؑ المومنین کا اعتراف کرنا پڑا۔

کتاب المناقب میں ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا۔ ''اللہ کا ایک نورانی عمود ہے جو اہل جنت کے لئے سورج کی روشنی کا منبع ہے اس تک سوائے علیؑ اور انکے شیعوں کے اور کوئی نہیں پہنچ سکتا اور جنت کے دروازے پر ایک کُنڈا لگا ہوا ہے جو یاقوت سُرخ کا ہے اُسکی لمبائی پچاس برسوں کے برابر ہے جو صاف شفاف چاندی کے ذریعے دروازے میں نصب ہے اگر اس کنڈے کو دروازے پر مارا جائے تو اُس میں سے یا علیؑ کی صدا آتی ہے''۔

اور یہ سب کچھ کیوں نہ ہو کہ علیؑ اسم اعظم ہیں جو کائنات پر اثر انداز ہوتا ہے علیؑ کی ہر چیز پر حکومت ہے علیؑ اول ہے علیؑ آخر ہے علیؑ ظاہر ہے علیؑ باطن ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ نور اول ہے اور آخری ہستی ہے جب کائنات ختم ہو جائے گی۔ علیؑ باطن میں ہے یعنی راز پردوں میں چھپا ہوا ہے علیؑ ظاہر ہے یعنی اُس کے وجود کی علامتیں سب دیکھ سکتے ہیں پس علیؑ واجب الاطاعت ہونے کے اعتبار سے رب علیؑ العظیم کا قائم مقام ہے اور وہ امر الٰہی ہے جو اللہ کا کلمہ ہے علیؑ وہ ہستی ہے جس میں اللہ کی مشیت کا ظہور ہوتا ہے پس وہ حاکمیت اور رفعت اور وجوبِ اطاعت اوامر کے اعتبار سے اُس جیسا ہے مگر اُس کی ذات وہ ذات نہیں ہے جو صورت و شکل، جسم و مثال سے پاک ہے فرق صرف دونوں میں اتنا ہے کہ ایک خالق و معبود دوسرا مخلوق و عابد اور اس کی تائید حدیث قدسی سے بھی ہوتی ہے اللہ فرماتا ہے۔ ''اے میرے بندے تو میری

اطاعت کرتو میں تجھے اپنی صفات سے مزین کردوں گا۔ میں حی ہوں جیسے مجھے موت نہیں آئے گی میں تجھے بھی حی بنادوں گا کہ تیرے پاس بھی سب کچھ ہوگا اور تو بھی کسی کا محتاج نہیں رہے گا میں جو چاہتا ہوں وہ ہوجاتا ہے تجھے بھی ایسا بنادوں گا کہ تیرے پاس بھی سب کچھ ہوگا اور تو بھی کسی کا محتاج نہیں رہے گا اور تو بھی جو چاہے گا وہ ہوجائے گا''۔

اُس طرح کی ایک اور حدیث ہے کہ ''اللہ کے کچھ ایسے بندے ہیں کہ اللہ نے جو چاہا انہوں نے مان لیا تو اللہ نے بھی جواب میں جو انہوں نے چاہا وہ مان لیا''۔ نتیجہ یہ ہے کہ یہ لوگ جس چیز کو کہتے ہیں ہوجاہوجاتی ہے۔ ویسے تو سب ہی اللہ کے بندے ہیں لیکن جب اللہ ان میں سے کسی کو منتخب کرلیتا ہے تو اُسے دوسروں پر فضیلت عطا کرتا ہے اور کائنات کو حکم دیتا ہے کہ اُس کی عزت کرے اور اُس کا حکم مانے پس یہ صاحب ولایت مطلقہ اللہ کے سامنے اُس کا بندہ ہوتا ہے اور بندوں کے سامنے اُن کا حکمران اور اُس کا عمل دخل اللہ کے اذن سے ہوتا ہے۔

اور امام جعفر صادقؑ کا فرمان ہے۔ ''ہمیں ربوبیت سے پاک رکھو اور بشری باتوں سے بلند جانو یعنی وہ باتیں جو تمہارے اوپر لاگو ہوتی ہیں۔ (فلا یقاس بنا احد من الناس) کسی بھی انسان کو پیمانہ بنا کر ہمیں نہ ناپو۔ کیونکہ ہم انسانی لباس میں اللہ کے راز ہیں اور اللہ کا بولتا ہوا کلمہ ہیں یہ مان کر جو کہہ سکتے ہو کہو کیونکہ سمندر کی طرح عظمت الٰہیہ کا بھی کنارہ نہیں ہے''۔ اے تقلید کی چہار دیواری میں رہنے والے، تو دور سے حق کو دیکھتا ہے کیا تجھے معلوم نہیں کہ سوکھا ہوا درخت رسولؐ کے فراق میں رویا اونٹ نے سرکارؐ کی قدم بوسی کی، چاند اُنکی عظمت کے آگے شق ہوگیا قدموں میں چشمہ آب رواں ہوا۔ خشک لکڑی ہاتھ میں آکر سبز اور سبز سے پھل دار ہوگئی۔ جس طرح سامنے دیکھتے اس طرح پیچھے بھی دیکھتے تھے اور آنکھیں بند کرلیتے پھر بھی سرکارؐ کا دل نہیں سوتا تھا اور مٹی قدموں کو غبار آلود نہیں کرتی تھی جبکہ پتھر پر نقش پا اُبھر آتا تھا۔ جب چلتے تو بادل سایہ بان ہوجاتا تھا بُراق پر بیٹھ کر ساتوں آسمان پلک جھپکنے سے پہلے سر کرلئے۔ آپ ایک چمکتے ہوئے ہیرے کی مانند تھے جس کا سایہ نہیں ہوتا یہ ساری باتیں سوچنے سمجھنے والوں کے لیئے دروس ہیں اور امیر المومنینؑ ان ساری باتوں میں سرکار ختمی مرتبتؐ جیسے تھے۔ جو اس کا انکار کرے وہ کافر ہے۔

علیؑ وہ ولی ہیں جن کے سامنے انسانوں کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔ اس طرف آپ نے خود اشارہ کیا ہے فرماتے ہیں کہ۔ (ظاهري امامة و باطني غيب لا يدرك) ''میرا ظاہر امامت اور میرا باطن غیب ہے جسے درک نہیں کیا جاسکتا''۔ پس یہ ہستیاں عالم اجساد میں اشباح ہیں اور عالم اشباح میں ارواح ہیں اور عالم ارواح میں انوار ہیں اور عالم انوار میں اسرار ہیں یہ ہر اعتبار سے برتر ہے خود فرماتے ہیں۔ (لو لانا ما عرف الله و لو لا الله ما عرفنا) ''اگر ہم نہ ہوتے تو اللہ نہ پہچانا جاتا اور اگر اللہ نہ ہوتا تو ہم نہ پہچانے جاتے''۔

آل محمدؐ کا علم اور غیب

اس باب میں آئمہ الھدیٰ کے چند ایک اسرار بیان ہونگے جنھوں نے غیب کی باتیں بیان کی ہیں جو کہ اُنکی کرامات کا حصہ ہیں۔ یہ جاہلوں کے لئے توبیخ کی حیثیت رکھتا ہے جو کہ اس بات کا انکار کرتے ہیں کہ آل محمدؑ کا غیب سے کوئی تعلق ہوسکتا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ غیب پر مطلع نہ ہوں؟ جبکہ انکا مطلع ہونا چند وجوہات سے لازم ہے پہلی وجہ یہ کہ اللہ نے لوح محفوظ پر علم مرقوم کررکھا ہے، یہ علم ماضی اور مستقبل پر محیط ہے پھر اللہ نے ہر نبی پر اس علم کا وہ حصہ جو اس پر اور اس کے وصیؑ سے متعلق تھا شریعت کی ابتداء سے لیکر انتہا تک اُسی پر ظاہر کردیا لہٰذا یہ ثابت ہوا کہ نبیؐ کے پاس اور اس کے وصیؑ کے پاس ماضی اور مستقبل کا قیامت تک کا علم ہوتا ہے۔ اب رہا سوال سرکار رسالت مآبؐ کا تو کیونکہ آپ خاتم المرسلینؐ ہیں اس لئے آپکی کتاب بھی جامع اور مانع ہے جس میں تمام علم موجود ہے دوسری بات یہ کہ شب معراج آپؐ پر اسرار الٰہی کا انکشاف کیا گیا یہ وہ اسرار تھے جو کہ لوح محفوظ میں بھی نہیں تھے لہٰذا آپ کے پاس اول و آخر کا علم غیب موجود تھا آپؐ خود لوح محفوظ ہیں کیونکہ ہر چیز کی خلقت سے پہلے وجود میں آئے۔ اس وجہ سے آپؐ کے اور آپکے اوصیاءؑ کے پاس (**ما کان وما یکون**) کا علم تھا۔ جاہل لکیر کے فقیر اس حدیث سے علم غیب نبیؐ کے عدم پر دلیل لاتے ہیں کہ سرکارؐ نے فرمایا۔ (**لا اعلم ما وراء ھذا الجدار الا ما علمی ربی**) یعنی "میں نہیں جانتا کہ اس دیوار کے پیچھے کیا ہے مگر جو میرے رب نے مجھے 3 بتایا"۔ یہ حدیث اپنے اندر بہت سے اسرار چھپائے ہوئے ہے پہلی بات یہ کہ آپؐ نے گواہی دی ہے کہ آپؐ کا علم اللہ کی طرف سے ہے دوسرے یہ کہ **لا اعلم کا مطلب ھے لا انطق** یعنی میں نہیں بولتا مگر صرف وہ بات جس کے بتانے کا مجھے حکم ہوتا ہے وہ اس دیوار کے پیچھے ہی کیوں نہ ہو۔ دراصل آپؐ اس انتظار میں رہتے تھے کہ کوئی آپؐ سے غیبی اُمور کے بارے میں سوال کریں تب بتائیں اس میں حکمت یہ تھی کہ بلا سوال بیان سے لوگ آپؐ کے بارے میں توہین آمیز مذاق اُڑانے والی باتیں بناتے۔ کیونکہ یہ لوگ آپؐ کو مجنون اور

کاہن اور جادوگر کہتے تھے مگر سوال کرنے پر جواب میں کافروں کی بدزبانی سے کسی حد تک تحفظ حاصل ہوتا ہے۔ مُنکر اور منافق کا بُرا ہو اللہ کے خلف کیسے بِلا غیب کے ہو سکتے ہیں اس لئے پہلے نبیؐ کے اسرار بیان کرونگا پھر آپؐ کے آگے۔

اسرارِ النبیؐ الاعظم

آپکے اسرار میں آپکی پاک ولادت بھی شامل ہے روایت کی ہے زیاد بن المنذر نے لیث بن سعید سے لیث نے کہا کہ میں نے کعب الاحبار سے کہا جبکہ وہ معاویہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اے کعب الاحبار نبیؐ کی ولادت کو کیسا سمجھتے ہو کیا نبیؐ کی عترت کی بھی کوئی فضیلت ہے تمہاری نظر میں؟ یہ سن کر کعب نے معاویہ کی طرف دیکھا کہ اسکا مزاج اس وقت کیسا ہے پس اللہ نے معاویہ کی زبان پر یہ نام جاری کرادئے کہنے لگا ہاں، ہاں، ابو اسحاق بتاؤ جواب دو یہ سن کر کعب نے کہا میں نے بہتر آسمانی کتابیں پڑھی ہیں اور دانیالؑ نبی کا صحیفہ بھی پڑھا ہے۔ ان سب میں نبیؐ اور آل نبیؐ کی پاک ولادتوں کا تذکرہ موجود ہے آپؐ کا نام مشہور معروف ہے انبیاؑء میں صرف عیسیٰؑ اور احمدؐ کی ولادت پر فرشتوں کا نزول ہوا ہے اور صرف مریمؑ اور آمنہؑ پر عرش حجاب ڈالا گیا اور آپؐ کے صدف مادر میں استوار کی علامت یہ تھی کہ آسمان سے اُس رات آپؐ کی آمد کا اعلان ان الفاظ میں کیا گیا۔ "اے آسمان کے باسیو! خوشخبری ہو کہ آج رات احمدؐ کا ظہور ہے اور زمین پر ہے" اور اسی طرح یہ اعلان فرشتوں نے زمین پر بھی کیا، جس کی وجہ سے خشکی وفضاء سے لیکر سمندر و پانی کے جانور تک اس سے واقف ہو گئے اور جنت میں اُس رات ستر ہزار محل تعمیر کئے گئے جو سب کے سب سُرخ یاقوت سے بنے تھے اور ستر ہزار محل ہی سچے موتیوں سے بنائے گئے اور ان محلات کو محلات ظہور کا نام دیا گیا اور جنت سے کہا خوشی سے جھوم کہ وہ نبیؐ آیا۔ پس جنت کھلکھلا اُٹھی اور قیامت تک اسی حال میں رہے گی اور ہمیں یہ بھی خبر ملی ہے کہ سمندر میں ایک دیو پیکر مچھلی ہے جس کا نام طمسوسا ہے یہ تمام مچھلیوں کی سردار ہے اس کی سات لاکھ دُمیں ہیں یہ مچھلی (طمسوسا) سات لاکھ بیلوں کی کمر پر سواری کرتی ہے ہر بیل ہماری دنیا سے بڑا ہے ہر بیل کے سات لاکھ سینگ ہیں جو کہ زمرد سبز کے ہیں۔ یہ مچھلی (طمسوسا) نبیؐ کی آمد کی خوشی میں بے قابو ہونے لگی تو اللہ نے اُسکو بے قابو ہونے نہ دیا ورنہ سب کچھ اُلٹ پلٹ جاتا اور ہمیں یہ خبر بھی ملی ہے کہ ہر پہاڑ کو دوسرے پہاڑ کو لا الہ الا اللہ کی بشارت دے رہا تھا اور تمام پہاڑ کوہ ابوقبیس کے آگے نبیؐ کی کرامت میں جھک رہے تھے اور نبیؐ کی آمد کی خوشی میں پھل پھول، پتے، شاخیں، درخت، چالیس، دن تک اللہ کی تقدیس کرتے رہے اور آسمان سے لیکر زمین تک ستر نور کے ستون نصب کئے گئے اور آدمؑ کو یہ بشارت دی گئی تو انکے حسن

وجمال میں ستر گنا اضافہ ہوگیا اور یہ خبر بھی ملی ہے کہ نہر کوثر میں خوشی سے موجیں اُچھلنے لگیں اور نہر نے ایک ہزار جنت کے محلات پر یاقوت وموتی نثار کئے اور یہ کہ ابلیس رویا اور اُسے چالیس دن تک کے لئے ایک کنویں میں بند کردیا گیا اور بت چیختے ہوئے گر پڑے اور کعبہ سے ایک آواز سنائی دی اے قریش تمہاری طرف بشیر ونظیر آ گیا ہے۔ جو عمر الابد ہے، رمح الاکبر ہے اور خاتم الانبیاءؐ ہے اور ہم نے کتابوں میں دیکھا کہ اُسکی عترت خیر البشر ہے جب تک یہ عترت دُنیا میں رہے گی لوگوں پر عذاب الٰہی نازل نہ ہوگا۔ جب کعب کی بات یہاں تک پہنچی تو مُعاویہ نے کہا اے ابواسحاق عترت کون ہیں؟ کعب نے جواب میں کہا فاطمہؑ کے بیٹے عترت ہیں۔ یہ جواب سن کر معاویہ منہ بنا کر اپنے ہونٹ کاٹنے لگا اور محفل سے اُٹھ کر چلا گیا۔

نبیؐ کے ظہور پرُنور کے خاص واقعات میں انجیل مقدس کی یہ آیات ہیں۔ ''اے عیسٰیؑ تو پاک بی بیؑ کا بیٹا ہے سن اطاعت کر اور میرے امر میں سستی سے کام نہ لے میں نے تجھے بغیر مرد کے اس لئے پیدا کیا ہے کہ تجھ کو عالمین میں اپنی آیت بنانا چاہتا تھا۔ پس تو صرف میری عبادت کر اور صرف مجھ پر بھروسہ رکھ کتاب کو اچھی طرح پکڑ کر رکھ اور سوریا کے رہنے والوں کو سُریانی زبان میں بشارت دے۔ میں اللہ ہوں جو ہمیشہ رہے گا۔ اے لوگو اُونٹ والے اُمی نبیؐ کی نبوت کو مان لو جو کہ ڈھال اور تاج والا ہے نعل اور ہراوہ رکھتا ہے ہراوہ یعنی لاٹھی اور جس کی آنکھیں ایسی ہیں کہ گویا کاجل لگا ہوا ہو۔ چوڑی پیشانی اور اُبھرے ہوئے رُخسار، سُتواں ناک، برف جیسے سفید دانت صراحی دار گردن، نمکین رنگ، چال ایسی جیسے کوئی بلندی سے اُتر رہا ہو۔ پسینہ موتیوں کی طرح اور جسم کی خوشبو مشک وعنبر کی طرح اُس جیسا کوئی ہوا نہ ہو گا۔ کثرت سے نکاح کرے گا مگر اولاد کم ہوگی اُس نبیؐ کی نسل (مُبارکہ) سے چلے گی جس کا جنت میں گھر ہے اُس کے دو بیٹے ہونگے اور دونوں شہید ہونگے اس نبیؐ کا کلام قرآن ہوگا۔ دین اسلام ہوگا، طوبیٰ ہے جو اُس نبیؐ کا زمانہ پائے اور اسکے کلام پر کان دھرے''۔ اس قسم کی روایت ابن عباس نے کی ہے جس میں رسول اللہؐ نے غیب کی باتیں بیان کی ہیں ابن عباس کہتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہؐ کے ساتھ حج کیا سرکار کعبے کے دروازے پر آئے اور اُسکا کنڈا پکڑ کر کھڑے ہو گئے اور کچھ دیر بعد ہماری طرف تشریف لائے تو آپ کا چہرہ سورج کی طرح دمک رہا تھا اور آ کر ہم سے کہنے لگے۔ ''کیا کہتے ہو تمہیں قیامت کی شرطیں بتلا دوں''۔ ہم سب نے کہا کیوں نہیں۔ تب رسول اللہؐ نے فرمایا۔ ''قیامت کی شرطوں میں سے ایک شرط یہ ہے کہ نماز ضائع کردی جائے گی نفسانی خواہشوں کو خود پر مسلط کرلیا جائے گا، مال ودولت کی تعظیم وتکریم

کی جائے گی۔ دین کو دنیا کی قیمت پر بیچ دیا جائے گا۔ ان حالات میں مومن کا دل اُسکے سینے میں اس طرح پگھلے گا جیسے نمک پانی میں پگھل جاتا ہے۔ کیونکہ وہ بُرائیاں دیکھے گا مگر اُس کا بس نہیں چلے گا''۔ یہ سن کر سلمان محمدیؓ نے کہا یہ سب کچھ ہوگا اے اللہ کے رسولؐ؟۔ سرکارؐ نے فرمایا۔ ''ہاں! اُس ذات کی قسم جسکے قبضہ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے۔ وہ ظالم حکمرانوں اور بدکار وزیروں کا زمانہ ہوگا۔ یہ فنِ ظلم میں استاد اور لوٹ کھسوٹ میں ماہر ہونگے ان کے عہد میں نیکی بے وقوفی سمجھی جائے گی اور بُرائی چالاکی کہلائے گی۔ سچ بولنے والا مصیبت میں پھنسے گا اور جھوٹ بولنے سے کام بن جائیں گے۔ عورتیں سر پر سوار ہو جائیں گی اور غیر شریف عورتوں کی باتیں لائحہ عمل ہونگی۔ بچکانہ ذہن کے لوگ زیبِ ممبر ہونگے شرم و حیا منہ پھیر کر چلی جائے گی زکوٰۃ کو جُرمانہ سمجھا جائے گا۔ گمراہی پیروں میں بچھی ہوگی، آدمی دوستوں پر خرچ کرے گا اور والدین کو دُکھ دے گا۔ دُم دار ستارہ نکلے گا۔ اُس وقت عورت اپنے شوہر کی تجارت میں شریک ہو جائے گی بارش ختم ہو جائے گی اور اگر تو بازار میں جائے گا تو دیکھے گا کہ ہر بیچنے والا اپنے پالنے والے کو کوس رہا ہے۔ ایک کہتا ہے میری بِکری نہیں ہوئی دوسرا کہتا ہے مجھے کوئی مُنافع نہیں ہوا اُس وقت ایک قوم ان کو غلام بنالے گی اگر یہ لوگ اُن آقاؤں کے سامنے زبان کھولیں گے تو مارے جائیں گے۔ چپ رہیں گے تو انکی عزت و مال اپنی مملکت کی طرح استعمال کریں گے انکے خون بہائیں گے اور ان کے دلوں پر وحشت قائم کردیں گے پس یہ ہر وقت خوف زدہ نظر آئیں گے اُس وقت کچھ مشرق سے لایا جائے گا اور کچھ مغرب سے یہ ظالم میری اُمت کے کمزور لوگوں کے لئے مصیبت ہونگے اور اللہ ان ظالموں کے اعمال میں مصیبت لکھتا جائے گا۔ یہ ظالم لوگ نہ بچوں پر رحم کریں گے اور نہ بڑوں کا احترام ان کے دل شیاطین کے دل ہونگے۔ اس وقت مرد مرد کے ساتھ اور عورت عورت کے ساتھ تعلقات قائم کرلے گی اور لڑکی کی طرح لڑکوں کے بھی حبیب و رقیب ہونگے۔ مرد عورتوں جیسے اور عورتیں مردوں جیسی ہو جائیں گی۔ فروج، سروج پر چڑھی ہونگی۔ میری اُمت کے ایسے افراد پر خدا کی لعنت ہو۔ مسجدیں سجائی جائیں گی اور قرآن بھی سجائے جائیں گے۔ ممبر اُونچے ہونگے۔ نمازی کثرت سے ہونگے، مگر دلوں میں خوفِ خدا کی جگہ ایک دوسرے کے لئے کینہ ہوگا۔ ہر شخص دوسرے سے اختلاف کرتا ہوا نظر آئے گا۔ اس وقت میری اُمت کے مرد سونا پہنیں گے ریشمی کپڑوں کا لباس زیبِ تن ہوگا۔ سود خوروں کا دور دورہ ہوگا۔ رشوت مزدوری بن جائے گی۔ غیبت عام ہوگی۔ طلاق آئے دن کی کہانی بن جائے گی۔ اللہ کی بنائی ہوئی حدیں اس طرح پھلانگی جائیں گی کہ گویا بنائی ہی نہیں گئی تھیں۔ اس وقت میری اُمت کے دولت مند سیر و تفریح کے لئے حج پر

جایا کریں گے۔ اوسط طبقہ کے لوگوں کا حج تجارتی ٹور ہوگا اور نچلے طبقوں کا حج خود کو حاجی کہلوانے کے لئے ہوگا۔ اُس وقت قرآن کی تعلیم غیر اللہ کے لئے حاصل کی جائے گی اور قرآن کو گیت کی شکل میں لیا جائے گا اور فقہ دینی کو سمجھ بوجھ کے بجائے علمی رُعب داب دوسروں پر ڈالنے کے لئے ہوگی۔ زنا کی اولاد کثرت سے پیدا ہوگی اور قرآن کو چھوڑ دیا جائے گا اور دنیا کے لئے لوگ جئیں گے اور دُنیا کیلئے مریں گے اور جب محرم اور نامحرم کی تمیز ختم ہو جائے گی اور لوگوں کی کمائی گناہ ہو جائے گی۔ تو بدمعاش شرفاء پر مسلط ہو جائیں گے جھوٹ کا دور دورہ ہوگا۔ انسان کی تمیز اُسکے لباس سے ہوگی۔ نہ کہ کردار سے اور بلا موسم کے بارش ہوا کرے گی۔ اچھے کاموں سے روکا جائے گا اور حالت یہ آجائے گی کہ اُمت کا سب سے گرا ہوا آدمی مومن ہوگا۔ جس کی کوئی عزت و آبرو نہ رہے گی۔ ایسے قاریوں کا ظہور ہوگا کہ جو آپس میں دشمنی رکھتے ہونگے۔ ان لوگوں کو آسمان کے پاکیزہ باسی گندگی کہہ کر پکاریں گے۔ پیسے والے اس بات سے ڈریں گے کہ فقیر اُن سے پیسے نہ مانگ لیں محفلوں میں لوگ بھیک مانگیں گے۔ مگر اُن کو دھیلا نہ ملے گا۔ اُس وقت وہ بولے گا جسے بولنا نہیں چاہیئے اُس وقت بہت تھوڑے سے لوگ رہ جائیں گے یہاں تک کہ زمین ہر قوم کو اپنے علاقے میں محدود کر دے گی اور ہر قوم یہ سمجھے گی کہ بس وہی دنیا میں باقی ہے باقی انسانیت ختم ہو چکی ہے۔ اسی حالت پر ایک عرصہ گزر جائے گا۔ پھر وہ وقت آئے گا جب زمین اپنے جگر چاک کر کے سونا چاندی اُگل دے گی۔ اُس وقت سونا چاندی کوئی فائدہ نہ دے گا''۔

اور سرکارؐ نے ابوذر غفاری سے فرمایا کہ ''کیسا محسوس کرو گے جب تمہیں وقعت نہیں دی جائے گی بے گھر کر دیا جائے گا اور تمہیں ربزہ کی طرف نکال دیا جائے گا اور آپؐ نے فرمایا دجلہ اور فرات کے درمیان شہر بنایا جائے گا۔ جس کی طرف دُنیا کے خزانے آئیں گے''۔ یہ بغداد کی طرف اشارہ ہے۔

رسولؐ اللہ کی دی ہوئی غیبی خبروں میں سے یہ بھی ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ آپؐ نے جنگ خندق کے ایام میں عمار بن یاسر کے چہرے سے مٹی صاف کرتے ہوئے فرمایا (تقتللك الفئة الباغية) ''تجھے ایک باغی گروہ قتل کرے گا''۔

آپؐ کی کرامات میں سے ہے کہ جب جنگ خندق میں مسلمانوں پر وقت بہت سخت ہو گیا تو آپؐ اُس جگہ آئے جہاں آج مسجد فتح بنی ہوئی ہے دو رکعت نماز پڑھ کر دُعا کی۔ (اللھم ان لم تھلك ھذا العصابة لن تعبد بعدھا فی الارض، فجائت الملا ئكة)۔ ''اے اللہ اگر آج یہ چھوٹی سی ٹولی مٹ گئی تو زمین پر عبادت کرنے

والے نہ رہیں گے''۔ دُعا ختم ہوتے ہی فرشتے حاضر ہوئے اور بولے اے اللہ کے رسولؐ! اللہ نے ہمیں آپؐ کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔ فرمایئے کیا کرنا ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا۔ **زعزعوا المشرکین و اطردوھم**۔ ''مشرکین کو ڈرا کر بھگا دو''۔ فرشتوں نے ایسا ہی کیا اُس وقت ابوسفیان نے اپنے دوستوں سے کہا کہ ہم زمین والوں سے تو لڑ سکتے ہیں مگر آسمان والوں پر ہمارا بس نہیں چلتا۔ آپکے دُنیا میں ظہور کے اسرار میں سے یہ بھی ہے کہ بادشاہ سیف بن ذی یزن نے حضرت عبدالمطلبؑ سے کہا تھا کہ میں نے چُھپے ہوئے علم کی چھپی ہوئی کتاب میں دیکھا ہے کہ (تہامہ) میں ایک بچہ ظہور کرے گا۔ جس کے دونوں کندھوں کے درمیان تل ہوگا۔ وہ بچہ امام ہوگا اور تم لوگوں کو قیامت تک کی قیادت ملے گی۔ اُس بچے کے ماں باپ انتقال کر جائیں گے۔ اسکا دادا اور پھر اسکا چچا اُس کی پرورش کریں گے۔

آپکا ظہور پُرنور عام الفیل میں ہوا۔ جب دو ماہ کے تھے تو والد نہ رہے اور جب چار سال کے تھے تو ماں اس دُنیا میں نہ رہی جب آٹھ سال کے ہوئے تو عبدالمطلبؑ بھی چل بسے اور آپؐ کے چچا حضرت ابوطالبؑ نے آپؐ کی پرورش کی اور سرکارؐ کی کرامات سے ہی یہ بھی ہے کہ جب ابوذر غفاری حلقہ اسلام میں داخل ہوئے تو آپؐ نے ابوذر سے فرمایا۔ ''اپنے وطن لوٹ جاؤ تمہارے چچا زاد کا انتقال ہو گیا ہے اُس نے مال و اسباب چھوڑا ہے اُن مسائل کو نپٹا کر فلاں وقت میرے پاس لوٹ آنا''۔

لہٰذا ابوذر واپس یمن چلے گئے اور جیسے سرکار رسالت مآبؐ نے فرمایا تھا۔ ویسا ہی پایا لہٰذا آپ چند سال وہاں رہے اور جب سرکارؐ نے اعلانیہ رسالت کی تبلیغ شروع کی تو واپس آ گئے۔

اس قسم کی ایک خبر عبداللہ ابن عباس کے حوالے سے وھب بن منبہ نے دی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ ''جب میں معراج پر پہنچا تو مجھے اللہ نے آواز دی اے محمدؐ میں اپنی قسم کھاتا ہوں کہ میرے سوا کوئی خدا نہیں ہے میں تیری ساری اُمت کو جنت میں داخل کرونگا۔ سوائے اُس شخص کے جو داخل ہونے سے انکار کر دے''۔ میں نے کہا اے اللہ کون ہے جو جنت میں جانے سے انکار کر دے۔ تو اللہ نے کہا ''میں نے تجھے نبیؐ اور علیؑ کو وصی بنایا ہے پس جو اُسکی ولایت کا انکار کرتا ہے وہ جنت میں جانے سے انکار کرتا ہے۔ کیونکہ جنت میں صرف وہی جا سکتا ہے۔ جو اُس علیؑ سے محبت کرتا ہو اور جنت میں داخلہ انبیاء کے لئے بھی اُس وقت تک بند ہے جب تک کہ تو علیؑ فاطمہؑ انکی عترت اور شیعہ جنت میں نہیں چلے جاتے''۔ پس یہ سن کر میں نے شکرانے کا سجدہ ادا کیا پھر اللہ نے کہا۔ ''اے محمدؐ علیؑ تیرے بعد خلیفہ ہے اور تیری قوم اسکی

مخالفت کرے گی اور جنت ہر اُس شخص پر حرام کردی گئی ہے جو علیؑ کی مخالفت اور دشمنی رکھے۔ پس علیؑ کو بشارت دے دینا کہ اُسے میری طرف سے یہ شرف حاصل ہے اور میں اُس علیؑ کے صلب سے گیارہ نقیب نکالوں گا۔ ان میں سے ایک وہ سید ہوگا جس کے پیچھے مسیح ابن مریم نماز پڑھے گا۔ یہ سیدزمین کو ظلم و جور سے پاک کر کے عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ میں نے کہا اے اللہ یہ کب ہوگا۔ تو جواب میں کہا جب علم اُٹھ جائے گا۔ جہالت بڑھ جائے گی۔ قاری زیادہ اور علماء کم ہونگے اور فقہا بھی کم ہونگے، شاعروں کی کثرت ہوگی۔ بُرائیاں بڑھ جائیں گی مرد مردوں اور عورتیں عورتوں سے تعلقات قائم کریں گے۔ امین بے ایمان ہوجائیں گے ظلم کے مددگار ہونگے۔ مشرق اور مغرب میں گرہن لگے گا مشرق میں دجال ظاہر ہوگا''۔ پھر اللہ نے مجھے بتایا کہ اور کیا ہوگا۔ سب کی خبر دی جن میں بنواُمیہ اور بنوعباس کے فتنے کا بھی ذکر تھا۔ پھر اللہ نے مجھے حکم دیا کہ یہ سب کچھ علیؑ کو بھی بتادو تو میں نے علیؑ کو سب کچھ بتادیا اللہ کے حکم سے۔

سرکارؐ کی کرامات میں سے عبداللہ ابن عباس کے حوالے سے یہ بھی بیان کی ہے کہ۔ جب سرکارؐ نے علیؑ اور فاطمہؑ کی شادی کی تو اپنے دستِ مُبارک سے حلوہ بنایا اور تمام مہاجرین و انصار نے کھایا اور اپنے اپنے گھر بھی لے گئے مگر وہ ویسا کا ویسا ہی برتن میں بھرا رہا۔

اور آپؐ کی کرامات میں وہ مکاشفہ بھی ہے جو آپ نے وفات سے چند لمحے پہلے کلمات کہے۔ ''لوگ سُرخ رُو ہوئے لوگ روسیاہ ہوئے سعادت اصحاب کساء کیلئے ہے میں انکا سردار ہوں اور فخر نہیں کرتا۔ میری عترت و اہل بیتؑ سابق اور مقرب ہیں وہ سعادت والا ہے جو انکی اطاعت کرے انکا ساتھ دے میرے اور میرے آبائی دین پر۔ اے میرے رب تو نے اپنا وعدہ پورا کر دکھایا۔ سیاہ پڑ گئے ہیں چہرے ان لوگوں کے جن کو پیاس کے ساتھ جہنم کی آگ کی طرف دھکیلا جا رہا ہے، پہلا خچر دوسرا دونوں کا حساب اللہ پر ہے۔ تیسرے اور چوتھے کا حال یہ ہے کہ جو کچھ کیا وہ انکے آگے ہے چہرے سیاہ ہوگئے جماعتیں ہلاک ہوگئیں اور انکے امرا ایک دوسرے کے آگے آگ کی طرف گامزن ہیں۔ کتاب پڑھی دروازے کو چھوڑا، بے علمی سے حکم چلایا۔ علیؑ و آل علیؑ سے بغض رکھنے والا آگ میں اور محبت کرنے والا جنت میں۔

امیر المومنینؑ کے اسرار اور غیب

امیر المومنینؑ کے اسرار میں سے ہے کہ جب آپؑ کعبہ میں ظاہر ہوئے ظہور کرتے ہی سجدے میں سر رکھ دیا پھر

سجدے سے اُٹھ کر اذان دی اقامت کہی اور گواہی دی کہ اللہ ایک ہے محمد اللہ کے رسولؐ ہیں اور میں اللہ کا ولیؑ ہوں او
رسولؐ کا خلیفہ ہوں پھر رسولؐ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کیا کہتے ہیں؟ پڑھوں؟ رسولؐ نے کہا ہاں پڑھو۔ تو مولاؑ نے
پڑھنا شروع کیا اور سب سے پہلے آدمؑ کا صحیفہ پڑھا اور ایسے پڑھا کہ اگر شیثؑ سنیں تو کہیں آپ مجھ سے زیادہ اس صحیفے
علم رکھتے ہیں پھر باری باری نوحؑ اور ابراہیمؑ کے صحیفے پڑھے اور تورات و انجیل پڑھی اس کے بعد قرآن سے سور
مومنون کی آیات پڑھیں (**قد افلح المومنون**)۔ **سورہ مومنون**۔ ''بے شک مومنوں نے فلاح پائی'' تو رسول
نے فرمایا (**نعم افلحوا اذا انت امامھم**) ''ہاں فلاح پائیں گے ہی اگر تم امام ہو گے تو''۔ پھر جو انبیاء سے اوصیا
باتیں کرتے ہیں وہ باتیں کیں اور خاموش ہو گئے تو رسول اللہؐ نے کہا (**عد الی طفولتك فامسك**) ''اپنے بچپن کی
طرف لوٹ جاؤ اور اسی حال پر باقی رہو'' اور آپکی کرامات میں سے ہے جن کی کوئی حد نہیں اور فضائل جو گنے نہیں
سکتے۔ راہب یمامہ اثرم نے حضرت ابوطالبؑ کو علیؑ کی آمد کی بشارت دی اور کہا کہ تمہارے ہاں ایک بیٹا ہوگا، جو اپ
وقت کا سردار ہوگا۔ ناموس اکبر ہوگا اور اپنے زمانے کے نبیؐ کا زور بازو ہوگا۔ داماد و وزیر ہوگا میں اس زمانے میں نہ ہونگا
جب وہ آجائے تو اُسے میرا اسلام کہنا اور ہوسکتا ہے میں اُسے دیکھ بھی لوں جب مولا امیر المومنینؑ اس دُنیا میں ظاہر ہوئے
ابوطالبؑ راہب سے ملنے گئے تو معلوم ہوا کہ وہ مر چکا ہے جب ابوطالبؑ واپس گھر آئے تو امیر المومنینؑ کو گود میں لے کر
پیار کیا۔ تب مولاؑ نے سرکار ابوطالبؑ کو سلام کیا اور کہا۔ ''اے ابا جان آپ اُس راہب اثرم سے ملنے گئے تھے جو آپ
میری آمد کی بشارتیں دیا کرتا تھا''۔ کہا تم نے سچ کہا اللہ کے ولیؑ۔

اس قسم کی روایات میں سے محمد بن سنان کی روایت ہے کہ جب مولاؑ امیر المومنینؑ اپنے ساتھیوں کو معاویہ سے
جنگ کے لئے تیار کر رہے تھے تو آپ کی طرف دو دشمن آئے اور ایک نے اول قول بکا تو مولاؑ نے اُسکو کہا۔ (**اخسء
یاکلب**) ''اے کتے اپنی ذات دکھا''۔ یہ کہنا تھا کہ وہ بھونکنے لگا اور کتا بن گیا۔ یہ دیکھ کر جو لوگ وہاں موجود تھے مبہوت
ہو گئے اور وہ کتا بن جانے والا گریہ وزاری کرنے لگا اور اپنی انگلی سے اشارہ کرتا تھا تب مولاؑ نے اُس پر اپنی نظر کرم فرما
اور کچھ کلمات آہستہ سے منہ سے ادا کئے تو وہ کتا پھر سے انسان بن گیا۔ یہ منظر دیکھ کر کچھ اصحاب مولاؑ کی طرف آئے ا
مالک اُشتر نے کہا سرکار لوگوں کو جنگ کرنے کیلئے تیار کر رہے ہیں مُعاویہ پر یہ قدرت کیوں استعمال نہیں کرتے۔ مو
نے فرمایا۔ ''قسم ہے اُس ذات کی جو دانے کو چیر کر کونپل نکالتا ہے اگر میں چاہوں تو اپنا یہ چھوٹا سا پیر اس صحراء میں

چلاؤں اور وہاں معاویہ اس کی روحانی ضرب کھا کر اپنی چار پائی سے اوندھا نیچے گرے لیکن (عباد مکرمون لا یسبقونہ بالقول وھم بامرہ یعملون) انبیاء آیت نمبر ۲۶، بلکہ وہ اللہ کے مکرم بندے ہیں اُس کے قول سے پہلے کچھ نہیں کرتے اور اُس کے امر کے ساتھ ہی میدان عمل میں آجاتے ہیں'' اور اسی قسم کی غیبی خبروں میں سے سرکار امیرؑ کا وہ قولِ بےنظیر ہے جو آپ نے جنگ جمل کی فتح کے بعد مروان بن حکم سے کہا تھا۔ ''اے حکم کے بیٹے ڈر گیا۔ سمجھ رہا ہے کہ تیرا سر اس بقعہ پر لٹکا دیا جائے گا۔ ہر گز نہیں یہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ تیری صُلب سے طاغوت جنم لیں گے جو اس اُمت پر بادشاہت کریں گے'' اور اس قسم کے اخبار میں سے سرکارؑ کا وہ کلام اشک مقام ہے جو آپؑ نے صِفین کے راستے میں کربلاء سے گزرتے وقت کہا تھا، (صبراً یا ابا عبداللہ بشاطی الفرات) ''اے ابو عبداللہ حسینؑ فرات کے کنارے صبر کرنا'' اور فرمایا (ھذا واللہ مناخ القوم و ھذا محط رحالھم) ''خدا کی قسم یہ اُن کے سواریوں سے اتر کر ڈیرے ڈالنے کی جگہ ہے'' اور یہ بھی سرکار کے غیبی خبروں میں سے ہے کہ جب صفین میں شور مچا کہ معاویہ قتل ہو گیا ہے تو فرمایا۔ ''معاویہ نہ قتل ہوا ہے اور نہ ہوگا اُس وقت تک کہ اُمت اُس پر جمع نہ ہو جائے''۔

ان غیبی خبروں میں قاضی ابن شاذان کی روایت ہے جو اُس نے ابان بن تغلب کے حوالے سے صادق آل محمدؑ کا قول بیان کیا ہے۔ امیر المومنینؑ ممبر کوفہ پر جلوہ افروز تھے اور آپ کے اردگرد لوگوں کا مجمع تھا۔ کہ ایک اژدھا پھنکارتا ہوا ظاہر ہوا لوگ اُس سے ڈر کر سمٹنے لگے تو مولاؑ نے بلند آواز سے کہا۔ ''اسے راستہ دو میرے پاس آنے کا''۔ راستہ ملنے پر وہ اژدھا مولاؑ کے ممبر کے پاس آکر اپنی دُم پر لوگوں کی آنکھوں کے سامنے اوپر اُٹھنا شروع ہوا اور امیر المومنینؑ کے قدموں کو چوما اور اُن پر اپنا منہ رگڑا اور تین بار پھنکارا، پھر نیچے ہوا اور جس راستے سے آیا تھا اُسی راستے سے چلا گیا مولاؑ نے خطبہ نہیں توڑا خطبہ ختم ہونے پر لوگوں نے مولا سے پوچھا یہ کیا تھا تو فرمایا۔ ''یہ ایک جن تھا اُس نے یہ بتلایا ہے کہ انصاریوں میں سے ایک شخص جس کا نام جابر بن سمیع خفان ہے اُس نے اس کے بیٹے کو قتل کر دیا ہے جبکہ اُس کے بیٹے نے اُس انصاری کو کوئی ایذاء نہیں پہنچائی تھی یہ اُس کا خون معاف کرتا ہے''۔ یہ بات سن کر مجمع میں سے ایک لمبا آدمی کھڑا ہوا اور بولا میں وہ ہوں جس نے خفان میں ایک سانپ کو مارا تھا اور جب سے میں نے اُسے مارا ہے میں اُس جگہ نہیں رہ پایا کیونکہ ہر وقت رونے پیٹنے کی آوازیں سنائی دیتی ہیں۔ لہٰذا میں بھاگ کر یہاں مسجد میں آگیا اور سات دن سے یہاں ڈیرے ڈالے ہوئے ہوں۔ مولاؑ نے اُس آدمی سے کہا کہ ''جہاں سانپ مارا تھا اُس جگہ ایک اُونٹ ذبح کر دے، تجھے

کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی تو اپنے گھر واپس چلا جا''۔

سرکار امیرؑ کی کرامات میں سے ہے کہ آپؑ نے فرمایا۔ ''اللہ نے مجھے جو کچھ عطا کیا ہے کسی کو نہیں دیا میرے لئے راستے کھول دیئے گئے ہیں مجھے اسباب اور انساب کی تعلیم دی گئی ہے اور میرے لئے سحاب کو جاری کیا گیا ہے میں نے ملکوت میں دیکھا تو کوئی چیز میری نگاہ سے چھپی نہ رہی چاہے مجھ سے پہلے ہو یا میرے بعد اور ہر مخلوق کی آنکھوں کے بیچ لکھا ہوتا ہے، مومن، یا کافر اور ہم جب چاہیں صرف دیکھ کر پہچان لیتے ہیں کہ یہ مومن ہے یہ کافر ہے'' اور سرکار امیرؑ کے قول سے یہ قول ہے جو کہ آپؑ نے اپنے ایک خاص شیعہ رمیلہ سے کہا جبکہ وہ مریض ہو گیا تھا۔ ''اے رمیلہ تجھے بخار ہوا اور جب کچھ کم ہوا تو تو نماز کے لئے آ گیا''۔ بولا ہاں مولاؑ ایسا ہی ہے مگر آپؑ کو کیسے معلوم ہوا؟ فرمایا۔ ''کوئی مومن، مومنہ ایسا نہیں کہ اگر وہ بیمار ہو یا غمگین ہو تو ہم اُسکے مرض و غم میں شرکت نہ کریں اور کوئی انکی ایسی دُعا نہیں جس پر ہم آمین نہ کہیں اور جب وہ خاموش ہوں تو اُن کیلئے دُعا نہ کریں مشرق و مغرب میں کوئی مومن و مومنہ ایسا نہیں ہے کہ ہم اُسکے ساتھ نہ ہوں''۔

ان ہی غیبی خبروں میں سے ایک اصبغ بن نباتہ نے بیان کی ہے زید الشحام کے حوالے سے وہ کہتے ہیں کہ ایک دن منافقوں میں سے ایک شخص مولاؑ امیر کے پاس آیا اور کہا اے علیؑ سنا ہے کہ آپ جری مچھلی کو حرام کہتے ہیں؟ مولاؑ نے فرمایا۔ ''ہاں ایسا ہی ہے''۔ یہ سن کر منافقوں نے کہا آپؑ کے پاس کوئی ٹھوس دلیل ہے؟ مولاؑ نے فرمایا۔ ''آؤ میرے ساتھ تمہیں دلیل دکھلاؤں''۔ اُن کو لے کر مولاؑ نہر فرات کے پاس آئے اور آواز دی۔ ہناش، ہناش، یہ آواز سن کر جری مچھلی نے پانی سے سر نکالا اور بولی حاضر ہوں۔ مولاؑ نے فرمایا۔ ''اپنا تعارف و قصہ بیان کر''۔ وہ بولی۔ ''میں اُن میں سے ایک ہوں جن پر جناب عالیؑ کی ولایت پیش کی گئی مگر انہوں نے اُسے ماننے سے انکار کر دیا اور اس جرم میں مسخ ہو گئی اور اس وقت آپؑ کے ساتھ کچھ لوگ کھڑے ہیں وہ بھی ہماری ہی طرح مسخ ہو جانے والے ہیں''۔ مولاؑ نے فرمایا۔ ''اپنا قصہ بیان کرتا کہ جو لوگ حاضر ہیں وہ سنیں اور جان لیں منکرین ولایت کا انجام کیا ہوتا ہے''۔ وہ بولی ٹھیک ہے سنیئے۔ ''ہم بنی اسرائیل کے چوبیں قبیلے تھے ہم نے بدمعاشی اور من مانی کو اپنایا ہوا تھا ہم پر آپؑ کی ولایت کو پیش کیا گیا تو ہم نے ماننے سے انکار کر دیا۔ ہم مختلف شہروں میں رہتے تھے اور فساد برپا کئے ہوئے تھے اُس وقت ایک آنے والا ہمارے پاس آیا اور خدا کی قسم آپؑ اُس آنے والے کو ہم سے زیادہ جانتے ہو۔ اُس آنے والے نے ہمارے درمیان

کھڑے ہوکر ایک آواز بلند کی اُس آواز کی قوت نے ہم سب کو جو کہ مختلف شہروں میں بکھرے ہوئے تھے ایک جگہ اکٹھا کر دیا پھر اُس نے دوسری آواز بلند کی اور بولا مسخ ہو جاؤ اللہ کی قدرت سے اس آواز کیساتھ ہی ہمارا انسانی جسم ہم سے چھِن گیا اور ہم مختلف قسم کی مخلوقات کی شکل میں تبدیل ہو گئے اس کے بعد اس آنے والے نے زمین سے مخاطب ہو کر اُسکو حکم دیا، اے خشکی کی مخلوق کی مسکن زمین، دریاؤں میں تبدیل ہو کر اُس سمندر سے مل جا جو زمین کو گھیرے ہوئے ہے تا کہ یہ مسخ ہو جانے والی مخلوق تیرے ذریعے دنیا کے تمام پانیوں میں پہنچ جائے اور ایسا ہی ہوا''۔

جسے شک کی بیماری ہو وہ اس حدیث پر اعتراض کرتا ہے کہ مچھلی انسانوں کی طرح بولی تھی عربی زبان میں یا خاموش زبان میں بات کر رہی تھی؟ اُنکے جواب میں عرض ہے کہ کیا انہوں نے قرآن کی یہ آیت سُنی ہے (**تسبیح له السماوات السبع و الارض و من فیهن**) اسراء آیت ۴۴۔ ''اور کوئی چیز ایسی نہیں جو اُسکی پاکیزہ حمد نہ کر رہی ہو'' اور بات تو عقل والوں کے لئے تھی مگر کم عقلوں کے لئے آگے فرما دی (**و ان من شئی الا یسبح بحمده و لکن لا تفقهون تسبیحهم**) اسراء ۴۴،۴۵۔ ''اور کوئی چیز ایسی نہیں جو اُسکی پاکیزہ حمد نہ کر رہی ہو مگر تم لوگ اُسکی تسبیح کو سمجھنے سے قاصر ہو''۔ پھر کہا۔ (**انه کان حلیماً غفوراً**) ''اللہ تو حلیم و غفور ہے''۔ ان آیات میں اللہ نے بتایا ہے کہ ہر شے اللہ کی پاکیزگی کی تسبیح بیان کر رہی ہے چاہے زبان سے چاہے اپنی حالت سے لیکن ان کی زبان تم سے پوشیدہ ہے اللہ نے تم کو حکم نہیں دیا کہ انکی زبان کو سمجھو، کیونکہ عفو ایک پردہ ہے اگر یہ پردہ اُٹھ جائے تو تم اس زُبان کو سمجھ لو گے، جیسے کہ کنکریوں نے رسول اللہؐ کے ہاتھ پر تسبیح کی تھی۔ جسے سب نے سُنا تھا اب کنکریاں جو کہ زُبان ہی نہیں رکھتیں وہ زُبان والوں کی طرح تسبیح کر سکتی ہے تو پھر جری مچھلی جو کہ حیوان ہے کیونکر تسبیح نہیں کر سکتی اللہ کا یہ قول کہ (**انه کان حلیماً غفوراً**) اس آیت میں وہ کہتا ہے کہ تمام مخلوقات جمادات و نباتات و حیوانات جو کہ مکلف نہیں ہیں مسلسل تسبیح کر رہے ہیں اور اس تسبیح سے اُکتاہٹ محسوس نہیں کرتے اور جبکہ تم انسان مکلف ہو پھر بھی تسبیح کو بھولتے بھی ہو اور تسبیح سے اُکتا بھی جاتے ہو اور اللہ تمہاری اس حرکت کے باوجود تمہارے لئے حلیم و غفور ہے۔

اور ان ہی غیبی خبروں میں سے ایک عبید السکسکی کی روایت ہے کہ جو انہوں نے امام صادقؑ سے روایت کی ہے امام صادقؑ فرماتے ہیں کہ جس وقت مولا علیؑ صفین سے واپس آ رہے تھے۔ اُس وقت نہر فرات کے کنارے کھڑے ہو گئے پھر ایک سبز چھڑی نکالی اور اُسے فرات میں گاڑ دیا اور تمام لوگ جو اُس وقت آپؑ کے ساتھ تھے یہ منظر دیکھ رہے

تھے۔ چھڑی کے گرتے ہی بارہ چشمے پھوٹ پڑے جو کہ عظیم موجوں والے دریاؤں کی طرح تھے پھر مولاؑ نے کچھ کلمات کہے جن کو کوئی نہیں سمجھتا تھا اُسی وقت دو دیو پیکر مچھلیاں نمودار ہوئیں اور انہوں نے اُونچی آواز میں **لا اله الا الله و الله اکبر** کا نعرہ لگایا اور بولیں **(السلام علیك یا حجة الله فی ارضه و عین الله الناظره فی عباده خذلك قومك كما خذل هارون بن عمران قومه)** ''سلام ہو آپ پر اے اللہ کی حجت اے اللہ کے بندوں پر اللہ کی دیکھنے والی آنکھ آپکو آپکی قوم نے اس طرح سے چھوڑ دیا جیسے موسیٰؑ کی قوم نے ہارونؑ کو چھوڑ دیا تھا''۔ مولاؑ نے اپنے اصحاب کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ ''سن لیا تم نے''۔ وہ بولے ہاں ہم نے سن لیا۔ مولاؑ نے فرمایا۔ ''یہ میرے لئے آیت ہے اور تمہاری طرف حجت ہے''۔

اور انہی غیبی خبروں میں سے وہ مشکل اور عجیب وغریب مقدمات ہیں جن کو آپ نے حل کیا۔ ایک یہ ہے کہ ایک آدمی ابوبکر کے دربار میں آیا اور اُس نے دعویٰ کیا کہ وہ اللہ سے نہیں ڈرتا اور نہ ہی جنت کی لالچ کرتا ہے اور نہ دوزخ کا خدشہ ہے اور نہ ہی وہ رکوع کرتا ہے اور نہ ہی سجود اور مُردار کھاتا ہے اور خون پیتا ہے اور جو نہیں دیکھا اُس کی گواہی دیتا ہے اور فتنے سے محبت کرتا ہے اور حق سے کراہت کرتا اور یہود و نصاریٰ کو سچا سمجھتا ہے اور اُسکے پاس ایک ایسی چیز ہے جو اللہ کے پاس نہیں ہے اور ایک چیز ہے جو اللہ کے لئے نہیں ہے اور بولا کہ میں احمد الٰہی ہوں اور میں علیؑ ہوں اور میں تمہارا رب ہوں اور یہ سب باتیں سننے کے بعد عمر کھڑا ہو گیا اور بولا تو تو کُفر میں بڑا ترقی یافتہ ہے عمر کا قول سن کر امیر المومنینؑ نے فرمایا۔ ''عمر ٹھنڈا رہ گرمی نہ دکھا۔ یہ شخص اللہ کے اولیاء میں سے ایک ہے۔ یہ جنت کی تمنا نہیں کرتا بلکہ خود اللہ کی تمنا کرتا ہے اور جہنم کی آگ سے خوف نہیں کھاتا مگر اپنے رب سے خوف کھاتا ہے اللہ کے ظلم سے نہیں ڈرتا کیونکہ وہ ظلم کرتا ہی نہیں۔ بلکہ اللہ کے عدل سے ڈرتا ہے جسکے آگے کوئی نہیں ٹھہر سکتا اور یہ جو اس نے کہا کہ رکوع و سجود نہیں کرتا تو مطلب یہ ہے نماز جنازہ میں رکوع و سجود نہیں ہوتا اور ٹڈی اور مچھلی کھاتا ہے جو کہ مردہ بھی حلال ہیں اور ان کا خون نجس نہیں ہے اور اپنے بیوی بچوں سے محبت کرتا ہے جن کو قرآن میں اللہ نے فتنہ کہا ہے اور جنت اور جہنم کی گواہی دیتا ہے جن کو اس نے نہیں دیکھا اور حق سے کراہت ہے یہاں حق سے مراد موت ہے جسے اللہ نے حق کہا ہے اور یہود و نصاریٰ کو سچا سمجھتا ہے اس لئے کہ وہ ایک دوسرے کو جھوٹا کہتے ہیں اور دونوں کا قول سچا ہے اور اُس کے پاس بیٹا ہے جو کہ اللہ کے پاس نہیں ہے اور وہ اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے جبکہ اللہ کے پاس کسی قسم کا کوئی ظلم موجود نہیں ہے اس کا یہ کہنا کہ انا احمد النبیؐ کا مطلب ہے میں

نبی محمدؐ کی تعریف کرتا ہوں کہ انہوں نے اللہ کی طرف سے تبلیغ رسالتؐ کی اور یہ قول کہ انا علیؑ کا مطلب ہے میں اپنے قول میں علیؑ ہوں اور یہ قول کہ انار بکم اس کا مطلب ہے میری آستین ہے جنکو میں کبھی اوپر کر لیتا ہوں کبھی نیچے''۔ اس شخص کی باتوں کی مولاؑ سے تشریح سن کر بے ساختہ عمر اُٹھا اور مولاؑ کا سر چوم کر بولا (**لا بقیت بعدك یا ابا الحسن**ؑ) اے ابوالحسنؑ آپ کے بعد میں دُنیا میں نہ رہوں۔

اور ایک خبر یہ بھی ہے کہ ابن الکواء منافق و خارجی تھا مولاؑ امیر کے پاس آیا جبکہ آپ ممبر پر محو خطاب تھے اس نے سوال پوچھا اور کہنے لگا۔ میرا پیر ایک مری ہوئی مُرغی پر پڑ گیا۔ تو اُس میں سے ایک انڈا نکل آیا کیا میں اس انڈے کو کھا سکتا ہوں مولاؑ نے فرمایا ''نہیں''۔ بولا اگر میں اس انڈے سے چوزا نکالوں تو کیا اس چوزے کو کھانا جائز ہے فرمایا ''ہاں''۔ ابن الکواء نے کہا یہ کیا بات ہوئی؟ مولاؑ نے فرمایا ''انڈا اس لئے جائز نہیں کہ مُردار سے نکلا تھا اور چوزہ اس لئے جائز ہے کہ وہ حی ہے''۔

میں رجب البرسی کہتا ہوں کہ یہ سب آپ سے کیوں کر ممکن نہیں جبکہ حسن بصری نے روایت کی ہے کہ جب خضر اور موسیٰؑ کی ملاقات ہوئی تو ایک چڑیا سمندر سے اپنی چونچ میں پانی کا ایک قطرہ لائی اور موسیٰ کے ہاتھ میں ڈال کر اُڑ گئی۔ اس کی تفسیر خضرؑ نے یہ کی کہ محمدؐ کے وصیؑ کے علم کے مقابل ہمارا اور تمام اولین اور آخرین کا علم ایسے ہے جیسے سمندر کے مقابل ایک قطرہ۔

عبداللہ ابن عباس کہتے ہیں کہ مولاؑ امیر المومنینؑ نے ایک رات میں ابتداء شب سے لیکر صبح نمودار ہونے تک صرف بسم اللہ کی (ب) کی تشریح فرمائی اور (س) کی تشریح میں داخل نہ ہوئے اور صبح ہوئی تو سرکارؑ نے فرمایا۔ ''اگر میں چاہوں تو بسم اللہ کی شرح سے چالیس اونٹ بار کر دوں''۔

ہاں یہ نبیؐ کا بھائی ہے، نبیؐ کا وصیؑ ہے۔ حقیقی نائب ہے اور انکا ولی ہے اللہ کا شیر ہے انکی اختیار کردہ شخصیت ہے انکی پسندیدہ ہستی ہے یہ وہ ہے جس نے ہم و غم میں نبیؐ کو سہارا دیا انکی ڈھارس بندھائی سختیوں سے انکو بچایا جب نبیؐ نے پکارا آ گئے دین کی عمارت آپکے عزم وقوت سے کھڑی ہوئی آپؑ نبیؐ کے گھر میں پلے بڑھے رسالت کی روشنی سے منور ہوئے آپکے بیٹے توحید و نبوت کے شجر کی شاخیں تھے آپؑ نے رسولؐ کی رزم و بزم میں مدد کی نبیؐ کو غسل و کفن دیا نبیؐ کے دین کو قائم کیا قرض کو ادا کیا فیصلوں کو جاری کیا آپ مقدس گھر میں ظاہر ہوئے یعنی خانہ کعبہ میں تشریف لائے ظہور کیا اور

کریم گود میں پلے بڑھے۔آپؑ وہ جوان تھے کہ آپؑ کے ہاتھوں کُفر وشرک کو موت کا منہ دیکھنا پڑا۔

آپؑ کی غیبی خبروں میں سے ایک یہ ہے کہ ایک خارجی نے دو جری مچھلیوں کو خریدا اور اُنکو کپڑے میں لپیٹ کر گھر جا رہا تھا کہ راستے میں مولاؑ کے پاس سے گزرا مولاؑ نے اُسے دیکھ کر فرمایا۔ (بکم اشتریت ابویك من بنی اسرائیل) ''تو نے بنی اسرائیل کے مسخ شدہ آبی جانوروں میں سے اپنے ماں باپ کو کتنے میں خریدا''۔ یہ سن کر وہ خارجی بولا آپکے غیبی دعوؤں میں کتنی زیادتی ہوچکی مولاؑ نے فرمایا۔''ان دونوں جری مچھلیوں کو کپڑے سے باہر نکال''۔ اس نے مچھلیاں باہر نکال دیں مولاؑ نے اُن مچھلیوں سے کہا۔''تم دونوں کون ہو''۔ایک مچھلی نے کہا میں اس کا باپ ہوں اور دوسری مچھلی نے کہا میں اسکی ماں ہوں۔

ایسی ایک خبر محمد بن سنان نے بیان کی ہے کہ محمد بن سنان کہتے ہیں کہ میں نے امیر المومنینؑ کو ایک آدمی سے یہ باتیں کہتے ہوئے سُنا۔''اے مغرور میں دیکھ رہا ہوں کہ تو غلام ام معمر کے ہاتھوں گھرے زخم کھا کر قتل ہو جائے گا۔تو اُس کے ساتھ ظالمانہ رویہ اختیار کرے گا اور وہ تجھے قتل کرنے میں کامیاب ہو جائے گا اور اس خونی عمل کے سبب وہ جنت میں داخل ہوگا اور تو دیکھتا رہ جائے گا اور ہاں سن تو اور وہ تیرا ساتھی جس کا تو قائم مقام ہے دونوں توہین آمیز صلیب پائیں گے۔تم دونوں کو رسولؐ کے پاس سے نکالا جائے گا اور ایک سوکھے ہوئے درخت سے لٹکایا جائے گا۔وہ درخت ہرا ہو جائے گا اور اس طرح تیرے ماننے والوں کو امتحان میں ڈالا جائیگا''۔ یہ باتیں سن کر آپ کے مخاطب عمر نے کہا اے ابو الحسنؑ یہ کون کرے گا۔مولاؑ نے جواب دیا۔''ایک گروہ جو تلواروں کو بے نیام کر چکا ہوگا۔اُس کے بعد وہ آگ لائیں گے جو ابراہیمؑ کے لئے دھکائی گئی تھی نبی جرجیسؑ دانیالؑ اور تمام نبیؑ اور صدیقؑ حاضر ہونگے پھر ہوا تم دونوں کی راکھ کو اُڑا کر سمندر بُرد کر دے گی''۔

اسی قسم کے اخبار میں سے ایک یہ ہے کہ مولاؑ نے امام حسنؑ سے فرمایا۔''اے ابو محمدؑ اللہ کے پاس ایک تابوت ہے آگ کا اس تابوت کی میت کہے گی اے علیؑ میری کوتاہیوں کو معاف کر دے لیکن اللہ اُسے معاف نہیں کرے گا''۔اسی طرح قرآن کی تفسیر میں آیا ہے کہ (ان انکر الاصوات لصوت الحمیر) یعنی ''سب سے ناپسندیدہ آواز گدھے کی ہے''۔ایک آدمی نے امیرؑ المومنین سے اس کی تفسیر پوچھی تو فرمایا۔''اللہ اس بات سے بہت بلند ہے کہ خود کسی چیز کو خلق کرے پھر خود ہی اس کو بدترین قرار دے یہ دو آدمی ہیں جو ناری تابوت میں گدھوں کی شکل میں ہیں جب یہ ڈھینچوں

ڈھینچوں کرتے ہیں تو انکی آواز کی شدت سے جہنم کے باسیوں کو اذیت پہنچتی ہے''۔

ایک غیبی خبر یہ ہے کہ جنگ نہروان میں خوارج کے جاسوسوں نے اُنکو اطلاع دی کہ امیر المومنینؑ کے لشکر میں چار ہزار افراد ہیں خوارج نے اس خبر کی بنیاد پر فیصلہ کیا کہ تیر وتلوار کے غیر ضروری معرکہ کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ہر خارجی ایک نیزہ لے جائے اور ایک آدمی کو مار ڈالے کیونکہ خارجی بھی چار ہزار تھے۔ مولاؑ کو غیب سے یہ بات معلوم ہوگئی۔ آپ نے اپنے لشکریوں سے فرمایا۔ ''اس جنگ میں نہ تیر استعمال کرو اور نہ نیزے بلکہ تلوار نکالو اور ہر آنے والے کے نیزے کو کاٹ ڈالو اور اُسے قتل کردو۔ بے فکر ہو جاؤ کہ تم میں سے دس افراد بھی نہیں مریں گے اور خارجیوں میں سے دس افراد بھی زندہ نہ بچیں گے'' اور ایسا ہی ہوا جیسا مولاؑ نے فرمایا تھا۔

عبداللہ ابن عباس نے مولاؑ کی ایک کرامت بیان کی ہے کہ مولاؑ کے پاس ایک شخص مہمان آیا تو مولاؑ نے جَو کی سوکھی روٹی منگائی اور اُسکا ایک ٹکڑا توڑ کر پیالے میں ڈالا اور مہمان سے کہا۔ ''لے کھا''۔ اُس نے پانی سے وہ ٹکڑا نکالا تو وہ پرندے کی بھُنی ہوئی ران تھی۔ پھر دوسرا ٹکڑا پانی میں ڈالا اور مہمان سے کہا۔ ''لے کھا لے''۔ اُس نے وہ نکالا تو وہ حلوے کا ٹکڑا تھا۔ حیران ہو کر کہنے لگا مولاؑ یہ کیا ہے سوکھی روٹی مختلف قسم کے کھانوں میں تبدیل ہوگئی۔ مولاؑ نے فرمایا۔ ''ہاں سوکھی روٹی ظاہر ہے اور یہ کھانوں کی قسمیں باطن ہیں ہمارا امر ایسا ہی ہے''۔

ایک قصہ فضہ کا ہے جب وہ خاتون جنت کے گھر میں داخل ہوئیں تو وہاں تلوار، ذرہ، اور چکی کے سوا کچھ اسبابِ دنیا نہ پایا فضہ ہند کے بادشاہ کی شہزادی تھیں آپ کے پاس کیمیاء گری کا فن تھا۔ فضہ نے ایک پیتل کے ٹکڑے کو سونے کی مچھلی میں تبدیل کر کے مولاؑ کی خدمت میں پیش کیا تو مولاؑ نے فرمایا۔ ''کیا خوب بنا ہے اے فضہ لیکن تھوڑی سی کسر رہ گئی۔ اگر آنچ کچھ زیادہ دیتیں تو طلائی رنگ اور اچھا چڑھتا اور قیمت بھی زیادہ ہو جاتی''۔ فضہ نے حیران ہو کر پوچھا میرے آقا آپؑ یہ فن جانتے ہیں فرمایا۔ ''صرف میں ہی نہیں میرا یہ چھوٹا سا بچہ بھی جانتا ہے'' اور اشارہ کیا امام حسن مجتبیٰؑ کی طرف۔ امام حسنؑ نے بھی فضہؑ سے وہی کلمات کہے۔ پھر امیر کائناتؑ نے فضہؑ کی حیرانی میں اضافہ کرتے ہوئے فرمایا۔ (**نحن نعرف اعظم من هذا**) ''ہم اس فن سے بھی عظیم چیز جانتے ہیں''۔ یہ کہہ کر اپنے دست مقدس سے اشارہ کیا ید اللہ کا اشارہ پاتے ہی زمین نے اپنا سینہ چیر کے سونے کے خزانے سامنے کر دیئے۔ تب مولاؑ نے فضہ سے کہا۔ ''اپنا بنایا ہوا سونا بھی اس سونے کے خزانے میں ڈال دے'' اور فضہؑ نے حکم پر عمل کیا۔

انہی خبروں میں ایک عمار بن یاسر کی خبر ہے عمار کہتے ہیں کہ میں اپنے آقا و مولاؑ کے ساتھ حیرہؑ کے صحرا میں تھا کہ ہم نے عیسائی راہب کو ناقوس بجاتے ہوئے دیکھا۔ مولاؑ نے مجھ سے کہا۔ ''عمار جانتے ہو ناقوس کیا کہتا ہے؟''۔ عمار کہتے ہیں میں نے کہا مولا لوہا اور لکڑی بھی بولتی ہے؟ مولاؑ نے فرمایا۔ ''یہ ناقوس دنیا کی حقیقت بیان کرتا ہے''۔ پھر مولاؑ نے اُس کی ٹن ٹن کی ردھم پر عربی میں اشعار کہے جن کے مطلب کا خلاصہ یہ ہے۔ ''ٹھہر و ٹھہرو، سنو سنو، اللہ رہے گا سب کچھ مٹے گا، دنیا بلائے تم کو لبھائے اللہ کے در سے سب کو ہٹائے۔ کیا رات دن ایک مگر کچھ نہ پایا، یہ جا کے لحد میں سمجھ ہم کو آیا''۔

عمار کہتے ہیں اگلے دن میں راہب کے پاس آیا اُس سے ناقوس بجانے کی فرمائش کی، راہب بولا یہ عیسائیوں کے لئے ہے تم مسلمان ہو تمہیں اس سے کیا غرض۔ عمار نے کہا آپ ناقوس بجائیں میں آپ کو اس کی آواز کا راز بتانے آیا ہوں عمار کہتے ہیں کہ میرے کہنے پر راہب نے ناقوس بجانا شروع کیا اور میں اس کی ٹن ٹن کی ردھم پر مولاؑ کے بیان کردہ اشعار پڑھتا چلا گیا۔ اشعار سن کر راہب بے ساختہ سجدے میں گرا پھر اُٹھ کر کہنے لگا میرے پاس ایک کتاب ہے جس میں ہارون بن عمران کے ہاتھ کی تحریر میں لکھا ہوا ہے کہ اللہ اُمیوں میں ایک رسول بھیجے گا اور اُس کا وزیر یہ جانتا ہے کہ ناقوس کیا کہتا ہے۔

ان ہی کرامات میں سے مولاؑ کی ایک کرامت یہ ہے کہ جب ہارونؑ اور موسیٰؑ فرعون کے پاس اُسکے دربار میں گئے، تو دونوں بھائی فرعون سے خوف کھا رہے تھے۔ اچانک وہاں ایک گھوڑا سوار نمودار ہوا جس کا لباس سونے کا تھا اور تلوار بھی سونے کی تھی اور فرعون سونے پر مرتا تھا اُس سنہرے لباس میں ملبوس سنہرے تلوار والے نے فرعون سے کہا ان دونوں موسیٰؑ اور ہارونؑ سے ڈھنگ سے بات کر ورنہ مرنے کے لئے تیار ہو جا۔ فرعون اس غیر متوقع صورت حال سے گھبرا گیا اور موسیٰؑ و ہارونؑ سے بولا کل میرے دربار میں آنا آج چلے جاؤ جب یہ دونوں چلے گئے تو فرعون نے درباریوں کو بلا کر اُنکی کھچائی کی کہ اس سوار کو کیسے اندر آنے دیا تو انہوں نے فرعون کی عزت و حرمت کی قسم کھا کر کہا کہ اندر سوائے موسیٰؑ اور ہارونؑ کے اور کوئی نہیں آیا۔

یہ شہسوار جس نے موسیٰؑ اور ہارونؑ کی فرعون کے دربار میں مدد کی وہ علیؑ تھے جس کے ذریعے اللہ نے اپنے تمام نبیوںؑ کی در پردہ مدد کی اور محمد مصطفیٰ کی ظاہر بظاہر مدد کی کیونکہ مولاؑ تو کلمۃ اللہ الکبریٰ ہیں اللہ نے ان کو اپنے اولیاء کی مدد کے

لئے مختلف صورتوں میں ظاہر کیا اور اس کلمے کے ذریعے اللہ کو آواز دو تو وہ مدد کرتا ہے اور بچا لیتا ہے اور اسی طرف اشارہ ہے اس آیت باری میں (و نجعل لکما سلطانا فلا یصلون الیکما بآیاتنا) القصص آیت ۳۵۔ "تمہیں ایک سُلطان دونگا آیات کے ساتھ تاکہ دشمن تم تک نہ پہنچ سکیں"۔ عبداللہ ابن عباس کہتے ہیں کہ موسیٰؑ اور ہارونؑ کے لئے یہ شہسوار آیت کبریٰ اور سُلطان تھا۔

ایک اور روایت میں امام رضاؑ اپنے مقدس آباؤ اجداد کے سلسلے سے بیان کرتے ہیں کہ زمانہ حکومت ابوبکر میں ابوبکر کے پاس ایک یہودی آیا اور کہنے لگا کہ میرا باپ مر گیا اور مرنے سے پہلے اپنے خزانے کہیں چھپا دیئے ہیں اگر آپ یہ بتا دیں کہ وہ خزانے کہاں ہیں تو میں اُس کے تین حصے کرونگا۔ ایک حصہ میرا دوسرا آپ کا اور تیسرا مسلمانوں کا ہوگا اور صرف یہی نہیں بلکہ میں آپ کا دین بھی قبول کرونگا۔ ابوبکر نے جواب دیا یہ غیب کی بات ہے اور غیب سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا پھر وہ یہودی لڑکا عمر کے پاس آیا۔ اُس نے بھی وہی ابوبکر والا جواب دیا تب کسی صاحب معرفت نے اُس یہودی کو مولاؑ امیر المومنینؑ کا پتہ بتا دیا وہ مولاؑ کے پاس آیا اور اپنی بات دھرائی تو مولاؑ نے فرمایا۔ "یمن چلا جاؤ وہاں حضر الموت میں ایک وادی ہے جسے برھوت کہتے ہیں اُس وادی میں بیٹھ کر غروب آفتاب تک انتظار کر غروب کے وقت کوّؤں کا ایک غول آئے گا اور اپنی کالی چونچیں کھول کھول کر خوب کائیں کائیں کا شور مچائے گا اُس وقت اپنے باپ کا نام لے کر اُسے پکارنا اور کہنا اے فلاں مجھے تیرے پاس محمدؐ کے وصیؑ نے پیغام دے کر بھیجا ہے مجھے جواب دے اُس وقت تیرا باپ تجھے جواب دے گا۔ اُس وقت اُس سے خزانے کا پتہ پوچھنا وہ بتا دے گا کہ خزانہ کہاں ہے"۔ یہ یہودی لڑکا وہاں پہنچا اور جب کوّے آئے اور اُس نے اپنے باپ کو آواز دی تو ایک کوّے نے جواب دیا ہاں بیٹے کیا بات ہے کیا ضرورت پڑی جو تو اس وادی جہنم میں آ گیا لڑکے نے کہا غربت نے تنگ کیا ہے اور آپ نے خزانے چھپا کر مجھ پر ظلم کیا ہے اب بتائیں کہ خزانہ کہاں چھپا کر مرے تھے باپ نے کالی چونچ کھول کر کہا فلاں جگہ فلاں دیوار کے نیچے اور سُن مسلمان ہو جا اُسی میں نجات ہے یہ کہہ کر وہ کوّوں کے ساتھ اُڑ گیا لڑکا وطن واپس آیا خزانہ نکالا اُونٹ پر لادا اور مولاؑ کے پاس لایا اور کلمہ پڑھا مسلمان ہو گیا۔

ابن عباس کہتے ہیں ایک روایت میں ہے کہ اہل کوفہ میں اکابر شیعوں کی ایک جماعت نے مولاؑ سے اسرار الٰہی کے عجائب دکھانے کی فرمائش کی تو مولاؑ نے فرمایا۔ "تم برداشت نہیں کر سکتے ایک عجوبہ بھی دیکھ لیا تو کفر کرنے لگو

گے''۔ انہوں نے ضد کی کہ نہیں دکھائیں۔ مولاؑ نے ان میں سے ستر منتخب افراد ساتھ لئے اور کوفہ کے باہر آئے پھر دو رکعت نماز ادا کر کے چند کلمات زُبان اقدس پر جاری کئے تو اُن کے سامنے جنت کے درخت و پھل پھول ظاہر ہو گئے یہ دیکھ کر دو افراد کے سوا سب نے کہا یہ جادوگری ہے اور کُفر اختیار کر لیا۔ مولاؑ نے ان میں سے ایک سے کہا۔ ''دیکھا میں کیا کہتا تھا کہ تم برداشت نہیں کر سکتے مگر انہوں نے ضد کی اور مجھے جادوگر کہا اور جو دیکھا اُسے جادو قرار دیا۔ جبکہ خدا کی قسم یہ نہ جادو ہے اور نہ میں جادوگر ہوں بلکہ یہ تو علم الٰہی ہے۔ جو رسولؐ سے حاصل کیا ہے۔ یاد رکھو اگر تم مجھے جھٹلاؤ گے تو گویا اللہ کو جھٹلاؤ گے''۔ پھر مولاؑ مسجد میں آئے اور اُن لوگوں کے لئے استغفار کیا پھر دُعا کی تو مسجد کے سنگریزے موتیوں اور یاقوت میں تبدیل ہو گئے یہ دیکھ کر ان باقی ماندہ دو افراد میں سے بھی ایک کافر ہو گیا اور صرف ایک حق پر قائم اور ثابت رہا۔

مولاؑ ابن عباس سے کہا کرتے تھے۔ ''عین پر عینوں کا ظلم کرنا تجھے کیسا لگتا ہے؟''۔ ابن عباس نے ایک دن کہا مولاؑ آپ کئی بار فرما چکے ہیں مگر مجھے اس کا مطلب آج تک سمجھ میں نہیں آیا۔ تب مولاؑ نے فرمایا۔ ''کچھ لوگوں کے نام کا پہلا حرف عین ہے وہ ظلم کریں گے عین (علیؑ) پر۔ وہ ہیں عتیق (ابوبکر)، عمر بن خطاب، عبدالرحمن بن عوف، عثمان بن عفان، عائشہ، معاویہ میں بھی عین ہے، عمرو بن العاص، عمر بن سعد، عبدالرحمن ابن مُلجم''۔

یہ سرکارؑ کی غیبی خبروں میں سے ہے کہ ایک ایرانی ماہرِ نجوم نے مولاؑ کو خوارج سے جنگ پر جاتے ہوئے روکا اور کہا کہ ستارے حالتِ نحوست میں آ گئے ہیں خوش قسمت بدقسمت اور بدقسمت خوش قسمت ہو گئے ہیں مریخ بُرج ثور میں آ گیا ہے اور آپؑ کے بُرج میں دو مختلف ستارے جمع ہو گئے ہیں اس لئے اس وقت جنگ آپؑ کے حق میں نہیں ہے۔ مولاؑ نے اس نجومی سے کہا۔ ''کیا حادثات کی گاڑی ستاروں کو کھینچنے پر تو نے لگا رکھی ہے اور تو کیا وقت کی گھڑی کا متحرک ہے اگر ایسا ہے تو بتلا کہ سراری اور ذراری اور دواری کیا ہیں اور مدبرات کی شعاع کی حالت کیا ہے؟''۔ نجومی نے کہا میں اسطرلاب دیکھ کر بتلا سکتا ہوں مولاؑ نے فرمایا۔ ''کیا تو جانتا ہے کہ کل بُرج میزان میں کیا ہوا۔ بُرج سرطان میں کونسا ستارہ آیا اور زبرقان پر کیا آفت ٹوٹی ہے؟''۔ نجومی بولا میں نہیں جانتا مولاؑ نے کہا۔ ''کیا تجھے معلوم ہے کہ کل کا بادشاہ ایک خانے سے دوسرے خانے میں ہوتا ہوا چین میں چلا گیا اور بُرج ماجین بدل گیا۔ ساوہ نامی دریا نے تباہی مچا دی۔ خشومہ نامی دریا میں سیلاب کا پانی سقلیہ سے دریا کے کنارے توڑ کر نکل گیا۔ رومیوں نے روم کے بادشاہ کے خلاف بغاوت کی اور اُسے ہٹا کر اُسکے بھائی کو بادشاہ بنا دیا اور قسطنطنیہ کبریٰ میں سونے کی قیمت گر گئی۔ سراندیپ شہر کی فصیل گر

پڑی ہے۔ یہود کا بڑا حصہ فاقد ہو گیا۔ وادی نمل میں چیونٹیوں میں ہیجان پیدا ہو گیا ستر ہزار عالم اُبھرے ہیں اور ہر عالم میں ستر ہزار پیدا ہونے ہیں اور رات کو اتنے ہی مر جائیں گے"۔ نجومی بولا میں نہیں جانتا، مولاؑ نے فرمایا۔ "کیا تو نگران شہاب کو جانتا ہے اور ستارے اور سورج کو اور ذوات الذوایب جو انوار کے ساتھ طلوع ہوتے ہیں اور صبح کے ساتھ ڈوب جاتے ہیں؟"۔ نجومی بولا میں نہیں جانتا مولاؑ نے فرمایا۔ "کیا تو ان دو ستاروں کو جانتا ہے جو طلوع ہوتے ہیں تو مکر وفریب لاتے ہیں اور غروب ہوتے ہیں تو مصیبت کے ساتھ پس جب وہ طلوع وغروب ہوئے تو قابیل نے ہابیلؑ کو قتل کر دیا۔ اب یہ دونوں صرف دُنیا کی تباہی پر ہی طلوع کریں گے"۔ نجومی بولا میں نہیں جانتا۔ مولاؑ نے فرمایا۔ "اگر تجھے دنیا جہاں میں ہونے والی باتوں کی خبر نہیں ہے۔ تو چل کوئی بات نہیں ہے تجھ سے بڑے قریب کی بات پوچھتا ہوں یہ بتا کہ میرے گھوڑے کی دائیں اور بائیں ٹانگ کے نیچے زمین کے اندر کیا فائدہ مند چیز ہے اور کیا نقصان دہ چیز چھپی ہوئی ہے "۔ نجومی بولا جتنا مجھے آسمان کے ستاروں کا علم ہے اس سے کم مجھے زمین کا علم ہے یہ سن کر مولاؑ نے حکم دیا کہ گھوڑے کے دائیں اور بائیں پاؤں کے نیچے زمین کھودی جائے جب کھُدائی کی گئی تو دائیں پیر کے نیچے سے خزانہ برآمد ہوا اور بائیں کے نیچے زمین سے سانپ نکلا۔ یہ منظر دیکھ کر وہ ایرانی دانش ور چیخ مار کر مولاؑ کے قدموں سے لپٹ گیا اور الامان الامان کی آوازیں بلند کرنے لگا۔ مولاؑ نے فرمایا۔ "امان تو ایمان سے وابسطہ ہے"۔ بولا میں آپؑ کو طویل رکوع اور سجدے کرونگا۔ مولاؑ نے فرمایا۔ "اچھی بات سُنی ہے تو اچھی بات کر اللہ کو سجدہ کر اور میرے واسطے سے اللہ کے سامنے گڑ گڑایا کر"۔ پھر مولاؑ نے اُسے نام سے مخاطب کر کے کہا۔ "اے سہر سقیل سوار ہم ستاروں کے لئے قطب ہیں اور آسمان کی علامتیں ہیں یہ علم یا ہم جانتے ہیں یا پھر ہندوستان میں ایک گھرانہ ہے وہ جانتا ہے"۔

احمد بن عبدالعزیز جلودی نے روایت کی ہے کہ مولا امیر المومنینؑ نے بصرہ میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا۔ "پوچھو، پوچھو مجھ سے اس سے پہلے کہ تم مجھے کھو بیٹھو، پوچھو اُس سے جس کے پاس علم المنایا اور البلایا اور انساب اور اصلاب ہے اور جو فصل الخطاب ہے"۔ شیخ صدوق نے اپنی کتاب العیون میں ابوصلت ھروی کی سند سے روایت کی ہے کہ امام رضاؑ ہر آدمی سے اُس کی زُبان میں بات کیا کرتے تھے اور خدا کی قسم امام رضاؑ لوگوں کی زُبانوں کے اُن سے زیادہ عالم تھے اور اُن کی زُبان اُن سے بہتر طریقے سے بولتے تھے۔ ابوصلت کہتے ہیں میں نے امام رضاؑ سے کہا اے فرزند رسولؐ مجھے حیرت ہوتی ہے یہ دیکھ کر کہ آپؑ اتنی مختلف زُبانیں اتنی اچھی طرح جانتے ہیں! تو مولا امام رضاؑ نے فرمایا۔ "اے ابوصلت میں اللہ کی حجت ہوں اور یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اللہ اُس شخص کو لوگوں پر حجت بنادے جو اُنکی زُبانیں ہی نہ جانتا ہو۔ کیا

تم نے امیر المومنینؑ کا یہ فرمان ذیشان نہیں سُنا کہ (اوتینا فصل الخطاب) ہمیں فصل خطاب عطا ہوا ہے اور کیا فصل الخطاب زُبانوں کے جاننے کے علاوہ بھی کچھ ہوسکتا ہے؟''۔

اسکے بعد رجب البرسی نے مولاؑ امیر کے خطبے کا باقی حصہ لکھا ہے۔مولاؑ امیر کائناتؑ فرماتے ہیں۔'' انا دابۃ الارض، میں دابۃ الارض ہوں، انا حیی لا اموت، میں حیّ ہوں مجھے موت نہیں آسکتی، و اذا مت یرث اللہ الارض و من علیھا، اگر میں مر گیا تو زمین اور اُسکے باسیوں کا اللہ ہی وارث ہے۔سلونی، پوچھ، فانی لا اسال عما دون العرش الا اجبت، جو کچھ عرش کے نیچے ہے اُس کے بارے میں، میں سوال کا جواب دونگا''۔رجب البرسی کہتے ہیں کہ مولاؑ کا یہ فرمان کہ دون العرش ایک رمزی کلمہ ہے جس کے کئی پہلو ہیں پہلا یہ کہ عرش کا مطلب علم ہے اور عرش علماء کے نزدیک حرفوں کا نام ہے اور وہ محمدؐ ہیں جو کہ عرش کا عرش ہیں اور دوسری بات یہ کہ آپ کا یہ فرمان کہ ما دون العرش اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ عرش کے پیچھے کا علم نہیں رکھتے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ انسانوں کی عقل ماوراء العرش تک نہیں پہنچ سکتی اس لئے سوال بھی نہیں کرسکتی۔

مولاؑ نے اپنے خطبے میں فرمایا (آہ لو اجد له حملة) ''کاش کوئی ایسا ہوتا جو اس علم کی صلاحیت و اہلیت رکھتا''۔ اُس وقت ایک اُونچی آواز والا شخص کھڑا ہوا جس کے گلے میں کتاب تھی اور بولا اے لمبے چوڑے دعوے کرنے والے سمجھ سے بالا باتیں کرتے ہو میں تم سے سوال کرتا ہوں جواب دے کر دکھاؤ، یہ سنتے ہی لوگ اُسکو مارنے کے لئے اُٹھے۔تو مولاؑ نے اُن سے کہا۔ ''رُک جاؤ اسے کچھ نہ کہو اللہ کی حجتیں سختی سے پیش نہیں آتیں اور یاد رکھو غلط رویّوں سے اللہ کے بُرھان ظاہر نہیں ہوتے''۔ پھر مولاؑ نے اُس شخص سے کہا۔ ''پوری آزادی سے سوال کرو میں انشاء اللہ جواب دونگا''۔

سائل: وہ بولا مشرق اور مغرب کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟

مولاؑ: ہوا کے برابر

سائل: ہوا کی لمبائی کیا ہے؟

مولاؑ: فلک کے برابر

سائل: بولا فلک کی لمبائی کیا ہے؟

مولاؑ: سورج کے ایک دن کے سفر کے برابر

سائل: بولا درست کہا پھر بولا دُنیا کی عُمر کتنی ہے؟

مولاؑ: کہا جاتا ہے سات ہزار سال مگر حد بند نہیں ہے

سائل: بولا دُرست ہے۔

سائل: مکہ کہاں ہے اور بکہ کہاں ہے؟

مولاؑ: مکہ حرم کے اکناف میں ہے اور بکہ کعبہ کا مقام ہے

سائل: بولا مکہ کو مکہ کیوں کہتے ہیں؟

مولاؑ: اس لئے کہ یہ زمین کے اندر سے کھینچ کر سطح ارض پر لایا گیا ہے۔

سائل: بولا بکہ کیوں کہتے ہیں؟

مولاؑ: کیونکہ یہاں ظالموں اور گناہ گاروں کی آنکھیں روتی ہیں۔

سائل: بولا درست ہے۔ پھر سوال کیا اللہ عرش کی خلقت سے پہلے کہاں رہتا تھا؟

مولاؑ: ''پاک ہے وہ ذات جو کما حقہٗ کوئی نہیں جان سکتا یہاں تک کہ عرش کو اُٹھانے والے اُسکی کرسی کرامت سے قرب کے باوجود اور ملائکہ مقربین اُسکی نور جلال کی تجلیوں کو دیکھنے کے باوجود بھی اُس کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتے خبر دار نہ یہ کہا کر کہ وہ کیوں ہے اور کیسے ہے اور نہ یہ کہا کر کہ وہ کہاں ہے اور کب سے ہے اور نہ یہ کہا کر کہ کس چیز سے ہے کس حیثیت سے ہے''۔ وہ شخص بولا ٹھیک فرماتے ہیں۔ پھر اُس شخص نے سوال کیا:۔

سائل: عرش آسمان و زمین کی خلقت سے قبل کتنا عرصہ تک پانی پر رہا؟

مولاؑ: ''اگر تو تیار ہو تو حساب کروں''۔ بولا ہاں حساب کریں۔ مولاؑ نے فرمایا۔ ''پس یہ سمجھ لے کہ اگر زمین سے لیکر آسمان تک کا خلا خشخاش سے بھر دیا جائے اور تجھ سے کہا جائے کہ ایک ایک دانہ اُٹھا کر مشرق سے مغرب میں رکھ اور تیری عُمر اتنی بڑھا دی جائے تو یہ کام کر سکے تو یہ آسان ہے اس بات سے کہ عرش کی پانی پر مدت معین کی جاسکے۔ میں نے تو صرف لاکھ کا عشر عشیر بیان کیا ہے تجھے سمجھانے کے لئے اور میں استغفار کرتا ہوں کہ میں نے اتنا کم وقت بیان کیا ہے''۔ یہ سن کر وہ شخص اپنے سر کو حرکت دیتا ہوا بولا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ انک حجۃ اللہ۔

اس کی تائید رازی کی اُس کتاب کی روایت سے ہوتی ہے جس کا نام مفاتیح الغیب ہے۔ رسول اللہؐ فرماتے ہیں کہ ''شب معراج میں نے ساتویں آسمان پر ایسے میدان دیکھے ہیں جیسے کہ زمین پر ہیں اور فرشتوں کی فوجیں دیکھیں جو گھو

پرواز تھیں۔ یہ فوجیں کسی کے لئے پرواز نہیں چھوڑتی تھیں میں نے جبرائیلؑ سے پوچھا یہ کون ہیں؟ جبرائیل بولا معلوم نہیں میں نے کہا کہاں جا رہے ہیں؟ بولا معلوم نہیں میں نے کہا ان سے پوچھو تو بولا میرے لئے ممکن نہیں لیکن آپ اللہ کے پیارے ہیں اسی لئے خود ہی پوچھ لیں رسولؐ فرماتے ہیں کہ میں ایک فرشتے کے آگے آیا اور اُس سے پوچھا تیرا نام کیا ہے ؟ بولا کیرکائیلؑ میں نے پوچھا کہاں سے آ رہے ہو؟ بولا معلوم نہیں میں نے کہا کہاں جا رہے ہو؟ بولا معلوم نہیں میں نے پوچھا تمہارا سفر کتنا ہے؟ بولا معلوم نہیں میں صرف اتنا جانتا ہوں اللہ کے پیارے کہ اللہ ہر چھ ہزار سال پر ایک خاص ستارہ خلق کرتا ہے اور میں نے پرواز کے دوران ایسے چھ ہزار ستارے خلق ہوتے دیکھے ہیں''۔

ان روایات میں سے ایک یہ ہے کہ جیسے تاریخ والوں نے لکھا ہے کہ ایک جن رسول اللہؐ کے پاس بیٹھا مشکل مسائل پوچھ رہا تھا کہ اتنے میں امیر المومنینؑ تشریف لے آئے مولاؑ کو دیکھ کر وہ خوف سے اتنا سکڑا کہ چڑیا کے برابر ہو گیا اور فریاد کرنے لگا، اے اللہ کے رسولؐ مجھے اس جوان سے بچا لیجیے۔ رسولؐ نے پوچھا۔ ''تو اس جوان سے کیوں ڈر رہا ہے''۔ تو وہ بولا کہ میں کشتیِ نوح کو غرق کرنے آیا تھا کہ یہ جوان نمودار ہوا اور اس نے میرا ہاتھ کاٹ ڈالا پھر اُس نے اپنا کٹا ہوا ہاتھ دکھایا۔ نبیؐ نے فرمایا۔ ''ہاں یہ وہی ہے''۔

انہی اسناد کے ساتھ روایت ہے کہ جن رسولؐ اللہ کے پاس بیٹھا تھا کہ امیر المومنینؑ تشریف لائے آپ کو دیکھ کر جن چلایا مجھے بچایئے، رسولؐ اللہ نے پوچھا۔ ''کیا بات ہے؟''۔ تو جن بولا میں نے سلیمانؑ نبی پر تمرد کیا تو سلیمانؑ نے مجھ پر جنات کو بھیجا میں نے اُن پر غلبہ کیا تو یہ نوجوان آیا اور اس نے مجھے زخمی کر کے اسیر کر لیا اور یہ وہ چوٹ ہے جو اسکی ضرب سے آئی تھی اور آج تک ٹھیک نہیں ہوئی اسی وقت جبرائیل نازل ہوئے اور بولے۔ ''اے اللہ کے رسولؐ اللہ آپ پر سلام پڑھتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے ہر نبیؑ کے ساتھ علیؑ کو پوشیدہ اور آپؐ کے ساتھ اعلانیہ بھیجا ہے''۔

ان روایات پر عقل کے اندھے کہتے ہیں کہ یہ روایات تناسخ ہیں میں کہتا ہوں کہ آپ جانتے ہو کہ تناسخ ہوتا کیا ہے؟

دراصل تمہارے قدم راہ حق میں ڈگمگا رہے ہیں کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ کا اسم اعظم اور کلمۃ اللہ العلیا ہر شکل و صورت میں ظہور کرتا ہے اور ہر عجیب و غریب کام انجام دیتا ہے اور تم رسولؐ اللہ کے قول میں کیسے شک کر سکتے ہو جبکہ آپؐ نے فرمایا ہے میں فاتح بھی ہوں اور خاتم بھی ہوں مگر علیؑ کے معاملے میں تمہیں شک و شبہ گھیر لیتا ہے۔

کیا وہ نورِ اول کی دوسری شاخ نہیں ہے وہ نور جو ہر چاہنے والے کے جسم میں روشن ہے اور ہر ولی کی اُمید ہے اور ہدف ہے ہر صفی کا پھر یہ نورِ محمدؐ کے ساتھ اس جسم میں ظاہر ہوا جس طرح ہر جگہ اُن کے ساتھ ساتھ تھا۔

اسرارِ فاطمہ زہراؑ

تاریخ دانوں نے آپؑ کی آمد کے اسرار لکھے ہیں جب بی بیؑ کی دنیا میں آمد کا وقت آیا تو اللہ نے بیس حوران بہشت کو بی بی خدیجہؑ کے پاس جنت کے طشت، صراحیاں اور حوض کوثر کے پانی کے ساتھ بھیجا، اور اُن حوران کے علاوہ مریمؑ بنت عمرانؑ، سارہؑ زوجۂ ابراہیمؑ، اور آسیہؑ بنت مزاحمؑ بھی تشریف لائیں۔ تا کہ بی بیؑ کو دنیا میں خوش آمدید کہہ سکیں جس وقت بی بیؑ اس دنیا میں ظاہر ہوئیں تو دُنیا خوشبو اور نور سے بھر گئی عظیم خوشبو اُٹھی، مکہ کا ہر گھر نور سے بھر گیا مشرق اور مغرب میں کوئی جگہ نہ بچی جہاں نور نہ پہنچا ہو۔ آسمان پر ایسا نور ظاہر ہوا کہ اُس سے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ اور اُن مقدس خواتین نے بی بی خدیجہؑ سے کہا اپنی بچی کو لے لو یہ طاہرہؑ، معصومہؑ نبیؐ کی بیٹیؑ، وصیؑ کی زوجہ نورانی اور پاکیزہ اُم الابرار، حبیبۃ الجبار، صفوۃ الاطہار، مبارکہ ہے اس کو اور اس کی اولاد کو بابرکت کیا گیا ہے اور جب پاک ماں نے معصومہ بیٹی کو گود میں لیا تو بیٹی نے اپنی معصومانہ زُبان سے کہا میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں میرے باباؐ انبیاء کے سردار ہیں اور علیؑ جو میرے شوہر ہیں اوصیاء کے سردار ہیں اور میرے بیٹے اسباط کے سردار ہیں۔

پھر بی بی خدیجہؑ نے ان عورتوں کی گود میں بیٹی کو دیا تو ہر خاتون نے بچی کو اپنی پسند کا نام دیا اور آسمان کے باسی ایک دوسرے کو بی بیؑ کی دنیا میں آمد پر خوشخبری دیتے تھے۔ بی بیؑ جب صدفِ مادر میں تھیں اُس وقت اپنی مادر سے باتیں کیا کرتی تھیں اور تسبیح و تقدیس کی آواز سے ماں کو تنہائی کا احساس نہیں ہونے دیتی تھیں۔ بی بیؑ اپنے نور میں اور حسن و جمال میں اپنے بابا رسولؐ اللہ سے مختلف نہیں تھیں۔ بی بیؑ اللہ کے نزدیک کس مقام و مرتبہ کی حامل تھیں اس کا ایک مظاہرہ اُس وقت ہوا جب بی بیؑ کو فدک سے محروم کر دیا گیا اُس وقت بی بیؑ نے قبرِ نبیؐ کا کتبہ تھام کر فرمایا تھا۔ ''کیا ناقہ صالحؑ مجھ سے زیادہ مقام رکھتی ہے اللہ کے ہاں''۔ پھر آسمان کی طرف منہ کر کے اپنے چہرے سے نقاب کو پلٹا اور ابھی بددُعا کا ارادہ ہی کیا تھا کہ مسجد نبوی کی دیواریں زمین سے بلند ہونا شروع ہوئیں قوم پر عذاب کا نزول شروع ہو چکا تھا اُس وقت امیرؑ المومنین دوڑتے ہوئے آئے اور بی بیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔ ''اے نبوتؐ کی نشانی اے رسالت کی آنکھوں کے سورج، اے عصمت و حکمت کی کان آپؑ کے باباؐ رحمت اللعالمینؐ تھے آپؑ لوگوں کے لئے عذاب کا باعث نہ بنیں میں آپ کو اللہ رؤف الرحیم کی قسم دیتا ہوں''۔ بددُعا نہ کیجئے، مولاؑ کی درخواست پر بی بیؑ جائے نماز پر واپس آ گئیں۔

اسرارِ امام حسن مجتبیٰؑ

مولا امام حسنؑ کے اسرارِ امامت میں سے ایک یہ ہے کہ جب حضرت خلافت کے بعد کوفہ سے مدینہ تشریف لائے تو مدینے کی خواتین، جن میں ازواج نبیؐ بھی تھیں امیر المومنینؑ کی تعزیت کے لئے امامؑ کے پاس آئیں عائشہ نے تعزیت کرتے ہوئے کہا اے ابو محمدؑ آپکے نانا کی وفات کے بعد اگر کوئی دن ہے تو وہ آپؑ کے باباؑ کی شہادت کا دن ہے یہ سن کر مولاؑ نے عائشہ سے فرمایا۔ ''آپ بھول رہی ہیں کہ آج رات آپ نے چراغ روشن کئے بغیر اپنے گھر میں لوہے کے ٹکڑے سے زمین کھودی تھی کھدائی کرتے ہوئے اندھیرے کی وجہ سے لوہے کی ضرب آپ کے ہاتھ پر لگی اور ابھی تک وہ زخم ہاتھ پر باقی ہے آپ نے جو ناجائز مال جمع کر کے زمین میں دفن کر رکھا تھا اُسے نکالنے کے لئے آپ کھدائی کر رہی تھیں، یہ مال ایک پرانی بوسیدہ سبز رنگ کے کپڑے کی پوٹلی میں رکھ کر زمین میں چھپایا گیا تھا آپ نے اس پوٹلی میں سے چالیس دینار نکالے جو آپ کے نزدیک کوئی بڑی رقم نہ تھی اور یہ چالیس دینار آپ نے بنی تمیم اور بنی عدی کے اُن لوگوں میں تقسیم کئے جو میرے باباؑ علیؑ سے بغض وعناد رکھتے تھے۔ اس طرح آپ نے خوشی منا کر اپنا دل ٹھنڈا کر لیا اور اب مجھے میرے باباؑ کا پُرسہ دے رہی ہیں''۔ عائشہ یہ کلام غیب بیان سن کر مبہوت ہوگئی اور اپنے کئے کا انکار نہ کر سکی بولی ایسا ہی ہوا ہے۔

مولا حسنؑ کے اسرارِ امامت میں سے ایک یہ ہے کہ جب معاویہ نے مولاؑ امیر المومنینؑ سے جنگ کے لئے فوجیں جمع کرنا شروع کیں تو یہ خبر روم کے بادشاہ کو پہنچ گئی مخبروں نے بادشاہ روم کو بتلایا کہ عرب میں دو آدمی حکومت کے حصول کیلئے ایک دوسرے سے جنگ کی تیاریاں کر رہے ہیں بادشاہ نے پوچھا عرب میں کس جگہ؟ مخبر نے بتایا ایک کوفہ میں ہے دوسرا شام میں ہے بادشاہ نے دونوں کی صفات معلوم کیں پھر اپنے خزانے سے چند بُت منگوائے اُن کو غور سے دیکھتا رہا پھر بولا کوفی حق پر ہے شامی باطل ہے پھر بادشاہ کے حکم سے معاویہ کو خط لکھا گیا جس میں لکھا تھا کہ تیرے گھر والوں میں جو سب سے زیادہ علم رکھتا ہو اُسے میرے پاس بھیج دے اور دوسرا خط امیر المومنینؑ کو لکھا آپؑ کے اہل بیتؑ میں جو سب سے بڑا عالم ہے اُسے میرے پاس بھیج دیں تاکہ میں انجیل کے نسخے سے مطابقت رکھنے والے کو حکومت اسلامیہ کا حقدار مانوں خط کے جواب میں معاویہ نے یزید کو بھیجا اور امیر المومنینؑ نے امام حسن مجتبیٰؑ کو روم روانہ کیا۔ جب یزید دربارشاہ روم میں داخل ہوا تو رومی بادشاہ نے اُس کے ہاتھوں کو چوما اور جب امام حسنؑ مجتبیٰ دربار میں داخل ہوئے تو رومی بادشاہ

اُٹھ کھڑا ہوا اور آپکے قدموں پر گرا اور قدم بوسی کے آداب بجالایا اُس کے بعد امام حسن مجتبیٰؑ کرسی پر جلوہ افروز ہو گئے اور اپنی آنکھیں نیچے رکھیں، رومی بادشاہ نے دونوں کو کچھ دیر دیکھا پھر اُن سے کہا آپ دونوں باہر تشریف لے جائیں میں ایک وقت میں صرف ایک سے بات کرونگا۔ تا کہ دوسرا نہ سُن سکے دونوں باہر چلے گئے پھر بادشاہ روم نے پہلے یزید کو بُلایا پھر جب وہ آ گیا تو اُس کے سامنے ایک سو تیرہ 113 بُت پیش کئے جو کہ انبیاء کے مجسمے تھے جو مجسمہ سازوں نے بنائے تھے اور ان مجسموں کو پوری طرح سے سجا بنا کر رکھا گیا تھا پہلے یزید کو ایک مجسمہ دِکھا کر پوچھا گیا وہ کون ہے؟ بولا معلوم نہیں پھر دوسرے مجسمے کے بارے میں پوچھا یہ کون ہے؟ یزید بولا معلوم نہیں پھر ایک ایک کر کے تمام مجسمے کے بارے میں اُس سے پوچھا گیا اور اُس نے اُن سب کے بارے میں ایک ہی جواب دیا کہ وہ انہیں نہیں جانتا۔ پھر شاہ روم نے یزید سے لوگوں کے رزق، مومنوں اور کافروں کے روحوں کے بارے میں سوال کئے اور پوچھا کہ یہ روحیں موت کے بعد کہاں جمع ہوتی ہیں یزید بولا مجھے معلوم نہیں، پھر اس امتحانی گفتگو کے بعد رومی بادشاہ نے امام حسنؑ کو بلوایا اور بولا کہ میں نے یزید کو پہلے اس لئے بلوایا تا کہ وہ یہ جان لے کہ جو وہ نہیں جانتا وہ آپؑ جانتے ہیں اور اسی طرح آپؑ کے باباؑ جانتے ہیں، اس کا باپ نہیں جانتا اور آپؑ کے باباؑ اس اُمت میں عالم ربانی ہیں میں نے انجیل مقدس میں دیکھا ہے کہ محمدؐ رسول اور علیؑ وزیر ہیں اور اوصیائؑ کے بارے میں دیکھا ہے کہ آپؑ کے باباؑ محمدؐ کے وصیؑ ہیں یہ سُن کر امام حسنؑ نے رومی بادشاہ سے کہا۔ ''آپ پوچھیں جو کچھ توراۃ، انجیل اور فرقان میں علم ہے میں آپکو اس کی اطلاع دونگا''۔ بادشاہ نے مجسمے منگوائے اور امام حسنؑ کے قریب کر کے پوچھا یہ کون ہے؟ یہ مجسمہ چاند کی مانند تھا امام حسنؑ نے فرمایا۔ ''یہ حُسن تو آدمؑ میں ہے''۔ دوسرا مجسمہ پیش کیا جو کہ سورج کی طرح تھا مولاؑ نے فرمایا۔ ''یہ حواؑ کی صفت رکھتا ہے''۔ پھر تیسرا پیش کیا مولاؑ نے بتلایا۔ ''یہ شیثؑ کا ہے جو آدمؑ کے بیٹے تھے یہ پہلا مبعوث الٰہی تھا۔ اُن کی عمر دنیا میں ایک ہزار پانچ سو چالیس برس تھی''۔ پھر دوسرا مجسمہ دکھایا۔ مولاؑ نے فرمایا۔ ''یہ نوحؑ کی صفت رکھتا ہے جنہوں نے کشتی بنائی تھی اور دنیا میں دو ہزار پانچ سو برس زندگی گزاری اور اپنی قوم میں نو سو سال تبلیغ رسالت کا فریضہ انجام دیا''۔ پھر دوسرا مجسمہ دکھایا گیا تو آپؑ نے فرمایا۔ ''یہ ابراہیمؑ کی صفت رکھتا ہے جن کا سینہ چوڑا اور پیشانی طویل تھی''۔ پھر دوسرا مجسمہ دکھایا گیا مولاؑ نے کہا۔ ''یہ موسیٰؑ کی صفت کا حامل ہے جن کی عمر دو سو پینتالیس 245 سال تھی ان میں اور ابراہیمؑ میں پانچ سو برس کا عرصہ تھا''۔ پھر دوسرا مجسمہ دکھایا گیا تو مولاؑ نے کہا۔ ''یہ یعقوبؑ کی صفت ہے جو کہ حزین تھے''۔ پھر دوسرا مجسمہ دکھایا تو کہا۔ ''یہ اسماعیلؑ کا مجسمہ ہے''۔ پھر

دوسرا دیکھا تو کہا۔ ''یہ یوسفؑ کا ہے''۔ پھر مجسمہ دیکھا تو کہا۔ ''یہ داؤدؑ کا ہے''۔ پھر مجسمے دیکھتے گئے اور بتاتے گئے۔ ''یہ شعیبؑ کا ہے یہ زکریاؑ کا ہے یہ عیسیٰؑ کا ہے جو کلمۃ اللہ تھے دنیاوی عمر 23 سال تھی پھر اللہ نے اُن کو اپنے پاس اُٹھا لیا وہ پھر دمشق میں زمین پر واپس اُتریں گے اور دجال کو قتل کریں گے''۔ پھر اوصیاء کے مجسمے دکھائے گئے تو مولاؑ نے اُن کے نام بتائے پھر اسکے بعد بادشاہوں کے مجسمے دکھائے گئے اور بادشاہ روم نے کہا ان مجسموں کی صفات تورات وانجیل میں موجود نہیں ہے مولاؑ نے ان بادشاہوں کے نام بھی بتلا دیئے انکی صفات کے ساتھ اُسی وقت رومی بادشاہ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں اے آل محمدؐ آپ کو اولین وآخرین کا علم عطا ہوا ہے تورات انجیل، صحف ابراہیمؑ والواح موسیٰؑ کا علم بھی آپ کے پاس ہے اور ہم نے دیکھا ہے انجیل میں کہ اس میں سب سے پہلا فتنہ اپنے نبیؐ کی مملکت پر ہوگا اور نبی کی ذریت کو آنکھیں دکھائی جائیں گی۔ پھر رومی بادشاہ نے امام حسنؑ سے کہا وہ سات افراد کون ہیں جو دنیا میں تو آئے مگر ماں کے پیٹ میں نہ رہے؟ مولاؑ نے فرمایا۔ ''وہ سات افراد یہ ہیں۔ آدمؑ وحواؑ ابراہیمؑ کی بھیڑ، صالح نبی کی اونٹنی، ابلیس ملعون، کوّا جس نے قابیل کو دفن کی تعلیم دی اور قرآن میں اسکا ذکر آیا''۔ پھر رومی بادشاہ نے پوچھا لوگوں کا رزق کہاں سے آتا ہے؟ مولاؑ نے فرمایا۔ ''چوتھے آسمان سے ضرورت کے مطابق اُترتا رہتا ہے''۔ پھر بادشاہ نے پوچھا مومنین کی روحیں کہاں جمع ہوتی ہیں؟ مولاؑ نے فرمایا کہ ''ہر شب جمعہ بیت المقدس کے پاس کیونکہ یہ نچلا آسمان ہے اور اللہ اس جگہ کو روحوں کے لئے پھیلاتا اور سکیڑتا رہتا ہے اور یہ میدان محشر ہے''۔ پھر بادشاہ نے پوچھا کافروں کی روحیں کہاں ہوتی ہیں؟ مولاؑ نے جواب دیا۔ ''یمن میں ایک وادی ہے حضرموت وہاں جمع ہوتی ہیں اللہ کافر روحوں کو میدان حشر میں صخرہ بیت المقدس کی طرف لانے کیلئے مشرق ومغرب سے آگ انکی طرف بھیجے گا جس کے ساتھ طوفانی ہواؤں کے جھکڑ ہونگے۔ اہل جنت اس چٹان کے دائیں طرف اور اہل نار اس کے بائیں طرف جمع ہو جائیں گے زمین کے ساتویں طبق تک اور لوگ اپنے اپنے استحقاق کی بنیاد پر جنت اور جہنم میں چلے جائیں گے قرآن کہتا ہے ایک فریق جنت میں اور ایک دوزخ میں ہوگا''۔

اس آخری سوال کے جواب کے بعد رومی بادشاہ نے یزید سے کہا یہ انبیاء کی باقی ماندہ نشانیوں میں سے ہے۔ یہ اوصیاء کا خلیفہ ہے اصفیاء کا وارث ہے نقباء کا ثانی ہے۔ اصحاب کساء کا چوتھا فرد ہے زمین وآسمان کا علم رکھتا ہے کیا اس کا مقابلہ کسی ایسے سے ہوسکتا ہے جس کے قلب پر مہر لگی ہوئی ہو؟ اور وہ مُہر شدہ گمراہ ہو۔ پھر بادشاہ نے معاویہ کو ایک خط لکھا جس میں لکھا کہ خلافت اُس کا حق ہے جسے اللہ نے حکمت سے نوازا ہے لہٰذا جو تورات وانجیل اور غیب کی خبروں کے

مطابق بات کرتے ہیں حق انکے ساتھ ہے اور خلافت بھی انہی کی ہے اور جو ان کی برابری کرے ان سے جھگڑا کرے وہ ظالم ہے۔ پھر دوسرا خط امیر المومنینؑ کی طرف لکھا جس میں لکھا کہ حق آپکے ساتھ ہے خلافت آپکی ہے اور آپکی اولاد کی ہے اور قیامت تک آپ لوگوں کی ہی رہے گی۔ جو بھی آپ سے قتل و غارت کی زبان میں بات کرے گا آپ اُسے منہ توڑ جواب دیں خدا آپ کے ہاتھوں اُسے عذاب دے گا اور جو بھی آپ کی نافرمانی کرے اور آپ سے جنگ کرے اُس پر اللہ فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہو۔

مولاؑ حسن مجتبیٰؑ کے اسرار میں سے ہے کہ امام محمد باقرؑ نے فرمایا تھا کہ کوفیوں کی ایک جماعت نے مولا حسنؑ سے کہا کہ اے فرزند رسولؐ ہمیں امیر المومنینؑ کے اسرار کے عجائب میں سے کچھ دکھایئے امام حسنؑ نے فرمایا۔ ''تم لوگ امیر المومنین کو دیکھو تو پہچان لو گے''۔ بولے ہاں، مولاؑ حسن نے گھر کے دروازے پر پڑا ہوا پردہ ہٹایا تو لوگوں نے دیکھا کہ امیر المومنینؑ تشریف فرما ہیں سب نے کہا یہی امیر المومنینؑ ہیں اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپؑ سچے اور حقیقی خلیفہ ہیں اور یہ واقعہ امیر المومنینؑ کی شہادت کے بعد کا ہے۔

امام حسینؑ کے اسرارِ امامت

جب مولاؑ نے عراق جانے کا ارادہ کیا تو بی بیؑ ام سلمہؑ نے فرمایا بیٹا! اپنی جدائی کا غم مجھے نہ دو میں نے رسولؐ سے سنا ہے کہ میرا بیٹا حسینؑ عراق کی سرزمین پر قتل ہوگا مولاؑ نے جواب میں کہا۔ ''ہاں میرا قتل تو ہو کے رہے گا۔ جو چیز حتمی ہو چکی ہو وہ تو ہو کے رہتی ہے اور میں اپنے قتل کے دن اور قبر کی جگہ دونوں سے واقف ہوں اور اپنے ساتھ قتل ہونے والے اپنے اہل بیتؑ اور اپنے شیعوں سے بھی واقف ہوں اور اگر آپ دیکھنا چاہیں تو میں آپ کو اپنی ابدی آرام گاہ دکھا سکتا ہوں''۔ بی بی اُم سلمہ کی رضا پا کر آپ نے ایک اشارہ کیا اور زمین نیچی ہوگئی اور کربلا کی زمین پر وہ جگہ نظر آنے لگی جہاں یہ واقعہ رونما ہونے والا تھا۔

ایک واقعہ کتاب راوندی میں ہے کہ ایک آدمی امام حسینؑ کے پاس آیا اور بولا کہ میری ماں اس دُنیا سے بغیر وصیت کرے چلی گئی ہے اور جاتے ہوئے اُس نے صرف اتنا کہا ہے کہ جا کر امام حسینؑ کو میرے مرنے کی اطلاع دے اور اُنکو یہاں لے آ جب تک میرے مولاؑ امام حسینؑ یہاں نہیں آ جاتے اُس وقت تک کسی کو میری موت کی اطلاع نہ دینا مولاؑ اُس کے ساتھ چند ساتھیوں کو لے کر چلے گئے اور میت پر کچھ پڑھا اور اللہ سے دُعا کی اسے لوٹا دے۔ دوسرے ہی

لمحے عورت اُٹھ بیٹھی اور بولی مولا تشریف رکھیئے اور مجھے حکم فرمایئے۔ مولاؑ نے کہا۔ ''تو وصیت کے بغیر چلی گئی تھی چل اب وصیت کر لے''۔ اُس عورت نے اس طرح وصیت کی۔ میرا اتنا مال ہے اُس کے تین حصے کیجیئے ایک آپؑ کا ہے اور دو میرے بیٹے کے ہیں مگر یہ مال اسکو اس شرط پر ملے گا۔ کہ اگر آپؑ اس کی تصدیق فرمائیں کہ یہ آپؑ کا محب ہے اور اگر آپ کے علمِ امامت میں یہ آپؑ کا مخالف ہے تو مومنین کے اموال میں مخالفین اہل بیتؑ کا کوئی حصہ نہیں ہے میں اسے پھر مال سے محروم کر دونگی۔ وصیت کی اُسنے درخواست کی کہ حضورؑ میرے کفن دفن کا انتظام خود فرمائیں میری نماز جنازہ خود پڑھیں یہ کہہ کر دوبارہ مر گئی۔

امام زین العابدینؑ کے اسرارِ امامت

خالد بن عبداللہ نے روایت کی ہے کہ مولا امام زین العابدینؑ حج بیت اللہ کے لئے گئے تو آپ کے ساتھیوں نے ایک جگہ مولاؑ کے لئے چھوٹا سا خیمہ گاڑ دیا۔ مولاؑ نے جب یہ دیکھا تو اُن سے فرمایا۔ ''اس جگہ پر مومن جنات کا پڑاؤ ہے تمہاری وجہ سے اُن کو تنگی ہوگی''۔ اُسی وقت ایک آواز سنائی دی اے فرزند رسولؐ آپ اسی جگہ قیام فرمایئے۔ آپؑ کا ہمارے پاس ہونا ہمارے لئے رحمت و برکت کا باعث ہے آپؑ کی اطاعت ہمارے اوپر واجب ہے اور ہماری طرف سے اس ہدیے کو قبول فرمایئے اس آواز کے ساتھ ہی مولاؑ کے خیمے کے قریب ایک تھال رکھا ہوا نظر آیا جو کھجوروں، انگوروں، کیلوں، اور اناروں سے بھرا ہوا تھا، مولاؑ نے اپنے ساتھیوں کو آواز دی آؤ یہ تمہارے مومن بھائیوں کا ہدیہ ہے اسے نوش کرو، دوسری روایت کتاب اربعین میں ہے کہ جب بنی مروان کی کثرت ہوگئی تو انہوں نے شیعوں پر ظلم بڑھا دیئے شیعوں نے امام زین العابدینؑ سے شکایت کی مولاؑ نے امام محمد باقرؑ سے فرمایا کہ ''وہ پیلا دھاگہ جو فلاں ڈبیہ میں رکھا ہوا ہے لے آؤ اور اُسے ہلکی سی حرکت دو''۔ امام باقرؑ نے مکان کی چھت پر جا کر اُسے ہلایا تو زمین کانپنے لگی اور مدینہ کے مکانات زمیں بوس ہو گئے۔ یہاں تک کہ سات سو مکانات متاثر ہوئے اور لوگ گھروں سے نکل کر مولاؑ کی طرف دوڑے اور درِ امام پر چلانے لگے اے فرزند رسولؐ اے ولی اللہ ہمیں پناہ دیں ہمیں بچالیں مولاؑ نے جواب دیا۔ ''یہ ہماری طرف سے اُن کے لئے ہے جو ہم سے بدلے لے رہے ہیں ہم چاہیں تو اُن کو فنا کر دیں''۔

مولاؑ کے الٰہی اسرار کا ایک واقعہ یہ ہے کہ کسی مومن نے مولاؑ امام زین العابدینؑ سے کہا مولاؑ ہم اپنے دشمنوں کے اوپر کیا فضیلت رکھتے ہیں جبکہ اُن میں ہم سے زیادہ خوبصورت لوگ بھی موجود ہیں؟ مولاؑ نے فرمایا۔ ''کیا خیال ہے تجھے

اُن پر تیری فضیلت دکھاؤں''۔ بولا ہاں دکھایئے مولاؑ نے اُسکی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا اور اُس سے کہا۔ ''اب دیکھ''۔ بس دیکھتے ہی جی متلانے لگا، بولا مولاؑ میں یہ سب نہیں دیکھ سکتا ان مناظر کو میری آنکھوں سے چھپا دیجیئے۔ مسجد تو ریچھوں، کتوں اور بندروں سے بھری ہوئی ہے مولاؑ نے دوبارہ اُس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو وہ پچھلی حالت پر واپس آ گیا۔

اور اسی طرف اشارہ ہے اس قول میں کہ (اعدا علی علیہ السلام مسوخ هذه الامة) ''علیؑ کے دشمن اس اُمت کے مسخ شدہ افراد ہیں'' اور ایک اور عبارت میں یوں ہے۔

اقتلوا الوزغ فانها مسوخ بنی اُمیه ''چھپکلی کو مار دو بنی اُمیہ کے مسخ شدہ افراد ہیں''۔

اسرارِ امام محمد باقرؑ

محمد بن مسلم سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں امام باقرؑ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک دو طائر آئے اور مولاؑ کے سامنے غٹرغوں غٹرغوں کرنے لگے۔ مولاؑ نے انہیں اُڑ جانے کا اشارہ کیا تو وہ پرندے اُڑ گئے محمد بن مسلم نے مولاؑ سے کہا یہ غلام آپ پر قربان جائے یہ کیا تھا؟ مولاؑ نے فرمایا ''یہ طائر سمجھتا تھا کہ اس کی مادہ بے وفائی کر رہی ہے مادہ نے قسم کھائی مگر اس نے یقین نہیں کیا اور بولا کہ مولاؑ امام محمد باقرؑ کے سامنے جا کر قسم کھا لہٰذا یہ دونوں یہاں آئے اور مادہ نے ولایت کی قسم کھا کر کہا کہ اُس نے طائر سے کوئی خیانت نہیں کی؟ تب طائر کو یقین آیا مولاؑ نے اس کے بعد فرمایا اُس کے علاوہ کوئی ولایت کی جھوٹی قسم نہیں کھاتا، یہ قسم بھی کوئی جھوٹی کھا سکتا ہے''۔

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ میسر کہتے ہیں کہ میں مولاؑ کے دروازے پر آیا تو اندر سے ایک نوجوان کنیز دروازے پہ آئی میں نے اُسکے سر پر ہاتھ پھیرا تو گھر کے آخری حصے سے مولا امام محمد باقرؑ کی آواز آئی۔ ''گھر میں آجا، تیرا باپ نہ ہو''۔ جب میں اندر مولاؑ کے سامنے آیا تو بولے۔ ''تو کیا سمجھتا ہے کہ اگر تمہاری آنکھیں دیوار کے اُس پار نہیں دیکھ سکتیں تو کیا ہماری بھی نہیں دیکھ سکتیں کیا ہم اور تم برابر ہیں؟''۔

ایک اور روایت محمد بن مسلم سے ہے کہ میں مولا امام محمد باقرؑ کے ساتھ سفر کر رہا تھا کہ پہاڑ پر سے ایک بھیڑیا اُترا اور مولاؑ کی طرف تیزی سے بڑھا اور قریب پہنچ کر پچھلے دونوں پنجوں پر کھڑا ہو کر اپنے اگلے دونوں پنجے آپؑ کی زین کے تسموں تک لے گیا۔ لگا جیسے کچھ کہہ رہا ہو، پھر مولاؑ نے فرمایا۔ ''جا واپس چلا جا''۔ یہ سن کر بھیڑیا دوڑتا ہوا واپس چلا گیا محمد بن مسلم کہتے ہیں میں نے پوچھا مولاؑ یہ کیا قصہ ہے؟ فرمایا۔ ''یہ کہہ رہا تھا کہ میری مادہ پر ولادت سخت ہو گئی ہے اگر

آسان ہو جائے اور بیٹا ہو تو ہم آپکے شیعوں کی جانوں کو اذیت نہیں دیں گے۔ میں نے اُسے جانے کا حکم دیا تو وہ چلا گیا''۔ محمد بن مسلم کہتے ہیں کہ ہم نے سفر جاری رکھا یہاں تک کہ ایک ایسی جگہ پہنچے جہاں پانی جمع ہونے کی جگہ تھی مگر وہ گرمی سے خشک ہوتا جا رہا تھا وہاں چڑیوں کے غول جمع تھے یہ چڑیا مولاؑ کی سواری کے گرد شور مچاتے ہوئے اُڑنے لگیں مولاؑ نے ان کو دور ہٹانے کے لئے ہاتھ ہلایا اور بولے۔ ''دور ہٹو میرے پاس سے'' اور ہم چلتے رہے۔ اگلے دن واپسی پر پھر اسی جگہ پہنچے تو پھر چڑیوں نے مولاؑ کی سواری کا طواف شروع کر دیا اُس وقت وہاں پانی آچکا تھا۔ مولاؑ نے چڑیوں سے کہا۔ ''پیو پیو سیر ہو کر پیو''۔ محمد بن مسلم کہتے ہیں میں نے مولاؑ سے پوچھا کل ان کو دھتکارا اور آج پانی پلا رہے ہیں؟ مولاؑ نے کہا۔ ''آج ان چڑیوں میں قُنبر یاں بھی شامل ہیں اس لئے ان کو پلا رہا ہوں''۔ محمد کہتے ہیں مولاؑ قنبر یوں میں اور چڑیوں میں کیا فرق ہے؟ فرمایا۔ ''ارے تجھے نہیں معلوم کہ چڑیاں عمر کو دوست رکھتی ہیں جبکہ قُنبر یاں ہم اہل بیتؑ سے دوستی رکھتی ہیں اور اپنی سیٹی جیسی آواز میں کہتی ہیں۔ اے اہل بیتؑ رسولؐ آپؑ اور آپؑ کے شیعوں پر برکت ہو اور آپؑ کے دشمنوں پر لعنت ہو''۔ پھر فرمایا۔ ''تمام اشیاء میں ہمارے دشمن موجود ہیں یہاں تک کہ پرندوں میں فاختہ اور دنوں میں بدھ کا دن''۔

حافظ رجب البرسی کہتے ہیں کہ اس حدیث میں ایک خوبصورت راز چھپا ہے یہ کہ ہر شخص اپنے جیسے کی طرف میل رکھتا ہے اور اُسی کے ساتھ خوشی محسوس کرتا ہے کیونکہ انسان کی طبیعت ہی اُسے اس طرف لے جاتی ہے۔

معصومؑ کا قول بھی اسی طرف اشارہ کرتا ہے **(یعرف ولد الحرام باکلہ للحرام)** ''حرام زادہ حرام خوری سے پہچانا جاتا ہے'' اور یہ قول بھی بذات خود ایک رمز ہے کیونکہ حرام زادہ حرام کے مادے سے بنا ہے اس لئے حرام کی طرف کھنچتا ہے اور اگر کوئی اہل بیتؑ کا دشمن ہے تو وہ اپنے مادے ہی کی طرف کھنچے گا اور اہل بیتؑ کا محب خود اہل بیتؑ کی طینت سے گُندھا ہے اور اسی طینت سے حلال زادے خلق ہوئے ہیں اس لئے اہل بیتؑ کو صرف حلال زادے ہی مانتے ہیں وہی ان سے محبت کرتے ہیں۔ کیونکہ حلال زادہ صرف اہل بیتؑ کا ہی محب ہوتا ہے۔

ایک دوسری روایت اسماعیل سندھی سے بیان کی ہے ابو بصیر سے اور ابو بصیر نے امام محمد باقرؑ سے ابو بصیر کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ مولاؑ ایک خراسان سے آنے والے سے پوچھتے ہیں کہ ''تیرے بابا کیسے ہیں؟''۔ وہ بولا ٹھیک ہیں پھر پوچھا۔ ''تیرا بھائی کیسا ہے؟''۔ بولا جب میں آیا ہوں تو وہ نیک کاموں میں مصروف تھے مولاؑ نے فرمایا۔ ''تجھے

نہیں معلوم تیرے گھر چھوڑنے کے دودن بعد تیرا باپ ہلاک ہوگیا اور تیرے بھائی کو فلاں دن اُس کی کنیز نے قتل کر دیا اور وہ جنت کو سدھارا''۔ خراسانی نے کہا مولاؑ میں آپؑ پر قربان جاؤں جب میں گھر سے چلا تھا تو میرا بیٹا بیمار تھا مولاؑ نے فرمایا۔ ''خوش خبری ہے کہ وہ ٹھیک ہوگیا ہے اور اُسکی اپنی چچازاد سے شادی ہوگئی ہے اور اسکا ایک بیٹا بھی ہو چُکا ہے جس کا نام اُس نے علی رکھا ہے لیکن وہ ہمارے شیعوں میں سے نہیں ہے''۔ خراسانی بولا مولاؑ میں اُسے کیسے ٹھیک کروں؟ فرمایا۔ وہ ٹھیک نہیں ہوسکتا کیونکہ آدمؑ کی صلب سے اُسے ہمارے دشمن کی حیثیت سے لیا گیا ہے لہٰذا تو اُسکی عبادت کی شدت سے دھوکا نہ کھانا''۔

ایک روایت جابر بن یزید نے بیان کی ہے جابر کہتے ہیں کہ ہم امام محمد باقرؑ کے پاس موجود تھے کہ مسجد نبوی میں عمر بن عبدالعزیز داخل ہوا جو کہ ابھی لڑکا تھا اور اُس نے پیلے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ مولاؑ نے اُسے دیکھ کر فرمایا۔'' کچھ عرصے بعد یہ لڑکا بادشاہ ہوگا ظاہری طور پر تو عدل کرے گا مگر خفیہ طور پر ظلم و جور جب یہ مرے گا تو زمین کے باسی اس پر روئیں گے اور آسمان کے باسی اس پر لعنت کریں گے''۔

ایک روایت میں ابوبصیر کہتے ہیں کہ مجھ سے امام محمد باقرؑ نے فرمایا۔''جب کوفہ واپس جاؤ تو یکے بعد دیگرے تمہارے دو بیٹے پیدا ہونگے پہلے کا نام عیسیٰ اور دوسرے کا نام محمد رکھنا یہ دونوں ہمارے شیعوں میں ہونگے اور اُن دونوں کے نام ہمارے پاس موجود شیعوں کی فہرست میں موجود ہیں اور صرف ابھی کے نہیں بلکہ قیامت تک آنے والے شیعوں کے نام بھی''۔

ابوبصیر نے کہا مولاؑ آپؑ کے شیعہ آپکے ساتھ ہونگے؟ فرمایا۔''ہاں اگر اللہ سے ڈرتے رہیں اور اُسکی اطاعت کرتے رہیں''۔

مولاؑ کے واقعات میں سے ایک ہے کہ مولاؑ ایک دن مسجد میں آئے تو دیکھا کہ ایک نوجوان ہنس رہا ہے۔ مولاؑ نے اُس سے فرمایا۔ ''مسجد میں ہنس رہے ہو جبکہ منگل کے بعد تیرا شمار اہل قبور میں ہوگا''۔ یہ نوجوان منگل کی صبح کو مرا اور منگل کی شام کو دفن کر دیا گیا۔

ان ہی واقعات میں سے ایک واقعہ کتاب کشف الغمہ میں ابوبصیر سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک دن امام محمد باقرؑ سے کہا؛

ابوبصیر: آپؑ رسول اللہؐ کی ذُریت ہیں؟

مولاؑ: ''ہاں!''

ابوبصیر: اور رسول اللہؐ انبیاء کے وارث ہیں؟

مولاؑ: ہاں ہیں

ابوبصیر: اور آپؑ لوگ رسول اللہؐ کے وارث ہیں؟

مولاؑ: ہاں ہیں

ابوبصیر: اس کا مطلب یہ ہے کہ آپؑ مُردوں کو زندہ کر سکتے ہیں کوڑھیوں اور سفید داغداروں کو ٹھیک کر سکتے ہیں اور یہ بتا سکتے ہیں کہ انہوں نے گھر پر کیا کھایا پیا۔

مولاؑ: ''ہاں اللہ کے امر سے ہم یہ سب کچھ کر سکتے ہیں''۔ ابوبصیر کہتے ہیں کہ پھر مولاؑ نے مجھ سے کہا۔ ''قریب آؤ''۔ ابوبصیر کہتے ہیں کہ میں مولاؑ کے قریب ہوا تو سرکارؑ نے اپنا ہاتھ میری نابینا آنکھوں پر پھیرا تو مجھے آسمان زمین سب نظر آنے لگے پھر دوبارہ ہاتھ پھیرا تو دوبارہ نابینا ہو گیا۔

اسرارِ امام صادقؑ

ان اسرار امامت میں سے ایک محمد بن سنان سے مروی ہے ایک آدمی خراسان سے مولاؑ کے پاس آیا جس کے پاس گنے ہوئے صدقات کی مُہر شدہ تھیلیاں تھیں جن کے اوپر ان کے بھیجنے والوں کے نام لکھے ہوئے تھے۔ جب وہ مولاؑ کے پاس پہنچا تو اُس کے بولنے سے پہلے ہی مولاؑ نے صدقات بھیجنے والوں کے نام لینا شروع کر دیئے فرماتے تھے۔'' فُلاں نے اتنے پیسے بھیجے ہیں اُس کی تھیلی نکالو''۔ پھر جب سب تھیلیاں سامنے آ گئیں تو فرمایا۔ ''اُن خاتون کی تھیلی کہاں ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ سے کاتے ہوئے چرخہ کی کمائی سے پیسے بھیجے ہیں ہم نے اُن کو قبول کر لیا ہے'' اور پھر اُس سے فرمایا۔ ''وہ نیلے رنگ کی تھیلی کہاں ہے جس میں ایک ہزار درہم تھے وہ تیرے سامان میں ہی تھی، یہ تھیلی راستے میں کھو گئی تھی''۔ جب مولاؑ نے اُس تھیلی کا سوال کیا تو وہ آدمی بڑا اشرمندہ ہوا اور بولا مولاؑ وہ راستے میں کہیں کھو گئی ہے مولاؑ نے فرمایا۔ ''اگر اُس تھیلی کو دیکھو تو پہچان لو گے''۔ کہنے لگا ہاں اُسی وقت مولاؑ نے اپنے غلام سے کہا وہ تھیلی لے آؤ غلام نے تھیلی حاضر کر دی خراسانی دیکھتے ہی اُس تھیلی کو پہچان گیا۔ مولاؑ نے خراسانی سے فرمایا۔ ''تو راستے میں تھا تیرا سفر طویل

تھا تجھے یہاں پہنچنے میں بہت دیر تھی جبکہ ان پیسوں کی ہمیں فوری طور پر ضرورت تھی اس لئے تیرے یہاں پہنچے سے پہلے ہی ہم نے یہ حاصل کر لی''۔ خراسانی بولا مولاؑ مجھے ان پیسوں کی رسید چاہیے تا کہ بھیجنے والوں کو دکھا سکوں۔ مولاؑ نے فرمایا۔''جب تو راستے میں تھا اُسی وقت ہم نے جواب لکھ دیئے تھے لے یہ لے جا''۔

دوسری روایت اس سلسلے میں عبداللہ بن کاملی کی ہے۔ امامؑ نے اُن سے کہا۔''جب درندہ دیکھو تو اُس کے سامنے سات مرتبہ آیت الکرسی پڑھنا پھر کہنا۔ (عزمت عليك بعزيمة الله و عزيمة رسوله وعزيمة سليمان بن دائودو وعزيمة علي امير المومنين ؑ والائمة من بعده) میں تجھے قسم دیتا ہوں سلیمان بن داوؑد کی اللہ، رسولؐ، علیؑ اور آئمہؑ جو علیؑ کے بعد آنے والے ہیں جب یہ کہو گے تو وہ تمہیں کچھ نہیں کہے گا بلکہ چلا جائے گا''۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ میں اپنے چچا زاد کے ساتھ کوفہ سے آ رہا تھا کہ ہمارے راستے میں درندہ آ گیا میں نے جو مولاؑ نے تعلیم کیا تھا پڑھا تو درندہ واپس چلا گیا اور ہم خیریت سے مولاؑ کے پاس آ گئے ہمارے بات کرنے سے پہلے ہی مولاؑ نے فرمایا۔''کیا تم نے نہیں دیکھا کہ میں نے ثابت کر دیا ہے کہ میں اپنے دوستوں کی آواز کو سنتا ہوں انکو دیکھتا ہوں اور اُن کو جواب دیتا ہوں اے عبداللہ خدا کی قسم میں نے اُس درندے کو تم سے دور کیا تھا اور اُس کی علامت یہ ہے کہ تم دونوں اُس وقت نہر کے کنارے تھے''۔

رجب البرسی کہتے ہیں کہ اس حدیث میں عجیب اسرار ہیں پہلا یہ کہ وحشی درندے اُنکی اطاعت کرتے ہیں پورے عجز و احترام کے ساتھ دوسرا راز یہ ہے کہ کوئی چیز اُنکی نگاہوں سے غائب نہیں اور وہ اپنے سارے دوستوں کو دیکھتے ہیں کیونکہ امام سے خلق چھپی نہیں رہتی ایک لمحے کے لئے بھی نہیں مگر لوگوں کی نگاہوں سے امامؑ پوشیدہ رہتا ہے دُنیا امام کے سامنے ایسے ہے جیسے ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھا ہوا درہم، جیسے چاہے اُس کو اُلٹ پلٹ کر دے۔ تیسرا کہ مولاؑ نے عبداللہ سے انکاری خطاب کیا۔ (اترانى لم اشهد كم) ''کیا تو نے مجھے دیکھا میں نہیں دیکھتا!''۔ یہ اسلوبِ خطاب مولاؑ نے اس لئے استعمال کیا کہ اگرچہ شیعوں پر یہ ثابت ہے انکا عقیدہ ہے کہ امامؑ اللہ کی دیکھنے والی آنکھ ہے بندوں پر، اور اللہ کے فضل و کرم کو پھیلانے والا ہاتھ ہے اور اللہ کی رضا و غضب کی ترجمانی کرنے والی زبان ہے اور امام کا دل اللہ کی مشیت کا گھر ہے اللہ کے اسرار کا خزانہ اور اللہ کی حکمت کا دروازہ ہے مگر عبداللہ یہ سمجھتا تھا کہ حجت خدا کے لئے بھی چیز اسی طرح حجاب میں ہوتی ہے جس طرح تمام لوگوں کے لئے۔

ایک روایت اس باب میں ابوبصیر کی ہے کہ امام صادقؑ نے فرمایا۔ ''معلّٰی بن خنیس جنت میں اُس درجے میں ہوگا جس میں ہم ہیں اور وہ اس طرح کہ داؤد بن عُروہ نام کا ایک شخص قابل کے شہر کا حکم بن کر آئے گا اور وہ معلّٰی کو اپنے دربار میں بلا کر کہے گا کہ شہر میں موجود شیعوں کے نام لکھ کر دو معلّٰی اُس کے حکم کو نہیں مانے گا اور داؤد اُسے قتل کر کے جسم کو لٹکا دے گا اُس قربانی سے معلّٰی ہمارے درجے میں پہنچ جائے گا'' اور ایسا ہی ہوا کہ داؤد قابل شہر کا گورنر بن کر آیا اور اُس نے معلّٰی بن خنیس کو بُلا کر اُس سے کہا کیا تو شہر میں موجود شیعوں کو جانتا ہے۔ یہ بولا ہاں جانتا ہوں داؤد بولا مجھے اُن کے نام پتے لکھوا دے ورنہ تیری گردن ماردونگا۔ معلّٰی بولا قتل کی دھمکی دے رہا ہے۔ مجھے خدا کی قسم اگر وہ میرے پیر کے نیچے ہوں تب بھی میں اپنا پیر نہیں اُٹھاؤں گا۔ داؤد نے معلّٰی کے قتل وصلیب کا حکم جاری کر دیا۔ معلّٰی کے قتل کے بعد امام صادقؑ داؤد کے پاس گئے اور اُس سے کہا۔ ''داؤد تو نے میرے غلام اور وکیل کو قتل کر دیا اور اُس کا قتل کافی نہیں تھا کہ اُسکی لاش کو درخت پر لٹکا رکھا ہے خدا کی قسم میں اللہ سے تیرے قتل کی دُعا کرونگا''۔ داؤد نے کہا مجھے اپنی بددُعا سے ڈراتے ہو جاؤ اگر اللہ تمہاری سنتا ہے تو اُس سے کہو مجھے ماردے، امام صادقؑ داؤد کے پاس سے غضب ناک حالت میں لوٹ آئے جب رات ہوئی تو سرکارؑ نے غسل فرمایا اور پھر قبلہ رُخ ہو کر اس طرح داؤد پر بددُعا کی (یا ذا یا ذی یا ذوا ارم داود سهما من سهام قهرک تبلبل به قلبه) ''اے ذا، اے ذی، اے ذوا ارم، داؤد کو اپنے قہر کے تیروں میں سے ایک تیر کا نشانہ بنا کہ اُس کا دل خون میں رنگ جائے''۔ اس دُعا کے بعد مولاؑ نے اپنے غلام سے کہا ''باہر نکل کر سن کوئی چیخ سنائی دیتی ہے''۔ غلام باہر گیا پھر واپس آکر بولا داؤد ہلاک ہو گیا یہ سنتے ہی مولاؑ سجدے میں گر گئے پھر سجدے سے فارغ ہو کر فرمایا۔ ''میں نے اللہ کو تین کلموں سے آواز دی تھی اگر ان کلموں سے سارے دُنیا کے لوگوں پر بددُعا کی جائے تو زمین میں ایسا زلزلہ آئے کہ کوئی نہ بچے''۔

مولاؑ کی کرامات میں سے ایک یہ ہے کہ ایک دن منصور عباسی نے مولاؑ کو بُلوایا اور دونوں سوار ہو کر ادھر اُدھر سیر کرتے ہوئے ایک ٹیلے پر جا بیٹھے اتنے میں ایک فقیر نے آکر منصور سے بھیک مانگنی چاہی مگر جیسے ہی اُس کی نظر خلیفہ کے برابر میں بیٹھے امام صادقؑ پر پڑی تو اُس نے خلیفہ منصور عباسی کو چھوڑ کر امام صادقؑ سے سوال کیا مولاؑ نے زمین سے تین مٹھیاں بھر کر ریت اُٹھا کر اُسکے حوالے کی اور اُس سے کہا۔ ''اسے احتیاط سے لے جا''۔ جب یہ شخص وہاں سے کچھ دور آگیا تو خلیفہ کے جی حضوروں نے اُس کے پاس آکر اُس سے کہا عجیب آدمی ہے بادشاہ کے پاس جانے کا موقع ملا مگر

بجائے بادشاہ کے ایک فقیر سے مانگنے لگا۔ یہ سن کر اُس آدمی کو شرم سے پسینہ آگیا کیونکہ اُسے جواب میں ریت ملی تھی۔ پھر اُس نے کہا میں نے اُس سے بھیک مانگی تھی جس پر مجھے اعتماد تھا یہ کہہ کر وہ مولاؑ کی دی ہوئی مٹی گھر لے آیا اُس کی بیوی نے ریت دیکھ کر کہا یہ تجھے کس نے دی ہے بولا امام جعفر صادقؑ، پھر پوچھا مولاؑ نے کچھ کہا بھی ہے بولا ہاں کہا ہے کہ اسے احتیاط سے رکھ لے عورت نے کہا وہ سچے ہیں۔ تو اُس میں سے کچھ ریت لے کر اہل معرفت کے پاس چلا جا میں اس ریت میں دولت کی بو سونگھ رہی ہوں یہ سن کر وہ شخص تھوڑی سی مٹی لے کر یہودی تاجروں کے پاس گیا تو انہوں نے اُس سے وہ ریت دس ہزار درہم میں خرید لی اور بولے باقی ریت بھی لے آ ہم اسی قیمت میں لے لیں گے۔

مولاؑ کی ایک کرامت یہ ہے کہ جب منصور عباسی نے مولاؑ امام صادقؑ کے قتل کا ارادہ کیا تو ایرانیوں کی ایک جماعت کو بلوایا جن کو بعرعر کہا جاتا تھا۔ یہ لوگ عقل و سمجھ سے کورے تھے یہ جماعت سو افراد پر مشتمل تھی منصور نے ان لوگوں کو قیمتی ریشمی کپڑوں اور مال و دولت سے نوازا اور مترجم کے ذریعے ان سے کہا میرا ایک دشمن ہے وہ رات کو میرے پاس آئے گا تم نے اُسے قتل کرنا ہے جب رات آئی تو وہ لوگ ہتھیار سجا کر منصور کے حکم کی تعمیل کے لئے تیار ہو گئے منصور نے امامؑ کو اپنے پاس بُلوایا اور کہا کہ آپؑ اکیلے آئیں گے اور مترجم سے کہا کہ ان لوگوں سے کہو کہ یہ وہ دشمن ہے جس کو تمہیں قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے اسے قتل کر دو مگر جب امامؑ محل میں داخل ہوئے تو وہ لوگ جیسے کتا اپنے مالک کے سامنے گوں گوں کر کے دُم ہلاتا ہے اس طرح کی آوازیں نکالتے ہوئے ہتھیار پھینک کر ہاتھوں کو جوڑ کر آگے بڑھے اور امام کے آگے سجدے میں گر پڑے اور اپنے چہرے مٹی پر رگڑنے لگے منصور یہ دیکھ کر ڈر گیا اور بولا آپؑ کو کس نے بلوایا ہے مولاؑ نے کہا۔ "<u>تو نے بلوایا ہے اور میں غسل کر کے کافور لگا کر آیا ہوں</u>"۔ منصور نے کہا اللہ کی پناہ، آپؑ ایسا سمجھ کر آئے تھے جایئے آرام سے گھر جایئے۔ مولاؑ تو گھر چلے گئے مگر وہ لوگ سجدے میں ہی پڑے رہے منصور نے مترجم سے کہا ان سے کہو اُٹھ جائیں اور یہ بتایئے کہ بادشاہ کے دشمن کو قتل کیوں نہیں کیا مترجم نے پوچھا تو وہ بولے کوئی اپنے محسن و مالک کو بھی مارتا ہے۔ یہ وہ ہستی ہے جو روز ہمارے پاس آتی ہے اور جس شفقت سے باپ بچوں کو پالتا ہے یہ ہمیں پالتی ہے اور ہم اس کے سوا کسی کو اپنا مالک نہیں جانتے منصور یہ سن کر ڈر گیا اور اُسی رات کے اندھیرے میں انہیں واپس اپنے علاقے میں لوٹ جانے کا حکم دیا اور اس کے بعد امامؑ کو زہر دے کر قتل کر دیا۔

مولاؑ کی ایک کرامت یہ ہے کہ کسی فقیر نے سوالِ مال کیا تو مولاؑ نے اپنے غلام سے پوچھا۔ "<u>کیا کچھ موجود ہے</u>

تیرے پاس"۔ غلام بولا 400 درہم مولاؑ نے فرمایا۔ "یہ سب اس فقیر کو دیدے"۔ فقیر وہ لے کر شکریہ ادا کرتا ہوا چلا گیا فقیر کے جانے کے بعد مولاؑ نے غلام سے کہا۔ "فقیر کو واپس بلاؤ"۔ غلام فقیر کو بلانے گیا تو فقیر سمجھا مولاؑ سارے یا کچھ پیسے واپس لینا چاہتے ہیں بولا مولاؑ میں نے آپؑ سے بھیک مانگی تھی اور آپؑ نے اپنی خوشی سے یہ بھیک مجھے دی ہے اب اسے واپس لینا چاہتے ہیں مولاؑ نے فرمایا۔ "تو نے صحیح نہیں سمجھا ہم نے تجھے کسی اور وجہ سے بلایا ہے وجہ یہ ہے کہ رسولؐ اللہ کا فرمان مبارک ہے کہ سب سے اچھا صدقہ وہ ہے جس کے بعد مانگنے والے کو حاجت سوال نہ رہے مگر ہم نے تجھے جو دیا ہے وہ اتنا نہیں کہ مزید سوال سے بے نیاز کر دے لہٰذا ہم نے تجھے اس لئے بلایا ہے کہ تجھے مانگنے سے بے نیاز کر دیں۔ لے یہ انگوٹھی لے جا اس کی قیمت دس ہزار درہم ہے جب تجھے ضرورت پڑے اس کو بیچ دینا"۔

ایک روایت کتاب راوندی میں ہے کہ امام صادقؑ نے فرمایا۔ "ہمارے پاس غابر کا علم ہے مزبور کا علم ہے دلوں میں نکت کا علم ہے اور ہمارے پاس جفر ابیض اور جفر احمر کا علم ہے اور مصحف فاطمہؑ ہے اور جامعہ ہے غابر ماضی کا علم ہے مزبور مستقبل کا علم ہے نکت الہام ہے کانوں میں نقر کا علم ہے نقر (یعنی فرشتوں کی آواز کا سنائی دینے کا علم ہے) جفر احمر میں رسولؐ اللہ کے ہتھیار ہیں جفر ابیض ایک برتن کی مانند ہے جس میں تورات انجیل، زبور اور پہلی کتابوں کا علم ہے، مصحف فاطمہؑ میں ہونے والے واقعات کا علم ہے اور قیامت تک کے بادشاہ بننے والے لوگوں کے نام ہیں اور جامعہ میں وہ سب کچھ جمع ہے جس کی لوگوں کو ضرورت ہے یہاں تک کہ ارش الخذش بھی ہے اور ہمارے پاس ایک صحیفہ ہے جس میں جو پیدا ہو چکا ہے اور جو پیدا ہوگا اُن کے نام ہیں اور ذرے سے لیکر قیامت تک ہونے والے ماں باپ کے نام لکھے ہیں اور انمیں جو ہمارے دشمن ہیں اُن کے نام ہیں اور یہ سب اللہ کا فضل ہے ہم پر اور لوگوں پر"۔

اور ان میں ایک روایت احمد برقی نے اپنے باپ سے اور انہوں نے سُدیر الصیرفی سے روایت کی ہے سُدیر کہتے ہیں کہ انہوں نے رسولؐ اللہ کو خواب میں دیکھا رسولؐ اللہ کے آگے ایک طبق رکھا ہے جو کپڑے سے ڈھکا ہوا ہے میں نے قریب جا کر سرکار ختمی مرتبتؐ کو سلام کیا۔ رسولؐ اللہ نے سلام کا جواب دے کر طبق سے کپڑا ہٹایا تو اُس میں کھجوریں رکھی تھیں میں نے درخواست کی مولاؐ مجھے کھجوریں عطا فرمایئے سرکارؐ نے کھجور دی میں نے کھائی پھر بار بار میں مانگتا رہا اور سرکارؐ عطا فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ آٹھ کھجوریں میں نے کھالیں اس کے بعد پھر مانگی تو سرکارؐ نے فرمایا بس۔ سُدیر کہتے ہیں میں نیند سے بیدار ہوا اور اگلے دن امام صادقؑ کے پاس آیا تو دیکھا کہ سرکار کے آگے کپڑے سے ڈھکا ہوا ایک

طبق ہے جس طرح کا میں نے خواب میں دیکھا تھا مولاؑ امام صادق نے طبق سے کپڑا ہٹایا تو اُس میں کھجوریں تھیں میں نے مولاؑ سے کہا میں قربان آپؑ پر مجھے کھجور دیں۔ مولاؑ نے عطا فرمائی اُس نے کھالی پھر بار بار طلب کرتا گیا مولاؑ عطا فرماتے رہے اور میں کھاتا رہا یہاں تک کہ آٹھ کھجوریں میں نے کھالیں۔ پھر نویں مرتبہ طلب کی تو مولاؑ امام صادقؑ نے فرمایا۔ ''بس اگر میرے جد رسول اللہؐ نے اس سے زیادہ عطا کی ہوتیں تو میں بھی عطا کرتا''۔

اسرار امام موسیٰ کاظمؑ

اس سلسلے میں ایک واقعہ یہ ہے کہ عباسی خلیفہ ہارون رشید حج بیت اللہ سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ آیا تو اہل مدینہ اُس سے ملنے کے لئے آئے اہل مدینہ میں آخری شخص جو ملنے آیا وہ امام موسیٰ کاظمؑ تھے جب دربان نے مولاؑ کو ہارون رشید کے پاس پہنچایا تو مولاؑ کے ہونٹ آہستہ آہستہ ہل رہے تھے یعنی سرکارؑ کچھ پڑھ رہے تھے۔ جب مولاؑ رشید کے قریب پہنچے تو وہ اپنے گھٹنوں پر بیٹھ گیا۔ پھر اُٹھ کر آپؑ سے گلے ملا اور آپؑ کو نشست پر بٹھایا پھر آپؑ کے پاس آ کر آپؑ کا حال احوال پوچھنے لگا۔ آپؑ کیسے ہیں اباالحسنؑ آپؑ کے گھر والے کیسے ہیں آپؑ کے بابا کے گھر والے کیسے ہیں آپؑ سب لوگ کیسے ہیں آپکا کیا حال ہے اور مولاؑ ہر سوال کے جواب میں فرماتے۔ ''خیریت سے ہیں''۔ پھر جب مولاؑ جانے کے لئے اُٹھے تو رشید بھی کھڑا ہونے لگا تو مولاؑ نے اُسے قسم دی کہ بیٹھا رہے تو وہ بیٹھ گیا پھر مولاؑ اُس سے معانقہ کر کے چلے گئے۔ جب مولاؑ چلے گئے تو مامون نے باپ سے پوچھا یہ کون صاحب تھے؟ رشید بولا یہ علم اولین و آخرین کے وارث ہیں انکا نام موسیٰ بن جعفرؑ ہے اگر تو سچا علم حاصل کرنا چاہتا ہے تو تجھے صرف ان کے پاس ملے گا۔

ایک واقعہ احمد بزاز نے بیان کیا ہے کہ رشید نے امام موسیٰ کاظمؑ کو بغداد بلوایا اور آپؑ کو قتل کرنے کے بارے میں سوچ و بچار کرتا رہا اور جب قتل کے منصوبے کو آخری شکل دے دی تو مولاؑ کو سندی بن شاہک کے حوالے کر دیا اور اُسے قتل کرنے کا حکم دے دیا اور مولاؑ کو تیس رطل یعنی کلو کے وزن کی تین ہتھکڑیوں میں جکڑنے کا حکم دیا۔ جب قتل کے حکم پر عمل کرنے میں دو دن رہ گئے تو مولاؑ نے جیل کے چوکیدار مسیب کو جو کہ آپؑ کا ماننے والا تھا رات گئے بلوایا اور اُس سے کہا کہ ''اے مسیب میں آج رات یہاں سے مدینہ جانا چاہتا ہوں تا کہ اپنے بعد والے کو عہدہ سپرد کر دوں تو یہاں بیٹھا رہ میں ایک گھنٹے بعد واپس آجاؤنگا''۔ مسیب نے کہا مولاؑ میں آپؑ کے جانے کے لئے کس طرح دروازے کھولوں۔ ہر طرف سخت پہرہ ہے مولاؑ نے مسیب سے کہا۔ ''یہ تیرا کام نہیں''۔ پھر آپؑ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا تو قصر کی اونچی

دیواریں اپنے بند دروازوں سمیت اس طرح غائب ہوگئیں جیسے کہ تھیں ہی نہیں۔ پھر مجھ سے کہا۔ ''یہیں رہ میں ابھی ایک گھنٹے تک واپس آیا''۔ مسیب کہتا ہے میں نے کہا مولاً میں آپؑ کی بیڑیاں کاٹ دوں؟ مسیب کہتا ہے مولاً نے جواب دینے کے بجائے بیڑیوں کو جسم سے جھاڑ دیا دوسرے ہی لمحے وہ خزاں رسید پتوں کی طرح زمین پر پڑیں تھیں۔ مسیب کہتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ مولاً چند قدم چلے اور آنکھوں سے غائب ہوگئے مولاً کے غائب ہوتے ہی زمین پر دیواریں پھر نمودار ہوگئیں۔ مسیب کہتا ہے کہ میں اپنی جگہ کھڑا رہا۔ کچھ دیر بعد میں نے دیکھا کہ محل کی دیواریں سجدے میں گر پڑیں اور میرے آقا مولاً واپس تشریف لے آئے۔ جیل خانے میں داخل ہوئے اور بیڑیاں ہتھکڑیاں دوبارہ آپؑ کے ہاتھ پیروں میں واپس آگئیں مسیب کہتا ہے کہ میں نے کہا مولاً کہاں تشریف لے گئے تھے فرمایا۔ ''زمین کے مشرق و مغرب میں ہمارے تمام چاہنے والے، جن میں ویرانوں میں جنات بھی ہیں اور فرشتوں کے آنے جانے کے مقامات بھی''۔

دوسرا واقعہ صفوان جمال بن مھران نے روایت کیا ہے کہتا ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے مجھے حکم دیا کہ میں دروازے پر اونٹنی لے آوں میں اونٹنی لے آیا تو امام موسیٰ کاظمؑ جن کی عمر اُس وقت چھ سال کی تھی تیزی سے گھر سے نکلے اور اونٹنی پر بیٹھ کر اُسے چلنے کا اشارہ کر دیا اور میری نظروں سے اُونٹنی سمیت غائب ہوگئے صفوان کہتا ہے میں نے ان للہ و ان الیہ راجعون پڑھا اور پریشانی کے عالم میں سوچنے لگا کہ یہ کیا ہوگیا۔ اگر امام صادقؑ آگئے اور مجھ سے پوچھا اونٹنی کہاں ہے تو کیا جواب دونگا۔ صفوان کہتا ہے کہ جب دن کا ایک گھنٹہ گزر گیا تو میں نے دیکھا کہ اونٹنی واپس آگئی جیسے کہ وہ آسمان سے ٹوٹا ہوا شہاب ہو اور وہ اپنے جسم سے پسینہ جھاڑتی تھی امام موسیٰ کاظمؑ اونٹنی سے اُتر کر گھر میں چلے گئے اور ایک نوکر نے باہر آکر مجھ سے کہا کہ اونٹنی کو اُس کے ٹھکانے پر پہنچا کر امام صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوجاؤ صفوان کہتا ہے کہ میں اونٹنی کو واپس اسکی جگہ چھوڑ کر جب مولاً امام صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو مولاً نے مجھ سے فرمایا۔ ''اے صفوان میں نے تجھ سے اونٹنی لانے کے لئے اس لئے کہا تھا کہ تیرا مولاً ابوالحسنؑ امام موسیٰ کاظمؑ کو اُس پر سوار ہو کر کہیں جانا تھا اور تو نے اپنے دل میں ایسا ایسا خیال کیا اور اے صفوان کیا تو جانتا ہے کہ موسیٰ کاظمؑ اس وقت کہاں گئے تھے؟ وہ وہاں گئے تھے جہاں ذوالقرنین گیا تھا بلکہ اس سے بھی زیادہ مُسافت طے کی ہے اور ہر مومن و مومنہ کو میرا اسلام پہنچایا ہے''۔

ایک اور روایت مسیب نے بیان کی ہے کہ رشید نے امام موسیٰ کاظمؑ کے قتل کا ایک منصوبہ بنایا اور اپنے نوکروں سے کہا کہ مجھے ایسے لوگ چاہئیں جو اللہ کو نہیں جانتے ہوں۔ تاکہ میں اپنے ایک اہم کام میں اُن سے مدد لے سکوں۔ اُسے عُبدہ نامی قوم کے پچاس افراد پر مشتمل لوگوں سے متعارف کروایا گیا۔ رشید نے اُن کو زر و جواہر سے نوازا اور مترجم سے کہا اُنٰ سے پوچھ تمہارا رب کون ہے انہوں نے مترجم کو جواب دیا ہم نے یہ لفظ رب پہلی بار سُنا ہے۔ رشید نے مترجم سے کہا ان سے کہو اس کمرے میں جو آدمی ہے امام موسیٰ کاظمؑ اُس کے ٹکڑے کر دو یہ جنگلی قید خانے میں داخل ہوئے رشید دیکھ رہا تھا کہ یہ کیسے قتل کرتے ہیں جب ان جنگلیوں کی نظر امام موسیٰ کاظمؑ پر پڑی تو انہوں نے ہتھیار پھینک دیئے اور مولاؑ کے آگے سجدے میں گر گئے اور انکی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے مولاؑ نے اُن کے سروں پر پیار سے ہاتھ پھیرا اور اُنکی زبان میں ان سے باتیں کیں رشید یہ دیکھ کر پاگل ہو گیا اور چیخ کر مترجم سے بولا نکل جائیں ان سے کہو نکل جائیں یہاں سے، مترجم نے ان کو نکل آنے کا حکم دیا تو وہ لوگ اُلٹے پیروں باہر آنے لگے اور امامؑ کے احترام کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے باہر نکلتے ہوئے امام کی طرف پیٹھ نہیں کی۔ پھر اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر رشید کے دیئے ہوئے اموال کے ساتھ وہاں سے چلے گئے۔

اسرارِ ابوالحسن علیؑ بن موسیٰ الرضاؑ

ان اسرار میں سے ہے کہ امام رضاؑ کے خراسان آنے کی خبر سُن کر اطراف و اکنار سے شیعوں کے قافلے مولاؑ کی زیارت کے لئے اُمنڈ آئے ان شیعوں میں ایک علی بن اسباط بھی تھا وہ مولاؑ کے لئے ہدیے اور تحفے لے کر روانہ ہوا تو راستے میں ڈاکوؤں نے اُس کا قافلہ لوٹ لیا اور اُس کے منہ پر مار کر اُس کے دانت توڑ دیئے یہ بیچارہ لٹ پٹ کے اپنے گھر واپس آ گیا۔ تو خواب میں امام رضاؑ کو دیکھا مولاؑ نے اُسے خواب میں کہا کہ "تو فکر نہ کر تیرے تحائف ہم تک پہنچ گئے ہیں رہا تیرے دانتوں کا مسئلہ تو اس کا حل یہ ہے کہ ناگرموتھا پیس کر مسوڑوں پر لگا تیرے دانت واپس آ جائیں گے"۔ علی بن ابی اسباط نے ایسا ہی کیا اور کچھ عرصے میں اُس کے دانت واپس آ گئے اس کے بعد جب اسکی مولاؑ سے ملاقات ہوئی تو مولاؑ نے اُس سے کہا۔ "ناگرموتھا لگانے سے تیرے دانت واپس آ گئے اب اس انبار خانے میں جا کر دیکھ"۔ وہ انبار خانے میں گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ اُس کے تحفے وہاں موجود ہیں۔

مولاؑ کا ایک واقعہ یہ ہے کہ ایک واقفی آپؑ کے پاس آیا اُس نے بہت سارے مشکل سوالات لکھ کر اپنے پاس

رکھے ہوئے تھے۔ وہ مولاؑ کا امتحان لے کر یہ جاننا چاہتا تھا کہ کیا آپؑ ان کے صحیح جوابات دے سکتے ہیں اگر جواب دے دیں تو ولی الامر ہیں۔ وہ مذہب واقفی کا پیر مولاؑ کے دروازے پر آ کر مجمع کم ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ اتنے میں مولاؑ کا ایک خادم اُس کے پاس آیا اور بولا یہ تیرے سوالات کے جوابات ہیں مولاؑ نے اپنے ہاتھ سے لکھے ہیں یہ کہہ کر ایک ورقہ اُس کے حوالے کیا۔ اُس سے کہا کہ وہ اپنے سوالات والا کاغذ اُس کے حوالے کر دے۔

ایک واقعہ یہ ہے کہ مولاؑ نے ایک دن اپنی محفل میں فرمایا۔ ''لا الہ الا اللہ فلاں آدمی مر گیا''۔ پھر مولاؑ کچھ دیر خاموش رہے پھر ایک مناسب وقفے کے بعد فرمایا۔ ''لا الہ الا اللہ اب اس کا غسل وکفن ہو گیا''۔ پھر ایک مدت خاموشی میں گزارا پھر فرمایا۔ ''اب اسے قبر میں اُتارا گیا ہے اور اُس سے سوال و جواب شروع ہو چکے ہیں اُس سے اُس کے رب کے بارے میں پوچھا گیا جواب ٹھیک دیا پھر نبیؐ کا سوال ہوا جواب ٹھیک دیا پھر امامت کا سوال ہوا اُس نے اماموں کے نام بتائے اور عترت کا سوال ہوا تو اُس نے ان کی گنتی کر دی۔ مگر جب میری امامت کے بارے میں سوال ہوا تو رُک گیا جواب نہیں دیا''۔ دراصل یہ آدمی واقفی تھا۔

اس سلسلے میں ایک روایت راوندی نے اسماعیل سے بیان کی ہے اسماعیل کہتے ہیں کہ میں امام رضاؑ کے پاس بیٹھا تھا مولاؑ نے اپنے دست معجز نما سے زمین کو چھوا تو زمین سے چاندی کی ایک انگلی برآمد ہوئی پھر دوبارہ ہاتھ پھیرا تو غائب ہو گئی اسمائیل نے کہا کہ ایک مجھے بھی دے دیجیے۔ تو مولاؑ نے فرمایا۔ ''ابھی اس کا وقت نہیں آیا''۔

رجب برسی کہتے ہیں کہ لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے۔ شعبدہ، جادو، سیمیائی، کرامات اور معجزہ میں فرق ہوتا ہے شعبدہ یہ ہے کہ انسان کی نظر بندی کر دی جاتی ہے لہٰذا جو کچھ وہ دیکھتا ہے وہ حقیقت نہیں ہوتی ہے خیال ہوتا ہے، اس لئے اُس چیز کو بقاء حاصل نہیں ہوتی ہے۔ شعبدہ، جادو اور سیمیاء سب کا یہی حال ہے جبکہ معجزہ و کرامات میں چیز کی حقیقت بدل دی جاتی ہے اس لئے یہ چیز باقی رہتی ہے جب تک کہ صاحب معجزہ و کرامات اس کو ختم نہ کر دے۔

مولاؑ کی کرامات میں سے ہے کہ ایک شاعر تھا جس کا نام ابونواس تھا۔ اُس نے مولاؑ کی شان میں اشعار کہے تو مولاؑ نے اُسے ایک ورقہ اپنے پاس سے نکال کر دیا جس پر یہ اشعار لکھے ہوئے تھے۔ ابونواس یہ دیکھ کر چکرا گیا اور کہنے لگا خدا کی قسم اے اللہ کے ولیؑ میرے علاوہ کسی نے یہ اشعار نہیں کہے اور میں نے آپؑ کے سوا کسی کے آگے نہیں پڑھے پھر یہ آپؑ کے پاس کیسے آ گئے مولاؑ نے فرمایا۔ ''تو نے سچ کہا یہ صرف تیرے اشعار ہیں اور تو نے کسی کے سامنے نہیں پڑھے

لیکن میرے پاس جفر اور جامعہ ہے جس کے مطابق تو نے یہ اشعار میرے بارے میں کہے تھے''۔

اس سلسلے کی ایک روایت میں ابو صلت ہروی کی ایک روایت ہے ابو صلت کہتے ہیں کہ میں مولاؑ کے سامنے کھڑا تھا کہ مولاؑ نے فرمایا۔''اے ابو صلت یہ لوگ اس جگہ میری قبر کھودیں گے وہاں ایک چٹان نما پتھر نمودار ہوگا۔ جسے سارے خراسانی مل کر بھی نہیں اُکھاڑ سکتے تم اُن سے کہنا کہ میری قبر سات مرتبہ خوب نیچے تک کھودیں وہاں میری قبر کھودی ہوئی ملے گی۔ اُس وقت میری قبر میں پانی کا چشمہ پھوٹ نکلے گا اور قبر اوپر تک پانی سے بھر جائے گی پھر اس پانی میں چھوٹی چھوٹی مچھلیاں ظاہر ہونگی۔ پھر ایک بڑی مچھلی نمودار ہوگی اور تمام چھوٹی مچھلیوں کو کھا جائے گی اور کھانے کے بعد غائب ہو جائے گی پھر تم ابو صلت اُس پانی پر اپنا ہاتھ رکھ کر یہ کلمات پڑھنا اُس وقت وہ پانی زمین میں جذب ہو جائے گا اور زمین خشک ہو جائے گی اور ہاں یاد رہے یہ کام صرف مامون کے سامنے کرنا''۔ پھر مولاؑ نے ابو صلت سے فرمایا۔''اے ابو صلت کل میں اس بے دین کے پاس جاؤں گا اور جب باہر آؤں گا تو اگر میرا سر کُھلا ہوا ہو تو تم مجھ سے بات کرنا میں تم کو جواب دونگا لیکن اگر میں نے سر کپڑے سے ڈھک رکھا ہو تو پھر مجھ سے کلام نہ کرنا''۔ ابو صلت کہتے ہیں جب اگلے روز صبح ہوئی تو مولاؑ نے لباس زیب تن فرمایا اور محراب عبادت میں بیٹھ گئے تھوڑی دیر بعد مامون رشید کا غلام آیا اور بولا اے ابوالحسنؑ الرضا آپؑ کو امیر المومنین نے طلب کیا ہے تشریف لے آیئے مولاؑ نے ردا دوش پر ڈالی نعلین زیب پا کئے اور چل پڑے میں آپؑ کے پیچھے پیچھے چل دیا یہاں تک کہ مامون کے پاس پہنچ گئے۔ مامون کے آگے تھالیوں میں پھل رکھے ہوئے تھے اور اُس کے ہاتھ میں ایک انگوروں کا گُچھا تھا جس میں سے وہ کُچھ کھا چُکا تھا اور کُچھ انگور باقی تھے جب مامون نے مولاؑ کو آتے ہوئے دیکھا تو اُٹھ کھڑا ہوا اور آگے بڑھ کر گلے ملا پھر اپنے سامنے بٹھایا۔ پھر آپؑ کی طرف انگوروں کا گُچھا بڑھا کر بولا کبھی اس سے اچھے انگور دیکھے ہیں۔ مولاؑ نے فرمایا۔'' کُچھ جنان (باغوں) اس سے اچھے ہو سکتے ہیں''۔ مامون نے کہا نوش فرمایئے مولاؑ نے کہا۔'' مجھے اس سے معاف رکھو''۔ مامون بولا آپؑ کو ہر حالت میں کھانے پڑیں گے۔ پھر مامون نے کہا مجھ پر شک کرنے سے آپؑ کو کس نے روکا ہے؟ یہ کہہ کر مامون نے انگوروں کا گُچھا اُٹھایا اور اُس میں سے کچھ انگور کھائے اور پھر باقی مولاؑ کی طرف بڑھائے مولاؑ نے اُس گُچھے میں سے تین دانے کھائے اور گُچھا تھالی میں ڈال دیا اور اُٹھ کر چل دیئے۔ مامون بولا کہاں جا رہے ہیں؟ مولاؑ نے جواب دیا۔''جہاں تو نے بھیجا ہے''۔ پھر مولاؑ کپڑے سے سر ڈھانک کر باہر آئے اور اپنے گھر میں چلے گئے اور حکم دیا کہ'' دروازوں کو بند کر کے تالا لگا دیا جائے''۔

پھراپنے فرش پر لیٹ کر آنکھیں بند کرلیں۔ابوصلت کہتے ہیں کہ میں صحن میں کھڑا رو رہا تھا کہ اچانک ایک خوبصورت نوجوان نمودار ہوا جو کہ امام رضاؑ سے بے حد مشابہت رکھتا تھا میں نے اُس جوان سے کہا دروازوں کو تالا لگا ہوا ہے آپؑ اندر کیسے آئے آنے والے نے جواب دیا۔"اے ابوصلت جس نے مجھے مدینہ منورہ سے یہاں پہنچایا ہے اُس نے بند دروازوں کے باوجود مجھے یہاں پہنچا دیا ہے"۔ابوصلت نے پوچھا آپؑ کون ہیں؟ آنے والے نے کہا۔"ابوصلت میں حجۃ اللہ ہوں محمد بن علی الرضاؑ"۔یہ کہہ کر مولاؑ اپنے پدر بزرگوار کی طرف بڑھ گئے اور مجھے بھی اپنے ساتھ اندر آنے کا حکم دیا میں نے حکم کی تعمیل کی ہم اندر داخل ہوئے جیسے ہی امام رضاؑ کی اپنے بیٹے پر نظر پڑی تو بیٹے کو گلے لگانے کے لئے فرش سے بلند ہوئے اور بیٹے کو اپنی طرف کھینچ لیا اور امام محمد تقیؑ نے خود کو باپ کے سینے پر گرا دیا امام رضاؑ نے بیٹے سے کوئی سرگوشی کی جسے میں نہیں سمجھ پایا ابوصلت کہتے ہیں کہ میں نے امام رضاؑ کے ہونٹوں پر برف سے زیادہ شدید سفیدی دیکھی اس سفیدی کو امام تقیؑ نے زُبان سے چاٹ لیا۔پھر امام رضاؑ نے اپنے بیٹے کا ہاتھ پکڑ کر قمیض کے نیچے اپنے سینے پر رکھ لیا اُس وقت امام رضاؑ کے سینے سے ایک چڑیا جیسی کوئی چیز برآمد ہوئی جسے امام محمد تقیؑ نے نگل لیا اُس کے ساتھ ہی امام رضاؑ نے اس دُنیا کو خیر باد کہہ دیا۔امام محمد تقیؑ نے مجھ سے کہا۔"اے ابوصلت کمرے سے نہانے کا برتن اور پانی لے آؤ"۔ابوصلت کہتے ہیں میں نے کہا مولاؑ کمرے میں نہ نہانے کا برتن ہے نہ پانی مولاؑ نے کہا۔"جو کہا ہے وہ لے آؤ کمرے میں موجود ہے"۔ابوصلت کہتے ہیں کہ میں کمرے میں گیا تو دونوں چیزیں وہاں موجود تھیں وہ لا کر میں نے مولا محمد تقیؑ کے حوالے کر دیں ابوصلت کہتے ہیں کہ میں نے پائنچے اور آستینیں چڑھائیں تاکہ میں غسل میں مولاؑ کی مدد کر دوں تو مولاؑ نے فرمایا۔"اپنی جگہ پر رہو میری مدد کرنے والے یہاں موجود ہیں"۔پھر فرمایا۔"کمرے میں جاؤ اور ایک بکس میں کفن اور کافور رکھا ہے وہ لے آؤ"۔ابوصلت کہتے ہیں کہ میں کمرے میں گیا تو وہاں بکس موجود تھا جبکہ پہلے جب پانی لینے آیا تھا تو اسے نہیں دیکھا تھا میں نے وہ لا کر مولا محمد تقیؑ کے حوالے کر دیا مولاؑ نے اپنے بابا کو کفن پہنایا حنوط کیا اور آپؑ پر نماز پڑھی ابوصلت کہتے ہیں کہ نماز سے فارغ ہو کر مولا محمد تقیؑ نے مجھ سے کہا۔"جاؤ تابوت لے آؤ"۔ابوصلت کہتے ہیں کہ کیا بڑھئی کے پاس جاؤں تابوت بنوانے کے لئے؟ فرمایا۔"کمرے میں جا کر دیکھ تابوت رکھا ہوا ہے"۔ابوصلت کہتے ہیں میں کمرے میں گیا تو وہاں ایسا خوبصورت تابوت دیکھا کہ اُس سے پہلے نہیں دیکھا تھا۔وہ لا کر میں نے مولاؑ کے حوالے کیا۔مولاؑ نے بابا کی میت کو تابوت میں لٹایا پھر تابوت سے کچھ دور ہٹ کر کھڑے ہوئے اور دو رکعت نماز ادا کی نماز ختم

ہوئی تو زمین سے بلند ہوا چھت شق ہوئی اور تابوت اس سے نکل کر غائب ہو گیا۔ ابوصلت کہتے ہیں کہ میں نے مولاؑ سے کہا مولاؑ ابھی کچھ دیر بعد مامون آئے گا اور مولاؑ رضا کے بارے میں پوچھے گا تو ہم اُسے کیا جواب دیں گے؟ مولاؑ نے جواب دیا۔ ''خاموش رہو اے ابوصلت کوئی نبی وصی ایسا نہیں کہ مرنے کے بعد انکی روحوں کو اللہ جمع نہ کر دیتا ہو چاہے ایک مشرق میں ہو اور دوسری مغرب میں ہو''۔ ابوصلت کہتے ہیں کہ ابھی ہماری بات ختم ہی ہوئی تھی کہ تابوت واپس آ گیا امام تقیؑ نے بابا کی میت کو تابوت سے نکال کر فرش پر لٹا دیا مولاؑ رضا کے جسم پر کفن کے بجائے وہی کپڑے تھے جو پہن کر مامون کے پاس گئے تھے مجھے ایسا لگا کہ غسل و کفن کچھ نہیں ہوا ہے مولاؑ تقی نے اس دم مجھ سے فرمایا۔ ''جاؤ مامون آ گیا ہے دروازہ کھول دو''۔ یہ کہہ کر مولاؑ جس طرح مدینے سے آئے اس طرح واپس چلے گئے میں نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا تو مامون اپنے غلاموں کے ساتھ دروازے پر نظر آیا روتا ہوا اندر آیا گریبان پھاڑ ڈالا اور سر پیٹنے لگا اور اونچی آواز سے عزادارانہ نعرہ بلند کرنے لگا۔ واسیداہ پھر مولاؑ امام رضاؑ کی لاش کے سرہانے بیٹھ گیا اور بولا تجہیز و تکفین کا انتظام کرو اور قبر کھودنے کا حکم دیا اُس وقت وہ سب کچھ ظاہر ہوا جو مولاؑ امام رضا نے مجھ سے بیان کیا تھا۔ ابوصلت کہتے ہیں کہ میں نے مامون سے کہا مولاؑ رضا نے مجھ سے کہا تھا کہ سات دفعہ میری قبر کھودنا اور میری ضریح کو نکال لینا مامون نے کہا جیسا رضاؑ نے فرمایا ویسا ہی کرو ویسا ہی کیا گیا یہاں تک کہ قبر پانی سے بھر گئی مچھلیاں ظاہر ہوئیں اور ایک بڑی مچھلی اُن کو کھا گئی مامون نے یہ سب دیکھ کر کہا کہ علی رضاؑ ہم کو مرنے کے بعد بھی عجائب دکھا رہے ہیں جس طرح اپنی زندگی میں دکھایا کرتے تھے۔ مامون کے وزیر نے جو اُس وقت اُس کے پاس ہی کھڑا تھا مامون سے کہا کیا آپ جانتے ہیں کہ جو کچھ علی رضاؑ نے دکھایا اُس کا کیا مطلب ہے؟ مامون نے کہا نہیں۔ وزیر بولا مولاؑ رضا نے یہ خبر دی ہے کہ اے بنی عباس تمہاری حیثیت ان چھوٹی چھوٹی مچھلیوں کی طرح ہے جن کو ایک دن ایک بڑی مچھلی کھا جائے گی اس طرح تمہاری حکومت کا خاتمہ ہو گا۔ مامون نے کہا تم صحیح کہتے ہو۔ یہی تفسیر ہے اس بات کی پھر مامون نے مولاؑ کی میت کو دفن کرنے کا حکم دیا اور محل میں واپس چلا گیا۔

اسرارِ امام محمد تقیؑ

ان اسرار میں ایک یہ ہے کہ حضرتؑ کو اپنے والد ماجد کی شہادت کے بعد مسجد نبویؐ میں لایا گیا۔ آپؑ اس وقت طفل صغیر تھے سرکار ممبر کی پہلی سیڑھی پر کھڑے ہوئے اور اس طرح خطاب فرمایا۔ ''میں علی الرضاؑ کا بیٹا محمد الجوادؑ ہوں

مجھے پیدا ہونے سے پہلے ہی پیدا ہونے والوں کی ذات پات کا علم ہے میں تمہارے دلوں کے احوال بھی اسی طرح جانتا ہوں۔ جیسے تمہارے ظاہری حالات میرے سامنے ہیں اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تم لوگ مستقبل میں کیا کرو گے۔ یہ علم ہم کو تمام مخلوقات کے پیدا ہونے سے پہلے دیا گیا ہے اور زمین اور آسمان کے خاتمے کے بعد بھی ہمارے پاس ہی ہو گا۔ اگر باطل پرست گمراہ کن ریاستی طاقتیں نہ گھور رہی ہوتیں اور اہل شک کی اُچھاڑ پچھاڑ کا خوف نہ ہوتا تو ایسی بات کہتا کہ اولین و آخرین حیران ہو جاتے۔ یہاں تک کہنے کے بعد مولاؑ نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر کہا اے محمد خاموش رہ جس طرح تیرے باباؑ اور اجداد خاموش رہے''۔

ایک روایت ابو جعفر ہاشمی نے کی ہے کہتے ہیں کہ میں امام محمد تقیؑ کے پاس بیٹھا تھا بغداد میں اتنے میں یاسر نامی نوکر آیا اور بولا ہمارے آقا آپؑ سے ہماری مالکن ام جعفر ملاقات کرنا چاہتی ہیں مولاؑ نے یاسر سے کہا۔ ''چلو میں ابھی آتا ہوں''۔ یاسر چلا گیا اور مولا سوار ہو کر ام جعفر کے دروازے پر آ گئے ام جعفر مامون خلیفہ کی بہن تھی ام جعفر نے مولاؑ کو سلام عرض کیا اور بولیں مامون کی بیٹی ام فضل کے پاس جایئے مجھے خوشی ہو گی کہ آپؑ میری بیٹی کے پہلو میں ہوں مولاؑ گھر میں داخل ہوئے تو پردے اُٹھتے چلے گئے اور چند لمحے ہی گزرے ہونگے کہ سورہ یوسف کی یہ آیت **(فلما راینه اکبرنه)** پڑھتے ہوئے واپس گھر سے باہر تشریف لائے آپؑ کے پیچھے پیچھے ام جعفر اپنا لباس گھسیٹتی ہوئی آئی اور بولی مولاؑ آپؑ نے ہم پر نعمت کی مگر اُسے تمام نہیں کیا۔ مولاؑ نے جواب دیا۔ ''اللہ کا امر آ گیا ہے تم لوگ جلدی نہ کرو وہ ہوا ہے جس کا دوبارہ ہونا اچھا نہیں۔ آپ ام فضل کے پاس جایئے اور اُسے اس بات کی خبر دے دیجیئے''۔ ام جعفر گئیں اور ام فضل سے بیان کیا کہ مولاؑ نے کیا کہا ہے۔ ام فضل حیرت سے بولی پھپھی یہ میرا حال کتنی اچھی طرح سے جانتے ہیں میرا دل چاہتا ہے کہ اپنے باپ مامون کو بددُعا دوں جس نے میری شادی ایک جادوگر سے کرائی ہے پھپھی خدا کی قسم جس وقت یہ پیکر جمال میرے کمرے میں داخل ہوا تو اُسی وقت مجھے عورتوں کی ماہانہ عادت سے واسطہ آ پڑا میں نے فوراً اپنے ہاتھوں سے اپنے کپڑے سمیٹ لئے۔ ام جعفر یہ سن کر مبہوت ہو گئی اور منہ لٹکائے باہر آئی اور مولاؑ کے پاس آ کر مولاؑ سے بولی مولاؑ میں سمجھی نہیں ام فضل کے ساتھ کیا ہوا کہ آپؑ اسکی شکل دیکھتے ہی باہر آ گئے مولاؑ نے فرمایا۔ ''وہ جو عورتوں کے اسرار میں سے ہے''۔ ام جعفر بولی میرے آقا کیا آپؑ غیب کا علم رکھتے ہیں مولاؑ نے فرمایا۔ ''نہیں''۔ ام جعفر بولی پھر آپؑ پر فرشتہ وحی لایا ہے؟ مولاؑ نے فرمایا۔ ''نہیں''۔ ام جعفر بولی پھر آپؑ کو اس بات کا علم کیسے ہوا جسے صرف یا اللہ جانتا

ہے یا ام فضل جانتی ہے مولاؑ نے جواب دیا۔"میں بھی اس کو اللہ کے علم سے جانتا ہوں"۔ ابوجعفر ہاشمی کہتے ہیں کہ ام جعفر کے جانے کے بعد میں نے مولاؑ سے پوچھا مولاؑ وہ کیا تھا جسے عورتوں نے بڑا سمجھا۔ فرمایا۔"جو ام فضل کو لاحق ہوا وہی تھا"۔ ابوجعفر ہاشمی کہتے ہیں میں مولاؑ کے جواب سے جان گیا کہ اس کی تفسیر (حیض) ہے۔

اسرار امام علی النقیؑ

اس سلسلے میں ایک روایت ہے محمد بن حسن حضینی کی کہ عباسی خلیفہ متوکل کے دربار میں ایک ہندوستانی شعبدہ باز آیا اور اس نے ایک کھیل دکھایا۔ متوکل کو بہت اچھا لگا اور اُس سے بولا اے ہندوستانی ابھی میرے دربار میں ایک شریف آدمی آئے گا تو کوئی ایسا جادو کا کھیل دکھانا کہ وہ شرم سار ہو جائے جب امام علی النقیؑ تشریف لائے تو اُس شعبدہ باز نے کوئی کھیل دکھایا مگر امام اُس کی طرف متوجہ نہیں ہوئے تو اُس جادوگر نے مولاؑ سے کہا اے شریف آدمی آپؑ کو میرا کھیل پسند نہیں آیا شاید آپؑ کو بھوک لگی ہے اسی لئے اس طرف راغب نہیں۔ امام دسترخوان پر تشریف رکھتے تھے اُس جادوگر نے دسترخوان پر پڑی ہوئی روٹی کو جادو سے اُڑا لیا امام کے آگے سے جب روٹی ہوا میں بلند ہوئی۔ تمام درباری ہنسنے لگے۔ یہ دیکھ کر مولاؑ نے قالین پر بنی ہوئی ایک درندے کی تصویر پر ہاتھ رکھا اور کہا۔"اُٹھ اللہ کے دشمن کو کھا جا یہ تیرا شکار ہے"۔ اُسی وقت وہ صورت درندہ بن گئی اور ہندی کو ہڑپ کر گئی اور پھر دوبارہ قالین پر جا کر تصویر میں تبدیل ہو گئی یہ دہشت ناک منظر دیکھ کر متوکل منہ کے بل زمین پر آ گیا اور جو لوگ وہاں موجود تھے خوف سے بھاگ کھڑے ہوئے۔

ایک روایت محمد بن داؤد قمی اور محمد طلحی سے ہے وہ کہتے ہیں ہم خمس کا مال نظرانے ہدیے اور جواہرات لے کر امام علی النقیؑ کی طرف روانہ ہوئے یہ چیزیں قم اور دوسرے شہروں سے جمع کی گئی تھیں ہم ابھی راستے میں تھے کہ مولاؑ کی طرف سے پیغام موصول ہوا کہ"واپس چلے جاؤ ابھی ہمارے پاس آنے کا وقت نہیں ہے"۔ ہم لوگ قم واپس آ گئے اور جو کچھ ہمارے پاس تھا اُسے حفاظت سے رکھ دیا کچھ دنوں کے بعد مولاؑ کی طرف سے پیغام موصول ہوا کہ"ہم نے تمہارے پاس ایک اونٹ روانہ کیا ہے تمہارے پاس جو کچھ سامان ہے وہ اس پر لاد کر اسے اُسکے حال پر چھوڑ دو"۔ ہم نے ایسا ہی کیا پھر جب ہماری مولاؑ سے ملاقات ہوئی تو فرمایا۔"دیکھو تمہارے بھیجے ہوئے سامان یہی ہیں"۔ ہم نے دیکھا سب کچھ ویسا ہی تھا۔

اسرارِ امام حسن عسکریؑ

اس سلسلے میں عاصم الکوفی نے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں امام حسن عسکریؑ کے پاس گیا تو مولاؑ نے مجھ سے فرمایا۔ ''اے علی عاصم دیکھو تمہارے قدموں کے نیچے کیا ہے یہ وہ بساط ہے جس پر بہت سے نبی مرسلؑ اور آئمہ راشدینؑ بیٹھے ہیں''۔ عاصم نے کہا مولاؑ اس بساط کے احترام میں میں جب تک دنیا میں ہوں جوتے نہیں پہنوں گا۔ مولاؑ نے فرمایا۔ ''اے عاصم تیرے پیروں میں جو جوتے ہیں یہ نجس ہیں ملعون ہیں ہماری ولایت کا اقرار نہیں کرتے''۔ عاصم نے اپنے دل میں کہا کاش میں یہ بساط دیکھ سکوں مولاؑ اُس کی دل کی بات جان گئے اور اُس سے فرمایا۔ ''میرے قریب ہو''۔ عاصم مولاؑ کے قریب ہوا تو مولاؑ نے اپنا دست نورانی مظہر قدرت ربانی عاصم کی آنکھوں پر پھیرا تو عاصم کی آنکھیں دیکھنے لگیں۔ عاصم نے دیکھا کہ بساط پر قدم اور صورتیں بنی ہوئی ہیں مولاؑ نے فرمایا۔ ''یہ آدمؑ کے قدم ہیں اور انکے بیٹھنے کی جگہ ہے اور یہ ہابیلؑ کے ہیں یہ شیثؑ کے ہیں یہ نوحؑ کے ہیں یہ قیدارؑ کے یہ مھلائیلؑ کے یہ دیارؑ کے یہ اخنوخؑ کے یہ ادریسؑ کے یہ توشلخؑ کے یہ سامؑ کے یہ ارفخشدؑ کے یہ ہودؑ کے یہ صالحؑ کے یہ لقمانؑ کے یہ ابراہیمؑ کے یہ لوطؑ کے یہ اسماعیلؑ کے یہ الیاسؑ کے یہ اسحاقؑ کے یہ یعقوبؑ کے یہ یوسفؑ کے یہ شعیبؑ کے یہ موسیٰؑ کے یہ یوشع بن نونؑ کے یہ طالوتؑ کے۔ یہ داؤدؑ کے یہ سلیمانؑ کے یہ خضرؑ کے یہ دانیالؑ کے یہ یسعؑ کے یہ ذولقرنینؑ کے اسکندر کے یہ سابور بن ارشیرؑ کے۔ یہ لویؑ کے کلابؑ کے یہ قصیؑ کے یہ عدنانؑ کے یہ عبدالمطلبؑ کے یہ عبداللہ کے یہ عبد منافؑ کے یہ ہمارے آقا رسولؐ اللہ کے یہ امیر المومنینؑ کے یہ انکے بعد کے اوصیاءؑ کے مہدیؑ تک کیونکہ انہوں نے اسی پر پاؤں رکھے اور اس پر بیٹھے ہیں''۔

پھر مولاؑ نے فرمایا۔ ''ان آثار کو دیکھو اور یقین رکھو کہ یہ اللہ کے دین کے آثار ہیں اور ان پر شک کرنے والا ایسا ہے جیسا خود اللہ کی ذات میں شک کرنے والا ہوتا ہے اور جو انکا انکار کرے وہ ایسا ہے جیسے اللہ کا انکار کرنے والا''۔ پھر مولاؑ نے فرمایا۔ ''اے علی بن عاصم الکوفی اپنی آنکھیں نیچے جُھکا لے''۔ عاصم کہتے ہیں جیسے ہی میں نے اس حکم پر عمل کیا۔ فوراً پہلے کی طرح نابینا ہو گیا۔

ایک دوسری روایت حسن بن ہمدان نے ابوالحسن کرخی سے کی ہے ابوالحسن کے باپ کا بغداد کے شیعہ محلے کرخ میں کپڑے کا کاروبار تھا انہوں نے ابوالحسن کو کپڑوں کا ایک گٹھڑ دے کر کہا کہ انہیں سامرہ لے جا جب ابوالحسن سامرہ میں داخل ہوا تو ایک آدمی نے اُس سے آ کر کہا ابوالحسن بن فلاں چلو تمہیں ہمارے مولاؑ نے بلایا ہے ابوالحسن نے پوچھا کون

ہے میرا مولاً خادم بولا (وما علی الرسول الا البلاغ المبین) ق اصد کا کام صرف یہ ہے کہ وہ پیغام کو واضح کر کے پہنچا دے، ابوالحسن یہ سن کر خادم کے ساتھ ہولیا اور ایک عظیم الشان گھر میں داخل ہوا جو بلا شک وشبہ جنت کا نمونہ تھا۔ ابوالحسن نے اس گھر میں ایک ہستی کو بساط سبز پر جلوہ افروز دیکھا جس کے نور جلال کے آگے آنکھوں کو تاب نظارہ نہیں تھا۔ اُس ہستی نے ابوالحسنؑ سے کہا۔ ''کپڑوں کا جو گٹھڑ تو لایا ہے اُس میں دو حبر ہیں ایک فلاں کا ہے دوسرا فلاں کا اور دونوں میں ایک ایک ورقہ رکھا ہوا ہے جس میں کپڑے کی اصل مالیت اور منافع کا ذکر ہے ایک کی قیمت 23 دینار اور نفع دو دینار ہے دوسرے کی قیمت 13 دینار اور نفع دو دینار ہے یہ دونوں چادریں مجھے لا کر دیدے''۔ ابوالحسن اپنے سامان کے پاس واپس آیا اور وہ مطلوبہ چادریں لا کر مولاً کے سامنے رکھ دیں مولاً نے فرمایا۔ ''بیٹھ جاؤ''۔ ابوالحسن بیٹھ تو گیا مگر کہتا ہے میں آپؑ کی ہیبت وجلال کی وجہ سے آپؑ کی طرف نظر نہیں اُٹھا پاتا تھا مولاً نے اپنی بساط کا پلّو ایک طرف سے اُٹھایا تو وہاں کچھ بھی نہ تھا مگر مولاً نے مٹھی بھر کر میری طرف کھولی تو اُس میں دونوں چادروں کی قیمت مع منافع موجود تھی نہ کم نہ زیادہ۔

اسرارِ امام ابی صالح المہدیؑ

حسن بن احمد حمدان نے حکیمہ بنت محمد بن علیؑ الجواد سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتی ہیں کہ امام قائم آل محمدؑ کی دُنیا میں آمدِ نورانی بفیض رحمانی شعبان 250ھ کو ہوئی آپکی والدہ ماجدہ نرجسؑ بادشاہ روم کی بیٹی تھیں جب مولاً نے اس عالم میں ظہور فرمایا تو فوراً سجدہ ربانی جبین نورانی سے ادا فرمایا اور آپؑ کے بازوئے حق پناہی حامل سیف الٰہی پر نورانی حرفوں میں لکھا ہوا تھا۔ (جاء الحق وزھق الباطل) یعنی ''حق آیا اور باطل مٹ گیا''۔ بی بی حکیمہؑ فرماتی ہیں کہ میں شہزادے کو امام حسن عسکریؑ کے پاس لائی تو مولاً نے بیٹے کے چہرے پر اپنا دستِ مُبارک پھیرا اور فرمایا۔ ''بولو اے حجت خداؑ اے انبیاءؑ کے باقی ماندہ، اے اوصیاءؑ کے خاتم اے سفید واپیسی والے اے گہرے تیز ترین روشنی والے سمندر کے چراغ اے صف اول کے متقین کے خلیفہ اے اوصیاء کے نور بولو بات کرو''۔

امام حجتؑ نے باپ کا حکم پا کر اس طرح کلام کیا (اشھد ان لا الہ الا اللہ، واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ، اشھد ان علیاً ولی اللہ) پھر باقی تمام اوصیاءؑ کے نام گنوائے امام حسن عسکریؑ نے فرمایا۔ ''آپؑ انبیاءؑ پر نازل ہونے والا کلام پڑھو''۔ تو امام حجتؑ نے صحف ابراہیمؑ سے ابتداء کی اور اس کو سریانی زبان میں پڑھا پھر نوح اور ادریسؑ

کی کتابیں پڑھیں پھر صالح کی کتاب پھر تورات، انجیل اور فرقان پڑھا پھر انبیاء کے قصے سُنائے اپنے عہد تک۔

رجب البرسی کہتے ہیں یہ مخلوق میں بقیۃ اللہؑ ہیں۔ عباد میں وجہ اللہؑ ہیں اسے اللہ نے خانہ پناہ میں محفوظ رکھا ہے
یہ کلمۃ الباقیہ ہے یہ شجر طوٰی کی شاخوں کا باقی ماندہ ہے یہ قاف ہے سدرۃ المنتھٰی ہے خوشبوئے جنت ماویٰ ہے یہ خلیف
الاسرار ہے بقیۃ الاطہار ہے خازن الاسرار ہے معنٰی الادوار ہے۔ یہ فرزند تسمیۃ البیضاء و وحدانیۃ الکبریٰ ہے یہ حجاب اللہ
الاعظم الاعلیٰ ہے یہ وہ ہے جس سے زمین آسمان سے ملی ہوئی ہے یہ وہ چہرہ ہے جس کو اولیاء کی نظریں ڈھونڈتی ہیں وہ ول
ہے جس کی برکت سے لوگوں کو رزق ملتا ہے اسی کی وجہ سے دنیا اب تک سلامت ہے زمین و آسمان قائم ہیں یہ حجتوں ک
حجت ہے وجود و موجود کا اجتماع ہے مومنین کو مصیبت سے بچانے والا ہے خاتم الوصیین ہے، بقیۃ النبیین ہے، اولین او
آخرین کے علم کا خزانہ ہے، یہ القاب ذاتیہ کا خاتم ہے محمدی تشخص کا مالک ہے، ہاشمی عترت ہے، یہ بقیۃ النور قویم و نباء عظی
وصراط المستقیم و خلفاء الٰہی الکریم و ابناء الرؤف الرحیم و امناء العلی العظیم ہے (ذریۃ بعضھا من بعض، واللہ سمیع
علیم)۔

یہ امام مہدیؑ خلیفہ و وارث ہے خاندان نبوت و امامت و خلافت و ولایت کا یہ وارث ہے نقطہ باء کا عصمت
حکمت کا یہ چمکتی ہوئی آیات کا فرزند ہے جھلملاتے ستاروں کا فرزند ہے جو کہ ہر چیز پر حکومت و تصرف رکھتے ہیں دلوا
کے بھید جانتے ہیں مخلوقات پر حجت ہیں تمام مخلوقات کی گواہی ہیں غیب کی اطلاع رکھتے ہیں اس کی گواہی خود قرآن
دی ہے کہ یہ اولین و آخرین کے سردار ہیں زمین و آسمان کے والی ہیں انبیاء کے پاس جو کچھ تھا وہ اس بحر کا ایک قطرہ
اس نور کی ایک چنگاری تھی ان عجائب کا ایک ذرہ تھا یہ ثابت ہے کہ انبیاء کے پاس اسم اعظم صرف دو حرف تھے جبکہ آل مح
کے پاس ستر حرف تھے اور جو کچھ انبیاءؑ کے پاس تھا وہ بھی ان کے پاس تھا۔ لہٰذا سب انکا تھا ان کی طرف سے تھا اور ا
طرح سورہ اعراف میں قصہ موسیٰؑ میں اشارہ ہے (و کتبنا لہ فی الالواح من کل شئی) ''ہم نے موسیٰؑ کو تختیا
دی تھیں ان میں ہر چیز میں سے کچھ لکھ دیا تھا''۔ آیت میں من تھوڑی سی چیز کے معنی میں استعمال ہوا ہے اور اسی طر
عیسیٰؑ کی کہانی میں ہے (لیبین لھم الذی یختلفون فیہ) نحل آیت نمبر 39۔ ''جس میں وہ اختلاف کر
تھے اس کو ہم نے بیان کر دیا'' اور خاتم النبیین کی حکایت میں ارشاد ربانی ہے (وانزلنا الیک الکتاب تبیا
لکل شئی) النحل آیت نمبر 89 ''ہم نے تجھ پر کتاب اُتاری ہے سب کچھ بیان کرنے کے لئے''۔ دوسرا قو
باری تعالیٰ ہے (مافرطنا فی الکتاب من شئی) انعام آیت نمبر 38 ''ہم نے کتاب میں کچھ کمی نہی
رکھی''۔ لہٰذا یہ ہستیاں وہ لوح ہیں جو ہر چیز کے علم پر حاوی ہیں اور کتاب مبین ہر چیز کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے کیونک
کچھ لوح پر لکھا جاتا ہے وہ ان تک پہنچ جاتا ہے اور دلیل یہ آیت ہے (و کل شئی احصیناہ فی امام مبین

یسین آیت نمبر 12۔ ''ہم نے ہر چیز کو امام مبین میں گن کر رکھ دیا ہے''۔ امام مبین لوح محفوظ ہے اور لوح محفوظ تمام مخلوقات سے پہلے ہے اس کو امام اس لئے کہا گیا ہے کہ یہ سب پر اور سب سے پہلے ہے اور دلیل یہ قول رسالت مآبؐ ہے۔ (اول ما خلق الله اللوح المحفوظ) ''اللہ نے سب سے پہلے لوح محفوظ کو خلق کیا'' اور نور محمدیؐ ہر وجود پر علم غیب میں متقدم ہے اور ہر ایک پر برابر ہے اور اس نور سے سب کچھ شروع ہوا ہے اور اس نور کے لئے سب کچھ خلق ہوا ہے لہٰذا لوح محفوظ امام ہے کتاب مبین امام ہے اور علیؑ امام الحق ہیں لہٰذا علیؑ امام مبین ہیں اور اسی طرح امام محمد باقرؑ کی روایت میں اشارہ ہے کہ ''جب یہ آیت (وکل شئی احصیناہ فی امام مبین) نازل ہوئی تو دو آدمی کھڑے ہوئے اور بولے اے اللہ کے رسولؐ کیا امام مبین سے مراد تورات ہے؟ فرمایا 'نہیں' بولے کیا انجیل ہے؟ فرمایا 'نہیں' بولے کیا اس سے مراد قرآن ہے؟ فرمایا 'نہیں' اتنے میں مولا علیؑ تشریف لائے تو رسولؐ نے فرمایا یہ ہے وہ امام جس میں اللہ نے ہر چیز کا علم جمع کر دیا ہے''۔

رجب البرسی کہتے ہیں اگر تم پر یہ بات گراں گزرے کہ علیؑ امام مبین ہیں اور سوچو کہ یہ کیسے ممکن ہے تو جواباً عرض ہے کہ یہ تو مانتے ہی ہو کہ مولا علیؑ کے پاس علم الکتاب ہے جیسا کہ قرآن میں اشارہ ہے (ومن عندہ علم الکتاب) ''وہ جس کے پاس کتاب کا علم ہے''۔ لہٰذا دونوں صورتوں میں چاہے امام مبین مانو مولا علیؑ کے پاس علم الغیب بلا ریب تھا۔ رجب برسی کہتے ہیں اس کی تائید میں عبداللہ ابن عباس کی روایت ہے کہ جو کتاب المقامات میں درج ہے کہ ''اللہ نے اپنے نبی پر وفات سے پہلے ایک کتاب اُتاری جس پر سنہری مہریں لگی ہوئی تھیں اور کہا کہ اے رسولؐ یہ اپنے خاندان کے نجیب علیؑ ابن ابی طالبؑ کے حوالے کر دو اور علیؑ سے کہو کہ سب سے پہلی مُہر کو توڑیں اور جو کچھ لکھا ہوا ہے اس پر عمل کریں اور پھر یہ کتاب حسن مجتبیٰؑ کے حوالے کر دیں دوسری مُہر ان کی ہے اسے کھولیں اور جو لکھا ہے اس پر عمل کریں پھر اس کو امام حسینؑ کے حوالے کر دیں تیسری مُہر انکی ہے وہ اسے کھولیں اور جو لکھا ہے اُس پر عمل کریں مولاؑ امام حسینؑ نے اپنی امامت کی ابتداء میں سنہری مُہر کو توڑا اور اُس پر یہ ہدایت لکھی ہوئی پائی۔ (اخرج بقومك الی الشهادة و اشتر نفسك لله عزوجل) یعنی اپنے ساتھیوں کے ساتھ شہادت کی طرف بڑھو اور اپنی جان اللہ کے ہاتھوں فروخت کر دو، مولاؑ نے یہ کتاب امام زین العابدینؑ کے حوالے کی مولاؑ نے اپنی مُہر توڑی تو لکھا پایا خاموشی کو شعار بنالو اور گھر میں بیٹھ کر اللہ کی عبادت میں آخری لمحہ عبادت تک مصروف رہو۔ مولاؑ نے اپنے بعد یہ کتاب امام محمد باقرؑ کو دی سرکار نے اپنی مُہر توڑی تو لکھا پایا لوگوں سے باتیں کرو اور انہیں دین سمجھاؤ اور اللہ کے سوا کسی سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کوئی تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا پھر یہ کتاب امام صادقؑ کو پہنچی مولاؑ نے مُہر توڑی تو لکھا تھا لوگوں سے گفتگو جاری رکھو انہیں دین کے نکات سمجھاتے رہو اور اپنے آباؤ اجداد کے علوم اور اپنے خاندان کی سچائی کو پھیلا دو اللہ کے علاوہ

کسی سے نہ ڈرو یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہا یہاں تک کہ وہ کتاب اور اُس کی آخری مُہر امام حجتؑ کے پاس آگئی''۔

اس مضمون کی صحت اور سچائی پر حدیث لوح گواہی دے رہی ہے جسے جابر بن عبداللہ انصاری نے شہزادی کونین بنت رسول الثقلینؑ سے نقل کیا ہے یہ ایک لوح تھی جو اللہ نے اپنے رسولؐ کو بطور تحفہ کے بھجوائی تھی اس لوح میں سرکار اور انکے خلفاء ابرارؑ کا نام بنام ذکر تھا اور اس کا نسخہ یہ ہے:۔

''بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ کتاب ہے اللہ عزیز الحکیم کی طرف سے اپنے نبیؐ اور سفیر محمدؐ کی طرف جسے روح الامین اللہ رب العالمین کی طرف سے لائے ہیں اے محمدؐ میرے امر کی تعظیم کر اور میری نعمتوں کا شکر کر بے شک میں ہی اللہ ہوں جس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں ہے پس جو میرے فضل و کرم کا طلب گار نہیں میرے عدل وانصاف سے ڈرتا نہیں اُسے سخت عذاب دونگا بس صرف اور صرف میری ہی عبادت کرنا صرف مجھ پر ہی توکل رکھنا میں نے جو بھی نبی بھیجا اُس کی زندگی ختم ہونے سے پہلے ہی اُس کا وصی بنا دیا میں نے تجھے تمام انبیاء پر فضیلت دی ہے اور علیؑ کو تیرا وصی بنایا ہے اور تجھ پر کرم کیا تجھے دو شیر جیسے نواسے عطا کئے حسنؑ و حسینؑ، حسنؑ کو ان کے بابا کے بعد وحی کی کان قرار دیا اور حسینؑ کو وحی کا محافظ بنا کر شہادت کے شرف سے نوازا اور اُس کو انبیاء کی میراثوں کا وارث بنایا لہٰذا وہ شہداء کا سردار ہے اور اپنا باقی کلمہ اسکے عقب میں رکھ دیا میں اسی سے نو ابرار، پاکیزہ ہادی ظاہر کرونگا جن میں سید العابدینؑ و زینت اولیاء رب العالمین ہیں پھر ان کا بیٹا محمدؑ ہے جو اپنے جد محمود کی شبیہہ ہے جو میرے علم کو لوگوں پر ظاہر کرے گا۔ جعفرؑ کے بارے میں شک کرنے والے ہلاک ہوئے اُس کو رد کرنے والا مجھ اللہ کو رد کرنے والا ہے یہ میرا قول حق ہے کہ اُس کے بعد اندھا فتنہ برپا ہوگا جس نے میرے اولیاء میں سے کسی ولی کا انکار کیا اور جس نے میری کتاب کی کسی آیت کو کسی اور سے بدلا اُس نے مجھ اللہ پر جھوٹ باندھا مارے جائیں انکار کرنے والے موسیٰؑ میرا عبد اور حبیب ہے اور اسکا بیٹا علیؑ میرا ولی اور مددگار ہے جس پر میں نے نبوت کی عباء ڈالی ہوئی ہے اور اُسکو ایک شیطان کا چیلا قتل کرے گا اور یہ میرا قول حق ہے کہ میں اُسکی آنکھوں کو اسکے بیٹے محمدؑ سے ٹھنڈک پہنچاؤں گا۔ محمدؑ میرا راز داں ہے میرے علم کا خزانہ ہے اس کا سعادت کے ساتھ اختتام کروں گا اس کے بیٹے علیؑ کے لئے جو کہ میری خلق پر گواہ ہے، پھر علیؑ سے اسؑ کا خازن ظاہر کروں گا اُس کا نام حسن ہے اور وہ میرے راستے پر لوگوں کو بلائے گا اور اپنے دین کو کامل کرونگا۔ اُسکے پاکیزہ بیٹے پر، جس میں موسیٰؑ کا کمال عیسیٰ کا حُسن ایوبؑ کا صبر ہوگا۔ اُسکے دوست اُسکی غیبت کے زمانے میں عزت کو ترسیں گے اُن پر ترک و دیلم مسلط ہونگے انکے خون سے زمین رنگین ہوگی وہ بے حد خوفزدہ ہونگے یہی میرے حقیقی اولیاء ہیں تمہاری وجہ سے زلزلے اور بلائیں ٹل جائیں گی۔ (اولئك عليهم صلوات من ربهم و رحمة و اولئك هم المهتدون)۔ ان پر اللہ کی صلوات اور رحمت ہے یہ ہدایت یافتہ ہیں۔

آیات آل محمدؑ کے فضائل میں

یہ خلقت کے سردار ہیں، اندھیروں میں چراغ ہیں عصمت کا کعبہ ہیں ان پر عزت و آبرو کا اختتام ہے۔ یہ اللہ کے امین ہیں اللہ نے انہیں اپنے خطاب و میراث حکمت و کتاب کے لئے چُنا ہوا ہے۔ اس طرف آیت اشارہ کرتی ہے (ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا) فاطر آیت نمبر 32۔ ''پھر ہم نے چُن لیا اپنے بندوں میں سے کچھ کو کتاب کی وراثت کے لئے''۔ پس یہ سادات الابرار ہیں۔ انتخاب الٰہی ہیں ان کی عصمت وطہارت کا قرآن میں بیان آیا ہے (انما یُرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھر کم تطھیرا) احزاب آیت 33 پس یہ قابل فخر دنیا وآخرت کے سردار ہیں قرآن کہتا ہے یہ ہادی بھی ہیں اور مھدی بھی اللہ نے ان کا وصف یہ بیان کیا ہے کہ (اولئك الذین ھدی اللہ فبھداھم اقتدہ) انعام آیت 90۔ ''یہ وہ ہیں جن کے ذریعے اللہ نے ہدایت کی ہے ان کی اقتداء اللہ کی اقتداء ہے''۔ رسولؐ نے ان کو سفینہ نجات کہا ہے حدیث رسول ہے (اھل بیتی کسفینة نوح من رکبھا نجا و من تاخر عنھا ضلّ و غوی) ''میرے اہل بیت سفینہ نوحؑ کی طرح ہیں جو سفینہ نوحؑ میں سوار ہوا اُسے نجات ملی اور جس نے اُسے چھوڑا گمراہی میں مارا گیا''۔

پھر اللہ نے ہمیں بتایا ہے کہ یہ کتاب وحکمت کے وارث ہیں (ولقد ارسلنا نوحاً و ابراھیم و جعلنا فی ذریتھما النبوة والکتاب) الحدید آیت نمبر 26۔ ''ہم نے نوحؑ اور ابراہیمؑ کو بھیجا اور ان دونوں کی ذُریت میں نبوت اور کتاب رکھی''۔ لہٰذا یہ ذُریت طاہرین ہیں اور عترت معصومین ہیں پھر قرآن نے صاف صاف کہا ہے کہ یہ یوم دین کے حاکم ہیں (ان الینا ایابھم ثم ان علینا حسابھم) الغاشیه آیت نمبر 26,25۔ ''ان لوگوں کو ہماری طرف آنا ہے اور پھر ہم ہی ان کا حساب کتاب کریں گے''۔ لہٰذا یہ وہ ہیں جن کی طرف لوگ آئیں گے اور پھر یہ ہی اُن کا حساب لیں گے آپکو یہ معلوم ہے کہ قیامت کے دن انہی کی طرف سب کی بازگشت ہوگی اور وہی سب کا حساب لیں گے۔ (وجاءت کل نفس معھا سائق و شھید) ق آیت 21۔ ''ہر کوئی اس طرح

حاضر ہوگا کہ ایک اسکو ہانکتا ہوگا اور ایک اس پر گواہ ہوگا'' محمدؐ شہید اور علیؑ لوگوں کو ہانک کر لانے والے ہونگے۔ پھر اللہ نے لوگوں پر ان کا عدد بھی ظاہر کر دیا اور ان کی خبر بھی دے دی **(و بعثنا منهم اثنی عشر نقیبا) المائدہ آیت 12** ۔''اور ہم نے اُن میں سے بارہ نقیب بنا کر بھیجے''۔لہٰذا یہ نقیب ہیں اسباط ہیں اوصیاء ہیں سادات ہیں پھر اللہ نے ان کے ساتھ شرف اور فخر کو خاص کر دیا ہے اور ان میں علم و افتخار کو محصور کر دیا **(ومن آبائهم و ذریاتهم و اخوانهم و اجتبیناهم) انعام آیت نمبر 87** ۔''اور انکے آباؤ اجداد میں سے انکی ذُریتوں میں سے اور انکے بھائیوں میں سے ہم نے مجتبیٰ بنائے''۔آباء سے مراد محمدؐ علیؑ و فاطمہؑ ہیں بھائیوں سے مُراد حسنؑ و حسینؑ ہیں اور ذُریت سے مُراد باقی قیامت تک آنے والے معصومؑ امام حسینؑ کی عترت، پھر آیت میں ہے **(و اجتبیناهم)** لہٰذا ان کے شرف اور فضل کا تعین کر دیا گیا اور انکی اتباع واجب ہوگئی۔

پھر اس بات پر مزید تاکید کی اور انکا فضل لوگوں پر مشہور کر دیا اور وہ یہ کہ امامت صرف اور صرف معصومؑ کی ہوگی۔ جو کہ ہر طرح کی بُرائیوں سے بری ہوتا ہے اور ہر قسم کی خطا سے پاک ہوتا ہے اور اللہ نے دائرۂ شرف و حکم سے ان کے علاوہ سب کو خارج کر دیا، اس طرف ایک رمزی اشارہ ان آیات میں ہے **(قال: رب ان ابنی من اهلی)**۔ ''نوحؑ نے کہا اے میرے رب میرا بیٹا تو یقینا میرے اہل میں سے تھا''۔اللہ نے جواب میں فرمایا **(انه لیس من اهلك انه عمل غیر صالح) هود آیت نمبر 46** ۔''وہ تیرے اہل میں سے نہیں تھا عمل صالح سے تہی دست تھا''۔پھر اللہ نے لوگوں پر واضح کر دیا کہ یہ آئمہ حقؑ ہیں اور صدق کی طرف بلاتے ہیں اور جو انکے غیر کی اتباع کرے گا گمراہ و ہلاک ہوگا۔قول الٰہی ہے **(افمن يهدي الى الحق احق ان يتبع امن لا يهدي الا ان يهدي فما لكم كيف تحكمون) یونس آیت نمبر 35** ۔''بولو کس کی پیروی کرنا بہتر ہے اُسکی جو حق کی طرف ہدات کرتا ہے یا اُس کی جو خود محتاج ہدایت ہے یہ تمہیں کیا ہوگیا ہے کیسی باتیں کرتے ہیں''۔پھر اللہ نے لوگوں کو ڈرایا ہے کہ

اہل بیتؑ کی اطاعت کو اپنا لیں **(یا ایها الذین آمنو ادخلو ا فی السلم کافة) البقرہ آیت نمبر 208** ۔''اے ایمان لانے والو سلم و سلام میں سب کے سب داخل ہوجاؤ''۔لہٰذا اہل بیت کی حکایت کو اللہ نے سلم و سلام قرار دیا ہے۔پھر اللہ نے بیان کیا ہے آیات میں کہ اُس نے اہل بیتؑ کو تمام مخلوقات پر فوقیت دی ہے اور انکے لئے غیب و حقائق کو پسند کیا ہے **(ان الله اصطفی آدم و نوحاً و آل ابراهیم و آل عمران علی العالمین) آل**

عمران آیت نمبر 33۔ ''اللہ نے تمام عالموں پر جن کو منتخب کیا ہے وہ ہیں آدمؑ و نوحؑ، آل ابراہیمؑ اور آل عمرانؑ''۔ پھر اللہ نے بیان کیا ہے کہ اہل بیتؑ کو اللہ کی نعمت و فضل حاصل ہے اُن سے لوگ حسد کرتے ہیں (ام یحسدون الناس علی ما آتاهم الله من فضله فقدآتینا آل ابراهیم الکتاب و الحکمة و آتینا ملکاً عظیما) النساء آیت نمبر 54۔ ''یا یہ کہ لوگ حسد کرتے ہیں اُس فضل سے جسے اللہ نے دیا ہے ہاں ہم نے آل ابراہیم کو کتاب و حکمت دی اور ملک عظیم دیا''۔ ملک عظیم سے مراد یہ ہے کہ تمام بندوں پر انکی اطاعت واجب کر دی۔ پھر بندوں پر پوری وضاحت کے ساتھ انکی اطاعت کو واجب کر دیا۔ (اطیعو الله و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم) النساء آیت نمبر 59۔ ''اطاعت کرو اللہ کی اور رسول کی اور اولی الامر کی جو تم میں سے ہیں''۔ یعنی انکی اطاعت جو خانہ ہدایت میں کتاب اور رسولؐ کے ساتھ حالت قر ان میں ہیں۔ پھر اللہ نے لوگوں کو منع کیا کہ وہ ان کو چھوڑ کر ادھر اُدھر نہ چلے جائیں (وان هذا صراطی مستقیماً فاتبعوه) انعام آیت نمبر 153۔ ''یہ میرا راستہ سیدھا ہے اسکی اتباع کرتے رہنا''۔ یعنی علیؑ اور انکی عترت کی اتباع پھر اللہ نے کہا۔ (ولا تتبعوا السبل) یعنی انکے غیر کی اتباع نہ کرنا۔ (متفرق بکم عن فاتبعوه) ورنہ اسکے راستے سے بھٹک جاؤ گے۔ پس اللہ نے اِن کو اپنے راستے کی طرف ہدایت کرنے والا قرار دیا۔ پھر اللہ نے اُس کو شیطان کا پیروکار کہا جو ان کے غیر کی طرف میل رکھے وہ قرآن کا مخالف اور رحمان کا باغی ہے۔ (ولا تتبعوا الشیطان) یعنی یہ اُن کے دشمنوں کا راستہ ہے، پھر اللہ نے بیان فرمایا جو ان کا پیروکار ہے وہ رضوان کو پا گیا غفران کو جیت لیا اور نیران سے نجات پا گیا۔

(و ادخلوا الباب سجداً و قولوا حطة نغفر لکم خطایاکم) النساء آیت نمبر 154۔ ''اور دروازے میں داخل ہو تو پہلے سجدہ کرو کہو حطہ تو ہم تمہاری خطاؤں کو غفران کر دیں گے''۔ آیت کا معنی یہ ہے کہ علیؑ اور عترت علیؑ دروازہ ہیں یہاں پر رُک جاؤ اور انکی محبت سے چمٹ جاؤ تو عذاب سے محفوظ رہو گے ان کی پیروی کرو یہ اُم الکتاب ہیں اور ہاں یاد رکھو علیؑ تمہارا آقا ہے وہ تمہاری خطاؤں سے پردہ پوشی کرے گا۔ پھر اللہ نے انکے مقامات گنوائے ہیں اپنی کتاب میں اور ان کو خصوصیت اور نص سے متعین کر دیا ہے (وانذر عشیرتك الاقربین) الشعراء آیت 214۔ ''اور ڈراؤ اپنی برادری کے قریب ترین افراد کو''۔ یعنی وہ گروپ جو منتخب ہے پھر اللہ نے شرف و فضل و تطہیر سب کو اُن کے لئے خاص کر دیا یہ وہ فضل ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا اور یہ وہ شرف ہے جس کی کوئی حد نہیں۔ پھر اللہ نے

اپنے دشمن کے مقابل ان کو مباہلہ کے لئے منتخب کیا تا کہ یہ دین الٰہی کے ثبوت کے لئے گواہ ہوں اور نبوت محمدیؐ کے لئے دلیل اور بُرھان ہوں **(فقل تعالوا ندع ابناء نا و ابناء کم و نساء نا و نساء کم و انفسنا و انفسکم)** آل عمران آیت 61۔ ''ان سے کہو کہ چلو آجاؤ اور اپنے ساتھ اپنے بیٹے، عورتیں اور نفسوں کو بھی لے آؤ اور ہم بھی لے آتے ہیں اپنے بیٹے، عورتیں اور نفسوں کو''۔ پھر اللہ نے اہل بیت کو خصوصی مقام عطا کیا انکو نجات کا راستہ بنایا **(وات ذا القربی حقه)** الاسراء آیت نمبر 26۔ یہ وہ خصوصیت ہے جو رؤف الرحیم کی پارہ جگر فاطمہ زہراؑ کو اللہ رب العزت نے دی ہے پھر اللہ نے انکی محبت کو واجب قرار دیا اور اُسے آخرت کا ذخیرہ قرار دیا۔

(قل لا اسئلکم علیه اجراً الا المودت فی القربٰی) شوریٰ آیت 23۔ ''کہہ دو کہ میں اس کا اجر صرف یہ چاہتا ہوں کہ میری قُربٰی سے محبت رکھو''۔ پھر اللہ نے نوحؑ کا قصہ بیان کیا **(یا قوم لا اسالکم علیه اجرا)** شعراء آیت 109۔ ''اور میں اُجرت نہیں مانگتا''۔ ہودؑ کا ذکر کیا **(یا قوم لا اسالکم علیه اجراً)** ہود آیت 51۔ ''لوگو میں اُجرت نہیں مانگتا'' اور محمدؐ سے کہا **(قل لا اسئلکم علیه اجراً الا المودة فی القربٰی)** اللہ نے آل محمدؑ کی محبت صرف اس لئے فرض کی ہے کیونکہ یہ ہستیاں نجوم ولایت اور شموس ہدایت ہیں نہ کبھی ملت سے پھرے اور نہ کتاب وسنت سے منہ موڑا بلکہ یہی کتاب وسنت ہیں اس لئے ان کی مودت واطاعت فرض ہے اب جو بھی ان سے مودت کرے گا۔ رسولؐ پر واجب ہے کہ اُس شخص سے محبت کریں۔ کیونکہ ایسا شخص رسولؐ کے راستے پر ہے اور جو ان سے مودت نہ رکھے رسولؐ پر واجب ہے کہ ایسے شخص سے بغض رکھیں کیونکہ اس نے امر الٰہی کا فریضہ ضائع کر دیا اور ساتھ ساتھ رسولؐ کا امر بھی ضائع کیا بلکہ مودت تو راس الفرض ہے مکمل سنت وفرض ہے اب کون سا شرف ہوگا جو اس پر برتری لے سکے؟۔

پھر یہ بات بھی ہے کہ اللہ نے جو بھی نبی بھیجا اُس کو حکم دیا کہ وہ اپنی امت سے نبوت کی اجرت طلب نہ کرے اللہ خود اُسے اجرت دے گا۔ مگر محمدؐ کے لئے فرض کیا کہ اجر کے طور پر اہل بیتؑ کی مودت طلب کریں اور محمدؐ کو حکم دیا کہ اہل بیتؑ کا فضل لوگوں سے بیان کریں۔ لہٰذا جس نے بھی اہل بیتؑ سے مودت رکھی وہ مخلص مومن ہے جس پر جنت واجب ہوئی پھر اللہ نے محمدؐ کا ذکر نماز میں اپنے ذکر کے ساتھ شامل کرایا اور اہل بیتؑ کا ذکر محمدؐ کے ذکر کے ساتھ، یہ اہل بیتؑ کے شرف کی بلندی پر دلیل ہے اور صادقؐ و امین نے بیان فرمایا۔ **(اللهم صل علی محمد وآل محمد کما صلیت**

علی ابراھیم و آل ابراھیم انک حمید مجید) کتاب فتح باری شرح صحیح البخاری حدیث نمبر 3369۔ پھر اللہ نے آل محمدؐ کو وہ فضل عطا کیا کہ جسے کوئی نہ پا سکا وہ اس طرح کہ اللہ نے اپنی کتاب میں رسولوں پر سلام بھیجا ہے مگر انکی آل پر سلام نہیں بھیجا۔ مثلا (سلام علی نوح فی العالمین) الصافات آیت 79 (سلام علی ابراھیم) الصفت آیت 109 (سلام علی موسی علیہ السلام و ھارون علیہ السلام) الصفت آیت 120۔ پھر آل محمدؐ پر سلام بھیجا (سلام علی آل یسین) التوبہ آیت 60 لغت طی میں یسین بمعنی محمدؐ ہے۔

پھر آل محمدؐ اور اُمت محمدی میں فرق قائم کیا (واعلمو انما غنمتم من شئی فان للہ خمسہ وللرسول والذي القربی) انفال آیت نمبر 41۔ ''جان لو کہ جو فائدہ حاصل ہو اُس چیز میں اللہ رسول اور ذی القربٰی کا خمس ہے''۔ پھر اسی طرح سلسلہ اطاعت کو اپنی پاک ذات سے شروع کیا پھر نبیؐ پھر آل نبیؐ اور پھر سب سے زیادہ نبیؐ کے قریب تھے ان کے لئے اطاعت طلب کی (اطیعو اللہ و اطیعو الرسول و اولی الامر منکم) نساء آیت نمبر 59۔ ''اطاعت کرو اللہ کی اطاعت کرو رسولؐ کی اور اُن امر سے اولی والوں کی جو تم میں موجود ہیں'' اور وہی انداز ولایت کے باب میں اختیار کیا (انما ولیکم اللہ و رسولہ والذین آمنو) المائدہ 55۔ ''تمہارا ولی صرف اللہ ہے اور اسکا رسولؐ اور وہ جو ایمان لائے''۔ آیت میں اللہ نے عترت طاہرہ کی ولایت کو رسولؐ کی ولایت کے ساتھ ساتھ قرار دیا ہے جس طرح خمس میں اُن کا حصہ رسولؐ کے حصے کے ساتھ ساتھ رکھا تھا۔ پس پاک ہے وہ ذات جس نے آل محمدؐ کو فضل و رفعت سے نوازہ اور تمام عالموں پر انکو فوقیت دی۔

اصحاب اور آلؑ کے درمیان فرق

اب صدقہ کے باب میں بھی پاکیزگی کا یہی انداز ہے خود، پھر رسولؐ، پھر عترت علیہ السلام (انما الصدقات للفقراء والمساکین) التوبہ آیت 60۔ '' صدقات صرف فقیروں اور مسکینوں کے لئے ہیں''۔ اللہ نے صدقات میں اپنا حصہ نہیں رکھا اور نہ ہی اپنے رسولؐ کا اور نہ ہی آل رسولؐ کا کیونکہ صدقات کو ہاتھ کا میل کچیل قرار دیا گیا ہے اور یہ ہستیاں میل کچیل سے پاک و بلند ہیں پس یہ وہ آلؑ ہیں جن کی اطاعت کا اللہ نے حکم دیا ہے۔ یہ وہ قُربٰی ہیں جن کی مودت کا اللہ نے حکم دیا ہے یہ وہ مولاؑ ہیں جن کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔ یہ وہ اہل ذکر ہیں جن سے پوچھنے کا حکم دیا گیا ہے جو ان کے لئے چاہا وہی خود اپنے لئے چاہا جو اُن کے لئے نہیں چاہا وہ اپنے لئے نہیں چاہا اور اُن کو خاص آل رسولؐ قرار

دیا(قد انزلنا الیکم ذکراً رسولا) طلاق آیت نمبر 10۔ ''اللہ نے تمہاری طرف ذکراُتارا، رسول اتارا''۔ پس یہ ہستیاں آلِ رسولؐ وعترتِ رسولؐ ہیں رسولؐ کے خاص الخواص افراد میں سے ہیں دین وشریعت کے نزول کی ابتداء وانتہا ان پر ہے یہی وحی الٰہی کے خازن ہیں جس طرح کے امام رضاؑ نے مامون عباسی سے مناظرہ کرتے ہوئے فرمایا۔ (ایحل لرسولؐ اللہ لو کان حیاً ان یتزوج الیک؟) ''اگر رسولؐ اللہ اس وقت دُنیا میں ہوتے بظاہر اور تو اُن کو اپنی بیٹی کی شادی کی پیشکش کرتا تو کیا رسول اللہؐ کے لئے حلال تھا کہ وہ تیری بیٹی سے شادی کرلیں؟''۔ مامون نے کہا ہاں ! حلال تھا امام رضاؑ نے جواب میں فرمایا (لکنه لا یحل له ان یتزوج الیّ) ''لیکن رسولؐ اللہ کیلئے یہ حلال نہیں کہ وہ میری بیٹی سے شادی کرسکیں''۔ مامون نے کہا آپؑ درست فرماتے ہیں کیونکہ آپؑ رسول اللہؐ کے بیٹے ہیں یہ فرق ہے آلؑ واصحاب میں۔ مامون عباسی یہ سمجھتا تھا کہ آل رسولؐ اور اصحاب رسولؐ وامتِ رسولؐ میں کوئی فرق نہیں ہے۔ مگر اس طرح امام رضاؑ نے آلؑ واصحاب کا فرق بیان کردیا۔ پھر اور سنئے اللہ نے تخصیص کیلئے استعمال ہونے والے لفظ کے ذریعے رسولؐ سے خطاب کیا(وأُمر اھلك بالصلاۃ) طہٰ آیت نمبر 132۔ ''اپنے اہل کو صلاۃ کا حکم دو''۔ اب لفظ امر اس آیت میں خاص ہے مگر اس کے معنی عام ہیں یعنی نماز کا حکم ایک عام حکم ہے آلؑ واصحاب میں فرق نہیں) اللہ نے آلؑ کو اس عام حکم میں شامل کرتے ہوئے اُن کو لفظ اہل سے ایک خاص عزت عطا کی ہے اور اُنکی تخصیص فرمادی لہٰذا رسول اللہؐ اس آیت کے نزول کے بعد درِ سیدہ کونین ام الحسنینؑ فاطمہ زہراؑ کے دروازے پر آکر بلند آواز سے فرماتے۔ ''<u>الصلاۃ یا آل محمد الصلاۃ</u>''۔

بارہ کے عدد کا راز

وہ پاک ہستیاں آل محمدؑ بارہ ہیں مُرسلین کے اسباط میں سب سے اچھے ہیں۔12 نقیب،12 ستارے 12 بُروج 12 مہینوں کے عدد کے برابر۔

ہر امام کیلئے بارہ حرف ہیں اور یہ سر ولایت ہے یہ توحید و نبوت کے ساتھ ساتھ لا الہ الا اللہ کے حروف بارہ ہیں۔محمدؐ رسول اللہ کے حروف بارہ ہیں۔النبی المصطفٰی کے بارہ ہیں، الصادقؐ الامین کے بارہ ہیں۔علیؑ باب الھدیٰ کے بارہ ہیں، امین اللہ حقا کے بارہ ہیں۔امیر المومنین کے بارہ ہیں، فاطمۃ امۃ اللہ کے بارہ ہیں، البتول الزھراؑ کے بارہ ہیں، وراثۃ النبیین کے بارہ ہیں، الامام الثانی کے بارہ ہیں، الحسن المجتبیٰؑ کے بارہ ہیں، وارث المرسلینؑ کے بارہ ہیں، الامام الثالث کے بارہ ہیں، الحسینؑ ابن علیؑ کے بارہ ہیں، خلیفۃ النبیین کے بارہ ہیں، والد الوصیین کے بارہ ہیں۔الامام رابع کے بارہ ہیں، الامام السجادؑ کے بارہ ہیں، علیؑ بن الحسینؑ کے بارہ ہیں، وارث المرسلینؑ کے بارہ ہیں، سید العابدینؑ کے بارہ ہیں۔الامام الخامس کے بارہ ہیں، الامام الباقرؑ کے بارہ ہیں، ھو محمد بن علیؑ کے بارہ ہیں، امام المومنین کے بارہ ہیں۔الامام السادس کے بارہ ہیں، الامام الصادقؑ کے بارہ ہیں، ھو جعفر بن محمد کے بارہ ہیں، قدوۃ الصدیقین کے بارہ ہیں۔الامام السابع کے بارہ ہیں الامام الکاظمؑ کے بارہ ہیں، ھو موسیٰ بن جعفر کے بارہ ہیں، خلیفۃ النبیین کے بارہ ہیں۔الامام الثامن کے بارہ ہیں، الامام الراضاؑ کے بارہ ہیں، ھو علی بن موسیٰ کے بارہ ہیں، الامام المومنین کے بارہ ہیں، الامام التاسع کے بارہ ہیں، الامام الجوادؑ کے بارہ ہیں، ھو محمد بن علی کے بارہ ہیں، نجل المنتجبین کے بارہ ہیں۔الامام العاشر کے بارہ ہیں، الامام الھادیؑ کے بارہ ہیں، ھو علی بن محمد کے بارہ ہیں، وارث الوثیین کے بارہ ہیں۔الحسن العسکریؑ کے بارہ ہیں، امام المسلمینؑ کے بارہ ہیں۔الامام الخاتم کے بارہ ہیں، القائم المھدیؑ کے بارہ ہیں، محمد بن الحسنؑ کے بارہ ہیں، خلیفۃ النبیین کے بارہ ہیں، خاتم الوصیینؑ کے بارہ ہیں۔ھولاء العترۃ کے بارہ ہیں، الغر المیامین کے بارہ ہیں بنو عبد المطلبؑ کے بارہ ہیں، سادۃ اہل

الجنۃ کے بارہ ہیں، محبھم مومن تقی کے بارہ ہیں، فی الجنۃ مخلد کے بارہ ہیں، عدوھم کافر شقی کے بارہ ہیں، فی النار موید کے بارہ ہیں، اللھم صل علیھم کے بارہ ہیں، بافضل صلواتک کے بارہ ہیں، یارب العالمینؐ کے بارہ ہیں۔

جو کچھ میں نے بارہ کے عدد کے راز کی فصل میں بیان کیا ہے اُس پر دلیل و بُرھان پیش کرتا ہوں وہ یہ کہ اگر تمام کلام کو اس کی اصل کی طرف پھیریں تو وہ چار کلمات میں منحصر ہو جاتا ہے۔ وہ کلمات یہ ہیں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہؐ اسلام و ایمان کی بنیاد انہی پر رکھی گئی ہے اور ان میں ہر کلمہ کے حرف بارہ ہیں امام راس الایمان ہے اور زمام اسلام ہے لہٰذا ضروری ہے کہ ان پر قائم ہونے والی امامت کے امام بھی بارہ ہوں، اور اسی طرف اس آیت میں اشارہ ہے۔ **(وبعثنا منھم اثنی عشر نقیبا) مائدہ آیت 12** ۔ ''اور ہم نے اُن میں سے بارہ نقیب بنا کر بھیجے'' اور یہ آیت **(قطعناھم اثنی عشرۃ اسباطا امما) الاعراف160** ''اور ہم نے ان بارہ اسباط میں سے امتیں الگ الگ بنا ڈالیں''۔ لہٰذا اللہ نے اپنے امر سے بارہ نقیب، اولیاء اور اسباطِ اوصیاء قرار دیئے۔ تیسری بات یہ کہ دُنیا کا کاروبار رات دن پر چلا آ رہا ہے اور ان کے بارہ گھنٹے ہیں اور چوتھی بات یہ کہ سورج اور چاند کو اپنی آیات بنایا۔ جن کے ذریعے ہدایت ملتی ہے سفر وغیرہ میں مدد لی جاتی ہے۔ تقدیر اور تسخیر ان پر قائم ہے اور ان کے بارہ بُرج ہیں اور اسی طرح سال کے مہینے بھی بارہ بنائے ہیں ان باتوں کو سمجھنے والی عقل اور دیکھنے والی آنکھ ہونی چاہیئے تب پتہ چلے گا۔ کہ یہ کیا راز ہیں مشیت الٰہی کے اور یہ تقدیر العزیز العلیم ہے

فضائلِ امیرؑ المومنین

مولا علیؑ کے فضائل میں شک کرنے والا یہ نہیں دیکھتا کہ وہ خیبر شکن، ام الکتاب، یوم حساب کا حاکم، جنت و دوزخ کا بانٹنے والا جس کی موت مومن کے لئے عقاب سے نجات ہے جس کی عترت نجیب ہادیوں پر مشتمل ہے کیا علیؑ وہ نہیں جس کے بارے میں پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا۔ ''جو یہ چاہے کہ اسرافیل کی رفعت دیکھے میکائیل کا درجہ دیکھے، جبرائیل کی عظمت دیکھے، آدمؑ کی ہیبت، نوحؑ کی صبر آزما تبلیغ، ابراہیمؑ کی سخاوت موسیٰؑ کی شجاعت، عیسیٰؑ کی مہربانی محمدؐ کا شرف و منزلت دیکھے، تو اُسے چاہیے کہ علیؑ بن ابی طالبؑ پر نظر کرے'' اور یہ حدیث شریف تنبیہ بھی ہے اور رمز بھی کہ علیؑ وہ اسم اعظم ہے جو ہر چیز میں جاری و ساری ہے اور جو کچھ اللہ نے خلق کیا ہے علیؑ اسکا مولاؑ ہے اور اسکا معنیٰ ہے۔ کیونکہ علیؑ واجب الوجوب کا کلمہ ہے اور وجود و موجود کے آسمان پر طلوع ہونے والا نور ہے۔ لہٰذا ہر رفعت اُسکے درجے کے نیچے ہے اور ہر مقام و منزلت اُسکے رتبے کے نیچے ہے۔ پس آسمانوں پر عبادت میں مصروف فرشتوں کا مقام علیؑ سے نیچے ہے اور انکے منزلت و مرتبہ علیؑ سے نیچے ہے اور چاند ستارے کا نور علیؑ کی عظمت کے سورج سے منعکس ہوتا ہے۔ بس وہ ذات علی العظیم ہے، ولی العلی العظیم عماد الاولیاء، اور دعوۃ الانبیاء ہے۔

پس اسرافیلؑ کی رفعت، جبرائیلؑ کی عظمت ہیبت آدمؑ کرم خلیل، شجاعت موسیٰؑ، سماعت عیسیٰؑ، حکمت داؤدؑ، ملک سلیمانؑ، علیؑ کے فقر کا ایک ذرہ اور آپؑ کے ساغر کا ایک قطرہ ہے اور ایسا کیوں نہ ہو کہ علیؑ انکے وجود کا سبب ہے، ان کے وجود کا راز ہے۔ اگر علیؑ نہ ہوتے تو نہ آسمان ہوتا نہ آسمان پر عبادت کرنے والے ہوتے، پس علیؑ کی طرف نظر کرنا عبادت ہے، انکے ساتھ میں ہونا عبادت ہے، آپکی محبت میں موت شہادت ہے، آپکی موالات میں رہنا سعادت ہے، آپؑ وہ ہیں جن کے بارے میں رسولؐ نے جنگ خیبر میں فرمایا تھا۔ ''اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ میری اُمت تیرے بارے میں وہ کہے گی جو عیسیٰؑ بن مریم کے بارے میں عیسائی کہتے ہیں، تو میں تیرے بارے میں آج ایک بات کہہ ہی دیتا''۔ اب اگر رسولؐ وہ بات کہہ دیتے تو لوگ آپؑ کو رب کہنا شروع کر دیتے۔ مگر رسولؐ کے نہ کہنے کے باوجود لوگوں نے آپؑ کو رب کہ

شروع کر ہی دیا اور یہ آپؑ کی عظیم الشان خصال کی وجہ سے ہوا۔ اگر رسولؐ وہ بات کہہ دیتے جو آپؐ نے نہیں کہی تو منافق کہتے (انہیں کیا ہو گیا کہ اپنے چچا زاد کے بارے میں ایسی باتیں کہنے لگے کہ لوگ اُن کو رب مانیں) اور قول رسولؐ کو بنیاد بنا کر کافر ہو جاتے۔ پس آج کے زمانے میں علیؑ کے فضائل کے منکر ہیں اور فلاں میں کوئی فرق باقی نہیں رہتا۔ یہ بھی مناقب مولاؑ میں وارد ہوا ہے کہ جنگ خیبر کے بعد جب صفیہ کو رسولؐ اللہ کے سامنے لایا گیا، اور صفیہ سب سے خوبصورت چہرے کی مالک تھی۔ رسولؐ کو صفیہ کے چہرے پر چوٹ کا نشان نظر آیا تو اُس سے فرمایا۔ ''یہ چہرے پر نشان کیسا ہے؟ تم تو شہزادی ہو''۔ بولیں! جب علیؑ نے باب خیبر کو جھٹکا دیا تو دروازے کے ساتھ پورا قلعہ ہل گیا یہ جھٹکا اتنا زوردار تھا کہ جو لوگ قلعہ کی دیوار پر بیٹھے میدان جنگ کا مشاہدہ کر رہے تھے، وہ دیوار سے گر پڑے، اور میری مسہری اتنی زور سے کانپی کہ میں اُس سے منہ کے بل زمین پر گری تو مسہری کا کونہ مجھے لگا، جس کا یہ نشان ہے۔ یہ سن کر لسان وحی بیان پر یہ لفظ جاری ہوئے۔ ''اے صفیہ اللہ کے نزدیک علیؑ کی اتنی عظیم شان ہے کہ اُدھر علیؑ نے دروازے کو جھٹکا دیا، تو صرف قلعہ ہی نہیں ہلا بلکہ سارے آسمان اور زمینیں بھی لرز گئیں اور صرف یہی نہیں علیؑ کو غضبناک دیکھ کر عرش الٰہی بھی غصے سے کانپنے لگا''۔ اُس دن عُمر نے مولاؑ سے سوال پوچھا۔ بولو اے ابوالحسنؑ آپؑ نے ایک طاقت ور قلعے کو اُکھاڑ پھینکا جب کہ آپؑ تین دن سے خالی پیٹ بھی تھے۔ کیا یہ انسانی طاقت تھی؟۔ مولاؑ نے جواب میں فرمایا۔ ''میں نے بشری نہیں الٰہی قوت سے یہ دروازہ اُکھاڑا ہے اور میرا دل اپنے رب سے ملنے کے لئے مطمئن تھا''۔

مناقب مولاؑ میں ہی ہے کہ جب مولاؑ نے مرحب کے دو ٹکڑے کئے تو جبرائیل امینؑ مسکراتے ہوئے متعجب چہرے کے ساتھ نازل ہوئے تو رسولؐ نے فرمایا کہ ''کس بات پر متعجب ہو؟''۔ بولے فرشتے آسمان میں نعرے لگا رہے ہیں۔ **لا فتی الا علیؑ لا سیف الا ذوالفقار** اور رہا سوال میرے متعجب ہونے کا تو بات یہ ہے کہ جب مجھے قوم لوط کو تباہ کرنے کا حکم ملا تو میں نے اُن کے شہروں کو جو کہ سات شہروں پر مشتمل تھے زمین کے ساتوں طبقے سے پکڑ کر اتنا بلند کیا کہ عرش کے فرشتوں نے اُن کے مُرغوں کی بانگیں سنیں اور انکے بچوں کے رونے کی آوازیں بھی اور اُن کو میں صبح تک اپنے پروں پر اُٹھائے رہا اور دوسرے حکم کا انتظار کرتا رہا مگر صبح تک میں نے پر نہیں بدلا اور آج جب علیؑ نے ضرب ہاشمی کا مظاہرہ کیا تو مجھے حکم ملا کہ ضرب حیدری کی وہ طاقت جو مرحب کے قتل سے زیادہ ہو اُس کو اپنے پروں پر روک لوں، کیونکہ اگر یہ طاقت نہ روکی گئی تو وہ اُس زمین کو کاٹتی ہوئی اُس بیل تک پہنچ جائے گی اگر ایسا ہوا تو زمین اور زمین کے باسی

دونوں ہلاک ہوجائیں گے مگراس کے باوجود کہ میکائیلؑ اوراسرافیلؑ نے علیؑ کا بازو پکڑ رکھا تھا ضربت علویؑ مجھے اُن لوط کے شہروں سے زیادہ بھاری پڑی۔

رجب البرسی کہتے ہیں کہ جاہل کے نزدیک یہ حدیث کہ تیغ علیؑ جبرائیل کے ہاتھوں پر قوم لوط کے شہروں سے زیادہ بھاری تھی، بات کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنا ہے جبکہ یہ عقل سے پیدل یہ نہیں جانتا کہ جبرائیل و میکائیل واسرافیل، تو محمدؐ و علیؑ کی نور کی کرن سے پیدا کئے گئے ہیں اور خود محمدؐ و علیؑ ذوالجلال کے جلال سے ظہور میں آئے ہیں لہٰذا محمدؐ و علیؑ صفۃ اللہ ہیں کلمۃ اللہ ہیں امر اللہ ہیں خلق اللہ ہیں اسی لئے سرکار رسالت مآب نے فرمایا تھا کہ "اگر سمندر روشنائی اور درخت قلم بن جائیں آسمان ورقوں میں تبدیل ہوجائیں اور تمام جن وانس مل کر لکھنے کا کام سنبھال لیں تو تمام صفحات بھر جائیں روشنائی ختم ہوجائے لکھنے والے تھک جائیں مگر یوم غدیر کے امام کے فضائل کے دسویں حصے کا دسواں حصہ بھی نہ لکھ پائیں گے"۔

اس حدیث نبویؐ کی گواہ قرآن کی یہ آیت ہے **(قل لو کان البحر مداداً لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ مدداً) الکھف آیت نمبر 109**۔ "انہیں بتادو کہ اگر سمندر روشنائی ہو تو اللہ کے کلمات کے ختم ہونے سے پہلے ہی ختم ہوجائے گا چاہے اس جیسا اور آجائے" اور مولا علیؑ تو اللہ کا سب سے بڑا کلمہ ہیں اور اسی بات کی طرف مولاؑ نے خود اشارہ فرمایا ہے **(انا کلمۃ اللہ الکبریٰ)** "میں علیؑ اللہ کا سب سے بڑا کلمہ ہوں"۔ نہ ہی آپؑ کے فضائل کی گنتی ہے اور نہ ہی آپؑ کے مناقب کی کوئی حد ہے۔ اہل سنت کے ایک امام محمد ادریس شافعی نے بڑی منصفانہ بات کہی ہے جب اُن سے پوچھا گیا کہ آپ علیؑ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ تو بولے میں حیران ہوں کہ کیا کہوں یہ وہ ہستی ہے جس کے فضائل اُسکے دوستوں نے خوف کی وجہ سے بیان نہ کئے اور دشمنوں نے جلن وحسد کی وجہ سے اُن پر پردہ ڈالا مگر یہ فضائل مشرق ومغرب میں پھیل گئے رجب البرسی کہتے ہیں مجھے یہ بات بہت اچھی لگی۔

نجف میں دفن

اصبغ بن نباتہ نے روایت کی ہے کہ مولاؑ نے فرمایا۔ "تین دن بعد یہاں ایک جنازہ (نجف، کوفہ) میں آئے گا"۔ جب وہ آیا تو اُن لوگوں نے بتایا کہ ہم یمن سے اپنے باپ کی وصیت کے مطابق اس کی میت یہاں دفن کرنے لائے ہیں باپ نے کہا تھا کہ نجف کوفہ میں ایک شخص دفن ہوگا اگر وہ تمام اہل محشر کی شفاعت کرے تو وہ سب بخشے جائیں

مولاؑ نے فرمایا۔ ''اُس نے سچ کہا ہے وہ شخص میں ہوں''۔

علیؑ کی معرفت نبیؐ کے سوا کسی کو نہیں

لوگ علیؑ کو کیسے سمجھ سکتے ہیں یہ دروازہ تو نبیؐ نے بند کر دیا ہے اپنے اس قول سے کہ (ما عرفك الا الله و ان
وما عرفني الا الله و انت، وما عرف الله الا انا و انت) ''تجھے صرف اللہ جانتا ہے یا میں اور مجھے صرف اللہ
جانتا ہے یا تو، اور اللہ کو صرف میں جانتا ہوں یا تو''۔ یہ حدیث صحیح ہے اور اس کو صحیح ماننے کے باوجود لوگ دعویٰ کرتے ہیں
کہ انہیں اللہ اور رسولؐ کی معرفت ہے حدیث کا سچا ہونا ان کے دعوے کی تکذیب کرتا ہے اور اگر ان کا دعوی سچا مانا جائے
تو اس سے حدیث کا جھوٹا ہونا لازم آئے گا۔ ظاہر ہے حدیث سچی ہے دعویٰ جھوٹا ہے اے اللہ تو پاک ہے ہم مانتے ہیں
کہ تجھے حقیقتاً نہیں جان پائے کیونکہ اللہ کی معرفت کی حقیقت اور اللہ کی حقیقت کی معرفت دونوں ہی انسان کے دائرہ علم
عرفان سے باہر ہیں اور یہی حال محمدؐ اور علیؑ کی معرفت کا بھی ہے اور اس طرف اس دوسری حدیث میں اشارہ ہے، (م
عرف الله غير الله، وما وحد الله غير محمد ﷺ رسول الله) ي عنی ''اللہ کو اللہ کے سوائے کوئی نہیں جانتا او
اللہ کی توحید محمد رسولؐ اللہ کے سوائے کوئی نہیں جانتا'' اور اسی طرح محمدؐ و علیؑ کی حقیقت ہے کہ ان دونوں ہستیوں کو سوائے
اللہ کے کوئی نہیں جانتا اور بہت کم ہیں اولیاء جن کو ایمان کے دسویں درجے تک رسائی ہوئی ہے۔ اس بات کی سچائی پر ایک
واقعہ کتاب البصائر میں ہے کہ ''ایک دن عمر مسجد نبوی میں آنے کے لئے گھر سے نکلا تو حضرت ابوذر غفاری سے ملاقات
ہوگئی ان سے پوچھا کہ مسجد میں رسول ہیں بولے ہاں ہیں عمر نے کہا کہ رسولؐ کے ساتھ کون کون ہیں؟ ابوذر نے کہا ایک
آدمی اور ہیں جن کو میں نہیں پہچانتا، جب عمر مسجد میں آیا اور رسولؐ اللہ کے پاس امیر المومنینؑ کو دیکھا تو بولا، اے اللہ کے
رسولؐ آپؐ ہی نے فرمایا ہے کہ ''ابوذر لوگوں میں سب سے زیادہ سچا لب ولہجہ رکھتا ہے''۔ رسولؐ نے فرمایا۔ ''ہاں ایسا
ہے''۔ عمر نے کہا کہ میں نے پوچھا کہ مسجد میں کون کون ہے تو ابوذر نے کہا رسولؐ کے ساتھ ایک شخصیت ہے جسے میں نہیں
پہچانتا، کیا ابوذر علیؑ کو نہیں پہچانتے؟ رسولؐ نے فرمایا کہ ''ابوذر نے سچ کہا اس مرد عالی قدر کو اللہ اور اس کے رسولؐ کے علاوہ
کوئی نہیں پہچانتا''۔

اور اس بیان کی طرف رسول اللہؐ نے اشارہ کیا ہے اور سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ محمدؐ و علیؑ کی معرفت ایسی ہے
جیسے کہ خود اللہ کی معرفت کا معاملہ ہے یعنی یہ دونوں معرفتیں ممکن نہیں ہیں انسان کے لئے اس کی مثال قرآن نے موسیٰ

کے قصے میں دی ہے جیسا کہ فرماتا ہے، **(لن ترانی ولکن انظر الی الجبل فان استقر مکانه فسوف ترانی) الاعراف آیت نمبر ۱۴۳** ۔''تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتا مگر یہ کہ اس پہاڑ کی طرف دیکھ اگر یہ اپنی جگہ قائم رہا تو تو مجھے دیکھ سکے گا''۔ اللہ نے دیدار کو پہاڑ کے اپنی جگہ پر قیام کے ساتھ مشروط کر دیا ہے تجلی الٰہی کی صورت میں پہاڑ کا مستقر رہنا محال ہے لہٰذا اللہ کو آنکھوں کے عدسوں سے دیکھنا بھی محال ہے اللہ نے ایک محال کو دوسرے محال سے مشروط کر دیا ہے پہلا بھی محال ہے اور دوسرا بھی محال ہے لہٰذا اے بیمارِ شک دوا تیرا مرض بڑھاتی ہے ہم شک دور کرنے کے لئے واضح دلیل دیتے ہیں تو تیرا شک اور بڑھ جاتا ہے گمراہی میں چند قدم اور آگے چلا جاتا ہے ہم سمجھتے تھے کہ رات کی تاریک ٹھنڈک تجھے مُضر ہے مگر جیسے ہی نسیم صبح چلی تیرا زُکام بڑھ گیا، یہ کیا ہے؟ حق سے دور ہونا اور عین الیقین میں شک ہونا! منافق کے سامنے آیات علیؑ کی تلاوت کی جائے تو وہ ابلیس کی طرح غرور تکبر سے گردن ٹیڑھی کر کے کہتا ہے میں نہیں مانتا اور جب دعویداران حب علیؑ کے سامنے آیات علیؑ کی تلاوت کی جاتی ہے تو وہ دھیمے لہجے میں کہتا ہے یہ تو غلو ہے اب خود ہی بتاؤ اندھے اور آنکھوں والے میں کیا فرق باقی بچا؟۔

اس قول **(ما عرف الله الا انا و انت)** ''میرے اور تیرے سوائے کوئی اللہ کو نہیں جانتا''۔ کا ایک اور معنی یہ ہے کہ معراج میں رسول اللہؐ نے جو کچھ قاب قوسین پر جا کر دیکھا وہ سب کچھ امیر المومنینؑ نے زمین سے دیکھا اس لئے رسول اللہؐ نے فرمایا، **(انك تري ما اري و تسمع ما اسمع)** ''جو کچھ میں دیکھتا اور سنتا ہوں تم بھی دیکھتے ہو اور سنتے ہو''۔ لہٰذا تمام مخلوقات میں جس طرح محمدؐ اور علیؑ نے اللہ کی معرفت حاصل کی ہے کوئی نہیں کر سکا اور اسی طرح محمدؐ و علیؑ کی معرفت کوئی نہیں کر سکا سوائے اُس خدا کے جس نے اُنہیں خلق کیا تھا اور اپنی ذات کے بعد انکا مقام مقرر کیا تھا جو کہ تمام مخلوقات کے مقام پر فوقیت رکھتا ہے اور کون ہے جو درختوں کے پتے، بارش کے قطرے، صحرا کے ذرات اور سمندر کے قطرے گن سکے؟

ایک اور معنی اس کا یہ ہے اللہ اور محمدؐ اور علیؑ کے درمیان کوئی اور مخلوق واسطہ و معرفت نہیں بلکہ انکی معرفتِ الٰہی بلا واسطہ ہے، جیسا کہ وارد ہوا ہے کہ **(نحن اول المخلوقات والخلائق، و عين الحقائق، و نحن في مقامنا اللاحق سادة العبيد و عبيد الحق)** ''ہم سب مخلوقات سے پہلے ہیں ہم اصل حقیقت ہیں ہم اپنے مقام پر آنے والے ہیں ہم بندوں کے آقا اور حق کے بندے ہیں''۔

معرفت امام علیؑ

لوگوں کو معلوم نہیں کہ علیؑ علیؑ ہے، اور اگر وہ اس ہستی کو اپنے مشاہدے کا مرکز بنائیں تو انہیں اس میں ایک شیر نظ
آئے گا جس کے سامنے جانے کی ہمت کسی میں نہیں ایک غضبناک قاتل جو ہر مقابل کو بے بس کر دے ایسا صاحب کلا
جو بلاغت کا امام ہو ایسا حاکم جس کا ہر فیصلہ مبنی برحق ہو، ایسی بارش جو سب کو زندگی کا پیغام دے ایسا نور جو ہر اعتبار سے
کامل ہو مگر افسوس لوگوں نے صرف علیؑ کا نام سنا ہے یا اس کو ایک عام انسان کی شکل میں دیکھ کر اپنے جیسا سمجھ لیا ہے بس
یہی ان بیچاروں کا علم ہے علیؑ کے بارے میں اور یہ بے چارے یہ نہیں سمجھ پائے کہ علیؑ وہ کلمہ ہے جس سے کام بن جا
ہیں اور زمانے کا کاروبار چل رہا ہے علیؑ وہ اسم ہے جو ہر چیز میں روح کی طرح بسا ہوا ہے علیؑ وہ ہے (ہ، ھو) جو ہر چیز
پہچان ہے اور ہر چیز کے باطن میں چھپا ہوا ہے عرش کو اُٹھانے والے فرشتے بھی عظمت وجلال والی ہستی سے اپنے قر
کے باوجود علیؑ کی جو معرفت رکھتے ہیں وہ ایسی ہی ہے جیسے سمندر سے ایک قطرہ کا حصول اور ایسا اس لئے ہے کہ اللہ
معرفت کے اعتبار سے لوگوں کی دو قسمیں ہیں ایک قسم ان کی ہے جو اللہ کی تقدیس و ذکر میں مشغول رہتے ہیں ا
لوگوں نے اس ذات مقدس کو اپنے وظیفوں میں چھپا رکھا ہے اور اپنے مقصد تک پہنچنے کے لئے اس کو سہارا بنایا ہے لہٰذا
ذات اقدس الٰہی اپنے جمال کے نور سے ان کو منور کر دیتی ہے اور اپنے جلال کی کرنوں سے انکو روشناس کراتی ہے۔
انسانی شکل وصورت میں ملکوتی افراد ہیں ان کے آگے درندے بھی بھیڑ بکری ہو جاتے ہیں اور ذکر اسمائے الٰہی کا ر
ہے۔ ورنہ یہ خود تو کچھ بھی نہیں۔

اسی طرح آل محمدؑ کی معرفت بھی ہے کچھ لوگ آل محمدؑ کو اللہ کا ولی، مغفرت ورضائے الٰہی کا ذریعہ سمجھتے ہیں اسی۔
اُن کے پاس اپنی حاجتیں لے کر آتے ہیں اور اللہ سے اُن کے واسطے سے مُرادیں مانگ لیتے ہیں جبکہ دوسری قسم ا
لوگوں کی ہے جو آل محمدؑ کو کلمہ کبریٰ اور آیت عظمیٰ جانتے ہیں کیونکہ آل محمدؑ اپنی صفات کے اعتبار سے ذات احدیت
سب سے زیادہ قریب ہیں ان میں جمال وحدانیت پایا جاتا ہے کیونکہ واحد یا تو اعداد کا سب سے پہلا ہے جو کہ تم
اکائیوں کا سرچشمہ ہے اور واحد دو سے فاضل ہے اس لئے واحد کو نہ تو جفت کہا جا سکتا ہے اور نہ ہی طاق اسی لئے وہ حق
احد ہے دوسرا واحد وہ ہوگا جو کہ تمام اشیاء کا سرچشمہ ہے وہ واحد مطلق کہلائے گا جس کی نہ حد ہے اور نہ اُسے گننا ممکن ہے
کوئی اُس کے امر وحکم کو روک سکتا ہے نہ کوئی اسکی برتری وحکومت کو رد کر سکتا ہے اور نہ ہی اُسکی حکومت کو فنا کا خطرہ لا

ہے اور یہ وہ کلمہ ہے جس کے ذکر کے آگے تمام موجودات جھکے ہوئے ہیں اور کلمہ کو سن کر کائنات فوراً حرکت وعمل میں آجاتی ہے اور یہ کلمہ دو حرفوں کے درمیان چھپا ہوا ہے وہ دو حرف یہ ہیں۔ (کُن ،فیکون) لٰہذا جس کے دل کے آئینے میں آلِ محمدؐ کے اسرار کی بجلیاں چمک اُٹھیں اور اُنکا بلند نام دل کے آئینے پر نمودار ہو جائے تو ایسا شخص اللہ کا ولی بن جاتا ہے جس کو عذاب کا کوئی خوف نہیں اس کے لئے ہر چیز مسخر ہو جاتی ہے اور کوئی دیوار راہ میں حائل نہیں ہوتی۔

حدیثِ طارق

اس بات کی تصدیق طارق بن شہاب کی ایک روایت سے ہوتی ہے جسے طارق نے حضرت امیر المومنین نے نقل فرمایا ہے۔ مولاؑ امیر کائنات فرماتے ہیں۔ ''اے طارق امام اللہ کا کلمہ، اُس کی حجت، اسکا چہرہ، اسکا نور، اُس کا حجاب، اُسکی آیت ہوتا ہے، جسے وہ خود اختیار کرتا ہے، اور اُس میں پسند کی صفات رکھ دیتا ہے اسی لئے امامؑ کی اطاعت واجب ہے اور امامؑ کا حکم تمام مخلوق پر لاگو ہوتا ہے امامؑ زمین و آسمان میں اللہ کا ولی ہے۔ اللہ نے تمام بندوں سے اسکی فرمانبرداری کا عہد لیا ہے، لٰہذا جو بھی امامؑ سے تقدم کرے گا وہ اللہ کا کفر کرے گا اور اس صورت میں اللہ جو چاہے اس کافر کے ساتھ کرے اللہ جب کچھ چاہتا ہے تو امام کے بازو پر لکھ دیتا ہے اور اللہ کی بات پوری ہو جاتی ہے، پوری سچائی اور عدل کے ساتھ۔ پس امامؑ ہی صدق ہے اور عدل ہے، امامؑ کے لئے زمین سے لیکر آسمان تک نُور کا ایک عمود نصب ہوتا ہے جس میں تمام بندوں کے اعمال دیکھ لیتا ہے امامؑ پیکر ہیبت وجلال ہوتا ہے اور دل میں چھپی ہوئی باتوں کا علم رکھتا ہے اور غیب پر اسکو اطلاع ہوتی ہے اور امامؑ کو ہر چیز پر مکمل تصرف دیا جاتا ہے امامؑ شرق وغرب کے درمیان دیکھنے کی قوت رکھتا ہے اور اس لئے کوئی چیز اُس سے چھپی نہیں رہتی۔ نہ اس دُنیا کی نہ اُس دنیا کی، جب امامؑ کا دنیا میں ظہور ہوتا ہے تو وہ ایسا عالم ہوتا ہے جس کو پرندوں کی زُبان بھی آتی ہے لٰہذا امامؑ وہ ہے جسے اللہ اپنی وحی کے لئے اختیار کرلے اور اپنے غیب کے لئے اُسے پسند کرلے، اللہ امامؑ کی تائید اپنے کلمے سے کرتا ہے اور اُسے اپنی حکمت عطا کرتا ہے اور اس کے دل کو اپنی مشیت کا مکان قرار دیتا ہے اُس کی سلطنت قائم ہو جاتی ہے اُس کا امر مانا جاتا ہے اور ماننے کا حُکم دیا جاتا ہے اور ایسا اس لئے کہ امامت انبیاء کی میراث ہے اصفیاء کی منزل ہے اور اللہ کی خلافت ہے اور اُسکے رسولوں کی خلافت ہے۔ پس یہ عصمت اور ولایت ہے سلطنت اور ہدایت ہے کیونکہ یہ تمام تر دین ہے اور ہر مرتبہ اُسکا پلڑا بھاری رہتا ہے، امامؑ راہ ربّانی پر چلنے والوں کے لئے رہبر ہے اور ہدایت کے طلب گاروں کے لئے روشنی کا منارہ ہے اللہ کے راستے پر چلنے والوں کے لئے راہ

الٰہی ہے اور اہل عرفان کے دلوں پر طلوع ہونے والا سورج ہے اُس کی ولایت سبب نجات ہے اور اُسکی اطاعت زندہ رہنے کے لئے ضروری ہے سامان آخرت ہے موت کے بعد مومنین کے لئے عزت ہے اور گناہ گاروں کے لئے شفاعت ہے محبین کے لئے نجات اور اتباع کرنے والوں کے لئے کامیابی ہے کیونکہ امام اسلام کا راس و رئیس اور ایمان کا مکمل پیکر ہے اور حدود الٰہی کی معرفت اور حلال و حرام کا احکام ہے امامت وہ رتبہ ہے جس تک صرف وہی پہنچ سکتا ہے جسے اللہ نے اختیار کیا ہوا ہے اُسے فوقیت دی ہوئی ہے اُسے والیؑ بنایا ہے اور حاکم بنایا ہے، پس ولایت سرحدوں کی حفاظت ہے امور کی تدبیر ہے اور یہ ایام اور مہینوں کے عدد کے برابر ہے امام پیاس میں ٹھنڈا میٹھا پانی ہے ہدایت کا رہنما ہے گناہوں سے پاک کرنے والا ہے غیب پر اطلاع رکھتا ہے پس امام بندوں پر طلوع ہونے والا نور کا سورج ہے جس تک نہ کسی کے ہاتھ پہنچ سکتے ہیں نہ ہی نظریں۔

(اور اسی طرف اشارہ ہے اس قول باری میں، **(و لله العزة ولرسوله و للمومنين) المنافقون آیت 8**۔ ''اللہ کے لئے ہے عزت اور اللہ کے رسولؐ کے لئے ہے عزت اور مومنین کے لئے''۔ مومنین سے مُراد علیؑ اور عترتِ علیؑ ہے لہٰذا عزت عبیاً و عترتِ نبیؐ کے لئے ہے اور نبیؐ اور نبیؐ کی عترت آخر دہر تک ایک دوسرے سے الگ نہیں ہونگی) (درمیان میں یہ رجب البرسی کا جملہ تھا حدیث طارق جاری ہے)۔

لہٰذا آل محمدؐ دائرہ ایمان کا راس اور وجود کا قطب ہیں سخاوت کا آسمان ہیں ہر وجود کے لئے شرف ہیں اور شرف کے سورج کی دھوپ اور شرف کے چاند کی چاندنی ہے شجر عزت و مجد کی جڑیں ہیں ان کا مبداء ہیں انکا معنی اور مطلب ہیں انکی بنیاد ہیں پس امام روشن چراغ ہے روشن راستہ ہے ٹھنڈا پانی ہے موجیں مارتا ہوا سمندر ہے چودھویں کا چاند ہے بھرا ہوا غدیر ہے راہی کے لئے واضح راستہ ہے وادی ہلاکت سے نکال کر لے جانے والا رہنما ہے ساون کا بادل ہے اور موسلا دھار بارش ہے چودھویں کا چاند ہے ماہر رہنما ہے سایہ دار آسمان ہے جلیل القدر نعمت ہے نہ خشک ہونے والا سمندر ہے ایسا شرف ہے جس کا بیان مشکل ہے اُبلتا ہوا چشمہ ہے چہچہاتے ہوئے پرندوں والا باغ ہے خوشنما پھول ہے دمکتا ہوا چاند ہے پھیلتی ہوئی خوشبو ہے، عمل صالح ہے منافع بخش تجارت ہے واضح راستہ ہے اچھا دوست اور محبت کرنے والا باپ ہے دکھوں میں پناہ گاہ ہے وہ حاکم ہے جو اچھے حکم دیتا ہے اور برائی سے منع کر دیتا ہے خلائق پر اللہ کا امیر ہے اور اللہ کے حقائق کا امین ہے بندوں پر اللہ کی حجت ہے امام گناہوں اور عیبوں سے پاک ہوتا ہے غیب پر مطلع ہوتا ہے امام کا ظاہر امر ہے

جس پر کسی کا بس نہیں چلتا اور امام کا باطن غیب ہے جو کسی کے ہاتھ نہیں لگتا، امام اپنے زمانے میں ایک ہی ہوتا ہے اور اللہ کے امر و نہی میں اللہ کا خلیفہ ہوتا ہے امام جیسا دوسرا کوئی نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی دوسرا اُس کی جگہ لے سکتا ہے پس کون ہے جو ہماری معرفت کو پا سکے اور ہمارے مرتبہ اور منزلت کو پہنچ سکے میرے (علیؑ کے) بیان سے عقلیں گنگ ہو گئیں اور سوچنے سمجھنے کی صلاحیت دم توڑ گئی عظیم و برتر لوگ چھوٹے ہو گئے علماء معذور ہو گئے، شاعر تھک گئے، اہل بلاغت گونگے ہو گئے خطیبوں کی زبان لکنت کرنے لگی۔ شاعروں سے شعر کی قدرت ختم ہو گئی زمین و آسمان جھک گئے، کون ہے جو اولیاء کی شان بیان کر سکے، کوئی ہے جو یہ دعویٰ کرے کہ وہ جانتا ہے اور بتا سکتا ہے؟ یا جانتا ہے اور سمجھتا ہے یا اُس نے پالیا ہے اور اُسکے قبضے میں ہے یہ اُس ہستی کی شان کا بیان ہے جو نقطۂ کائنات ہے قطب الدائرات ہے، سر الممکنات ہے۔ یہ جلال کبریا کی کرن ہے یہ زمین و آسمان کا شرف ہے۔ آل محمدؐ کا مقام و مرتبہ اس سے بہت بلند ہے کہ کوئی انکی تعریف کر سکے یا کائنات میں کسی اور سے ان کی برابری یا تقابل کر سکے اور کر بھی کیسے سکتا ہے جبکہ آل محمدؐ نور اول ہیں یہ سب پر برتری رکھنے والا کلمہ ہیں، سفید نام ہیں اور وحدانیت کبریٰ ہیں وہ حجاب اللہ العظیم والاعلی ہیں اس سے بڑھ کر کوئی اور بھی ہو سکتا ہے؟ اور کیا عقلیں اس کو سمجھ سکتی ہیں؟ کہنے والوں نے جو کہنا تھا کہا جو سمجھنا تھا سمجھا جو یہ سمجھے کہ یہ صفات آل محمدؐ کے علاوہ بھی کسی میں ہیں تو وہ جھوٹا ہے وہ اُن میں سے ہے جن کے قدم بھٹک گئے ہیں اور جنہوں نے بیل کو خدا مان لیا ہے اور شیطان کی جماعت میں شامل ہو گیا ہے، اور یہ سب کچھ پاک اور معصومؑ گھرانے کے بغض میں کیا ہے رسالت اور حکمت کی کان سے حسد کی وجہ سے شیطان نے ان کے اعمال پر لیپا پوتی کر دی، انکا ستیاناس، کیسے انہوں نے ایک جاہل بت پرست میدان کے بھگوڑے کو امام بنالیا؟ جبکہ امام کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایسا عالم ہو جو کبھی بھی یہ نہ کہے کہ میں نہیں جانتا ایسا شجاع ہو کہ کبھی بھی بزدلی نہ دکھائے، کوئی شخص اچھے صفات میں اُسے برتر نہ ہو اور نہ ہی اسکا نسب ایسا ہو کہ اُسکو کم نسب کہا جائے اور یہ صفات قریش کے چیدہ اور بنی ہاشم کے شرفاء میں، ابراہیمؑ کے پسماندگان میں، کریم سرچشمہ سے، نفس رسولؐ سے، رضائے الٰہی سے، اللہ کی قبولیت سے، شریفوں کے شریف میں ہیں۔ وہ عبد مناف کی فرع ہیں، ریاست ربانی کے عالم ہیں اور ریاست الٰہی کے قائم کرنے والے ہیں ان کی اطاعت قیامت تک فرض ہے اللہ نے اپنے راز کو امامؑ میں رکھ دیا ہے اور اُس کی زُبان پر خود اللہ بولتا ہے، پس امام معصوم ہے موفق ہے نہ بزدل ہے نہ جاہل ہے کہ اُسے چھوڑ دیا جائے۔ اے طارق: مگر لوگوں نے اپنی خواہشات کی پیروی کی (ومن اضل ممن اتبع هواه بغیر

هدی من اللّٰہ) القصص آیت ۵۰۔ ''وہ گمراہ ہوا جس نے اللہ کی ہدایت کے بغیر اپنی خواہش کی پیروی کی''۔اے طارق: امام ملکوتی انسان ہوتا ہے آسمانی جسم کا مالک اللہ کا امر اور روح قدسی ہوتا ہے بلند مرتبہ چمکتا ہوا نور، چھپا ہوا راز پس وہ ذات کے اعتبار سے فرشتہ ہے اور الٰہی صفات کا مالک ہوتا ہے اچھائیاں اُس سے زیادہ سے زیادہ صادر ہوتی رہتی ہیں غیب کا عالم ہوتا ہے اللہ رب العالمین کا خاص الخاص آدمی ہوتا ہے اور صادق اور امین کی نص سے منصوص ہوتا ہے اور یہ سب کچھ جو میں نے بیان کیا آل محمدؑ کا ہے جس میں کوئی شریک اور حصہ دار نہیں ہے کیونکہ آل محمدؑ معدن التنزیل ہیں اور تاویل کے معنی ہیں، اللہ کے خواص ہیں جبرائیلؑ کے محل نزول ہیں اللہ کی صفات کے حامل اور صفوۃ ہیں اللہ کا راز اور کلمہ ہیں نبوت کا درخت ہیں کرم کی کان ہیں پُر مغز باتوں کا سرچشمہ ہیں اور دلالت کی انتہا ہیں، محکم رسالہ اور نور جلالہ ہیں اللہ کے پیارے ہیں اور اُس کی امانت ہیں کلام اللہ کی جگہ اور حکمت الٰہی کی چابی ہیں اللہ کی رحمت کا چراغ، اللہ کی نعمتوں کا سرچشمہ ہیں اللہ کی طرف جانے والی سبیل اور سلسبیل ہیں مستقیم کا قسطاس ہیں مضبوط راہ اور اللہ حکیم کا ذکر ہیں اللہ کا کریم چہرہ ہیں اللہ کا قائم شدہ نور ہیں صاحبان شرف وفضیلت وعظمت ہیں نبی کریمؐ کے خلفاء ہیں رؤف الرحیم کے فرزند ہیں علی العظیم کے امین ہیں ایک دوسرے کی ذُریت ہیں اور اللہ سمیع العلیم ہے، جو آل محمدؑ کو پہچانے اور اُن سے ہدایت حاصل کرے وہ اُن کا ہے (اور اسی طرف اشارہ ہے مولاؑ کے اس قول میں جس نے میری اتباع کی وہ میرا ہے)۔ اللہ نے اُن کو اپنے نور عظمت سے خلق کیا ہے اور اپنی مملکت کا حکمران بنایا ہے پس آل محمدؑ اللہ کے رازوں کا خزانہ ہیں اور اللہ کے مقرب ولی ہیں اور اللہ کا امر کاف اور نون کے درمیان ہے نہیں بلکہ خود آل محمدؑ کاف اور نون ہیں یہ اللہ کی طرف بُلاتے ہیں اور اللہ کی طرف سے بولتے ہیں اور اللہ کے امر سے عمل کرتے ہیں انبیاء کا علم اُن کے علم میں ہے اور اوصیاء کا راز اُن کے راز میں ہے اور اولیاء کی عزت انکی عزت ہے مگر وہ سمندر ہیں اور باقی قطرہ کی مانند ہیں وہ صحرا ہیں باقی ذرّے کی مانند ہیں زمین وآسمان امام کے سامنے ایسے ہیں جیسے آدمی کے سامنے اُس کے ہاتھ کی ہتھیلی وہ اسکے ظاہر اور باطن کو جانتا ہے اُس کی اچھائی اور بُرائی کو جانتا ہے اُسکے خشک وتر کو جانتا ہے کیونکہ اللہ نے اپنے نبیؐ کو ماضی اور مستقبل کا علم دے دیا تھا، اور اُس کو ورثے میں نبیؐ کے منتخب اوصیاءؑ نے پایا۔ جو اسکا انکار کرے وہ بدبخت اور لعنتی ہے اللہ کیسے کسی ایسے کو اپنے بندوں پر واجب الاطاعت بنا سکتا ہے جس سے آسمان اور زمین کے ملکوت چھپے ہوئے ہیں اور آل محمدؑ کا کلمہ ستر 70 وجوہات کی طرف ہے۔

(رجب البرسی کہتے ہیں کہ قرآن مجید جو کہ ذکر حکیم وکلام قدیم ہے میں جہاں کہیں آنکھ، چہرہ، ہاتھ، پہلو کا ذکر آیا ہے تو اس سے مراد ولی ہے کیونکہ ولی جنب اللہ ہے وجہ اللہ ہے، یعنی حق اللہ، علم اللہ، عین اللہ، ید اللہ، کیونکہ آل محمدؐ کا ظاہری پہلو باطنی صفات کا ظہور ہے اور انکا باطن ظاہری صفات کا باطنی پہلو ہے لہٰذا وہ باطن کا ظاہر اور ظاہر کا باطن ہیں اسی بات کی طرف اس حدیث شریف میں اشارہ ملتا ہے۔ (ان اللہ اعین و ایاد، و انا و انت یا علی علیہ السلام منہا) "اللہ کی آنکھ بھی ہیں اور ہاتھ بھی اور میں اور تم یا علیؑ وہ آنکھیں اور ہاتھ ہیں"۔ رجب البرسی کی عبارت کے بعد جو کہ درمیان میں آ گئی تھی حدیث طارق جاری ہے۔)

پس وہ جنب العلی اور وجہ الرضی ہیں سیراب کرنے والے ہیں اور صحیح راستہ ہیں اللہ کی طرف لے جانے والا وسیلہ ہیں اور اللہ کی عفو درگزر ہیں اور اللہ کی رضا تک پہنچانے والے ہیں وہ واحد اور احد کا راز ہیں، لہٰذا خلق میں کسی سے ان کا تقابل نہیں کیا جا سکتا یہ اللہ کے خاص اور خالص ہیں اُس کا راز اور کلمہ ہیں اس کے ایمان کا دروازہ اور کعبہ ہیں اُس کی حجت ہیں ہدایت کی نشانیاں ہیں اور اُسکا پرچم ہیں اللہ کا فضل اور رحمت ہیں اُم الکتاب اور اُسکا خاتمہ ہیں فصل الخطاب اور اسکی دلالتیں ہیں وحی کے خزانے دار اور اسکے محافظ ہیں۔ معدن التنزیل اور اُسکی انتہا ہیں پس وہ بلند ستارے ہیں اور بلندیوں پر نمودار ہونے والے انوار ہیں جو کہ شمس العصمت فاطمہؑ زہرا سے ہیں اور آسمان عظمت محمدیؐ پر ہیں نبوت کی شاخیں ہیں درجہ احمدیؐ کے سرچشمے ہیں خیر البریہ ہیں پس وہ آئمہ طاہرین ہیں معصوم عترت ہیں کریموں کی ذُریت ہیں خلفائے راشدین ہیں صدیقین سے امامؑ اکبر ہیں اوصیائے منتجبین ہیں، اسباط مرضیین ہیں ھداۃ المھدیین ہیں غر المیامین ہیں آل طٰہٰ و یٰسین ہیں حجۃ اللہ الاعلیٰ الاولین و آخرین ہیں انکا نام پتھروں پر لکھا ہوا ہے درختوں کے پتوں پر لکھا ہوا ہے پرندوں کے پروں پر لکھا ہوا ہے جنت و دوزخ کے دروازوں پر لکھا ہوا ہے عرش و افلاک پر لکھا ہوا ہے فرشتوں کے پروں پر لکھا ہوا ہے جنب الجلال پر لکھا ہوا ہے عز و جل کے سرادقات پر لکھا ہوا ہے اُن کے ناموں سے پرندے تسبیح کرتے ہیں اور اُن کے شیعوں کیلئے گہرے سمندروں میں مچھلیاں استغفار کرتی ہیں اللہ نے جو چیز بھی پیدا کی اُس سے وحدانیت کا اقرار لیا اور پاکیزہ ذُریت کی ولایت کا اقرار لیا اور انکے دشمنوں سے براءت کا اقرار لیا اور عرش اُس وقت تک حالت استقرار میں نہیں آیا جب تک کہ اُس پر نور سے نہ لکھ دیا گیا، (لا الہ الا اللہ محمد ﷺ رسول اللہ علی علیہ السلام ولی اللہ ووصیہ)"۔

اس کی تائید میں خوارزمی نے اپنی کتاب مناقب میں ابن عباس سے ایک مرفوع حدیث لکھی ہے۔

فرمایا! رسولؐ اللہ نے۔ ''جبرائیلؑ میرے پاس آئے اور اپنے بازوؤں کو میرے سامنے پھیلا دیا تو میں نے دیکھا کہ ان کے ایک بازو پر لکھا تھا (لا الہ الا اللہ محمد النبی ﷺ) اور دوسرے پر لکھا تھا (لا الہ الا اللہ علی علیہ السلام الولی) اور جنت کے دروازوں پر لکھا ہے، (لا الہ الا اللہ محمد ﷺ رسول اللہ علی علیہ السلام اخوہ و ولی اللہ) میں اللہ نے زمین وآسمان کی خلقت سے دوہزار سال پہلے انکی ولایت کا اقرار عالم ذر میں لے لیا تھا''۔

اس قسم کی ایک روایت ابوبکر بن خطیب نے ابن عباس سے روایت کی ہے، رسولؐ اللہ فرماتے ہیں۔ ''جنت کے دروازوں پر لکھا ہوا ہے (لا الہ الا اللہ، محمد رسول اللہ ﷺ، فاطمۃ خیرۃ اللہ والحسن علیہ السلام والحسین علیہ السلام صفوۃ اللہ)''۔ ان کے محبوں پر رحمت اللہ ان کے مبغضوں پر لعنت اللہ۔

اس طرح کی ایک روایت محمد بن یعقوب ہاشمی نے امام رضاؑ سے نقل کی ہے مولا رضاؑ نے اپنے پدر بزرگوار امام موسیٰؑ کاظم سے انہوں نے اپنے والد امام جعفر صادقؑ سے انہوں نے اپنے والد امام محمد باقرؑ سے انہوں نے اپنے والد امام زین العابدینؑ سے انہوں نے اپنے والد امام حسینؑ سے انہوں نے اپنے والد امیر المومنینؑ سے انہوں نے رسول اللہؐ سے رسالت مآب نے جبرائیلؑ سے جبرائیلؑ نے میکائیلؑ سے، میکائیلؑ نے اسرافیلؑ سے اسرافیلؑ نے اللہ صاحب جلال کل سے بیان کی ہے۔ اللہ فرماتا ہے۔ ''میں وہ اللہ ہوں جس کے سوا کوئی خدا نہیں میں نے مخلوقات کو اپنی قدرت سے پیدا کیا اور ان میں سے کچھ کو نبوت کے درجے پر فائز کیا اور ان تمام انبیاء میں سے محمدؐ کو منتخب کیا اور اس کی تائید محمدؐ سے کروائی اور علیؑ کو اپنا امین وامیر بنایا اور مخلوقات پر اپنا خلیفہ بنایا اور بندوں پر اپنا ولی بنایا ان دونوں کے لئے اپنی کتاب کو بیان کیا اور اپنے حکم سے مشرف کیا اور علیؑ کو ہدایت کا علم بنایا جس کے ذریعے گمراہی کا راستہ الگ ہوجاتا ہے اور علیؑ کو اپنا وہ دروازہ بنایا جس سے میں لوگوں کو عطا کرتا ہوں اور علیؑ کو اپنا وہ گھر بنایا کہ جو اس میں داخل ہوا میری آتش غضب سے محفوظ رہا اور علیؑ کو وہ قلعہ بنایا کہ جو اس میں پناہ لے گا دُنیا اور آخرت کے مکروہات سے محفوظ ہوجائے گا اور علیؑ کو اپنا وہ چہرہ بنایا جو اس طرف توجہ کرے گا میں اس سے اپنا منہ نہ موڑوں گا اور زمین وآسمان پر جس کو بھی میری مخلوق کا نام دیا جائے اُن سب پر علیؑ کو اپنی حجت قرار دیا لہٰذا میں اللہ کسی عمل کرنے والے کا عمل صرف اس شرط پر قبول کروں گا کہ وہ علیؑ کی ولایت کو محمدؐ کی نبوت کے ساتھ مانتا ہو میں اللہ اپنی عزت کا حلف اُٹھا کر اور اپنی جلال کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو بھی ولایت علیؑ کا ماننے والا ہوگا

اُسے آگ سے دور لے جاؤں گا، اور اپنی جنت میں داخل کردونگا اور جو علیؑ کی ولایت سے دور ہوگا میں اللہ اُس سے بغض رکھوں گا اور اپنی آگ کے حوالے کردونگا''۔ پس جو آگ سے دور ہوا یعنی بغض علیؑ سے اور جنت میں داخل ہوا یعنی حب علیؑ میں پس وہ کامیاب ہوا کیونکہ آگ سے نجات اور جنت میں داخلہ ایمان کی وجہ سے ہے اور اچھے اعمال سے درجات کا تعین ہوتا ہے اور اسلام اور ایمان دونوں ہی حب علیؑ کا نام ہیں کیونکہ اسلام کے کامل ہونے کا نام ایمان ہے اس لئے حقیقی اسلام صرف ایمان ہے اور ایمان جب کامل ہوجائے تو اُسے حُب علیؑ کہتے ہیں اور اسی طرف آیت میں اشارہ ہے **(ان دین عند الله الاسلام) آلِ عمران ۱۹** ''دین اللہ کے پاس اسلام ہے''۔ ایسا اس لئے ہے کہ اسلام ایمان ہے اور ایمان جب کامل ہوجائے تو اُسے حب علیؑ کہتے ہیں ایمان صرف حُب علیؑ ہے اور حُب علیؑ ہی نجات کی ضامن ہے **(ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه) آل عمران آیت 85**۔ ''جو اسلام کے علاوہ کسی دین کا قائل ہوگا تو اُس کی کوئی بات قابل قبول نہیں ہوگی''۔ اس مقام پر اسلام سے مُراد حُب علیؑ ہے کیونکہ یہ ضروری نہیں کہ جہاں اسلام ہو وہاں ایمان بھی ہو مگر یہ لازمی ہے کہ جہاں ایمان ہوگا وہاں اسلام ضرور ہوگا، لہٰذا ہر مومن مسلمان ہے مگر ہر مسلمان مومن نہیں ہے اس طرف اس آیت نے اشارہ کیا ہے **(قالت الاعراب آمنا قل لم تومنوا ولکن قولوا اسلمنا) الحجرات آیت نمبر 14**۔ ''عرب کے لوگ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں اے رسولؐ ان سے کہہ دیجئے کہ تم یہ نہ کہو کہ تم ایمان لے آئے ہو بلکہ یہ کہو کہ تم اسلام لائے ہو''۔ لہٰذا بغیر ایمان کے اسلام نجات نہیں دیتا۔ اس لئے شریعتوں کا نقطہ اختتام اسلام ہے اور ایمان کا نقطہ اختتام حُب علیؑ ہے لہٰذا حُب علیؑ تمام ادیان کا نقطہ اختتام ہے اور ہر یقین کا سرچشمہ ہے اس لئے حُب علیؑ جنت ہے اور بغض علیؑ دوزخ ہے اس کی دلیل وہ روایت ہے جو صاحب امالی نے پیش کی ہے جبرائیل رسولؐ اللہ پر نازل ہوئے اور بولے اے محمدؐ سلام آپ پر سلام پڑھتا ہے اور آپؐ سے کہتا ہے کہ۔ ''میں نے سات زمینیں اور آسمان خلق کئے ہیں اور ان میں موجود موجودات کو خلق کیا ہے مگر میں نے رُکن و مقام سے زیادہ عزت دار جگہ نہیں بنائی اب اگر کوئی بندہ ازل سے ابد تک رُکن و مقام پر میری عبادت کرتا رہے اور علیؑ کے حق کو نہ مانتا ہو تو میں اُسے جہنم کے اُس حصے میں پھینکوں گا جسے سقر کہتے ہیں''۔

اس کی تائید ایک اور حدیث سے بھی ہے سرکار رسالتؐ فرماتے ہیں۔ ''شب معراج میں نے اپنا اور علیؑ کا نام چار مقامات پر لکھا ہوا پایا بیت المقدس کی چٹان پر، **(لا اله الا انا وحدي، محمد رسولی من خلقی ایدته**

بوزیرہ و نصر تہ بہ) "مجھ اکیلے کے سوا کوئی خدا نہیں، محمدؐ میرا رسولؐ ہے جس کی تائید و نصرت اُسکے وزیر کے ذریعے میں نے کرائی"۔ میں نے کہا اے جبرائیلؑ میرا وزیر کون ہے؟ جبرائیلؑ بولے علیؑ ابن ابی طالبؑ سرکار رسالت فرماتے ہیں میں جب عرش پر پہنچا تو دیکھا عرش کے پائے پر لکھا تھا، (لا الٰہ الا انا وحدی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ صفوتی من خلقی ایدتہ بوزیرہ و نصرتہ) میں نے کہا جبرائیلؑ یہ میرا وزیر کون ہے جبرائیل بولے علیؑ ابن ابی طالبؑ، سرکار رسالت مآبؐ فرماتے ہیں پھر جب میں سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچا تو وہاں لکھا ہوا دیکھا (انا اللہ لا الٰہ الا انا وحدی محمد صفوتی من خلقی ایدتہ بوزیرہ علی علیہ السلام و نصرتہ بہ) ہاں مگر یہ ضرور ہے کہ میرے علم سابق میں گزر چکا ہے کہ وہ سختیوں میں مبتلا ہونگے اور انکو بنیاد بنا کر دوسروں کا بھی سختیوں سے امتحان لیا جائے گا، جو کچھ انہیں دیا گیا ہے اور ان کو چار چیزیں دی گئی ہیں جو ایک دوسرے سے مضبوطی کے ساتھ جُڑی ہوئی ہیں"۔

رجب البرسی فرماتے ہیں یہ فقیر کہتا ہے کہ اے آل رسولؐ آپؑ پر اللہ کا اور ہمارا اسلام ہو جب بھی رخش قلم نے ذکر آل محمدؑ میں جولانی دکھائی ورق سے آنسوؤں کے چشمے جاری ہو گئے اے آل محمدؐ اللہ نے جو آپؑ پر فضل و کرم کیا ہے کسی پر نہیں کیا، آپکے شرف کے آگے ہر شریف سر جھُکاتا ہے اور آپکی عزت کے آگے عزت دار جُھکتا ہے زمین آپؑ کے نور سے روشن ہے آپؑ کا عرفان رکھنے والے کامیاب ہیں تو صرف آپؑ کی محبت کی وجہ سے آپؑ نعمتوں کے اُبلتے ہوئے چشمے ہیں اندھیروں میں نور بخشنے والے چراغ ہیں رحم و کرم کے کُھلے ہوئے دروازے ہیں اگر آپؑ نہ ہوتے تو عدم ہمیشہ عدم ہی رہتا وجود کا نام و نشان نہ ہوتا۔

اشعار رجب البرسی

جو آپکی معرفت کے سبب سے صفوف ملائکہ میں جا ملے تو یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے اور کون ہے جو آپ کی معرفت کو کما حقہ پا سکے محفلیں آپکی بڑائی کے ادراک سے مبہوت ہیں جس طرح چمگادڑ کی آنکھیں سورج کی روشنی کو نہیں پا سکتیں جو آپؑ کے گہرے اسرار کا انکار کرے وہ بے چارہ معذور ہے جو آپؑ کی بڑائی اور عزت کو پڑھتا ہے اُسکی نظر سے اسرار چھپے رہتے ہیں صرف ظاہر بظاہر میں اُسکے سامنے آتا ہے ظاہری معنی باطنی معنی کو چُھپا لیتا ہے لوگ سُریلی آواز سن کر جھومتے ہیں کیونکہ گائیکی کے گہرے نکات کو درک کرنے کی قدرت نہیں رکھتے۔

یہ لوگ ایسے ہیں جیسے کسی نجومی کی باتیں یاد کر کے لوگوں کے سامنے نجومی بن بیٹھیں انہیں پتہ ہی نہیں کہ اصل نجوم

کیا ہے اگر کنویں کے مینڈک کو سمندر کی خبر دی جائے تو وہ نہیں سمجھ سکتا اسی طرح یہ لوگ ہیں ان سے کہا جائے کہ زمین کا صرف چوتھائی حصہ پانی سے باہر ہے جس پر شہر ملک ہیں ان میں صحراء، دریا، پہاڑ ہیں اور اسمیں بھی صرف چوتھائی زمین آباد ہے ہمارا یہ مشرق سہیل ستارے کے نیچے ہے اور ایک جگہ ہے جہاں چھ مہینے دن چھ مہینے رات رہتی ہے اور وہاں نہ سبزہ ہے نہ حیوانات وہاں صرف تپتے ہوئے ٹیلے ہیں سورج ہماری زمین سے ایک لاکھ چالیس ہزار فرسخ دور ہے اسی طرح مغرب جدی ستارے کے نیچے ہے وہاں رات بہت چھوٹی ہوتی ہے سورج بُرج سرطان میں طلوع ہوتا ہے وہاں نہ سبزہ ہے نہ حیوانات یہ بلاد ظلمات ہے اس زمین کا کُری حصہ پہاڑ ہے، زمین ساری کی ساری ہی فلک قمر کے ضمن میں ایسی ہے جیسے ریت کا ایک ذرہ اور قمر کا رقبہ زمین سے 33 گُنا ہے اس لئے انسان اُسے ہر جگہ سے دیکھ سکتا ہے اور قمر کا فلک جو کہ سورج کی سلطنت کے تحت ہے ایسے ہے جیسے سمندر میں ایک قطرہ زمین و آسمان کسی دروازے کے کُنڈے کی طرح ہیں اگر ایک تیز رفتار گھوڑا دوڑنا شروع کرے تو پانچ سو فرسخ طے کرے گا سورج تک پہنچنے کے لئے سورج زمین سے 66 گُنا بڑا ہے زمین کی سطح پُرانے علم ہیت میں بیس کروڑ تین لاکھ ساٹھ ہزار فرسخ ہے ہر فرسخ تین میل کا ہوتا ہے اور ایک میل چار ہزار زراع کا ایک ستارہ جس کا نام سُہیٰ ہے یہ بہت چھوٹا نظر آتا ہے رات کے وقت صرف تیز نظر لوگ ہی اسے دیکھ سکتے ہیں اور یہ اپنے چھوٹے ہونے کے باوجود ہماری زمین سے 18 گُنا بڑا ہے یہ تمام باتیں سن کر آدمی دہشت زدہ ہو جاتا ہے انکار کر بیٹھتا ہے کیونکہ آدمی جو نہیں جانتا اُسے نہیں مانتا اسی طرح جو یہ جانتا ہو کہ زمین و آسمان و افلاک کی نسبت صاحب لولاک کی عظمت کے سامنے کالعدم ہے کیونکہ جُز کُل کا مقابلہ نہیں کر سکتا چاہے کتنا بڑا اور زیادہ ہی کیوں نہ ہو اور خلق کتنی ہی عظیم کیوں نہ ہو خالق کا مقابلہ نہیں کر سکتی خالق اعظم ہے اور وہ نبیؐ بھی اعظم ہے جس کے لئے سب کچھ خلق کیا گیا۔

اسی طرح سورج چاند ستاروں کی روشنی (اول ما خلق الله نوري) کے جلال و جمال کے مقابلے میں ایسے ہے جیسے صبح کے مقابل میں رات یا سُہیٰ کی روشنی چودھویں کے چاند کے مقابل کیونکہ یہ نور ہے جس نے عدم کی تاریکی کو ختم کر کے وجود کی روشنی پھیلائی لوگوں کے پاس جو اسرار آل محمدؐ اور انکی معرفت ہے وہ انکی مخفی معرفت کے مقابلے میں ایسی ہے جیسے خلق، خالق کے مقابل، خلق کی خالق اور غلام کی مالک سے کیا نسبت ہو سکتی ہے لوگ رب کی عظمت کو کیسے جان سکتے ہیں اور انکی عقلیں قدر و قیمت کا کیا تعین کر سکتیں ہیں، ولیؑ کی عظمت نبیؐ کی عظمت سے ہے اور نبیؐ کی عظمت اللہ کی

عظمت سے ہے کیونکہ ولی آیت اللہ اور آیت النبیؐ ہے کلمۃ اللہ اور کلمۃ النبیؐ اور نائب وحی اللہ ہے اور وارث نبیؐ ہے اس ولیؑ سے ہی توحید مکمل ہوئی اور نبی کا دین مکمل ہوا اس عظیم شان کا بیان یہ ہے کہ اُس کی ولایت کا عہد ارواح سے لیا گیا اور اُسے ولایتِ مطلقہ یوم ازل سے یوم ابد تک کے لئے دے دی گئی۔

آل محمدؑ خلق سے پہلے بھی عالم تھے

اسی طرف اشارہ ہے: **کنت نبیاً و آدم بین الماء و الطین، ولا ماء ولا طین، وکان علی ولیاً قبل خلق الخلائق اجمعین۔** ''میں محمدؐ نبی تھا جب آدمؑ پانی اور مٹی کے بیچ تھے اور نہ ہی پانی تھا اور نہ ہی مٹی تھی، اور علیؑ ولی تھا تمام مخلوقات کی خلقت سے پہلے''۔ پھر اللہ نے رسولوں کو بھیجا اُس کی طرف لوگوں کے بُلانے کے لئے اور محمدؐ کے آنے کی بشارت دینے اور اُن پر ایمان لانے کے لئے اور علیؑ کی ولایت سے تمسک کرنے کے لئے اور اُس کے وسیلے سے اللہ کو پکارنے کے لئے پھر محمدؐ کو نبی کی حیثیت سے دُنیا میں بھیجا اور اُن سے موجود پر مُہر لگادی، جس طرح وجود کو اُن سے شروع کیا تھا پھر انہیں جوامع الکلام کے لئے مختص کیا اور اُن پر سبع مثانی کو نازل کیا جو کہ سورہ حمد ہے اور اُس سورہ میں انکے ولیؑ کے لئے بلند مقام قرار دیا لہٰذا اللہ نے اس سورے میں کہا: **اهدنا الصراط المستقيم** اور صراط مستقیم حُب علیؑ ہے پھر اللہ نے حکم دیا کہ اپنی امت کے لئے حُب علیؑ کی طرف ہدایت مانگیں پھر اللہ نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ حُب علیؑ سے تمسک رکھے رہیں جیسا کہ اللہ کا قول ہے۔ **(فاستمسك بالذي اوحي اليك انك على صراط المستقيم) الزخرف43** ''جس چیز کی تجھ پر وحی کی گئی ہے اُس سے تمسک کر بے شک تو صراط مستقیم پر ہے''۔ یعنی حُب علیؑ پر۔ پھر اس حکم پر ایک اور تاکیدی حکم نازل کیا۔ **(فاستقم كما امرت) ھود آیت نمبر 112**۔ ''اُسی پر قائم رہنا جس کا تجھے حکم ملا ہے''۔ یعنی لوگوں کو حُب علیؑ کی طرف بُلاتے رہنا، اب کیونکہ رسولؐ پہلے ایمان کی دعوت دیتے تھے پھر فرائض کی اور اصل فرع پر مقدم ہوتی ہے لہٰذا ایمان کے بغیر کوئی فریضہ نہیں اور ایمان بلا حُب علیؑ کے نہیں ہوتا توحید صرف ایمان سے قائم ہوتی ہے اگر ایمان نہیں تو کوئی فریضہ نہیں اور حُب علیؑ نہیں تو ایمان نہیں تو لہٰذا ایمان اور فرائض دونوں ہی حُب علیؑ ہیں۔ لہٰذا اصل اور فرع دونوں علیؑ کی محبت وولایت ہیں۔

قبر میں علیؑ کے بارے میں سوال کا ہونا:

پھر اللہ نے اپنے نبیؐ کو خبر دار کیا کہ قبر میں حُب علیؑ کا سوال کیا جائے گا۔ سورہ زُخرف آیت نمبر 44 میں ہے **(وانه لذ كرلك ولقومك وسوف تسالون)** ''یہ تیرے اور تیری قوم کے لئے ذکر ہے لوگوں سے اس کا سوال کیا جائے گا''۔ یعنی قبر اور قیامت میں اس کا سوال ہوگا، پھر اللہ نے اپنے نبیؐ کو قاب قوسین پر بلا کر علیؑ کی زبان میں بات کی اور پھر حکم دیا کہ علیؑ کو اپنے کاندھوں پر بلند کریں مولا امیرؑ نے اپنے خطبہ افتخاریہ میں ارشاد فرمایا ہے **(انا الواقف علىٰ التطنجين)** ''میں تطنجین پر کھڑا ہوا ہوں''۔ مفسروں نے اس کے کئی معنی بیان کئے ہیں، پہلا معنی ہیں میں دُنیا اور آخرت دونوں کا عالم ہوں دوسرا معنی ہے مشرق و مغرب کے علم پر محیط ہوں ایک معنی ہے جنت و نار کہ میں جنت اور جہنم کا تقسیم کنندہ ہوں اور ایک معنی یہ ہے کہ نبیؐ کے کندھوں پر کھڑا ہوں اس مقام سے بلند و بالا صرف ذات ملک و اعلام کا ہی مقام ہے اس سے بلند و بالا ارفع و اعلیٰ اور کون سا مقام ہوسکتا ہے کیونکہ اللہ نے اپنے رسولؐ کو بلند کیا اتنا بلند کیا کہ رسولؐ عالم افلاک و عالم املاک، عالم ملک وملکوت، علام جبروت وعلام لاہوت سے گزر گئے اور امیر المومنینؑ اس بلندی پر پہنچنے والے رسولؐ کے کندھے پر بلند ہوئے۔

پھر اللہ نے اپنے رسولؐ کو اس صاحب مقام کی تبلیغ کا حکم دیا۔ **(بلغ ما انزل اليك من ربك)** ''جو تیری طرف نازل کیا گیا ہے اس کی تبلیغ کر دے'' اور اس حکم پر تاکیدی حکم دھمکی کی صورت میں جاری کیا، **(وان لم تفعل فما بلغت رسالته) المائدہ آیت نمبر 67**۔ ''اگر تبلیغ نہ کی تو گویا میرا پیغام پہنچایا ہی نہیں''۔ مگر رسولؐ نے پیغام الٰہی تو لوگوں تک پہنچایا تھا پھر پہنچائے ہوئے پیغام کو پہنچانے کا کیا معنی ہے؟ یہ ایک رمز ہے جو کہ ولایت کے شرف و منزلت کا ثبوت ہے اور وہ مرتبہ ہے کہ اعمال صرف ولایت کی بنیاد پر قبول ہونگے اس کا مطلب یہ ہے اگر لوگ علیؑ پر ایمان نہیں لائیں گے تو اُن کو اسلام کوئی فائدہ نہیں دے گا، اسلام کا عدم فائدہ کا مطلب یہ ہے کہ گویا ان تک پیغام الٰہی پہنچا ہی نہیں پس جو علیؑ پر ایمان نہیں رکھتا وہ محمدؐ پر ایمان نہیں رکھتا اور جو محمدؐ پر ایمان نہیں رکھتا وہ اللہ پر ایمان نہیں رکھتا کیونکہ ولایت کے اقرار سے نبوت کا اقرار لازم آتا ہے اور نبوت کے اقرار سے توحید کا اقرار لازم آتا ہے لہٰذا ولایت کے انکار سے نبوت اور توحید دونوں کا انکار لازم آتا ہے، نبوت اور توحید دونوں ولایت پر متوقف ہیں۔

علیؑ کتاب مبین ہیں

پھر اللہ نے سورہ حمد کے بعد (الم) نازل کیا، جس میں اولین اور آخرین کا سر پوشیدہ ہے ان تین حروف میں اور ان میں سے ہر حرف میں اسم اعظم ہے اور اسم اعظم کے معنی ہیں، پھر فرمایا، (ذلك الكتاب لاريب فيه) اُس کتاب میں شک نہیں ہے یعنی علیؑ شک وشبہ سے بالاتر ہے کیونکہ قرآن صامت کتاب ہے اور ولی ناطق کتاب ہے اور کہاں ناطق اور کجا صامت! لہٰذا ولی ہی کتاب ہے، اور ولی کون ہے؟۔ وہ علیؑ ہے، پس علیؑ ہی کتاب مبین ہے صراط مستقیم ہے وہی کتاب ہے اور وہی اُم الکتاب ہے اور فصل الخطاب ہے اور اُسکے پاس علم الکتاب ہے اور ویل ہے اُس پر جو علیؑ کا منکر ہے۔

اگر علیؑ نہ ہوتے تو جنت بھی نہ ہوتی

پھر علیؑ کا مقام انبیاء ومرسلین کے درمیان بلند کیا گیا سوائے اُس کے جس کی حیثیت لام کے ساتھ الفِ معطوف کی ہو، اللہ نے کہا (لو لا علي عليه السلام ما خلقت جنتي) ''اگر علیؑ نہ ہوتے تو میں اپنی جنت کو خلق نہ کرتا''۔ توضیح اس کی یہ ہے کہ انبیاء شریعتیں لائے اور شریعت دین کی فرع ہوتی ہے اور توحید اصل ہے اور فرع اصل پر مبنی ہے اور اصل ولایت پر مبنی ہے لہٰذا دین کی فرع اور اصل دونوں حُب علیؑ پر مبنی ہیں اس لئے حُب علیؑ دین اور ایمان ہے اور جنت ایمان سے ملتی ہے اور ایمان حُب علیؑ سے ملتا ہے۔

پس اگر حُب علیؑ نہ ہو تو نہ ایمان ہو نہ جنت پس اس کا مطلب واضح ہو گیا کہ اگر علیؑ نہ ہوتے تو جنت خلق نہ ہوتی ، لہٰذا یاد رہے کہ انبیاء ومرسلین پر ایمان حُب علیؑ کے بغیر کوئی فائدہ نہیں دیتا، لوگوں کے اعمال بلا حُب علیؑ حبط ہو جاتے ہیں اللہ کہتا ہے۔ (لئن اشركت ليحبطن عملك) الزمر آیت نمبر 65۔ ''اگر تو شرک کرتا تو تیرے اعمال بھی برباد ہو جاتے''۔ آیت رسول کو مُخاطب کر رہی ہے اور رسولؐ جو کہ خود ہی امان اور ایمان ہے کیسے شرک کر سکتا ہے؟ لہٰذا آیت کا معنی یہ ہوا کہ اگر تو نے کسی کو علیؑ کے برابر قرار دیا یعنی علیؑ کی مثل وشبیہ قرار دیا تو اعمال برباد ہو جائیں گے خطاب رسولؐ سے ہے مگر سنایا اُمت کو جارہا ہے۔ پھر اللہ نے علیؑ کی محبت واطاعت کو جنت میں داخلہ اور علیؑ سے بغض ومعصیت کو دوزخ میں داخلہ قرار دیا ارشاد الٰہی ہے حدیث قدسی میں ہے۔ ''میں اللہ اُس کو ضرور جنت میں داخل کروں گا جس نے علیؑ کی اطاعت کی چاہے میری نافرمانی کی ہو، (یعنی گناہ کیئے ہوں) اور اُسے ضرور جہنم میں داخل کرونگا جس نے علیؑ کی

نافرمانی کی ہو چاہے میرا اطاعت گزار ہو"۔ یعنی نماز روزے وغیرہ میں لگا رہا ہو اور یہ حدیث صاحب تفسیر کشاف نے بیان کی ہے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

علیؑ غیب کا الف ہیں

پھر اللہ نے اپنے ولیؑ کی وہ فضیلت بیان کی ہے جس کا انکار کوئی کافر ہی کر سکتا ہے **(قل لو کان البحر مداداً لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثله مدداً) الکهف آیت** نمبر 109۔ کلمة الکُبریٰ علیؑ ابن ابی طالب ہیں اور باقی تمام کلمات ان کے تحت ہیں پھر اکثر نے والے کے لئے اس سے بھی بڑی فضیلت کا بیان کیا گیا ہے۔ **(ولو انما فی الارض من شجرة اقلام والبحر یمده من بعده سبعته ابحر ما نفدت کلمات الله) لقمان آیت 27**۔ "اگر زمین کے درخت قلموں میں تبدیل ہو جائیں اور سمندر کو سات گنا بڑا کر کے روشنائی بنا دی جائے تب بھی یہ اللہ کے کلمات کو لکھنے کے لئے کافی نہیں ہے"۔ کلمات الٰہی تمام کے تمام ہی کلمة الکبریٰ کے لئے حروف کی حیثیت رکھتے ہیں، جو کہ کلمة کبریٰ میں داخل ہیں اور کلمہ کبریٰ سے جاری وساری ہوتے ہیں اور کلمة الکبریٰ ذات الٰہی سے صادر ہوتا ہے، اس کی مثال یہ ہے کہ جس طرح تمام اعداد (واحد) سے صادر ہوتے ہیں اور تمام کلمات کے نکلنے کی جگہ (الف) ہے جس کی ابتداء عالم الغیب نے کی ہے اور باقی تمام حروف وکلمات الف سے نکلتے ہیں پس سرکار امیر المومنینؑ الف الغیب ہیں اور عین الوحدانیہ الکبریٰ ہیں جو آپؑ سے منہ موڑے گا وہ غیر موحد ہے۔

علیؑ قرآن میں حروف مقطعات کا راز ہیں

پھر اللہ نے اپنے نبی پر وحی کی کہ "علیؑ کے ساتھ ایک راز رکھا گیا ہے جو کہ قرآن کی سورتوں کی ابتداء میں موجود ہے اور یہ اسم اعظم ہے جو اللہ نے اپنے رسولوں کی طرف وحی کیا تھا، اور یہی راز سورج چاند پانی اور پتھروں پر لکھا ہوا ہے۔ **وانه ذات الذوات، والذات فی الذات، فی الذات للذات** اور یہ ذاتوں کی ذات ہے، ذات میں ذات ہے، ذات میں ذات کے لئے ہے"۔ کیونکہ اللہ کی وحدانیت اسماء اور صفات سے پاک ہے اور تعریف واشارے سے بلند ہے لہٰذا علیؑ وہ اسم ہے جس کی طرف تمام حروف وعبارتیں لوٹتی ہیں اور وہ کلمہ ہے جس کے ذریعے تمام مخلوق اللہ

کے سامنے جھکتی ہے اور یہ غیب کا خزانہ ہے جو کہ لام، فے، واو، ھے، کاف اور نون کے درمیان ہے (ل ف و ھ ک ن) اللہ فرماتا ہے۔(حم، عسق، کذالك یوحی الیك و الی الذین من قبلك) شوری آیت ۳۔ "حم،عسق اسی طرح تیری طرف وحی کی جا رہی ہے جس طرح ان پر کی گئی جو تجھ سے پہلے تھے"۔

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں۔ "عسق اس میں رازِ علیؑ ہے"۔ جسے اسم اعظم قرار دے کر قرآن کی سورتوں کی ابتداء میں بطور رمز کے رکھ دیا گیا ہے اس طرف اشارہ ہے اس حدیث شریف میں (لا صلاۃ الا بفاتحۃ الکتاب) "سورہ حمد کے بغیر صلاۃ نہیں ہوتی"۔ یعنی بندوں کو اپنے رب سے رشتہ صلاۃ (نماز) صرف اور صرف حُبِ علیؑ اور معرفت علیؑ کے ذریعے ممکن ہے۔

پھر اللہ نے سورہ یٰسین میں جسے قرآن کا دل کہا جاتا ہے اور اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس سورے کا باطن محمدؐ و علیؑ کے اسرار سے بھرا ہوا ہے۔ فرمایا ہے (یٰس والقرآن الحکیم انك لمن المرسلین) "یٰسین قسم ہے قرآن حکیم کی بے شک تو رسولوں میں سے ایک رسول ہے"۔ (یس) رسولؐ اللہ کا نام ہے ظاہر و باطنی طور پر اور وصی رسولؐ کا بھی نام ہے باطنی طور پر کیونکہ نبوۃ کا باطن ولایت ہوتا ہے لہٰذا اللہ نے فرمایا ہے اے میرے پیارے محمدؐ تیرے نام کے حق سے اور اسم علیؑ کے حق سے ظاہر و باطنی طور پر اور (یا) اور (س) میں بے شک تو میرا رسولؐ حقیقی طور پر تمام مخلوقات کی طرف۔

امام کائنات پر محیط ہوتا ہے

پھر اللہ نے صراحت سے بیان کیا ہے کہ ولی ہر چیز پر مُحیط ہے لہٰذا وہ عالم پر محیط ہوا اور اللہ اُن سب پر محیط ہے۔ قول اللہ ہے (وکل شئی احصیناہ فی امام مبین) "اور ہر چیز کو امام مبین میں گن لیا ہے ہم نے"۔ اللہ نے اس آیت میں ہمیں خبر دی ہے کہ جو کہ لوحِ محفوظ پر قلم نے لکھا ہے، عالم غیب میں اُس تمام تر لکھائی کو پوری طرح سے امام مبین میں منتقل کر دیا ہے یہ وہ تختی ہے جس نے زمین و آسمان کی ہر چیز کو محفوظ کر لیا ہے اور وہ امام مبین ہے وہی علیؑ ہے پس اصل لوحِ محفوظ علیؑ ہے اور علیؑ تختی سے زیادہ افضل و اعلیٰ ہے اپنے وجود کے اعتبار سے۔

علیؑ لوحِ محفوظ سے افضل ہے اس کی پہلی دلیل یہ ہے کہ لوح ایک ظرف ہے جس نے لکھائی کو اپنے اندر رکھا ہوا ہے وہ یہ نہیں جانتی کہ اُس میں کیا ہے جبکہ امام لکھائی کے تمام پہلوؤں پر محیط ہے لہٰذا امام لوح سے افضل ہوا دوسری دلیل

یہ ہے کہ لوح محفوظ میں لفظ محفوظ مفعول ہے جس کی حفاظت کی گئی کے معنی ہیں جبکہ امام مبین میں لفظ مبین جو کہ گرامر کے اعتبار سے فعیل کے وزن پر ہے بمعنی فاعل ہے یعنی حفاظت کرنے والا امامؑ۔ لہٰذا امامؑ لوح کے اسرار کا عالم ہے اور اسم فاعل اسم مفعول سے اشرف ہوتا ہے تیسری دلیل یہ ہے کہ ولی المطلق لوح محفوظ کی طرف رہنمائی کرنے والا ہے لوح سے بلند و بالا اور برتر ہے اس کی ہر بات کا عالم ہے پھر اللہ کہتا ہے۔

(علی صراط المستقیم) ''علیؑ صراط مستقیم ہے''۔ یعنی صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کرتا ہے لے جاتا ہے اُس کے ذریعے تمام مخلوقات کا امتحان ہوتا ہے اور وہ حُب علیؑ جس کے ذریعے امتحان ہوتا ہے اور حُب علیؑ ہی مقصد ہے اور انتہائی نقطہ ہے جس پر پہنچنا ہے۔

علیؑ فاتح ہیں

پھر اللہ نے اپنے رسولؐ کو بشارت دی کہ اُس نے انکی امت پر رحم کیا انکے گناہ بخش دیئے انکا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمت تمام کر دی اور، نبیؐ کی مدد کی اور یہ تمام مقامات و کرامات وعطیات سب کے سب علیؑ کے لیے تھے، آیت ہے **(انافتحنا لك فتحا مبينا) فتح آیت 1** ''ہم نے تجھے فتح مبین سے نوازا'' اور فتح علیؑ کے ہاتھ پر ہوئی تھی پھر اللہ نے فرمایا۔ **(ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تأخر) الفتح ۲**۔ ''تاکہ اللہ تیرے اگلے پچھلے گناہ بخش دے''۔ ابن عباس اس کی تفسیر میں کہتے ہیں اللہ نے جن گناہوں کو رسولؐ کے نام سے بیان کیا ہے وہ اصل میں محبان علیؑ کے گناہ ہیں جنہیں اللہ نے علیؑ اور محمدؐ کی عزت کے سبب بخش دیا ہے پھر اللہ نے کہا **(ويتم نعمة عليك)** ''اور تجھ پر نعمت تمام کرنے کے لئے گناہ بخشے گئے''۔ نعمت علیؑ ہیں اسی طرف دوسری آیت میں اشارہ ہے۔

(اليوم اكملت لكم دينكم و اتممت عليكم نعمتي) مائدہ نمبر۳ ''آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی''۔ پھر سورہ فتح کی تیسری آیت میں اللہ نے فرمایا ہے **(وينصرك الله نصراً عزيزاً)** ''اور اللہ تیری آبرومندانہ مدد کرے گا''۔ یہ سب جانتے ہیں کہ ہر جگہ مدد اسد اللہ الغالب علیؑ ابن ابی طالبؑ کی سیف ضارب سے ہوئی پھر اللہ کہتا ہے **(و يهديك صراطاً مستقيما)** ''اور اللہ تجھے صراط مستقیم کی ہدایت کرتا رہے گا''۔ علیؑ کے ذریعے فتح ہے علیؑ کے ہاتھ سے مدد ہے علیؑ کی محبت سے بخشش ہے اور علیؑ کی وجہ سے مومنوں پر دین ونعمت کا اکمال واتمام ہے اور علیؑ ہی سے ہدایت ہے جو کہ غرض و غایت ہے۔

قرآن میں علیؑ اور انبیاء کے اوصاف کا تقابل

اللہ نے قرآن میں انبیاء کا وصف بیان کیا ہے مگر اپنے نبیؐ کے ولیؑ ووصی کا وصف اُن سے بڑھ کر بیان کیا ہے مثلاً نوحؑ کے لئے ہے (انه کان عبداً شکورا) الاسرا 3۔ ''وہ شکرگزار بندے تھے''۔ جبکہ علیؑ کے لئے ہے (وکان سعیهم مشکورا) الاسراء آیت ۱۹۔ ''تم نے جو سعی کی ہے اُس کا شکر ہے''۔ دیکھا آپ نے کہاں شکر کرنے والا اور کہاں وہ سعی جس کا شکر ادا کیا جائے۔ ابراہیمؑ کے لئے ہے (وابراهیم الذي وفی) النجم ۳۷ ''ابراہیمؑ جس نے وفا کی''۔ النجم ۳۷، اور علیؑ کے بارے میں ہے (یوفون بالنذر) الانسان ۷۔ ''وہ اپنی نذر کو پورا کرتے ہیں''۔ سُلیمانؑ کی حکومت کا ذکر ہے (وآتیناهم ملکاً عظیما) النساء ۵۴۔ ''ہم نے سُلیمانؑ کو مُلک عظیم سے نوازا'' اور علیؑ کے بارے میں کہا (واذا رایت ثم رأیت نعیماً و ملکاً کبیرا) الانسان ۲۰۔ ''جب تو دیکھے گا اُس بڑی حکومت کو تو دیکھے گا''۔ (یعنی بار بار دیکھنے کی خواہش ہوگی۔) ایوبؑ کے لئے ہے (انا وجدناه صابراً) ''ہم نے اُسے صابر پایا'' اور علیؑ کے بارے میں ہے (وجزاهم بما صبروا) الانسان ۱۲ ''اُنکے صبر کی جزا ئ'' اور عیسیٰؑ کے لئے ہے (واوصانی بالصلاة والزکاة) مریم ۳۱۔ ''اللہ نے مجھے صلاۃ اور زکوٰۃ کی وصیت کی ہے'' اور علیؑ کے بارے میں ہے (ومن اللیل فاسجد له وسبحه لیلاً طویلا) الانسان ۲۶ ''اور رات سے اُسے سجدہ کر اور ساری رات اُسکی تسبیح کر''۔ محمدؐ کا وصف عزت بیان کیا ہے۔ (العزة لله ولرسوله) المنافقون ۸۔ ''عزت اللہ اور اسکے رسول محمدؐ کے لئے ہے'' اور علیؑ کے لئے ارشاد ہے (وما لاحد عنده من نعمة تجزي الا ابتغاء وجه ربه الاعلی ولسوف یرضی) اللیل ۱۹۔ '' اور علیؑ کے بارے میں آیا ہے (انما ولیکم الله و رسوله والذین آمنو) المائدہ نمبر ۵۵۔ ''صرف تمہارا ولی اللہ اور اُسکا رسول اور وہ جو ایمان لائے''۔ فرشتوں کے لئے آیا ہے (یخافون ربهم من فوقهم ویفعلون مایومرون) النحل ۵۰۔ ''اپنے رب سے ڈرتے رہتے ہیں اور جو کہا جائے اُس پر عمل کرتے ہیں'' اور علیؑ کے بارے میں کہا (انا نخاف من ربنا) الانسان ۱۰۔ ''ہم اپنے رب سے ڈرتے رہتے ہیں''۔ اللہ نے قرآن میں خود اپنا وصف بیان کیا ہے (وهو یطعم ولا یطعم) الانعام ۱۴۔ ''وہ کھانا کھاتا نہیں کھلاتا ہے'' اور علیؑ کے بارے میں کہا۔ (ویطعمون الطعام علی حبه) الانسان ۸۔ ''وہ اُس کی محبت میں کھلاتے ہیں''۔

پھر اللہ نے نبیؐ کو حکم دیا کہ علیؑ کا مقام شرف و تعظیم ظاہر کریں اگر آسمان کاغذ بن جائیں سمندر روشنائی، درخت قلم اور جن و انس مل کر لکھائی کا کام شروع کریں تو صفحات ختم ہو جائیں گے مگر علیؑ کے کمالات کا دسواں حصہ بھی نہیں لکھ پائیں گے۔ یہ بات پہلے گزر چکی ہے مگر مناسبت کی وجہ سے اسکو پھر یہاں ذکر کرنا ضروری سمجھا ہے۔

پھر اللہ کی طرح رسولؐ نے بھی علیؑ کا فضل و شرف بیان کیا اور وہ یہ کہ قیامت کے دن اعمال حب علیؑ سے تولے جائیں گے، فرمان رسالت مآبؐ ہے کہ "اگر تم میں سے کوئی رُکن و مقام کے درمیان ہزار برس اللہ کی عبادت کرے پھر ہزار برس روزے رکھے اور راتوں کو عبادت میں گزارے زمین کے برابر سونے کا مالک ہو اور وہ سارا سونا اللہ کی راہ میں صدقہ کر دے اور غلاموں کو آزاد کرے پھر اس ساری نیکی کے بعد صفا و مروہ کے درمیان مظلومیت کے ساتھ قتل کر دیا جائے مگر قبر سے اس حال میں اُٹھے کہ علیؑ کے حق کا منکر ہو تو اس کا کوئی عمل اللہ کو قبول نہیں اور اُسے اپنے اعمال کے ساتھ جہنم میں پھینک دیا جائے گا"۔ یہ حدیث بھی گزر چکی ہے۔

پھر اللہ نے علیؑ کے عارفوں اور موالیوں کی اپنے دربار میں قدر و منزلت کی طرف ہدایت فرمائی ہے رسولؐ اللہ نے مولا علیؑ کے حق میں ایک گہری بات کہی ہے سرکارؐ فرماتے ہیں۔ "اے علیؑ! اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ تیرے بارے میں لوگ وہ کچھ کہیں گے جو عیسٰیؑ کے لئے کہتے تھے تو میں ایک ایسی بات کہتا کہ تو جہاں سے گزرتا لوگ تیرے قدموں کی خاک کا تبرک اُٹھا لیتے" اور یہ حدیث انتہائی پہنچی ہوئی ہے اور یہ شرف انتہا کا شرف ہے اتنی گہری بات کہ نہ کہہ کر بھی کہہ دی بالکل اسی طرح اللہ نے جنت کے بارے میں کہا ہے، (فلا تعلم نفس ما اخفی لهم) السجدہ ۱۷۔ "روح بشر کیا جانے کہ ہم نے اُس کے لیئے جنت میں کیا چھپا رکھا ہے"۔ نہ بیان کر کے بھی بیان کر ہی دیا، جنت تو علیؑ کا گھر ہے جب گھر کی تعریف ممکن نہیں تو گھر والے کی تعریف کیسے ممکن ہے۔

فرشتوں کے نزدیک مقام علیؑ

علیؑ کا مقام فرشتوں کے نزدیک کیا ہے یہ معلوم کرنے کے لئے جبرائیلؑ کو دیکھیں کہ وہ علیؑ کو کیا مانتا ہے جبرائیلؑ کا سلوک علیؑ کے ساتھ ایسا تھا، جیسا نوکر کا مالک کے ساتھ ہوتا ہے جب علیؑ دُلدُل پر سوار ہوتے تو جبرائیلؑ آپؑ کی رکاب تھامتا۔ جب چلتے تو جبرائیل بھی چلتا، جب رُکتے تو جبرائیلؑ بھی رُکتا تکبیر بلند کرتے تو جبرائیلؑ بھی اللہ اکبر کہتا حملہ کرتے تو جبرائیلؑ بھی حملہ کرتا وہ یہ سب کچھ اس لئے کرتا تھا کہ نوکر کا دین مالک کی خدمت گزاری ہے جبرائیلؑ اگرچہ آسمان پر بڑی

رفعت کا مالک ہے اور انبیاء کے پاس پیغامات الٰہی پہنچانے کی عظیم ذمہ داری کا حامل ہے مگر اس کے باوجود وہ علیؑ کا فقیر ہے مولاؑ کے دروازے پر کھڑے ہو کر صدا بلند کرتا ہے **(مسکیناً و یتیماً و اسیرا)** مسکین، یتیم، اسیر کو پالنے والے مجھے عطا کر۔ علیؑ رازوں کا راز ہے اور آیت جبار ہے علیؑ وہ ہستی ہے کہ جس کے فضائل گننے میں صحراء کی ریت کے ذرے ختم ہو جائیں، درختوں کے پتے باقی نہ بچیں علیؑ امام الابرار ہے والد السادات الاطہار ہے قسیم الجنت والنار ہے سرچشمہ حکمت ہے، باب رحمت ہے، یعسوب الدین وحکمت ہے، معدن رسالت وطہارت وعصمت ہے، سفینہ نجات وہدایت ہے صاحب خلافت وولایت ہے۔

اشعار رجب البرسی:

یہ علیؑ کے اسرار امامت کی ہلکی سی جھلک تھی۔ منکرینِ ولایت علیؑ سے کہو کہ تم سوائے جلنے کے کچھ نہیں کر سکتے اسی غم میں مر جاؤ اللہ سینے کے رازوں سے واقف ہے فکر مت کرو۔

آل محمدؑ مظہر صفات الٰہی

آل محمدؑ الٰہی صفات کے مظہر ہیں اللہ کے صفی بندے ہیں اُس کے خاص الخاص ہیں غیب وقرآن کے سفیر ہیں انکی عظمت کے آگے خلق خدا کی کوئی وقعت نہیں اور نہ ہی اُن کے عظیم جاہ وجلال کی کسی کو حقیقی معرفت ہے۔ عام لوگوں کی معرفت یہ ہے کہ علیؑ شہسواروں کا شہسوار ہے اور سورماؤں کا قاتل اپنے مقابل کا قلع قمع کر دینے والا ہے اور خاص لوگوں کی معرفت یہ ہے کہ وہ فلاں فلاں سے افضل ہے کیونکہ لوگوں کی معرفت اس سے زیادہ نہیں ہے اس لئے جب وہ مولاؑ کے اسرار سنتے ہیں تو انکار یا جاہلانہ رویہ اختیار کرتے ہیں اب ان کو کوئی کیا کہے کیونکہ یہ بے چارے یہ نہیں جانتے کہ محمدؐ واحد مطلق ہیں اور علیؑ علی مطلق ہیں اس لئے ان دونوں کو کُل پر ولایت حاصل ہے کُل پر سبقت حاصل ہے کُل پر تصرف حاصل ہے کیونکہ یہ دونوں کُل کے وجود کی علت ہیں اس لئے ان کو کُل پر سیادت حاصل ہے اس کے باوجود یہ دونوں کُل کے خدا کے خواص میں ہیں اور اُسکے بندے ہیں اور اُس کے منتخب کردہ ہیں پاک ہے وہ خدائے کُل جو کُل کا رب ہے کُل کا خالق ہے اور جس نے محمدؐ وعلیؑ کو کُل پر فضیلت بخشی اور کُل کو اُنکی ولایت کا غلام بنا دیا اور کُل کو انکی اطاعت میں دے دیا ہے اب جو اس قدر معرفت رکھتا ہو اور تدبر کرتا ہو اُسے کچھ مقام آل محمدؐ سمجھ آ جائے گا اسی طرف اللہ نے اشارہ فرمایا:

(ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منھم لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم) النساء ۳۸۔ لیکر

انہوں نے جان بوجھ کر سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی بلکہ اُسے رد کر دیا انکار کا راستہ اختیار کیا اور اگر کسی نے کوئی چیز پیش کی تو اُس کو جھٹلایا اُس کا انکار کرتے رہے تکذیب کی حوض میں غرق، سراب پر دوڑنے لگے۔ عذاب سے لاپرواہ یہ ابلیس رحمان و رحیم کا دشمن، جو خون میں دوڑتا ہے اور دلوں میں وسواس پر قادر ہے کہیں اُس کے جال میں تو نہیں آ گئے، اللہ کہتا ہے (اومن ینشا فی الحلیۃ وھو فی الخصام غیر مبین) الزخرف ۱۸۔ وہ ملعون اپنی شیطانی طاقتوں کے ساتھ خلائق پر محیط ہے، اور یہ آل محمدؑ کی صفات توصیفات ربوبیہ ہیں اے منافق شکوک کے مریض جب تیرے سامنے ابلیس کی غیر معمولی باتوں کا ذکر ہوتا ہے تو تو فوراً مان لیتا ہے اور اگر عجائب و غرائب کے مظہر علیؑ کا خارق العادات باتوں کا ذکر ہوتا ہے تو تو کہنے والے کو بھی بُرا کہتا ہے اور اسے غلو کہہ کر رد کر دیتا ہے۔ حالانکہ بہتر یہ ہے کہ تو خود اپنے آپ کو بُرا بھلا کہہ کہ ایک طرف خود کو مومن کہتا ہے دوسری طرف شک کے شرک میں مبتلا ہے ایک حکیم ہے جاماسپ نامی اُس نے کتاب لکھی ہے اس کتاب میں اس حکیم نے قیامت تک واقعات کا ذکر کیا ہے اور زردشت کے دور سے لیکر آخری زمانے تک آنے والے انبیاء اور بادشاہوں کا ذکر کیا ہے اور اس کی ہر پیشن گوئی درست ہے اُس نے ایک بات غلط نہیں لکھی۔

علیؑ کی پیش گوئیاں

سطیح نام کا ایک آدمی تھا جس نے غیب کی باتیں بیان کی تھیں اس نے اسلام سے پہلے ملت اسلامیہ کا ذکر کیا تھا اور امام مہدی المنتظرؑ کے زمانے تک کچھ حوادث بیان کئے تھے اس باب میں دو مشہور کتابیں تھیں جو بادشاہوں اور علماء کے زیر مطالعہ رہتی تھیں انہوں نے اُن کو نقل کرنے میں بڑی احتیاط سے کام لیا تاکہ بلا غلطی کے منتقل ہو سکیں۔ کعب بن حارث نے روایت کی ہے کہ ایک بادشاہ جس کا نام ذایزن تھا اُسے کسی معاملے میں اپنی غلط فہمی دور کرنے کا صرف ایک ہی طریقہ نظر آیا کہ کسی غیب دان سے اصل بات معلوم کر لے۔ لہٰذا سطیح نام کے غیب دان کو بُلا بھیجا اور اُس کا امتحان لینے کے لئے اپنے پیر کے نیچے ایک دینار چھپا لیا پھر سطیح کو محل میں طلب کیا اور اُس سے پوچھا کہ اے سطیح میں نے تیرے لئے ایک چیز چھپا رکھی ہے بتا وہ کیا ہے؟ سطیح نے مسجع مقفہ عبارت میں جواب دیا کہ تیرے نعل اور پیر کے درمیان ایک دینار چھپا ہوا ہے بادشاہ نے پوچھا اے سطیح تجھے یہ علم کہاں سے حاصل ہوا؟ سطیح نے جواب دیا میرے بھائی سے میرے قبضے میں ایک جن ہے جو ہر دم میرے ساتھ رہتا ہے وہ مجھے بتا دیتا ہے۔ یہ سن کر بادشاہ نے کہا اچھا یہ بتاؤ کہ جگ میں کیا کچھ ہونے والا ہے؟ سطیح نے اُسے مسجع مقفہ عبارت میں کچھ پیش گوئیاں کیں جب اچھوں اور بُروں کے درمیان جنگ و جدل

بر پا ہوگی اچھی اقدار کی وقعت ختم ہو جائے گی دولت عزت کا سبب ہوگی بدکاروں سے شرفاء کو خوف محسوس ہوگا رشتے ناتے ٹوٹ جائیں گے اسلام کے حرام کاموں کو حلال سمجھ کر ہڑپ کرنے والوں کا دور دورہ ہوگا۔ ہر طرف اختلاف سر اُٹھائے گا اور یہ سب کچھ ایک دُم دار ستارے کے نکلنے سے شروع ہوگا۔ اس وقت بارشیں رُک جائیں گی۔ ھز برخ سُرخ پرچموں کو لہرائے ہوئے براز ین پر حملہ کریں گے اور پھر مصر میں آئیں گے اس وقت صخر کی اولاد سے ایک آدمی نکلے گا وہ سیاہ پرچموں کو سُرخ پرچموں سے بدل دے گا اور حرام کاموں کو حلال گردانے گا اور عورتوں کو پستانوں سے باندھ کر لٹکا دے گا اور کوفے کو لوٹ لے گا، بھرے راستے میں خوبصورت عورت سے اُسکے شوہر کو قتل کرنے کے بعد بدکاری کرے گا اُس وقت نبیؑ کا بیٹا مھدیؑ ظھور کرے گا اور یہ وقت اُس وقت ہوگا جب یثرب میں ایک مظلوم قتل ہوگا اور اُسکا چچا زاد حرم (مکہ) میں قتل ہوگا۔ ایک چھپا ہوا ظاہر ہوگا، خوبصورت چہرے والوں سے اتفاق کرے گا۔ ایک آدمی جس کے جسم پر تل ہونگے آئے گا اور اسکے ساتھ مظلوموں کا ایک جم غفیر ہوگا رومی ملک عرب میں داخل ہو کر بڑے بڑے سرداروں کو قتل کریں گے اُس وقت گہن لگے گا۔ فوجیں صف آراء ہونگی۔ یمن کے شہر صنعاء سے بادشاہ نکلے گا اور عدن سے ایک پاکیزہ مبارک ہادی و مھدی، سید، علوی، ظاہر ہو جائے گا اور لوگ اسکے ظہور سے خوش ہونگے اس کے نور سے اندھیرے ختم ہو جائیں گے اور حق ظاہر ہو جائے گا وہ لوگوں میں مساوی مال تقسیم کرے گا اور تلوار کو نیام میں رکھ لے گا خون نہیں بہائے گا لوگ ہنسی خوشی زندگی گزاریں گے وہ اپنے عدل و انصاف سے روتی ہوئی آنکھوں کو خوشی دے گا۔ وہ اہل قربیٰ کی طرف انکا حق لوٹا دے گا لوگوں میں مہمان نوازی کی کثرت ہو جائے گی اس طرح وہ زمین کو عدل و انصاف سے پُر کر دے گا۔

یہ سطیح نام کے غیب دان کا کلام تھا جو اُس نے قدیم زمانے میں ظاہر کیا سطیح نہ کوئی نبی تھا نہ کوئی امام مگر پھر بھی اُسکی پیش گوئی صحیح مانی جاتی ہے اور آپ کا یہ حال ہے کہ آپ گھات لگا کر بیٹھے ہیں کہ جیسے ہی کوئی علیؑ اور انکی عترت کی فضیلت نظر آئے تو فوراً اُس پر اپنی تکذیب کا ترکش خالی کر دیں انکا قول حق ہے کہ (ان بین جنبی علماً جماً آه لو اجد له حملة) "میرے سینے میں علم کا ذخیرہ بھرا ہوا ہے کاش کوئی ایسا مل جائے جو اس کا اہل ہو تو میں اُسے منتقل کر دوں"۔ مولاؑ کا دوسرا فرمان کہ "میرے پاس چھپے ہوئے علم کا ذخیرہ ہے اگر اُسے بیان کروں تو تم لوگ کانپنا شروع کر دو"۔

اب ظاہر ہے کہ وہ علم جس کی مولاؑ نے بات کی ہے وہ علم شریعت نہیں ہے کیونکہ اگر وہ علم شریعت ہوتا تو لوگوں کو اُس کی عام تعلیم دینا واجب تھا بلکہ یہ گہرے علمی رازوں پر مبنی ہے اسی لئے سرکار نے فرمایا (ولکن اخاف ان تکفروا فی

برسول اللہ) ''مجھے خوف ہے کہ تم رسولؐ کی شان میں کفر کا ارتکاب کرو گے۔ اگر میں نے وہ علم تمہیں سکھایا''۔

ابو عبیدہ الحذاء نے امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ ''مجھے اپنے وہ ساتھی سب سے زیادہ اچھے لگتے ہیں جو حدیث کی گہری سوجھ بوجھ رکھتے ہیں اور سب سے بُرے وہ لوگ لگتے ہیں جو نفرت اور انکار میں بڑھ چڑھ کر ہوتے ہیں اور جب ہماری حدیث سنتے ہیں کسی بیان کرنے والے سے تو اُس کو بلا سوچے سمجھے رد کرنے لگتے ہیں انکی عقل منجمد ہو جاتی ہے اور دل سکڑنے لگتا ہے اور سنتے ہی حدیث اور راوی دونوں کو جھٹلاتے ہیں اس طرح وہ کفر کرتے ہیں اور ہماری ولایت سے خارج ہو جاتے ہیں''۔

مولاؑ امیر کی کرامات کے باب میں صاحب امالی نے ابن عباس سے یہ حدیث رسولؐ بیان کی ہے۔ ''اے علیؑ! اللہ نے تم کو ایسی عزت و کرامت بخشی جو کائنات میں کسی کو نہیں دی اپنے عرش پر فاطمہ زہراؑ سے تمہارا عقد زواج کیا اور دوسری کرامت یہ کہ تمہارے محبین کو بغیر حساب جنت میں داخل کرے گا اور تمہارے شیعوں کے لئے وہ کچھ رکھا ہوا ہے جس کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کان نے اُسکے بارے میں سنا اور تیرے شیعہ تیری امامت پر راضی ہیں پس طوبیٰ ہو جو تجھ سے محبت کرے اور ویل ہو اُس پر جو تجھ سے بغض رکھے اے علیؑ تیری مودت رکھنے والے کے ماں باپ محفوظ ہیں اے علیؑ تیرے شیعہ آسمان والوں کے لئے ایسے چمکتے ہیں جیسے زمین والوں کے لئے رات میں ستارے فرشتے ان سے خوشی پاتے ہیں جنت انکی مشتاق رہتی ہے شیطان ان سے بھاگتا ہے اے علیؑ تیرے شیعہ فردوس اعلیٰ میں اللہ کے پڑوسی ہونگے۔ اے علیؑ میں تجھ سے محبت رکھنے والوں سے محبت رکھتا ہوں اور تجھ سے دشمنی رکھنے والوں کا دشمن ہوں اے علیؑ تیری جنگ و امن میری جنگ و امن ہے اے علیؑ اپنے دوستوں کو یہ خوشخبری سنا دے کہ اللہ اُن سے راضی ہو گیا ہے کیونکہ وہ تجھ سے راضی ہیں اے علیؑ تیرے شیعہ فوج الٰہی ہیں اور یہ لوگ مخلوق میں سب سے بہتر ہیں اے علیؑ میں پہلا وہ فرد ہوں جو قبر سے اُٹھے گا اور لباس زیب تن کرے گا اور اسی طرح تم بھی میرے بعد اُٹھو گے اور لباس زیب تن کرو گے''۔

امت کا تہتر فرقوں میں بٹ جانا

یادرہے کہ اہل اسلام تہتر فرقوں میں تقسیم ہیں اس کی تفصیل تو اپنے مناسب مقام پر ہی آئے گی مگر یہاں یہ بیان کرنا ہے کہ ان تہتر فرقوں کی بنیاد تین گروہوں پر ہے۔

1۔اشعری۔2۔معتزلی۔3۔امامی

اشعری اور معتزلی امامت کو اصول دین کا حصہ نہیں سمجھتے جبکہ شیعہ امامیہ امامت کو اُصول دین میں مانتے ہیں بات یہ ہے کہ اللہ نے محمدؐ کو اختیار کیا اور آل محمدؑ کے شیعوں کو منتخب کیا اور آل محمدؑ کو سفینہ نجات قرار دیا۔لہٰذا شیعہ سفینہ نجات میں ہونے کی حیثیت سے کہتے ہیں اگر انسان اللہ پر ملائکہ پر کتابوں پر، رسولوںؑ پر، ایمان لائے اور علیؑ اور عترت علیؑ سے محبت رکھے تو بالا جماع وہ شخص نجات یافتہ ہے کیونکہ ابتدائی دو افراد (ابوبکر وعمر) کی خلافت نہ قرآن میں ہے نہ سنت میں بلکہ زبردستی کے خودساختہ اجماع پر اسکی بنیاد ہے لہٰذا جس خلافت کو ماننے کا حکم قرآن وسنت میں موجود نہیں ہے اگر اُسے نہ مانا جائے تو انسان کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔لیکن اگر کوئی شخص (ابوبکر وعمر) کو مانے اور علیؑ کو نہ مانے تو وہ بالا جماع مارا گیا، اس استدلال کی طرف سورہ یوسف ۱۰۸، میں اشارہ ہے **(فمن تبعني فانه مني)** ''جس نے میری اتباع کی وہ میرا ہے'' اور دوسرا اشارہ خود رسولؐ نے دیا ہے **(انت مني و انا منك)** ''اے علیؑ تو اور میں ایک ہیں''۔ **(حزبك و حزبي و شيعتك شيعتي)** ''تیری جماعت میری ہے اور تیرے شیعہ میرے ہیں''۔لہٰذا جو علیؑ کا ہے وہ محمدؐ کا ہے اور جو محمدؐ کا شیعہ ہے وہ اللہ کی نجات یافتہ جماعت کا رُکن ہے شیعوں کے نجات یافتہ ہونے کی بات کو خود مولاؑ امیر المومنینؑ کی حدیث سے طاقت حاصل ہوتی ہے ایک قبیلہ بنی ہمدان کا آدمی مولاؑ کا عبا کا دامن پکڑ کر التجا کرتا ہے کہ کوئی ایسی مکمل بات بتا دیجئے جو مجھے فائدہ دے مولاؑ نے ارشاد فرمایا۔ ''مجھ سے رسولؐ اللہ نے یہ بات کہی ہے کہ میں (علیؑ) اور میرے شیعہ حوض پر آئیں گے اور سیراب ہو کر گورے چٹے روشن چمکتے ہوئے چہروں کے ساتھ گزریں گے اس کے برعکس ہمارے آل محمدؑ کے دشمن حوض سے پیاسے ہی بھگا دیئے جائیں گے اور انکے چہرے سیاہ پڑ جائیں گے یہ ایک چھوٹی سی بات لمبی چوڑی

باتوں کے بجائے تو آسانی سے یاد رکھ سکتا ہے اے بھائی ہمدانی تو اُس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہوگا اور وہ ہی تیرا سرمایہ ہے جو تونے کمایا ہے یاد رہے میرے (علیؑ) کے شیعوں کو قیامت کے دن فرشتے پکار کر پوچھیں گے کون ہو تم؟ تو وہ کہیں گے ہم علیؑ والے ہیں اُس وقت اُن سے کہا جائے گا تمہارے لئے امن و امان ہے جنکو تم چاہتے تھے یعنی آل محمدؐ انکے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ''۔

اور رسولؐ اللہ سے مروی ہے کہ ''قیامت کا دن ہوگا تو پکارنے والا آواز دے گا اے اس جگہ کھڑے ہونے والے لوگو! سنو، یہ علیؑ ابن ابی طالبؑ ہیں یہ زمین پر اللہ کے خلیفہ تھے اور اللہ کے بندوں پر اللہ کی طرف سے حجت تھے۔ اب جو دنیا میں ان کی محبت کا دم بھرتا تھا وہ آج بھی انکا ہوگا۔ خبردار جو شخص جس کسی کو اپنا امام مانتا تھا وہ آج اسی امام کے پیچھے پیچھے وہاں جائے گا جہاں اسکا امام جائے گا''۔ امام کے ساتھ ماموم کا ٹھکانہ ہوگا۔ اس کی تائید اس قول جناب امیرؑ سے بھی ہوتی ہے کہ ''جیسے جیو گے ویسے ہی مرو گے اور جیسے مرو گے ویسے ہی اُٹھائے جاؤ گے اور جیسے اُٹھائے جاؤ گے ویسے ہی تمہارا حشر نشر ہوگا''۔ پتہ چلا کہ انسان اُسکے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا تھا۔ اب رہے علیؑ کے شیعہ تو وہ حب علیؑ پر جیتے ہیں حُب علیؑ پر ہی مرتے ہیں لہذا وہ حُب علیؑ پر ہی اُٹھائے جائیں گے اور سچی بات یہ ہے کہ حُب علیؑ صراط مستقیم ہے اور عذاب الیم سے نجات ہے۔ لہٰذا شیعہ صراط مستقیم پر ہیں اور یہی فرقہ ناجیہ ہے اور حق ہے۔ شیعوں کا اجماع ہے کہ امامت فرض واجبہ ہے اللہ اور رسولؐ نے امامت کا تعین اس لیے کیا ہے کہ لوگ حق پر جمع ہوں۔ لوگوں کا حق پر اجماع ہو اور باطل کی طرف میل نہ کھائیں اور باطل کی طرف رخ کرنے کی اس لئے ضرورت نہیں کہ سیاست شریعہ وسیاست الٰہیہ موجود ہے اور کیونکہ امام معصومؑ اُن میں موجود ہے اس لئے یہ امام معصومؑ پر اجماع کریں۔ اسی بنیاد پر شیعوں نے یہ استدلال کیا ہے بقول رسولؐ اللہ (**من مات ولم یعرف امام زمانه مات میتة جاهلیه**) ''جو امام زمانہؑ کی معرفت کے بغیر مر جائے وہ جاہلیت قبل از اسلام کی حالت پر دنیا سے گیا''۔ لہٰذا امام معصومؑ کا تعین ان کے شیعوں کے حق پر ہونے کی سچی دلیل ہے کہ شیعہ حق کے ساتھ ہیں اور باطل دوسری طرف ہے۔

امامتِ علیؑ

اہل حق و اہل نجات صرف اُس امام کی امامت کے قائل ہیں جو معصوم ہو اور فلاں فلاں سے افضل ہو۔ اختلاف نہ تو توحید باری تعالیٰ میں ہے نہ ہی اُسکی جنس کے تحت میں آنے والی باتوں میں اسی طرح نبوت کی بحثیں اُسکی باریکیاں یہ بھی اُمت میں مورد اختلاف نہیں لیکن امامت کی فصلیں جو کہ اپنی جنسِ عالی کے تحت ہیں اور اُس کی انواع، تو اُس میں اکثر انکار کرنے والے ہیں اس میں صرف اتنا ہی کافی سمجھا گیا جتنا ذکر کر دیا گیا اور باقی باتیں غالیوں کی طرف منسوب کر دی گئیں اور اس طرف رسول اللہؐ نے اپنے اس قول مبارک میں ارشاد فرمایا ہے **(ما اختلفو فی الله ولا فی وانما اختلفوا فیك یاعلی علیہ السلام)** یعنی "لوگوں نے نہ تو اللہ میں اختلاف کیا اور نہ مجھ (محمدؐ) میں، اختلاف صرف تجھ میں کیا گیا ہے اے علیؑ"۔ اگر پوچھا جائے توحید کیا ہے؟ اُس کی جنس کیا ہے اُس کی فصلیں کیا ہیں؟ اور ان کی کتنی مقدار کا جاننا واجب ہے؟ تو جواب ملے گا کہ توحید کی جنس یہ ہے کہ آپ یہ جانتے ہوں کہ اللہ موجود ہے اور واجب الوجود ہے اور جو واجب الوجود ہوگا۔ وہ وہ ہی ہوگا اور وہ ہمیشہ سے ہوگا اور ہمیشہ رہے گا اور توحید کی فصل یہ ہے کہ اللہ کی کچھ صفات سلبیہ ہیں اور کچھ صفات ثبوتیہ ہیں ثبوتیہ کا مطلب ہے کہ جو زندہ معبود کے لئے ضروری و واجب صفات ہیں وہ اللہ کے لئے واجب مانی جائیں اور سلبیہ صفات کا مطلب ہے کہ جن باتوں کا اللہ میں نہیں ہونا ضروری ہے اُن باتوں سے اللہ کی مقدس ذات کو پاک مانا جائے اور جو آدمی اس مقدار تک توحید کو نہیں جانتا وہ موحد نہیں ہے۔

اب اگر نبوت کی جنس وفصول کا سوال کیا جائے اور پوچھا جائے کہ کس حد تک اس کا جاننا و ماننا ضروری ہے؟ تو جواب ہوگا نبوت کی جنس یہ ہے کہ نبی تمام لوگوں کی طرف اللہ کا بھیجا ہوا شخص ہوتا ہے جو کہ فرشتے کے ذریعے آنے والی آسمانی وحی کی خبر دیتا ہے اور نبوت کی فصلیں یہ ہیں کہ نبی ہے اُسکی پیدائش پاک ہے اور یہ کہ اُس کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔

امامتؑ کے باب میں ہمارا عقیدہ

جو کچھ بھی توحید باری اور نبوت محمدؐ کے باب میں اعتقاد ضروری ہے وہ امامت کے باب میں بھی ضروری ہے کیونکہ امامت توحید اور نبوت کی جامع ہوتی ہے بالکل اسی طرح جس طرح اگر توحید کے بارے میں کسی بھی ضروری بات کا انکار کرنے والا مومن نہیں رہتا ہے امامت کے باب میں بھی کسی ضروری بات کا منکر موالی نہیں رہتا کیونکہ کسی ضروری چیز کا انکار ایسا ہی ہے جیسا کہ خود کل کا انکار۔ یہ تو تھی قانونی اور اصولی بات اب حالت یہ ہے کہ ہم عصمت کے خصائص معصومؑ کی سند سے حاصل کرتے ہیں اور پھر ان میں سے کچھ باتوں کو مان لیتے ہیں اور کچھ کا انکار کر دیتے ہیں اور یہ انکار خواہ مخواہ کا ہوتا ہے جو ہماری عقل کے خانے میں فٹ آ گیا اُسے مان لیا اور جو اپنی عقل کے دائرے سے دور دیکھا اسکا انکار کر دیا۔ یہ غلط رویہ ہے کیونکہ جس بات کو سچ ماننا ضروری ہے اُسے دوسروں تک پہنچانا بھی صحیح ہے حق وہ ہے جو معصوم نے کہا، نہ کہ جو آپ کی عقل میں آیا۔ یہ بھی عجیب ہے کہ ہم یہ کہتے ہیں کہ ہماری عقلیں کیونکہ سمجھنے سے قاصر ہیں اس لئے ہمارے لیے اتنا کافی ہے کہ ہم صرف اتنا ایمان رکھیں کہ امام معصومؑ ہوتا ہے اور واجب الاطاعت ہوتا ہے میں یہ کہتا ہوں کہ کیا یہ بات توحید کے باب میں کیوں نہیں کہی جاتی کہ اتنا کافی ہے کہ اللہ کو موجود مانیں اور بس اب اس کے بعد اللہ کی صفات کو ماننے کی ضرورت نہیں ہے توحید عقل پر زیادہ مشکل ہے یا امامت جو مشکل ہے اُسکی ساری صفات کی چھان بین کرتے ہو جو آسان ہے وہ کہتے ہو سمجھ میں نہیں آتی چھوڑ دو۔ معصومؑ کی دُعا کا ایک جملہ پیش کرتا ہوں کہ "اے اللہ میں اُن کی اطاعت و ولایت کے ذریعے تیرے دین پر قائم ہوا ہوں اور جو کچھ تو نے انہیں فضیلت دی ہے اُس سے راضی ہوں میں نہ اُنکی فضیلت کا انکار کرتا ہوں اور نہ ہی اُنکے آگے بڑا بنتا ہوں"۔ یعنی صرف اطاعت ولایت کا اقرار ہی نہیں ہے انکی فضیلت کا ماننا بھی ضروری ہے منکر وہ ہے جو سمجھ میں نہ آنے کی وجہ سے نہ مانے اور متکبر وہ ہے جو سمجھ میں آنے کے باوجود اس لئے نہ مانے کہ فضیلت مان لینے سے اُسے اپنا قد چھوٹا نظر آئے گا۔

آل محمدؑ کی تفضیل یعنی دوسروں پر فضیلت میں برتری ان باتوں میں نہیں ہے جو پچھلے انبیاء اولیاء میں بھی پائی جاتی تھی۔ بلکہ ان باتوں میں ہے جو صرف آل محمدؑ میں مختص ہیں دوسروں کا اس میں کوئی حصہ نہیں اب وہ فضیلتیں جو صرف اللہ نے آل محمدؑ کو عطا کی ہیں اُن کی روشنی سے ہماری عقل کی آنکھیں اندھی ہو جائیں اُن کو سمجھنا ایسا معرکہ بن جائے جس میں ہماری شکست حتمی ہو جائے اور ہم پر جو فضیلتوں کی آیات پڑھی جائیں جو کیونکہ ہماری فہم سے باہر ہیں اس لئے ہم

انکار کریں اور تکبر سے اُن کے مقابل کھڑے ہو جائیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارا یہ کہنا کہ ہم آل محمدؑ کی باتوں کو بے چوں چرا مانتے ہیں صحیح نہیں جب دل میں شکوک ہوں تو ماننے کا کیا مطلب ہے۔ شکوک کے ساتھ ماننے کا مطلب ہے ہم اُسے مانتے ہیں جسے جانتے نہیں یا اُسے مانتے ہیں جسے حقیقاً نہیں مانتے یاد رہے کہ معرفت کے بغیر ماننا گمراہی ہے اور بغیر اعتقاد کے عقیدہ رکھنا وبال ہے کیونکہ جو تکبر کرتا ہے وہ انکار کرتا ہے اور جس نے انکار کیا وہ راضی نہیں ہے اور جو راضی نہیں ہے وہ اطاعت سے خارج ہے اور جو اطاعت سے خارج ہے وہ موالی نہیں ہے اور جو موالی نہیں ہے اس کا کوئی دین نہیں ہے وہ کافر ہے نتیجہ اس ساری بحث کا یہ ہے کہ جو امامت کے لوازم و اسرار ہیں کہ جن کا ماننا موالی پر واجب ہے اور یہ وہ لوازم و اسرار ہیں جن پر معصومؑ کی نص موجود ہے اب اگر کوئی ان لوازم و اسرار کے ایک حرف کا بھی انکار کرے تو وہ کافر ہے۔

امامت کے معنی اور اسکی جنس

اس باب میں ہم امامت کی تعریف بتائیں گے اور اُسکی جنس وفصلوں کا ذکر کریں گے امامت کی تعریف یہ ہے کہ امامت ریاستِ عامہ ہے یہ جنس ہوئی یہ جنس چار فصلوں کا تقاضہ کرتی ہے جو یہ ہیں۔ تقدم، علم، قدرت، حکم، اب اگر یہ فصلیں نہ رہیں تو جنس نہ رہے گی یعنی امامت کا کوئی معنی نہیں رہے گا۔ لہٰذا ولی وہ ہے جو متقدم ہو عالم ہو حاکم ہو اور خلق پر تمام تر تصرف رکھتا ہو۔

تقدم:۔

ولایت دین کے اصول وفروع اور معقول ومشروع کی علت غائی ہے لہٰذا ولایت کو فرض میں تقدم اور حکم میں تاخر حاصل ہے ولی مطلق وہ انسان ہے جسے اللہ نے جمال وکمال کی خلعت سے نوازا ہے اور اُسکے دل کو اپنی مشیت وعلم کا مکان قرار دیا ہے اور قباء تصرف وحکم اُسکے کندھوں پر رکھ دی ہے لہٰذا ولی مطلق عالم بشری میں امر الٰہی ہے پس وہ اُس سورج کی مانند ہے۔ جسے اللہ نے نور وحیات، احراق کی قوت سے نوازا ہے اور اس طرف معصومؑ نے اپنے قول میں اشارہ کیا ہے کہ (الحق مقاماتك وآياتك وعلاماتك، لا فرق بينها وبينك) ''حق تیرے مقامات، آیات و علامات میں ہے۔ ان میں اور تجھ میں کوئی فرق نہیں ہے''۔

مونث کی ضمیر ان کی ذاتوں کی طرف راجع ہے یہ ذاتیں جو کہ حق کی صفات اور جمال مطلق ہیں معصوم کے دوسرے قول میں (الا انهم عبادك) صرف یہ کہ یہ تیرے بندے ہیں۔ ضمیر معصومؑ کے مقدس اجسام کی طرف راجع ہیں اور ان کے ہیاکل معصومؑ ومطہر ہیں جو کہ امر الٰہی کا ظرف ہیں اور نور قدسی کا جمال ہیں اور فرق ونفی کا فرق ضروری ہے ان ہستیوں کے لئے ربوبیت کے خواص کے اثبات کیلئے۔ کیونکہ رب قدیم ایسا عادل حاکم ہے جس کا حکم نافذ ہو کر رہتا ہے جسے ظلم کرنے کی کوئی حاجت نہیں ہوتی، نہ وہم کرتا ہے نہ تہمت لگاتا ہے اور ولی مطلق بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ یہ صفات کلیہ

ہیں اور کلی وقوع شرکت سے مانع نہیں ہوتی کیونکہ کلی ایک مقولہ ہے جو مختلف الحقائق کثیر افراد پر بولا جاتا ہے۔ پس اللہ سبحانہ تعالیٰ اُس کا حکم عدل کے ساتھ ہوتا ہے اور عدل اُسے ظلم سے مُستغنی کر دیتا ہے یعنی اُسے ذاتی طور پر ظلم سے استفادہ کی ضرورت ہی نہیں ہے اور ولی کا عدل حکمت وعصمت اللہ کی طرف سے اُسے خاص طور پر ملتی ہے اور اسکی الٰہی قوتیں اور ربانی صفات ولی کی تائید کرتی رہتی ہیں اور اُسکی طرف معصومینؑ نے اشارہ کیا ہے جیسے اس قول میں (الا انهم عبادك و خلقك) یعنی فرق صرف اتنا ہے کہ وہ تیرے بندے اور مخلوق ہیں یہ استثنیٰ جو قول معصومؑ میں ہے رب اور عبد کے فرق کو بیان کرتا ہے رب معبود کا علم، قدرت، قدم، اُس کی مخلوق سے بے نیاز کرتا ہے، اور وہ اپنی ان صفات کے لئے کسی اور خدا سے استفادہ نہیں کرتا۔ کیونکہ کوئی اور خدا ہے ہی نہیں کیونکہ یہ رب معبود کی ذاتی صفات میں اللہ کو واجب الوجود کہتے ہیں یعنی جس کا ہونا واجب وضروری ہو اُس کے وجوب کا تقاضہ ہے کہ اس میں الوہی صفات پائی جائیں جبکہ امام ولیؑ میں قدرت، علم، حکمت، دُنیا پر تصرف ذاتی نہیں ہوتا بلکہ اللہ نے جب اُسے امامت وولایت کے لئے اختیار کیا تو یہ صفات اُسکو عطا کیں اللہ کبھی کسی جاہل کو ولایت نہیں دیتا لہٰذا اُس ولایت عامہ کی وجہ سے لازم آیا کہ ولی میں علم و قدرت وعصمت ہو اور وہ ظلم سے پاک ہو۔ اب ولی کے تقدم پر بات کرتے ہیں ولی حجت اللہ ہوتا ہے اور حجت کے لئے ضروری ہے کہ وہ مخلوق سے پہلے بھی ہو مخلوق کے بعد بھی اور مخلوقات کے ساتھ بھی۔

علم:۔

اب ولی کے علم کی بات کرتے ہیں ولی کا علم سارے عالم پر محیط ہوتا ہے اس لئے کوئی چیز اُس سے چھپی نہیں رہتی اگر کوئی چیز ولی سے پوشیدہ ہو جائے تو وہ جاہل کہلائے گا۔ عالم نہیں اور عالم کو جاہل ماننا خود اپنی بات کی تردید ہے۔ ولی سب کچھ جانتا ہے اُس سے کچھ پوشیدہ نہیں اس کی دلیل امام جعفر صادق علیہ السلام کی روایت سے قائم ہوتی ہے یہ حدیث مفضل بن عمیر سے ہے، فرمایا۔ ''اے مفضل ہمارے عالم ہوا میں اُڑنے والے پرندوں کے پھڑ پھڑانے تک کا علم رکھتے ہیں اور جو اس بات کا انکار کرتا ہے وہ عرش کے اوپر اللہ کا کفر کرتا ہے اور اللہ کے اولیاء کے لئے جاہل ہونے کو ضروری جانتا ہے جبکہ وہ علم وحلم ونیکی وتقویٰ سے متصف ہوتے ہیں''۔

یہ صحیح نہیں ہے کہ ولی سے کچھ پوچھا جائے اور وہ اُس سوال کے جواب سے لاعلم ہو اُسی طرف قرآن نے اشارہ کیا ہے (وقل اعلموا فسيري الله عملكم و رسوله ولموىمنون) التوبه ۱۰۵۔ ''کہہ دو تم عمل کرو اللہ اسکا

رسولؐ اور مومنین تمہارے عمل کو دیکھیں گے''۔ آیت میں مومنین سے مراد ولی ہے اور جمع کا صیغہ اس لئے نہیں کہ اس سے مراد سارے عام مومنین ہیں بلکہ صرف اولیاء اللہ ہیں لہٰذا جو کچھ اس دنیا میں ہوتا ہے ہر چیز جو اللہ عالم غیب والشہادت سے نکال کر عالم وجود میں لاتا ہے قرآن نے خبر دی ہے کہ اُس چیز کو اللہ، اللہ کا رسولؐ اور اللہ کا ولیؑ دیکھتا ہے اور اللہ سے زیادہ سچی بات کون کہہ سکتا ہے۔

اس طرف حدیث رسولؐ میں اشارہ ہے **(انك تسمع ما اسمع ،وتري ما اري)** ''جو کچھ میں سنتا ہوں اے علیؑ تو بھی سنتا ہے جو کچھ میں دیکھتا ہوں تو بھی دیکھتا ہے''۔ رسولؐ اللہ کا یہ فرمان کہ جو کچھ میں سنتا ہوں تو بھی سنتا ہے یہ تمام اوصیاء رسالت مآبؐ کے لئے ہے اور جو کچھ میں دیکھتا ہوں تو بھی دیکھتا ہے یہ مخصوص ہے صرف مولا علیؑ کے لئے اور اسی طرف قول خدا اشارہ کرتا ہے **(هذا كتابنا ينطق عليكم بالحق)** الجاثیہ آیت ۲۹۔ ''یہ ہی وہ کتاب ہے جو تم پر حق بولتی ہے''۔ آیت میں جس بولنے والی کتاب کا ذکر ہے وہ علیؑ ہیں دوسرا قول خدا ہے **(ولدينا كتاب ينطق بالحق)** المومنون آیت ٦٣۔ ''اور ہمارے پاس ایک کتاب حق بولتی ہوئی''۔ کتاب ناطق سے مراد ولی ہے''۔

تیسرا قول خدا ہے **(وما تعملون من عمل الا كنا عليكم شهودا)** یونس آیت ٦١۔ ''اور جو کچھ تم کرتے ہو ہم اُس کے تم پر گواہ ہوتے ہیں''۔ بات یہ ہے کہ اللہ اور اُسکے رسولؐ کے درمیان کوئی راز نہیں ہے کیونکہ رسولؐ **قاب قوسين او ادنیٰ** کے مقام پر فائز ہے اسی طرح رسولؐ اور اسکے ولی کے درمیان بھی کوئی راز نہیں راز نہ ہونا اگر کسی کے لئے راز ہے تو وہ اس مسئلے کا حل سن لے بات یہ ہے کہ محمدؐ وآل محمدؑ اور خدا کے درمیان کوئی تیسرا وجود نہیں ہے اور نہ ہی اللہ سے ان ہستیوں سے زیادہ کوئی قریب ہے یہ ہستیاں خلق اول ہیں اور عالم اعلیٰ و بالا ہیں اور سب کچھ انکے نیچے ہے اور یہ سب جانتے ہیں اعلیٰ ادنیٰ پر محیط ہوتا ہے اس لئے ولی سب کچھ جانتا ہے۔

اور جو کچھ اللہ غیب سے نکال کر قلم کے ذریعے لوح محفوظ پر لکھتا ہے اسکو نبیؐ اور ولی جانتے ہیں اس طرف قول رسالتؐ اشارہ کرتا ہے۔ ''اللہ نے جو چاہا اُسکو غیب سے نکال کر بذریعہ وحی مجھے اطلاع دے دی اور علیؑ کو اُس نے اطلاع الہام کے ذریعے کی اللہ نے تیرے نور قلب سے ایک فرشتہ پیدا کیا ہے اور اُسے لوح محفوظ پر موکل بنا دیا ہے''۔ لہٰذا جیسے ہی لوح پر غیب سے کچھ لکھا جاتا ہے تو علیؑ اُسے دیکھ لیتے ہیں لہٰذا نبیؐ اور ولیؑ علم غیب پر مطلع ہیں لیکن رسولؐ غیب کی اطلاع

صرف امر الٰہی پر دیتا ہے جیسا کہ قرآن کا اشارہ ہے اس طرف (**ولا تعجل بالقرآن من قبل ان یقضی الیك وحیه**) **طه آیت ۱۱۴**۔ ''اپنی طرف وحی سے پہلے قرآن میں جلدی نہ کر''۔ نبیؐ تو حکم الٰہی سے پابند تھا مگر ولی غیب کے بیان میں مطلق العنان ہے اور یہ حدیث گواہی دیتی ہے۔ ''ولی عالم کا عالم ہے''۔ کیونکہ وہ اول و اعلیٰ موجودات کا عالم ہے اور اس میں تمام چیزوں کی ابتداء و انتہا کا علم موجود ہے یا یوں سمجھیں کہ جو لوح محفوظ پر موکل ہو اُس کا عالم ہو اُس پر والی ہو تو خود بخود جو کچھ بھی لوح کے تحت ہے وہ سب کچھ جانتا ہوگا اور یہ ساری کائنات لوح کے تحت ہے اس لئے ولی ہر چیز کا عالم ہے اس طرح معصومؑ کا قول دلیل ہے (**مامنا امام الا وهو عالم باهل زمانه**) ''ہم میں کوئی ایسا امام نہیں جو اپنے زمانے کا عالم نہ ہو''۔ لہٰذا علم اُن میں ہے اُن سے ہے قرآن اُن کے پاس ہے اور ان کے لئے ہے اسی طرح دین اللہ جس سے اللہ اپنے انبیاء و رُسل و فرشتوں کے لئے راضی ہوا۔ اُن میں ہے اور اُن سے ہے اور اس طرف قول خدا اشارہ کرتا ہے (**وما یعزب عن ربك من مثقال ذرة فی الارض ولا فی السماء ولا اصغر من ذلك ولا اکبر الا فی کتاب مبین**) **یونس آیت ۶۱**۔ ''تیرے رب سے زمین و آسمان میں کوئی چھوٹی سے چھوٹی یا بڑی چیز چھپی نہیں ہے سب کتاب مبین میں ہے''۔ کتاب مبین وہ خود ہیں کتاب مبین انکے پاس ہے اور اُن سے ہے اور یہ واضح اقوال بھی اس بات کی تائید کرتے ہیں اللہ نے سب سے پہلے لوح کو خلق کیا پھر قلم کو پھر جنت کی ایک نہر کو اشارہ کیا تو وہ نہر جمکر دوات بنا دی گئی پھر اللہ نے اُس سے کہا۔ ''لکھ''۔ تو اُس نے پوچھا میرے رب کیا لکھوں اللہ نے جواب دیا۔ ''قیامت تک جو ہوگا اور جو ہونے والا ہے لکھ دے'' اور اُس لکھائی کو اللہ نے بداء یعنی جس عبارت کو چاہے منسوخ کردے سے مشروط رکھا (**یمحو الله مایشاء و یثبت و عنده ام الکتاب**) ''اللہ جو چاہتا ہے اُسے مٹا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے اُسے ثبت کر دیتا ہے اور اسکے پاس اُم الکتاب ہے''۔ علم لوح محفوظ نبیؐ کے پاس آیا اور وہاں سے قیامت تک ہونے والے اوصیاء کے پاس آیا اب اس بات پر دلیل سنیئے۔ جو کچھ لوح محفوظ میں ہے اگر لوگوں کو اس کی ضرورت نہیں تھی تو لوح میں لکھنے کا کیا فائدہ ہے؟ اور اگر لوگ اس علم کے محتاج تھے اور وہ اس علم تک رسائی نہیں رکھتے یہ ان کی آنکھوں سے چھپا ہوا ہے تو حکمت اس کو چھپانے کا تقاضہ نہیں کرتی یعنی حکمت کا تقاضہ ہے کہ یہ لوگوں تک پہنچے اب اگر یہ لوگوں پر منکشف ہوتا ہے تو یا تو صرف خاص افراد اس سے واقف ہونگے یا خاص و عام دونوں اس کا علم رکھیں گے اب ظاہر ہے کہ عام لوگ تو لوح محفوظ کا علم رکھتے نہیں لہٰذا ماننا پڑے گا کہ لوح محفوظ کا علم صرف اللہ کے خاص بندوں

ہی کے پاس ہے اور آلِ محمدؐ سے بڑھ کر کون خاص ہوگا اس مضمون پر (نہج البلاغہ کے سنی شارح) ابن ابی الحدید نے اپنے اشعار میں اشارہ کیا ہے۔

اشعار ابن ابی الحدید کا ترجمہ

اور اس معنی کی طرف خود جناب امیر علیہ السلام نے اپنے خطبہ تطنجیہ میں اشارہ فرمایا ہے۔ ''میں علیؑ وہ بھی جانتا ہوں جو فردوس اعلیٰ کے اوپر ہے اور وہ بھی جانتا ہوں جو ساتوں زمین کے سب سے نچلے حصے کے نیچے ہے یہ سب علم محیط ہے نہ کہ اخباری علم ہے اور اگر میں چاہوں تو تم کو بتا سکتا ہوں کہ تمہارے آباؤ اجداد کہاں تھے اور کہاں چلے گئے''۔

ما کان اور ما یکون کا علم امام کے پاس

اس کی وضاحت یہ ہے کہ اللہ نے جب یہ عالم خلق کرنا چاہا تو لوح و قلم کو خلق کیا اور لوح پر اس عالم سے متعلق غیب کی باتیں تحریر کر دیں اس کا ذکر اس قول میں ہے، (جف القلم بما ھو کائن) ''روشنائی سوکھ گئی یہ لکھتے لکھتے کہ کیا ہونے والا ہے'' اور دوسرا قول یہ (فرغ اللہ من حساب خلقه) ''اللہ اپنی خلقت کے حساب سے فارغ ہو گیا''۔ پھر اللہ نے اپنے ہادی اور والی بھیجے اور اپنے نبی و رُسل کی طرف اُن چیزوں کی وحی کی جس کی ضرورت اُس وقت کے لوگوں کو تھی عقائد و شرائع، قضاء و قدر جن کے ذریعے علم و معرفت حاصل ہوتی ہے اور اللہ کی بندگی کی جاتی ہے یہاں تک کہ خاتم الرُسلؐ تھے اس لئے ضروری تھا کہ آپؐ کے پاس ما کان و ما یکون کا علم ہو کیونکہ آپؐ سے ابتداء اور آپؐ پر انتہا تھی۔ کیونکہ واحد اعداد کی ابتداء بھی ہے اور انتہا بھی اور یہ علم لوح محفوظ میں موجود تھا اور اگر محمدؐ کے پاس یہ علم نہ ہو تو عبث یا ظلم لازم آئے گا۔ لہٰذا وہ سارا علم جو لوح محفوظ میں تھا جس کا کچھ نہ کچھ حصہ تمام انبیاء کو ملا وہ سید المرسلینؐ کے پاس آیا اور وہاں سے آپکے وصیؑ (امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالبؑ) کے پاس آیا اور علیؑ سے آپؑ کی عترت کے پاس آیا اور اس طرف قرآن نے اشارہ کیا ہے (وما من غائبة فی السماء ولارض الا فی کتاب مبین) النمل ۷۵
''آسمان اور زمین میں کوئی ایسی چیز غائب نہیں جسکا ذکر کتاب مبین میں نہ ہو''۔

اور اسی طرح سرکارؐ کا قول حق دلالت کرتا ہے۔ ''مجھے علم کی ہزار کنجیاں دی گئیں ہیں اور ہر چابی سے علم کے ہزار در اور کُھل جاتے ہیں اور ہر باب سے ہزار عہد فیض یاب ہوتے ہیں اور یہ سارا علم قیامت تک آنے والے تیرے اوصیاء کو بھی ہے''۔ اب اس امامؑ کے علم غیب پر سچے گواہ کے بعد اور سب کی سمجھ میں آجانے والے برھان کے بعد بھی اگر کوئی

امام کے علم غیب کا انکار کرے تو اُس نے قرآن کو جھٹلایا رحمان کا کفر کیا اور جہنم میں جانے کا مکمل انتظام کرلیا۔ اس کی تائید ان دو آیات سے بھی ہوتی ہے۔

(ان انزلناہ فی لیلۃ القدر) ''ہم نے اُس کو شب قدر میں اُتارا ہے'' اور **(فیھا یفرق کل امر حکیم)** ''اس میں حکیم کا ہر امر منتشر ہوتا ہے''۔ اس رات میں اللہ اس سال کے لئے حق و باطل کا فیصلہ کر دیتا ہے اس میں ابتداء اور مشیت الٰہی ہوتی ہے یعنی لوگوں کی عمریں انکا رزق ان پر آنے والے دکھ سکھ کو مقدم یا موخر کر دیتا ہے اس کو نسخ بھی کہتے ہیں پھر اس کو جبرائیلؑ پر وحی کر دیا جاتا ہے اور پھر وہ اس کو لے کر رسولؐ پر اُترتا ہے پھر رسولؐ امیر المومنینؑ کی طرف اس کو منتقل کر دیتے ہیں اور وہاں سے امام صاحب امر وزمانؑ تک تمام اوصیاء پر یہ منکشف ہو جاتا ہے اور اس ہدایت اور مشیت میں صاحب الزمانؑ مشترک ہوتا ہے کیونکہ اُس کا حکم اللہ کا حکم ہے اور اُسکا مقام اللہ کا مقام ہے خلیفۃ اللہ لہٰذا وہ مالک بھی ہے اور مملوک بھی وہ سید الخلق ہے اور عبد الحق ہے اس لئے لیلۃ القدر کا امر اُسی پر منتہی ہوتا ہے کیونکہ جب تک دنیا باقی ہے لیلۃ القدر آتی رہے گی اور اللہ کی مشیت و حکم کا نزول ہوتا رہے گا جب تک ولی باقی ہے غیب کا اُس تک پہنچتے رہنا ضروری ہے کیونکہ اگر قرآن سچ ہے کہ لیلۃ القدر آتی ہے تو حکم الرحمان بھی نازل ہوتا ہے سچ ہے اور یہ ولی مطلق کا مقام ہے۔

محمد بن سنان نے مفضل سے اور انہوں نے امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے۔ ''اے مفضل جو آدمی یہ سمجھتا ہے کہ آل محمدؐ کے اماموں میں سے کسی امام سے کوئی چیز جو کہ لوح محفوظ میں ہے چھپی ہوئی ہے تو اُس نے محمدؐ پر نازل ہونے والی آیات کا کفر کیا اور ہم تمہارے اعمال کو دیکھتے ہیں، ہم سے تمہاری کوئی چیز چھپی نہیں ہے تمہارے اعمال ہمارے سامنے پیش کئے جاتے ہیں اگر یہ صحیح ہے کہ روح کا وجود ہے، روح غیب ہے اور جسم روح کے انوار و اسرار کو ظاہر کرتا ہے اور اس طرح یہ غیب ہم کو علم کی شکل میں حاصل ہو جاتا ہے اسکا انکار صرف جاہل ہی کرسکتا ہے''۔ لیکن اگر تم سے کہا جائے کہ علیؑ غیب کا علم رکھتے ہیں تو تم کیوں نہیں مانتے اگر فضیلت علم اور اولیت میں ہے تو آل محمدؐ سے بڑھ کر کسی کو اولیت حاصل نہیں ہے اور کون ان سے بڑھ کر لوگوں کے اعمال کا علم رکھنے کی فضیلت رکھتا ہے۔

آلِ محمدؑ کے سامنے اعمال کی پیشی

شیعوں میں کچھ لوگوں کی رائے یہ ہے کہ اعمال نبیؐ اور ولیؑ دونوں کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں اور کچھ کی رائے ہے کہ دونوں کے سامنے پیش نہیں کئے جاتے اور کچھ کہتے ہیں کہ صرف نبیؐ کے سامنے اور کچھ کے نزدیک صرف ولیؑ کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں اب حق کس کے ساتھ ہے یہ بات صرف تحقیق سے ہی پتہ چل سکتی ہے اس بارے میں کہ اعمال نبیؐ اور ولیؑ دونوں کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں پھر اس کے بعد اعمال نامہ اللہ کی طرف اُٹھ جاتا ہے میں رجب البرسی کہتا ہوں اگر امام اعمال پیش کئے جانے کے بعد اُن سے واقف ہوا تو اُس میں اور عام آدمی میں کوئی فرق نہیں رہتا جیسے ہر آدمی اعمال نامہ پیش ہونے کے بعد اعمال سے واقف ہو جاتا ہے لہٰذا امام اُسے ہونا چاہیے جو دوسروں سے علم میں امتیازی شان رکھتا ہو کیونکہ امامت کی تعریف ہی ریاست عامہ ہے۔ لہٰذا امام کا لوگوں سے زیادہ جاننا ضروری ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ امامؑ اعمال پیش ہونے سے پہلے ہی اُن کو جانتا ہے تو پھر جو وہ پہلے ہی جانتا ہے اُن کو پیش کرنے کا فائدہ ہی کیا ہے اور یہی بات اللہ کے لئے بھی صحیح ہے اگر اللہ اعمال کے اپنی طرف اُٹھنے کے بعد جانتا ہے تو اسی صورت میں عبد رب سے زیادہ عالم ہوا جو کہ عقلاً مُحال ہے کیونکہ رب تو وہ ہی ہو سکتا ہے جس کا علم بندوں کے اعمال پر مُحیط ہو اور وہ اعمال کا حافظ بھی ہو اور قیوم بھی جس سے زمین و آسمان کی کوئی بات نہ چُھپی ہو لہٰذا ان صورتوں میں اعمال کو اللہ اسکے رسولؐ اور ولیؑ کے سامنے پیش کرنے کا فائدہ کیا ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ کے سامنے اعمال پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اعوان و انصار کی کثرت بادشاہ کی عظمت پر دلیل ہوتی ہے اور رہ گئی نبیؐ اور ولیؑ کی بات تو اُن کے سامنے اعمال پیش کرنے میں انکی اطاعت اور عظمت کا بیان ہے کیونکہ جو کچھ زمین و آسمان میں ہوتا ہے وہ نبیؐ اور ولیؑ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے اللہ کی حجت کی اطاعت کی جاتی ہے اور زمین و آسمان والے اُس کے اطاعت گزار ہیں اُس کی خدمت و محبت و اطاعت میں مصروف ہیں پاک ہے وہ ذات جس نے زمین و آسمان والوں کو آلِ محمدؑ کی ولایت میں غلام بنا دیا ہے اس کی گواہی امام صادقؑ کی حدیث ہے جو محمد بن سنان سے مروی ہے۔ ''ہمارے ہر ولیؑ کے پاس سننے والے کان دیکھنے والی آنکھیں اور بولنے والی زُبان ہے'' اور اسکی گواہی ابن بابویہ کی روایت ہے جو انہوں نے امام صادقؑ سے بیان کی ہے۔ ''کوئی مومن ایسا نہیں جو مرے اور اُس کے پاس محمدؐ اور علیؑ حاضر نہ ہوں مومن جب ان دونوں کو دیکھتا ہے تو خوش باش ہو جاتا ہے'' اور یہ صاحبان تحقیق کے نزدیک

عقائد کی بنیاد ہیں کہ مومن جب مرتا ہے تو اُس کی دید حق الیقین ہوتی ہے اور وہ اللہ تک پہنچ جاتا ہے اور حق الیقین تک کیونکہ یہ مقدس ہستیاں اللہ کا وہ امر ہیں جو موت کے وقت مومن کے پاس آجاتا ہے اور اس طرح یہ امر نفوس قدسیہ مومن اور شیطان کے درمیان حائل ہوجاتا ہے اس لئے مومن فطرت پر مرتا ہے جنت میں چلا جاتا ہے۔ اعتراض کرنے والا کہتا ہے کہ ایک وقت میں ہزار مومن مرتے ہیں بیک وقت اُن سب کے پاس (محمدؐ و علیؑ) کیسے حاضر ہو سکتے ہیں؟ میں رجب البرسی کہتا ہوں اُس کا اعتقاد و اعتراف کرنا واجب ہے کہ وہ ہر ایک کے پاس موت کے وقت کیسے آتے ہیں تا کہ موت کی سختی کو کم کردیں اور شیطان کو اُس سے دور کردیں اور ملک الموت کو اس کے بارے میں شفقت کرنے کے لئے کہیں اور یہ اعتقاد و اعتراف رکھنا اس لئے واجب ہے کہ آل محمدؐ کا وعدہ سچا ہے۔ اعتراض کرنے والا اپنی عقل کی کمزوری اور وہمی ہونے کی وجہ سے اسی طرف ملتفت نہ ہو اور یہ نہ سوچ کہ ایک جسم آنِ واحد میں مختلف جگہوں پر کیسے حاضر ہو سکتا ہے؟ اور جب تجھے شیطان یہ وسوسہ ڈالے تو اس آیت کو پڑھ کر اُسے بھگا دیا کر **(وکان اللہ علی کل شئی مقتدرا)** کہف ۴۵۔

امامؑ خلق کے ساتھ ہے اور کوئی اُس سے چھپا نہیں

جو اپنے دوستوں کا علم رکھتا ہوگا وہ بلاشک اپنے دشمنوں سے بھی واقف ہوگا۔ اعلیٰ کو ادنیٰ پر دلالت کی وجہ سے کیونکہ جو کُل پر ولی ہو اُسکے لئے واجب ہے کہ وہ کُل کا عالم بھی ہو یہ نہیں کہ کچھ کو جانتا ہو اور کچھ کو نہ جانتا ہو کیونکہ ریاست عامہ (جو کہ امامت کی تعریف ہے) چلانے کے لئے ضروری ہے کہ اُس کا علم تمام کا احاطہ کرتا ہو اگر نہیں کرتا تو وہ رئیس مطلق نہیں ہے جیسے ابتداء میں رئیس مطلق مانتا تھا اُسے آخر میں رئیس مطلق نہ ماننا فلسفے کی زُبان میں خلف کہلاتا ہے۔

امام صادق علیہ السلام کا فرمان ہے۔ ''<u>اللہ کے بارہ ہزار عالم ہیں اور ہر عالم زمین و آسمان سے بڑا ہے اور میں جعفر صادقؑ اُن سب پر اللہ کی حجت ہوں</u>''۔

کوئی شخص اُس وقت تک کسی قوم پر حُجت نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اُن کا عالم بھی ہو اور اُن کو دیکھتا بھی ہو، جو حجت ہوگا وہ اپنی رعیت کا عالم ہوگا کیونکہ وہ اپنے بندوں پر اللہ کی دیکھنے والی آنکھ ہے، اللہ کی وہ آنکھ ہے جو اپنے بندوں پر مطلع ہے وہ دُنیا میں سورج کی مثال ہے کیونکہ وہ خلق میں حق کا نور ہے اور اُس نور کی شعاع تمام دُنیا میں پھیلی ہوئی ہے اور وہ عالم صور میں اللہ کا حجاب ہے اور اس طرف قول رسالت مآبؐ اشارہ کرتا ہے۔ ''<u>علیؑ اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب</u>

نہیں ہے اور وہ سر بھی ہے اور حجاب بھی''۔ پس امامؑ نورِ الٰہی ہے اور سرِ ربانی ہے اور اُس کا اس جسم سے تعلق عارضی ہے اُس کی دلیل اللہ کا یہ قول ہے (واشر قت الارض بنور ربھا) الکھف ۴۵۔ ''اور زمین اپنے رب کے نور سے جگمگا اُٹھے گی'' اور نورِ رب وہ امامؑ ہے جس کے نور سے اندھیرا ختم ہوا اور تمام دُنیا روشن ہوگئی۔

اس تفسیر کے ہاتھ اس حدیث رسولؐ سے مضبوط ہوتے ہیں۔ ''سورج کے دو چہرے ہیں ایک زمین کی طرف دوسرا آسمان والوں کی طرف''۔ لہذا مخلوق میں کوئی بھی امامؑ سے چُھپا ہوا نہیں ہے بلکہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ امامؑ ہمیں نہیں دیکھ رہا۔ دُنیا امامؑ کے لئے ہاتھ پر رکھے ہوئے درہم کی مانند ہے کہ جیسے چاہے اُسے اُلٹا پلٹا کر دے۔

معصومینؑ کا فرمان کہ ''اللہ اپنے ولیؑ کو نور کا ایک عمود عطا کرتا ہے وہ اُس عمود میں جب دیکھتا ہے تو اُسے تمام لوگوں کے اعمال نظر آ جاتے ہیں''۔ جیسے کہ انسان خود کو آئینے میں بلا شک دیکھتا ہے اسحاق بن عمار نے امام موسٰی کاظمؑ سے روایت کی ہے اسحاق کہتے ہیں میں مولاؑ کے پاس تھا کہ ایک آدمی آیا اور چوں چاں چوں کر کے بولنے لگا مولاؑ نے بھی اُس کو اُسی چوں چاں چوں میں جواب دیا جب وہ چلا گیا تو میں (اسحاق) نے مولاؑ سے کہا مولاؑ یہ کونسی زُبان تھی مولاؑ نے فرمایا۔ ''یہ چینی زُبان تھی اور چین میں اور بہت سی زُبانیں بھی بولی جاتی ہیں''۔ مولاؑ نے فرمایا۔ ''تم کو تعجب ہو رہا ہے''۔ میں (اسحاق) نے کہا ہاں مولاؑ۔ مولاؑ نے فرمایا۔ ''میں امامِ موسٰی کاظمؑ تم کو اس سے بھی عجیب چیز دکھاؤں گا امام پرندوں کی بولیاں بھی جانتا ہے اور ہر ذی روح کی بولی جانتا ہے امامؑ سے کوئی بات چُھپی نہیں ہوتی''۔

لہذا محمدؐ وآل محمدؐ مخلوق کو دیکھتے ہیں انکی زندگیوں میں بھی اور موت کے وقت بھی کیونکہ وہ اللہ کی طرف سے ہر موجود اور مفقود کا علم رکھتے ہیں جیسا کہ نبیؐ کا ایک واقعہ ہے کہ سرکار ایک قبر کے پاس سے گزرے تو کہنے لگے اُف اُف پوچھا گیا سرکارؐ یہ کیا کر رہے ہیں بولے۔ ''اس قبر والے سے میرے بارے میں سوال کیا گیا تو چُپ ہو گیا اس پر میں نے اُف اُف کہا ہے''۔

اور اس قسم کا ایک واقعہ امیر المومنینؑ کا ہے کُمیل بن زیاد مولاؑ کے ساتھ جبانہ سے گزرا تو تیز قدم مارنے لگا۔ مولاؑ نے فرمایا۔ ''اس زمین پر آہستہ پیر رکھو یہ لوگ یعنی مُردے تمہارے قدموں کی آواز کو سنتے ہیں''۔

خلق کے بارے میں علم امامؑ نہ ظن ہے نہ تقلید بلکہ علم محیط ہے اللہ کا علم معلومات پر محیط ہے اُن کا علم آسمان کے طبقات میں نفوذ کیا ہوا ہے کیونکہ زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں ہے وہ اللہ کا خزانہ ہے جسے اللہ نے اُن نفوسِ قدسیہ کے

لیےخلق کیا ہے اور اُن کے سپرد کر دیا ہے لہٰذا اُن کے پاس اُس کے علم اور غیب کی چابیاں ہیں بلکہ یہ خود ہی غیب کی چابیاں ہیں اور سورہ انعام کی ۵۹ آیت (وعندہ مفاتیح الغیب) ''اُسی کے پاس غیب کی چابیاں ہیں''۔ سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کیونکہ ولی المطلق وہ ہوتا ہے جس کے پاس ولایت کی چابیاں ہوں بلکہ وہ خود ہی ولایت کی چابیاں ہوتے ہیں اُسکی تائید قول خدا کرتا ہے۔ (صراط الله الذي له ما في السماوات وما في الارض) شوریٰ ۵۳۔ ''اللہ کا راستہ وہ ہے جس کے لئے آسمان و زمین پر جو کچھ ہے وہ سب اُس کا ہے''۔

اور صادق آل محمدؑ کا صریح قول ہے۔ ''علیؑ صراط اللہ ہیں جن کو اللہ نے زمین اور آسمان میں جو کچھ ہے اُس کے علم پر امین بنایا ہے''۔ لہٰذا علیؑ خلائق پر امیر ہیں اور حقائق پر امین ہیں اور اس بات کی تائید خطبہ تطنجیہ میں امیر المومنینؑ نے اس طرح فرمائی۔ ''اگر میں چاہوں تو تم کو تمہارے اجداد اور اسلاف کے بارے میں بتلاؤں کہ وہ کون تھے کہاں تھے اور اب کہاں ہیں اور کہاں ہونگے تم میں کتنے ہی لوگ ہیں جو اپنے بھائی کا گوشت کھاتے ہیں اور اپنے باپ کی کھوپڑی میں پانی پیتے ہیں جبکہ وہ ان سے محبت کرتا ہے کیا حال ہوگا گر پردے اُٹھ جائیں اور دلوں کے راز ظاہر ہو جائیں اور اللہ کی قسم تم لوگ کتنی بار لوٹے ہو اور دو واپسیوں کے درمیان کتنی نشانیاں ہیں''۔

امامؑ کے علم عموم سے لازم آتا ہے کہ اُسے عموم پر احاطہ حاصل ہے۔ امام وجہ اللہ ہے۔ زمین آسمان کو ایک دوسرے سے ملانے والا سبب ہے اللہ اُسی طرف اشارہ کرتا ہے (فأينما تولوا فثم وجه الله) البقرہ ۱۱۵۔ ''جہاں پھرو گے وہاں اللہ کا چہرہ ہوگا''۔ امامؑ وہ سورج ہے جس کی روشنی سے کوئی چیز چُھپی نہیں رہتی وہ اسم ہے جو ہر چیز میں جاری ساری ہے وہ موجودات کی طرف مولاً ہوتا ہے اور اللہ کی طرف اُسکا عبد اس کا ولی وخلیفہؑ ہوتا ہے اسی طرف آیت اشارہ کرتی ہے (الا من ارتضى من رسول فانه يسلك من بين يديه ومن خلفه رصدا) الجن ۲۷،۲۸ امام باقرؑ فرماتے ہیں (الرصد التعلم من النبیﷺ) ''آیت میں رصد سے مُراد ہے نبیؐ سے علم حاصل کرنا اور آیت میں (بین یدیہ کا مطلب ہے نبیؐ کے دل میں الہام کا ہونا تاکہ وہ یہ جان جائیں کہ انہوں نے اپنے رب کے پیغامات پہنچا دیے ہیں اور انکا علم محیط ہو جائے''۔ (واحصى كل شئ عددا) الجن آیت ۲۷،۲۸۔ فرمایا۔ ''اس سے مُراد ما کان وما یکون کا قیامت تک کا علم ہے یہاں تک کہ ہر آدمی کو اس کے اسم اور نسب سے پہچانتا ہے اور یہ جانتا ہے کہ کون طبعی موت مرے گا اور کون قتل کیا جائے گا اور کون اہل جنت میں سے ہے اور کون اہل نار میں سے ہے''۔

اور اسی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے (وكذلك نري ابراهيم ملكوت السماوات والارض) الانعام ۷۵۔ ''ابراہیمؑ نے ملکوت کا مشاہدہ اس آئینے میں کیا تھا''۔ (انی جاعلك للناس اماماً) البقرہ ۱۲۴، ابراہیم نے ولایت کی آنکھ سے دیکھا تھا۔

فرمانِ امیرؑ المومنین ہے۔ (ولقد نظرت فی ملكوت السماوات والارض فما غاب عنی شئی مما كان قبلی، ولا شئی مما هو كائن بعدي) ''میں (علیؑ) نے آسمانوں اور زمین پر نظر ڈالی تو کوئی شے مجھ سے چھپی نہ تھی نہ وہ مجھ سے پہلے تھی اور نہ ہی وہ میرے بعد ہوگی''۔ بس یہی حق ہے کہ ولی مطلق اگر کسی چیز سے واقف نہ ہو تو لازم آئے گا کہ وہ جس پر ولی بنایا گیا ہے اُس کو نہیں جانتا اور اگر ولی مطلق کچھ چیزوں کو جانتا ہو اور کچھ کو نہ جانتا ہو یہ خلف ہے کہ وہ جاہل ہے اسی حالت میں کہ وہ عالم ہے اگر ولی مطلق جاہل ہو تو ولایت وعصمت اُٹھ جائے گی اللہ کبھی کسی جاہل کو ولی نہیں بناتا لہٰذا جاہل ہونے سے وہ ولی نہیں رہتا یا اُسے جاہل و عالم آنِ واحد میں کہنا پڑے گا جو کہ مُحال ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ ولی ہر چیز کا عالم ہوتا ہے اور اسی طرف شارح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید معتزلی نے اپنے اس شعر میں اشارہ کیا ہے مطلب شعر یہ ہے کہ جن معجزات کا مولا علیؑ نے اظہار کیا ہے وہ بہت کم ہیں اُس خزانے سے جو اُن کے پاس جمع ہیں۔

اس کی دلیل مولا علیؑ کا یہ قول حق ہے (انا الهادي بالولاية) ''میں ولایت کے ساتھ ہادی ہوں''۔ پس مولاؑ اللہ کے غیب میں اُسکا علم ہیں، زمین و آسمان میں اللہ کے غیب کا خزانہ ہیں نبیؐ کے اسرار کے وارث ہیں وہ امام مبینؑ ہیں جن کو اللہ نے بندوں کی ہدایت سونپی ہے پس جو علم نبی پر نازل ہوا وہ مولا علیؑ کے پاس موجود ہے اور اسی طرف خود رسولؐ اللہ نے اشارہ فرمایا ہے۔ ''اے علیؑ آپ وہی ہیں جو میں ہوں اور میں خلوت و جلوت میں اسکے ساتھ ہوں آپؑ وہ روح ہیں جو میرے جسم میں ہے آپؑ کا گوشت و خون میرا گوشت و خون ہے۔ جبرائیلؑ نے جو کچھ مجھے دیا ہے وہ میں نے آپ کو منتقل کر دیا ہے''۔ یہ بہت عظیم کلام ہے جو صاف صاف علیؑ کے شرف و تعظیم و تفضیل و تقدم کو ظاہر کرتا ہے۔

علیؑ نبیؐ کے فیضان نبوت کو تقسیم کرنے والے ہیں علیؑ اپنے نور، روح، طینت، ظاہر و باطن کے اعتبار سے نبی سے ہیں دونوں میں صرف نبوت کا فرق ہے علیؑ آیات و مقامات و کلمات تامات ہیں لفظ آپؑ کے اسرار کو بیان کرنے سے قاصر ہیں آنکھیں آپؑ کے نور کے آگے چُندھیا جاتی ہیں آپؑ رحمان و رحیم کا راز ہیں یہ راز صرف خوش نصیبوں کا حصہ ہے جو امام کے لئے علم غیب کا منکر ہے وہ اسکی امامت کا منکر ہے جو امامت کا منکر ہے اُس کے لئے کیا فرق پڑتا ہے کہ وہ قرآن

کی محکم آیات کو مٹا دے انبیاء کی نبوت کا انکار کرے یا یہ عقیدہ بنا لے کہ کوئی خدا نہیں ہے لہٰذا ضروری ہے کہ ولی اپنی رعیت وعوام کو جانتا ہو زندہ بھی اور مردہ بھی ورنہ لازم آئے گا ایک ہی وقت میں عالم بھی ہو اور جاہل بھی اور یہ مُحال ہے ولیِ انسان کامل ہے لہٰذا کامل کو ناقص کہنا خلفِ فکری ہے۔

ہر مرنے والے کے پاس آلِ محمدؑ کا آنا:

اس پر مولا امیر المومنینؑ کا فرمان دلیل ہے جو آپؑ نے حارث ہمدانی سے فرمایا تھا۔ ''اے حارث''۔ حارث نے کہا جی میرے مولاؑ، مولاؑ نے فرمایا۔ ''جب تیری سانس آخری مرحلے میں داخل ہوگی اُس وقت تو مجھے دیکھے گا اُس طرح جس طرح تو پسند کرتا ہے''۔

اور یہ اشارہ ہے امامؑ کے حاضر ہونے کا مرنے والے کے پاس، اور امامؑ کا علم مُردوں کے بارے میں، اس کی دلیل اصبغ بن نباتہ سے کہا گیا مولاؑ کا یہ جملہ ہے۔ ''اے اصبغ یہاں (نجف میں) تمام مومنوں اور مومنات کی روحیں جمع ہیں اگر تیری آنکھوں سے بھی میری آنکھوں کی طرح پردے ہٹ جائیں تو تو دیکھے گا کہ وہ نور کے منبروں پر بیٹھے باتیں کر رہے ہیں'' اور حق یہ ہے کہ ولی اگر زندوں کا اپنے علم سے احاطہ رکھتا ہے تو مُردوں کا بھی احاطہ کئے ہوتا ہے یہاں اگر زندوں کا احاطہ ممکن نہ ہو تو مُردوں کا بھی ممکن نہیں ہوگا۔ مگر زندوں کا احاطہ علم کے ساتھ ممکن ہے اس لئے مُردوں کا بھی احاطہ ممکن ہے کیونکہ جس علم سے وہ زندوں کا احاطہ کرتا ہے اُسی سے مُردوں کا بھی احاطہ کئے ہوئے ہے اور اس بات کی طرف سورہ ق میں اشارہ ہے آیت ۴، **(ولقد علمنا ما تنقص الارض منهم و عندنا كتاب حفيظ)** سورہ ق 4 ''ہم جانتے ہیں کہ زمین میں کیا کم کر دیا ہے اور ہمارے پاس محفوظ کرنے والی کتاب ہے''۔ کتاب الحفیظ سے مُراد ولی اور علمِ ولی ہے کیونکہ لوح محفوظ میں اللہ کے غیب کی تحریریں ہیں جبکہ لوح محفوظ میں جو کہ زمین میں ہے اللہ کے غیب کا گودام ہے اور اس طرف آیت میں اشارہ ہے **(بل هو قرآن مجيد فى لوح محفوظ)** البروج آیت ۲۲۔ ''بلکہ وہ قرآن مجید ہے لوح محفوظ میں''۔ پس ولی کو یہ باتیں حفظ ہیں اور وہ انکی تاویل وتنزیل سے واقف ہے لہٰذا حقیقتاً لوح محفوظ خود ولی ہوتا ہے اب جو کوئی ولی کے اپنے اہلِ ولایت کے بارے میں علم کا انکار کرے اور اعمال بندگان کو دیکھنے کا انکار کرے وہ قرآن کو جھٹلاتا ہے وہ رحمان کا کفر کرتا ہے۔

اسی طرح جو یہ کہے کہ ولی کبھی جانتا ہے کبھی نہیں جانتا کسی چیز کو جانتا ہے کسی چیز کو نہیں جانتا ایسا شخص ولی کو جاہل

مانتا ہے لہٰذا اگر عالم مانتا ہے تو ہر چیز و ہر وقت میں عالم ماننا ہوگا۔ ورنہ دوسرے دعوے سے پہلے دعوے کی بھی تکذیب لازم آئے گی اور پہلے کی تکذیب سے دوسرے کی تکذیب لازم آئے گی۔ اس کا مطلب یہ ہوگا جسے مانتا ہے اُسے جھٹلاتا ہے اور جسے جھٹلاتا ہے اُسے مانتا ہے پہلے سے کفر لازم آئے گا۔ دوسرے سے ارتداد اور عقیدے کا فساد لازم آئے گا لیکن اول سچ ہے اور دوسرا بھی۔

قدرت و حکم :۔

ولی مطلق کی قدرت بھی اسکے علم کی طرح ہے جس طرح اُسکا علم ہر چیز پر محیط ہے اُسکی قدرت بھی ہر چیز پر محیط ہے کیونکہ ولی کا دل اللہ کی مشیت کا گھر ہوتا ہے اور اُسکی زبان اللہ کی حکمت کا اُبلتا ہوا چشمہ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔

جیسا کہ پہلے بیان ہوا ہے کہ ولیِ مطلق کو حکومتِ مطلقہ حاصل ہوتی ہے کیونکہ ولایت اول سے آخر تک حکم کا نام ہے کیونکہ ولایت علم الیقین وحق الیقین ہے جو نہ مسخ ہوتی ہے نہ زمانے کے تغیر و تبدل سے اُس پر کوئی اثر پڑتا ہے اور نہ ہی ولایت شریعتوں اور ادیان کی طرح منسوخ ہوتی ہے اور نہ ہی ختم ہوتی ہے کیونکہ اس کا خاتمہ دُنیا کا خاتمہ ہے اور نہ ہی اُس کے آگے دنیا بڑھ سکتی ہے کیونکہ وہ دُنیا پر سبقت رکھتا ہے اسکا عہد یوم ازل سے لیکر ابد تک اللہ نے کائنات سے لے لیا ہے اور یہ حکایت قیامت تک ایک ولی سے دوسرے ولی کو منتقل ہوتی رہتی ہے کیونکہ اللہ نے آسمانوں اور زمینوں کی خلقت سے بیشتر اسماء سے اس کا عہد لے لیا ہے ولایت انتہا ہے اور ہر دین کا کمال ہے اور جب ترازو اعمال تولنے کے لئے نسب کیا جائے گا اُس وقت ولایت کا ہی حکم چلے گا۔ اس دن جھٹلانے والے کا بُرا حال ہوگا اور اس بُرہان مبین کی طرف قول صادقین میں اشارہ ہے۔ (**سبحانه من خلق السماوات والارضين، وما سكن في الليل والنهار بمحمدٌ وآل محمدٌ**) ''پاک ہے وہ ذات جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا اور جو کچھ رات اور دن میں رکھا محمدؐ وآل محمدؐ کے لئے''۔

دُنیا آل محمدؑ کی ملکیت ہے

یہ حجت کا کلام ہے اور حجت کا کلام حجت ہوتا ہے اس قول میں لام ملکیت اور تخصیص کے معنی میں محمدؐ وآل محمدؐ کے لئے استعمال ہوا ہے بات یہ بھی ہے کہ جو چیز جس کیلئے بنائی جاتی ہے وہ دُنیا و آخرت میں اسکی ہوتی ہے دُنیا و آخرت کی ہر

چیز انکے لئے خلق ہوئی ہے اور انکو دے دی گئی ہے یہ دلیل ہے صراحت کے ساتھ کہ دُنیا و آخرت انکی ملکیت ہے دنیا و آخرت پہ انکی حکومت ہے بلکہ دُنیا و آخرت ہر اعتبار سے ان کے لئے ہے جس میں کسی کا کوئی حصہ ہے نہ کوئی بحث و نزاع، سب انکے غلام ہیں اور انکی ملکیت ہیں اور وہ سب کے آقا و مالک ہیں پاک ہے وہ ذات جس نے زمین و آسمان کو محمدؐ و آل محمدؑ کی ولایت کا غلام بنا دیا ہے اگر محمدؐ و آل محمدؑ سب کے آقا و مالک نہ ہوں تو لازم آئے گا کہ معصومؑ جھوٹا ہو یا اُسے جھٹلایا جائے معصومؑ کا جھوٹا ہونا مُحال ہے اور اُسکو جھٹلانے والا کفر کا مرتکب ہوگا۔ دُنیا و آخرت محمدؐ و آل محمدؑ کی ملکیت ہے اسی طرف حدیث رسولؐ میں اشارہ ہے۔ "پاک ہے جس نے دنیا و آخرت کو محمدؐ و آل محمدؑ کی ملکیت بنا دیا ہے"۔ دنیا و آخرت میں انکے لئے حکم اور ملکیت تساوی الطرفین ہیں عدم ترجیح و تخصیص کی وجہ سے، اب جو یہ اعتقاد رکھے کہ دنیا و آخرت دونوں انکی ملکیت ہیں تو وہ اللہ کی خصوص اور اماموں کی نصوص پر ایمان لے آنے والا ہے اور جس نے حکم و ملکیت دونوں کا انکار کیا تو اُس نے قرآن کا کفر کیا اللہ کے اولیاء کو جھوٹا جانا۔ دونوں چیزوں کے ثبوت آل محمدؑ کے لئے ہو جانے کے بعد ایک چیز کے انکار سے دوسری کا انکار لازم آتا ہے اور ایک کے اقرار سے دوسری کا اقرار لازم آتا ہے۔ لہٰذا ایک کی تکذیب کرنا کفر ہے تو دوسری کی بھی کفر ہے اور ایک کی تصدیق کرنا ایمان ہے تو دوسری کی تصدیق کرنا بھی ایمان ہے ایک کی تصدیق ایمان ہے تو دوسری کی تکذیب کفر ہوگی۔ لہٰذا جو دونوں باتوں میں سے ایک کی تصدیق کرے اور دوسری کی تکذیب کرے تو اس سے لازم آئے گا کہ سچی بات کو جھٹلا رہا ہے اور جھوٹی بات کو سچ کہہ رہا ہے یعنی ایمان کا کفر کر رہا ہے اور کفر کو ایمان مان رہا ہے۔ لہٰذا واضح بُرھان ہے جو کہ توڑا نہیں جا سکتا اور جو حق مٹ نہیں سکتا ثابت ہو گیا کہ دُنیا و آخرت محمدؐ و آل محمدؑ کی ملکیت ہے اور ان دونوں پر ان کی حکومت قائم ہے اور اس کا انکار دلیل کے سچے ہونے کی وجہ سے کفر ہے اور اس بات میں شک کرنا صاف ستھرے راستے کو چھوڑ کر کانٹوں والے راستے کا انتخاب کرنا ہے اور اس میں شک اور ریب دین سے پھر جانے کے برابر ہے تاویل کی صحت کی وجہ سے، اور اس کو سچ ماننا نجات کا باعث ہے اور جس کو سچ ماننا ضروری ہو اُس کو جھوٹ ماننے والا اللہ رب العالمین کی وحی کا کفر کرنے والا ہے۔ کیونکہ کتاب و عترت ایک دوسرے سے متصل رسیاں ہیں بقول پیغمبر اسلام (خلفت فيكم الثقلين كتاب الله و عترتي اهل بيتي ان تمسكتم بهمالن تضلوا، انبانى اللطيف الخبيرانهمالن يفترقا حتى يردا على الحوض) میں تم میں دو قیمتی چیزیں چھوڑ رہا ہوں اللہ کی کتاب اور میری عترت اہل بیتؑ جب تک ان دونوں سے چمٹے رہو گے کبھی گمراہ نہیں ہو سکتے مجھے اللہ نے خبر دی ہے کہ یہ دونوں کبھی ایک دوسرے سے جُدا نہیں ہونگے یہاں تک کہ حوض کوثر پر آجائیں۔ یہ جملہ

(حتی یردا علی الحوض) یہ دونوں حوض کوثر پر لوٹا دئے جائیں گے۔اس جملے میں دونوں کی مظلومیت کا بیان ہے اور دونوں کے اتحاد کا۔کتاب اُمت کو آئمہ علیہ کا فضل وشرف بتلاتی ہے اور انکی اطاعت کے واجب ہونے کا اعلان کرتی ہے اور عترت گواہی دیتی ہے کہ کتاب حق ہے۔کتاب کو اُلٹ پلٹ کیا اُس میں ممکنہ تحریف کی اور اُسے چھوڑ دیا اسی طرح عترت کو قتل کیا بکھیرا اور آوارہ وطن کر دیا۔لہٰذا اُمت کی ریاست سے یہ دونوں جلا وطن ہونے والے دوست ہیں جن کو کوئی پناہ نہیں دیتا اور کوئی گمراہ ان سے ہدایت لینے کو تیار نہیں ہے۔لہٰذا یہ دونوں ثقلین حوض کوثر پر اللہ اور رسولؐ سے اُمت کے مظالم کی شکایت کرتے ہوئے آئیں گے۔پس جب بھی کتاب کو مانو گے تو لازماً عترت کو بھی ماننا پڑے گا کتاب میں ہر چیز کا علم موجود ہے۔لہٰذا عترت جو قرآن کی ترجمان ہے اُسکے پاس بھی ہر چیز کا علم ہونا ضروری ہے۔اگر اس طرح نہ مانا جائے تو یہ دو آپس میں لپٹی ہوئی رسیاں نہ کہلاسکیں گی اور دوسری روایت میں رسولؐ نے اپنی دو انگلیوں کو آپس میں جوڑ کر فرمایا۔''اس طرح سے ایک ہیں کتاب وعترت''۔اس حدیث کا معنیٰ بھی کچھ نہیں رہتا اگر اس طرح دونوں کو نہ مانا جائے۔پھر یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ عترت کے پاس قرآن کا علم ہے اور عترت کتاب کے برابر درجہ رکھتی ہے شرف اور اطاعت کے اعتبار سے سرکارؐ نے فرمایا۔''اور میں نہیں کہتا جیسے یہ دونوں بلکہ ایک دوسری پر فضیلت رکھتی ہے''۔لہٰذا جو کتاب کے ایک حرف کا انکار کرے گا وہ مومن نہیں ہوگا کیونکہ ایمان کا مطلب ہے پوری کتاب پر بلا استثنیٰ ایمان لانا کیونکہ پوری کتاب پر ایمان لانا لازم ہے مومن ہونے کے لئے ،لہٰذا پوری کتاب پر ایمان لاؤ یا پوری کا انکار کرو پوری کتاب کا انکار کفر ہے اور پوری کتاب کا اقرار ایمان ہے۔

اسی طرح جو شخص عترت کے کسی قول کے کسی حرف کا بھی انکار کرے یا انکی حدیث کو رد کرے یا اُن کے فرامین میں شک کرے یا اُن کے امر امامت اور ولایت میں شک کرے یا اُن کے اسرار پر مبنی حدیث کو غلو سمجھے تو اُس نے تمام احادیث کا انکار کیا لہٰذا حق الیقین عطا کرنے والے ان براھین سے واضح اور ثابت ہو گیا کہ علیؑ یوم الدین کے حاکم و مالک ہیں اور اللہ کے امر سے یوم الدین کے ولی ہیں۔

مطلق ولایت اور غیر مطلق ولایت

حکومت دو طرح کی ہوتی ہے مطلق اور مقید اللہ یوم الدین کا مالک ہے یہ وہ رب ہے جس کی حمد سے سورہ فاتحہ شروع ہوتی ہے اور اُس کی طرف عبد کی اشک بار آنکھوں پر ختم ہوتی ہے لیکن یوم الدین کے حاکم اللہ و رسولؐ کے امر سے امیر المومنینؑ ہیں اور ایسا اس لئے کہ اللہ نے یوم ازل ہی اُن کی ولایت کا عہد لے لیا تھا کیونکہ آپؑ دنیا اور اہل دُنیا کے حاکم ہیں اسی طرح آخرت میں بھی حاکم ہیں۔ کیونکہ آپؑ کی ولایت کے تسلسل میں کوئی فاصلہ یا خلاء نہیں ہے اس کو اللہ نے عُروۃ الوثقیٰ سے تعبیر کیا ہے۔ (فقد استمسك بالعروۃ الوثقیٰ لاانفصام لها) بقرہ آیت ۲۵۶، اور دوسری آیت میں ہے۔ (الیس اللہ باحکم الحاکمین) التین آیت ۸۔

علی بن ابراہیم نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ علیؑ امیر المومنینؑ احکم الحاکمین ہیں ولایت دو طرح کی ہوتی ہے مطلق اور مقید اور امیر المومنینؑ کی ولایت مطلق ہے آپؑ یوم الدین کے مالک و حاکم و ولی ہیں صاحب حساب و کتاب ہیں اور اللہ رب العالمین جو الہٰ العالمین ہے خالق العالمین ہے۔

امیر المومنینؑ سے ایک آدمی نے کہا مولاؑ میں آپؑ سے محبت کرتا ہوں مگر فلاں شخص کو بھی پسند کرتا ہوں مولاؑ نے جواب میں فرمایا۔ ''تو اس وقت کانا ہے، یا تو اندھا ہو جا یا دونوں آنکھوں سے دیکھنے والا بن جا''۔ (فمن شاء فلیومن، ومن شاء فلیکفر) ''جو چاہے ایمان لے آئے اور جو چاہے کفر اختیار کر لے، اے رسولؐ تو ان کا ذمہ دار نہیں ہے''۔

اس بُرھان کا بیان یہ ہے کہ ابتداء زمان اعلان نبوت میں اللہ نے اپنے رسولؐ کو حکم دیا کہ بنی عبد المطلبؑ کو جمع کریں اور انہیں اللہ کی طرف دعوت دیں اور اُن میں سے جو کوئی آپکی نبوت کو ماننے میں سبقت کرے اور آپکی نصرت کی حامی بھرے اُس کے لئے اللہ اور رسولؐ کی طرف سے چار وعدے ہیں وہ رسولؐ کا بھائی ہوگا رسولؐ کا داماد ہوگا اور رسولؐ

کے بعد رسولؐ کی اُمت پر حکمران ہوگا۔ سوائے علیؑ کے کسی نے سبقت نہیں کی علیؑ نے رسولؐ کی بیعت کی رسولؐ کی نصرت کی رسولؐ پر اپنی جان فدا کرنے میں حاضر رہے اللہ سے کیا ہوا عہد پورا کیا اُس کی رضا کے لئے چمکتی ہوئی تلواروں میں گودے اور ہزاروں کو اللہ کی اطاعت میں قتل کر دیا اللہ کے دین سے مصیبتوں کو ٹالتے رہے۔ دشمنوں کے جھنڈے خاک میں ملاتے رہے۔ لوگوں کو اندھیروں سے نکالتے رہے اور جب رسولؐ اس دُنیا سے چلے گئے تو گوہ نے شیر کے سونے کا فائدہ اُٹھا کر اپنے پنجے گاڑ لئے جبکہ علیؑ ولی تھے جن کی اطاعت واجب تھی حکومت آپؑ کی تھی اللہ کے عدل کے مطابق کیونکہ خود اُس نے کہا ہے۔ **(اوفوا بعهدي اوفي بعهد كم)** ''تم مجھ سے کیا ہوا عہد پورا کرو میں تم سے کیا ہوا عہد پورا کروں گا''۔ اس اُصول کے مطابق اللہ پر واجب تھا کہ علیؑ کو قیامت تک حکمران بنائے اور اس دُنیا میں اُن کے چھپے ہوئے حق کے بدلے اُن کو یوم حساب کا حکمران بنائے اس طرف اس آیت میں اشارہ ہے **(و یوت کل ذي فضل فضله)** ہود آیت ۳۔ ''ہر صاحب فضل اپنا فضل پالے گا''۔ کیونکہ اللہ کی عنایات یا تو استحقاق کی بنیاد پر ہوتی ہیں یا اُس کے احسان کی وجہ سے اور یہ دونوں امیر المومنینؑ کو حاصل ہیں۔ پہلے استحقاقِ علیؑ کا بیان اللہ نے آپؑ میں اسرار الٰہیہ وقوئ ربانیہ وخواص ملکیہ پیدا کیا جو آپؑ کے علاوہ کسی بشر میں نہیں ہیں اسی وجہ سے عقلیں ان کے معنی ومطالب میں گنگ ہو جاتی ہیں اور لوگ کفر کر بیٹھتے ہیں۔ رسولؐ اللہ نے اس طرف اشارہ فرمایا ہے، **(خلقت انا و علی علیہ السلام من جنب الله ولم يخلق منه غيرنا)** ''میں محمدؐ اور علیؑ دونوں اللہ کے پہلو سے ظہور میں آئے اور ہمارے علاوہ کوئی ظاہر نہیں ہوا''۔ جنب اللہ کا مطلب ہے علم اللہ اور جو اللہ کے علم سے خلق ہوا ہو اُسکے لئے اللہ کا حق ہے جیسے مُردوں کو زندہ کر دینا غیبی باتیں ظاہر کرنا۔ جنگلی درندوں سے کلام کرنا فرات کے پانی کو منجمد کر دینا ڈوبے ہوئے سورج کو پھر طلوع کر لینا۔ بے زُبانوں کو بولنے کی طاقت دے دینا اب رہا اللہ کے احسان کا معاملہ تو اللہ بہتر جانتا ہے کہ کس کو اپنی رحمت کا نزول بنالے لہٰذا اللہ نے علیؑ کو مرکز رحمت قرار دے کر مخلوقات کے اُمور اُن کے حوالے کر دیئے اور اُن کو قیامت کے دن کا حکمران بنا دیا، لہٰذا علیؑ یوم الدین کے حاکم و مالک ووالی ہیں اور اس حقیقت کا جو کہ حق الیقین ہے وہی انکار کرسکتا ہے جس کا ایمان ویقین سے دور کا بھی واسطہ نہ ہو اور انسان اگر اس دُنیا میں وجود لے چکا ہے اور زندہ ہے تو وہ کہتا ہے انسان بھی واجب الوجود ہے اور زندہ ہے لہٰذا متکلم کے قول میں اللہ اور انسان دونوں لفظ وجود میں شریک ہیں اور دونوں امکان اور وجوب کی بنیاد پر ایک دوسرے سے الگ الگ ذاتوں میں ظاہر ہوتے ہیں یعنی اللہ وہ زندہ ہے جو واجب الوجوب اپنی

ذات سے ہے جبکہ انسان وہ زندہ ہے جو واجب الوجود دوسرے کے کرم سے ہے اسی طرح علیؑ مالک یوم الدین کی بات ہے آپ جانتے ہیں کہ علی ولی اللہ ہیں خلیفۃ اللہ ہیں ولی حکمران ہوتا ہے۔

مثلاً اگر کہا جائے کہ فلاں شخص عراقی دیوان کا مالک وحاکم ہے علی الاطلاق تو یہ جملہ سن کر عقل فوراً سمجھ جائے گی کہ یہ شخص وزیر ہے صاحب قلمدان ہے اس کے لئے کسی اور قرینے کی ضرورت نہیں ہے جو اسے بادشاہ سے تمیز دے سکے اسی طرح جب میں نے یہ کہا کہ علیؑ مالک یوم الدین ہیں تو کوئی مومن موحد عارف باللہ جسے ولایت وحکومت حاصل ہو اُس اللہ کے امر سے جس نے اُسے حاکم وولی بنایا ہے مگر بڑی عجیب بات ہے کہ علیؑ کی حکومت وولایت دنیا، حاکیت قیامت پر اللہ تو راضی ہے مگر جناب عالی راضی نہیں ہیں۔ (**ام یحسدون الناس علی ما اتاھم اللہ من فضلہ**) ''لوگ حسد کرتے ہیں اُس پر جو اللہ نے ان پر فضل کیا ہے'' اور پھر بھی تم یہ دعویٰ کرتے ہو۔ کہ تم علیؑ کی معرفت رکھتے ہو اور اُن کی ولایت کے قائل ہو خدا کی قسم تم اپنے دعویٰ ایمان میں جھوٹے ہو۔ تمہاری مثال اُس شخص کی ہے جس پر یہ شعر صادق آتا ہو۔

شعر: (ترجمہ)

''تم علیؑ کے معاملے میں اللہ کی رضا سے راضی نہیں ہو اور جو اللہ کی رضا پر راضی نہ ہو اُس پر اللہ کی لعنت! اے جہالت میں غرق حق کے منکر اے بناوٹی عارف تجھے یہ نہیں پتہ کہ دُنیا وآخرت ان نفوس قدسیہ کے لئے انکے ذریعہ خلقت میں آتی ہیں اور پھر ان کے حوالے کردی گئی ہیں۔ اللہ کو دُنیا وآخرت کی کیا ضرورت ہے''۔

(**واللہ غنی العالمین**) اور جو ان کے لئے ان کے ذریعے خلق ہوئی ہو وہ ان کی ملکیت ہے ان کی سلطنت ہے بلا کسی شریک وبلا کسی دعویدار کے اس بات کا ثبوت یہ قول معصومؑ ہے کہ ''جس نے مولا علیؑ کا رد کیا اُس نے اللہ کا رد کیا اور جس نے اللہ کا رد کیا اُس نے کفر کیا'' اور معصومؑ کا قول واجب التصدیق ہے جس پر اعتقاد رکھنا لازم ہے پس جس نے معصومؑ حجت کا رد کیا اُس نے کفر کیا اور جس نے کسی ایک طرف کا رد کیا تو وہ کفر وایمان کے درمیان کھڑا ہے اُسے چاہیے کہ بیچ میں معلق نہ رہے بلکہ دونوں طرفوں کا اقرار کرے یا مومن ہو جائے یا دونوں طرفوں کے انکار سے کافر ہو جائے اور جو ایمان نہیں رکھتا کافر ہوتا ہے لہٰذا واجب ہے اُس پر جس نے ایمان کے حقائق پر ناک رکھی ہے کہ وہ اس درخت کے پھولوں کی خوشبو بھی سونگھے اور جس نے ان حقائق کے ایک حرف کا بھی انکار کیا تو اُس کی ناک میں کُفر کا زکام گھر کر گیا

اُسے علاج کی ضرورت ہے۔ یہ فضائل و اسرار امامت تحقیق سے ثابت ہوئے ہیں جو اس راستے سے روگردانی کرے گا، گمراہی اُس کا مقصد ہوگی۔

علیؑ مالک یوم الدین ہیں

وہ لوگ تحقیق جن کے بس کی بات نہیں ہے بس تقلید پر ہی زندگی گزارتے ہیں اُن میں سے کسی نے اعتراض کیا کہ اگر علیؑ کو یوم الدین کا حاکم و مالک کہا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ رحمان ورحیم بھی علیؑ ہیں جواباً عرض ہے بات اُس طرح نہیں ہے جیسی آپؐ نے سمجھی ہے ہم علیؑ کو مالک یوم الدین اس آیت سے نہیں کہہ رہے جب ہم الحمد للہ رب العالمین کہتے ہیں تو ہم گواہی دیتے ہیں کہ تمام ترحمد کے انداز تمام کاموں میں تمام ترحمد کرنے والوں کی طرف سے صرف اللہ کے لئے ہے جو عالمین کا رب ہے وہی یہ حق رکھتا ہے کہ اُسے رحمان ورحیم کہا جائے اور اُسپر عدل و انصاف کو جاری کیا جاتا ہے کہ وہ مالک یوم الدین ہے جس کے احسانات نے تمام آسمانوں اور زمینوں کو گھیر رکھا ہے اور اُسی نے اپنے لطف و مہربانی سے سب کو عدم سے نکالا ہے اور پھر ان پر اپنے کرم کے بادلوں سے دھواں دار بارش کی ہے اور نعمتوں کو اُن پر برسایا ہے۔ اُن پر اپنے جود و کرم عفو مہربانی، منت و احسان کو وسیع سے وسیع تر کیا ہے۔ لہٰذا وہ اللہ یوم دین کا مالک ہے جس کی ملکیت میں ہر چیز ہے وہی مالک عباد ہے۔ وہی عادل یوم معاد ہے لیکن اللہ جسے چاہے حاکم و مالک بنادے چاہے جلنے والوں کے دل جل جائیں۔

اور جب ہم کہتے ہیں (**ایاك نعبدو ایاك نستعین**) تو ہم اس کا اقرار کرتے ہیں کہ ان صفات (رب، رحیم، رحمان، مالک) کا موصوف معبود حق ہے یہاں ہم کہتے ہیں (**اھدنا الصراط المستقیم**) کہ واجب الوجوب کی حمد کے بعد اُس کے جود و کرم کے ساتھ ہم حُب علی مانگتے ہیں کیونکہ یہی صراط المستقیم ہے۔

(**صراط الذین انعمت علیھم**) وہ آل محمدؐ ہیں جن کیلئے کون و مکاں خلق ہوئے ہیں (**غیر المغضوب علیھم**) اور یہ آل محمدؐ کے دشمن ہیں جن کی شکلیں موت کے وقت بدل جاتی ہیں۔ (**والضالین**) اور یہ شیعوں کے دشمن ہیں۔

جب ہم نے یہ دیکھا کہ اللہ نے اپنے نبیؐ اور ولی کو اپنی صفات میں داخل کرلیا اور محمدؐ و علیؑ کو اپنی عظیم آیات میں خاص مقام عطا کیا ہے جیسا کہ اپنے نبیؐ کے وصف میں فرمایا۔ (**لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیه**

ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رئووف رحیم) التوبہ آیت نمبر ۱۲۸، اور اپنے ولیؑ کے لئے فرمایا، **(وانہ فی اُم الکتاب لدینا لعلی حکیم) الزخرف آیت نمبر** ۴ لہٰذا وہ علیؑ حاکم وحکیم ہیں کیونکہ علو حکم ہے جسے علو حاصل ہے وہ بندوں پر عالی ہے اور قیامت کے دن کا حاکم ہے کیونکہ ہر حاکم عالی ہوتا ہے۔ ہر عالی حاکم نہیں ہوتا اور ہر وہ جو یوم دین کا حاکم ہو وہ مالک بھی ہوگا۔ مگر ہر مالک حاکم نہیں ہوتا لہٰذا علیؑ مالک وحاکم یوم الدین ہیں بنص کتاب المبین، کیونکہ جو کسی چیز میں حکم کا حق رکھتا ہے وہ اُس چیز پر ملکیت بھی رکھتا ہے اور اسی طرف اس آیت میں اشارہ ہے **(اوما ملکتم مفاتحہ) النور آیت نمبر** ۶۱ اور جنت اور دوزخ کی چابیاں آپ علیؑ کے ہاتھ میں ہیں اس لئے مالک بھی ہیں اور حاکم بھی ہیں۔ اب جو بھی اس کا انکار کرے گا جب اللہ بشارت دے گا کہ یوم بعث کا حاکم حیدرؑ ہے اور جو انکار کرے اُس پر لعنت ہے اب رہا یہ معاملہ کہ علیؑ حکیم ہیں تو واضح ہے کہ آپؑ جنت و دوزخ کے تقسیم کار ہیں آپؑ کی محبت ایمان ہے آپؑ سے بغض رکھنا کفر ہے اور آپؑ اپنے دوست اور دشمن کو رجیم کی طرف روانہ کر دیں گے بغیر یہ پوچھے کہ تو دوست ہے یا دشمن دوست دشمن کی پہچان کی وجہ سے آپ علیؑ الحکیم ہیں۔

دل چاہتا ہے اس راز سے پردہ اُٹھا دیا جائے تا کہ جسے ہلاک ہونا ہے وہ اسے دیکھ کر مر جائے اور جسے زندگی چاہیے ہو اس سے جی اُٹھے۔ ہم نے اس آیت کے اسرار علم حروف کے ذریعے کُریدے تو پتہ چلا اس میں نام علیؑ چھپا ہوا ہے مثلاً ع ل ی ح ک ی م۔ اس میں سات حروف ہیں اور ساتواں حرف ابجد میں (زے) ہوتا ہے یہاں اس کے اسرار ظاہر ہوتے ہیں اس کے اعداد (۱۸۸) ہیں اسی طرح (ا، ل، ص، ر، ا، ط) (ا، ل، م، س، ت، ق، ی، م) کے حروف چودہ ہوتے ہیں یہاں آل محمدؐ کے چھپے ہوئے راز ظاہر ہوتے ہیں اُس شخص پر جو اصحاب علیؑ میں ہو اور اس کے اعداد ۲۳۲ ہوتے ہیں اب جو حروف کے اسرار جانتا ہے وہ جان جائے گا کہ علیؑ حکیم ہیں، صراط المستقیم ہیں، مالک یوم الدین ہیں یہ علیؑ ابن ابی طالبؑ ہیں اور یہ سب کچھ امر رب العالمین سے ہے۔

ہر شے پر اسم محمدؐ و علیؑ کا ہونا

اسی طرح جو شخص آیات ودعوات واسماء الٰہیہ میں غور کرتا ہے اُس کو پتہ چل جاتا ہے کہ ہر محکم آیت کے ظاہر و باطن میں محمدؐ و علیؑ کا نام موجود ہے جس پر یہ راز منکشف ہو جائے اُسے شک وشبہ غیبی اسرار کی نفی پر مجبور نہیں کرتا۔ کیونکہ ہر عدد اپنے افراد میں حل ہو جاتا ہے اسی طرح وہ اس حالت کی طرف اشارہ کرتا ہے جس سے پہلے کچھ تھا نہ بعد میں، حروف

کے ذریعے کلمہ کی طرف اشارہ ہوتا ہے جو کہ کلمات کی ابتداء ہے اور تمام کلمات کی روح ہے لہٰذا وارد ہوا ہے کہ قرآن کے تین حصے ہیں ایک حصہ آل محمدؑ کی مدح ہے دوسرا اُن کے دشمنوں کی بُرائیوں سے پُر ہے اور تیسرے میں شریعت کے احکام حلال وحرام کا تذکرہ ہے اور قرآن کا باطن محمدؐ وعلیؑ ہیں، قرآن کا ظاہر وباطن ہے لہٰذا اے سننے والے ابوتُراب کے فضائل میں شک نہ کر کیا تمام اشیاء کا وجود پانی سے نہیں ہے (و جعلنا من الماء کل شئی حیی) لہٰذا پانی جو کہ ابوالاشیاء ہے راز اشیاء ہے وہ اصل میں حضرت مولانا ابوتُرابؑ ہیں جن کو یہاں پانی سے تعبیر کیا گیا ہے اور اسی طرف حدیث معراج میں اشارہ ہے سرکارؐ فرماتے ہیں۔ ''شب معراج میں نے کوئی ایسا دروازہ، پردہ، درخت، پتہ، پھل نہیں دیکھا جس پر علیؑ نہ لکھا ہوا ہو''۔ بے شک علیؑ کا نام ہر چیز پر لکھا ہوا ہے۔

سُلیم بن قیس کی روایت حدیث رسولؐ کے ذریعے اس کی تائید میں پیش خدمت ہے سرکارؐ فرماتے ہیں۔ ''علیؑ ساتویں آسمان میں اس طرح ہیں جیسے اہل زمین کے لئے سورج اور اہل زمین کیلئے سماءِ دُنیا پر اس طرح ہیں جیسے قمر ہوتا ہے اللہ نے علیؑ پر جو فضل وکرم کیا ہے اُس کا ایک جُزو اگر اہل زمین پر تقسیم کر دیا جائے تو وہ سب کے حصے میں آئے۔ علیؑ کو اللہ نے جو علم دیا ہے اُس کا ایک جزو اگر اہل زمین میں تقسیم کیا جائے تو سب عالم ہو جائیں علیؑ کا نام جنت کے ہر پردے پر لکھا ہوا ہے اللہ نے مجھے بشارت دی ہے کہ علیؑ اللہ کے نزدیک محمود ہے اور فرشتوں کے نزدیک عظیم ہے علیؑ میرا (محمدؐ کا) خاص ہے خالص ہے، میرا ظاہر ہے، میرا باطن ہے، میرا راز ہے، میرا بیان واعلان ہے میرا ہم نشین اور ساتھی ہے میری روح وانس ہے میں نے اللہ سے درخواست کی ہے کہ اُسے مجھ سے پہلے نہ اُٹھائے اور میرے بعد جب اُٹھائے تو درجہ شہادت پر فائز کر کے اُٹھائے اور میں جب جنت میں داخل ہوا تو دیکھا کہ علیؑ کی حوریں درختوں کے پتوں سے زیادہ تھیں اور علیؑ کے محلات نوع بشر کے افراد سے زیادہ تھے علیؑ میں ہوں اور میں علیؑ ہوں، جس نے علیؑ سے محبت رکھی اُس نے مجھ سے محبت رکھی اُس کی محبت نعمت ہے اور اس کی اتباع کرنا فضیلت ہے، زمین پر کوئی ایسا چلنے والا نہیں ہے جو میرے بعد علیؑ سے زیادہ عزت دار ہو، اللہ نے اُس پر فضل وفہم کی رداء نازل کی ہے اور اُسے محافل کے لئے زیب وزین بنایا ہے اور اُس کے ذریعے مومنین پر کرم کیا ہے۔ اُس کے ذریعے افواج اسلام کی مدد کی ہے اور اُس کے ذریعے دین کو عزت بخشی ہے اور اس کی وجہ سے کھیتوں اور کھلیانوں میں ہریالی ہے۔ اسکی وجہ سے اچھے لوگوں کو عزت ملی ہوئی ہے علیؑ کی مثال بیت اللہ الحرام کعبہ جیسی ہے کہ جس کی زیارت کو لوگ جاتے ہیں مگر کبھی وہ کسی کی زیارت کو نہیں جاتا۔ اُس کی مثال قمر کی سی ہے

کہ جب طلوع ہوتا ہے تو اندھیرا چھٹ جاتا ہے۔اُس کی مثال سورج جیسی ہے جب طلوع ہوتا ہے تو دن نکل آتا ہے اللہ نے اسکی صفات اپنی کتاب میں اور اُسکی مدح اپنی آیات میں بیان کی ہیں اور اُس پر منازل کو جاری کیا ہے لہٰذا وہ کریم ہے شہید ہو کر اس دُنیا سے جانے والا ہے" اور اللہ نے موسیٰؑ سے خطاب کی رات کہا تھا "اے عمران کے بیٹے میں صرف اسکی نماز قبول کرتا ہوں جو میری عظمت کے آگے خود کو پست کر کے پیش کرتا ہے اور اسکے دل کو اپنے خوف و محبت سے بھر دیتا ہوں اس لئے اُس کا دن میرے ذکر میں گزرتا ہے اور وہ میرے ان اولیاء کا حق پہچان لیتا ہے جس کے لئے میں نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔اپنی جنت اور دوزخ کو پیدا کیا ہے وہ محمدؐ اور اسکی عترتؑ ہے پس جو اُن کو پہچان لیتا ہے اور انکے حق کو پہچان لیتا ہے میں اُسے عالمِ جہالت میں عالم اور عالمِ ظلمات میں نور بنا دیتا ہوں اور اسکو بن مانگے عطا کرتا ہوں اور اسکے پکارنے سے پہلے اُسکو جواب دیتا ہوں"۔

اور اس قسم کی ایک روایت وہب بن منبہ سے ہے فرمایا موسیٰؑ نے شبِ خطابِ ربانی طور پر ہر ایک پتھر، پیڑ پودے کو محمدؐ اور انکے نقباؤں کا ذکر کرتے سُنا تھا موسیٰؑ ی نے کہا اے اللہ میں نے کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی جسے تو نے پیدا کیا ہے اور وہ محمدؐ اور انکے نقیبوں کا ذکر نہ کرتی ہو تب اللہ نے فرمایا۔ "اے عمرانؑ کے بیٹے میں نے انہیں (محمدؐ و آل محمدؐ) کو انوار سے قبل خلق کیا تھا اور انکو اپنے اسرار کا خزانہ دار بنایا تھا وہ میرے ملکوت کے انوار کو دیکھتے ہیں اور انکو اپنی حکمتوں کا خزانہ دار بنایا اور اپنی رحمت کی کان بنایا اور اپنے راز اور کلمے کے لئے زُبان قرار دیا۔دُنیا و آخرت کو اُنکے لئے خلق کیا"۔ تب موسیٰؑ نے کہا اے میرے رب مجھے اُمت محمدؐ میں قرار دے دے تب اللہ نے فرمایا۔ "اے عمرانؑ کے بیٹے اگر تو محمدؐ اور انکے اوصیاء کو پہچانتا ہے اور انکے فضل کو پہچانتا ہے اور ان پر ایمان رکھتا ہے تو تو اُمت محمدؐ کا ایک فرد ہے"۔اس کی تائید امالی کی ایک روایت سے ہوتی ہے۔جو رسولؐ کی حدیث پر مبنی ہے۔ "اے علیؑ اللہ نے تیرے شیعوں کو سات خصلتوں سے نوازا ہے موت کے وقت ان پر نرمی کی جاتی ہے وحشت قبر میں ان کو انیس دیا جاتا ہے۔اندھیرے میں نور اور قیامت کے دن بے خوفی اور میزان پر قسط، صراط پر گزرنے کی اجازت، دوسری قوموں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخلہ"۔

علماء کا حقائق کو چھپانا اور اس کے اثرات

کتاب آیات میں عبداللہ ابن عباس نے رسول اللہؐ سے حدیث بیان کی ہے فرمایا سرکارؐ نے کہ ''اللہ اس مخلوق کو صرف علماء کے گناھوں کے سبب سے عذاب دے گا''۔ یہ اُن علماء کا ذکر ہے جو علیؑ اور عترت علیؑ کے حق کو چھپاتے ہیں یہ حق انکے فضائل ہیں یاد رکھو کہ اس زمین پر انبیاء و مرسلین کے بعد علیؑ کے شیعوں اور محبوں سے بڑھ کر کوئی افضل نہیں جو کہ علیؑ کے امر کو ظاہر کرتے ہیں اور علیؑ کے فضل کو نشر کرتے ہیں اُنکو اللہ کی رحمت ڈھانپے رہتی ہے اور فرشتے اُن کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں اور ویل ہو تمام تر ویل انکے لئے جو علیؑ کے فضائل کو چھپاتے ہیں اور علیؑ کے امر کو چھپاتے ہیں یہ لوگ آگ پر کتنا صبر کرنے والے ہیں یہ بات حق ہے کیونکہ فضائل علیؑ کو اگر کوئی اس لئے بیان نہیں کرتا ہے کہ وہ جانتا ہی نہیں، تو ایسا شخص ہلاک ہوا کیونکہ یہ اپنے زمانے کے امام کو نہیں پہچانتا اور اگر کوئی شخص اس لئے فضائل کو چھپاتا ہے کہ وہ علیؑ سے نفرت کرتا ہے تو ایسا شخص منافق ہے، تیری ولایت اُس پر پیش کی گئی تو اس نے انکار کر دیا، اور مسخ ہو گیا، اُس وقت اُسے عالم مسوخات سے آواز دی گئی خبیث خبیثوں کے لئے ہوتے ہیں خبیثات کے لئے ہوتے ہیں ایسے آدمی کا نہ کوئی دین ہے نہ عبادت جبکہ مومن، موالی علیؑ کا عارف عابد شمار ہوتا ہے چاہے عبادت نہ کر رہا ہو اور محسن شمار ہوتا ہے چاہے بُرائی کر گیا ہو اور کامیاب شمار ہوتا ہے چاہے گناہگار ہی کیوں نہ ہو اور اس بات کی طرف اشارہ ہے اس آیت میں۔ (**ليكفر الله عنهم اسوا الذي عملوا ويجزيهم اجرهم باحسن الذي كانوا يعملون) الزمر آیت** ۳۵۔ ''اللہ اُن کی بُرائیوں کا کفارہ کر دے گا'' اور انکے اعمال کا سب سے اچھا اجر اُن کو جزاء کی صورت میں عطا کرے گا۔ یہ علیؑ کے شیعوں کے لئے خاص ہے کیونکہ کافر اور منافق کسی چیز کے مستحق نہیں ہوتے لہٰذا کافر اور منافق کو نکالنے کے بعد صرف مومن ہی باقی بچتا ہے اور مومن صرف وہ ہے جو علیؑ کا شیعہ ہے لہٰذا اسکی برائیوں کا کفارہ ادا کر دیا جائے گا حُب علی علیہ السلام کے ذریعے۔

اس کی دلیل میسر نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی شکل میں بیان کی ہے مولاؑ فرماتے ہیں۔ ''کیا کہتے ہو اے میسر اُس کے بارے میں جس نے ایک لمحے کے لئے اللہ کے امر و نہی کی نافرمانی نہیں کی مگر وہ ہمارا نہیں ہے

اوراس امر (امامت وخلافت) کو ہمارے غیر کے لئے قرار دیتا ہے؟''۔میسر کہتے ہیں میں نے کہا مولاؑ میں آپؑ کے آگے
کیا کہہ سکتا ہوں؟ تب مولاؑ نے فرمایا۔''وہ جہنم میں ہے''۔پھر مولاؑ نے فرمایا۔''اوراُسکے بارے میں کیا کہتے ہو جو تمہاری
طرح اللہ کے دین پر ہے ہمارے دشمنوں سے تبّرا کرتا ہے لیکن اور لوگوں کی طرح اُسکے بھی ذمہ گناہ ہیں ہاں بڑے
گناہوں سے اجتناب کرتا ہے''۔میسر نے کہا مولاؑ آپؑ کے آگے میں کیا کہہ سکتا ہوں مولاؑ نے فرمایا۔''وہ جنت میں ہے
اور اللہ نے قرآن میں اسکا ذکر کیا ہے (ان تجتنبوا کبائر ماتنهون عنه) النساء آیت ۳۱۔ وہ فرعون
(اُمت اسلامیہ) اور ہامان کی محبت ہے (نکفر عنکم سئیاتکم و ندخلکم مدخلاً کریماً) النسا
۳۱۔گرتم کبائر سے اجتناب کرو تو اللہ تمہاری بُرائیوں کا کفارہ کردے گا اور تم کو ایک کرم والی جگہ میں داخل کردے گا''۔
حُب علیؑ ہے اکرم والی جگہ۔

اوراسی سلسلے میں اللہ کا قول ہے (اللہ ولی الذین آمنو یخرجھم من الظلمات الی النور) البقر
۲۵۷۔''اللہ مومنوں کا ولی ہے اُنکو اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لے آتا ہے''۔آیت میں لفظ ایمان ہے جہاں ایمان
ہے وہاں اندھیرا ہے ہی نہیں۔پھر آیت کا مطلب کیا ہوا؟ یہاں اندھیرے سے مُراد خطاؤں،کوتاہیوں کا اندھیرا ہے جس
سے نکال کر ایمان اور ولایت کی روشنی میں اللہ مومن کو لے آتا ہے پھر اللہ کا یہ قول (والذین کفروا) یہاں کُفر سے
مُراد کفرِ علیؑ ہے علیؑ کا کُفر کرنا اللہ کا کفر ہے اور علیؑ پر ایمان لانا اللہ پر ایمان لانا ہے۔(اولیاءھم الطاغوت) طاغوت
یعنی فرعون امت اسلامیہ اور ھامان،(یخرجھم من النور الی الظلمات) اگر یہ لوگ کافر ہیں تو اُن کے پاس نور
کہاں ہے؟ پھر آیت کے معنی کیا ہوئے؟ یہ بالکل واضح ہے کہ جو علیؑ اور ولایت علیؑ کا کفر کرے گا وہ نورِ اسلام سے کفر کے
اندھیروں میں چلا جائے گا پھر اللہ نے کہا (اولئیك اصحاب النار) قرآن نے گواہی دی ہے اور تاکید کی ہے کہ
علیؑ کی ولایت کے علاوہ کسی کی ولایت کا اقرار کرے گا اسکا ٹھکانہ جہنم ہے،(ھم فیھا خالدون) اور اس میں ہمیشہ
رہے گا۔

لہٰذا علیؑ سے بغض رکھنے والا کافر ہے چاہے عبادت گزار ہو اور علیؑ سے محبت رکھنے والا عابد وزاہد ہے چاہے
عبادت نہ کر رہا ہو اور اسی طرف اس حدیث میں اشارہ ہے۔''علیؑ کی محبت عبادت ہے''۔آپکا ذکر عبادت ہے آپکی محبت
پر مر جانا شہادت ہے اور آپکی موالات سب سے بڑی دولت ہے اس طرف قرآن نے اشارہ کیا ہے۔

(فمن اتبع هداي فلا يضل ولا يشقى) طه ۱۲۳۔ ''جس نے ہدایت کی اتباع کی وہ نہ گمراہ ہے نہ بدبخت''۔ابن عباس نے کہا آیت میں ھدیٰ سے مراد علیؑ ابن ابیطالبؑ ہیں دوسری آیت (بل اتیناھم بذکر ھم) المومنون 71 یہاں ذکر سے علیؑ مُراد ہیں اور آیت (فلا خوف علیھم) البقرہ ۳۷۔''ان پر خوف و ہراس نہیں ہے''۔یعنی علیؑ کی اتباع کرنے کی وجہ سے عذاب سے بے خوف ہیں۔ (ولا ھم یحزنون) ''اور ان کو کوئی حزن وملال نہیں ہے''۔یعنی قیامت کے دن حُب علیؑ کی وجہ سے حزین نہیں ہونگے اور یہ قول الٰہی (بل اتیناھم بذکرھم) یعنی اُن کو ذکر کے لئے علیؑ دیا گیا۔ (فھم عن ذکرھم معرضون) ''اور وہ اپنے ذکر سے غفلت کرتے ہیں'' اور یہ اشارہ (قل ھو نبأ عظیم انتم عنه معرضون) سورہ ص ۶۸۔ ''کہہ دیجئے وہ عظیم خبر ہے تم اُس سے منہ موڑتے ہو'' اور یہ قول الٰہی (لقد انزلنا الیکم کتاباً فیه ذکرکم) الانبیاء ۱۰۔ ''ہم نے تمہاری طرف کتاب اُتاری ہے جس میں تمہارا ذکر موجود ہے''۔آپکی نجات حُب علیؑ میں ہے۔

حدیث طین

اصل بات حدیث طین سے پتہ چلتی ہے جسے ابراہیم نے امام صادقؑ سے روایت کیا ہے (مزاج) کے معنی میں مولاؑ فرماتے ہیں۔ ''جب اللہ نے مخلوقات کو پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو وہاں کچھ بھی نہ تھا، تب اللہ نے ایک پاکیزہ زمین پیدا کی اور اُس پر سات دن تک میٹھا پانی جاری کیا پھر اُس پر ہماری ولایت کو پیش کیا تو اُس نے قبول کرلیا۔پھر اُس اچھے پانی سے ہماری مٹی نکالی اور اس کے نیچے سے ہمارے شیعوں کی خلقت کیلئے مٹی نکالی اس لئے وہ ہمارے ہیں اور اگر ہم اور اُنکے آباء اُس پانی سے ہوتے جس سے ہم ہیں تو دونوں ایک جیسے ہوتے پھر اللہ نے ایک ایسی زمین پیدا کی جو پہلی والی زمین سے بالکل مختلف تھی اور اُس پر کھاری پانی کو جاری کیا پھر اُس پر ہماری ولایت کو پیش کیا۔تو اُس نے قبول کرنے سے انکار کردیا پھر اُس پر سات دن کھاری پانی جاری کیا اور اُس پانی سے طاغوتوں اور رہبران کفر کو پیدا کیا اور اس طرف قرآن نے اشارہ کیا ہے (وجعلنا ھم آئمة یدعون الی النار) القصص ۴۱۔ہم نے انہیں آگ کی طرف دعوت دینے والے امام قرار دیا۔پھر اس زمین سے نیچے کی مٹی نکال کر ہمارے دشمنوں کے ماننے والوں کو پیدا کیا پھر بڑی زمین کی نچلی مٹی کو ہمارے شیعوں کی مٹی کے ساتھ ملا دیا ہمارے دشمن نہ تو لا الہ الا اللہ کے قائل ہیں اور نہ ہی محمد رسول اللہؐ کے نہ نمازیں پڑھتے ہیں نہ روزے رکھتے ہیں ان سے جو اچھائیاں ظاہر ہوتی ہیں وہ نہ اُنکی ہیں نہ اُن کے لئے ہیں وہ تو

صرف ہمارے شیعوں کی ملی ہوئی مٹی کے اثرات ہیں"۔

میں رجب البرسی کہتا ہوں اہل اخبار نے اس حدیث کے آخری حصے سے تمسک کیا ہے اور اکثر اس کو خلاف عدل سمجھ کر اس کا انکار کرتے ہیں جبکہ یہ حدیث عدل سے بھری ہوئی ہے اور خود قرآن سے اس کی صراحت کی ہے۔ (فريق فى الجنة و فريق فى السعير) الشوري آیت ۷۔ "ایک گروہ جنت میں ہے اور ایک گروہ جہنم میں"۔

دوسری آیت (فمنهم شقي و سعيد) البقرہ ۱۰۵۔"ان میں بدبخت بھی ہیں اور با نصیب بھی"۔ دوسرا قول الٰہی (ولكن حق القول منى لاملان جهنم من الجنة والناس اجمعين) السجدہ آیت ۱۳۔ "لیکن میرا قول حق ہے میں جہنم کو جنات اور تمام انسانوں سے پُر کر دوں گا" اور آیت میں لفظ منّی کا مطلب ہے علم الٰہی اللہ پہلے سے جانتا ہے کہ لوگ کیا کریں گے اس سے پہلے کہ وہ اچھے یا بُرے کام کریں کیونکہ اللہ زمان و مکان سے بالا ہے پھر اللہ نے لوگوں سے اسی وقت عہد لیا جب وہ ذرات کی شکل میں تھے یہ ایک گہرا راز ہے جس کے معنیٰ ہیں اُن کی جبلت جو انہیں اچھائی یا بُرائی کی طرف لے جاتی ہے۔ لہٰذا علم الٰہی کے اعتبار سے لوگوں کے دو گروہ ہوئے ایک جن میں اطاعت کی قوت ہے دوسرے جن میں نافرمانی کی قوت ہے پھر اللہ نے ان کو اس دُنیا میں وجود بخشا اور ان کو شریعت و دین کی پابندی کا حکم دیا اور یہاں اللہ کا علم سابق لوگوں کی جبلتوں میں ظاہر ہوا اور اس طرح انسان دو گروہوں میں بٹ گئے اور جیسا کہ اللہ نے کہا ہے اور حق کہا ہے کہ عملی مومن اور عملی کافر اور اسی وجہ سے اللہ نے کہا 'میں پرواہ نہیں کرتا' اس جملے میں ایک لطیف اشارہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ میں نے ان کی فطرت میں توحید کو لکھ دیا اور عالم ارواح میں ان پر ایمان کو پیش کر دیا اور پھر عالم اشباح میں اس عہد کا ذکر دیا۔ اب یہ سب کچھ کرنے کے بعد جو چاہے اپنی آنکھیں کھول لے اور جو چاہے حقائق سے آنکھیں بند کر لے اب جبر یہ میری (اللہ) طرف ظلم کی نسبت دیں تو دیا کریں میں نے تو عدل وحکمت کے تمام تقاضے پورے کر دئے اب ایک فریق اپنے ایمان کی وجہ سے جنت میں اور دوسرا اپنے کفر اور طغیان کی وجہ سے جہنم میں جائے تو مجھے کیا ہے انہوں نے خود ہی راستے اختیار کئے ہیں۔ اس طرف اللہ نے ایک اور قول میں اشارہ دیا (اصحاب اليمين و اصحاب الشمال) الواقعہ آیت ۴۱۔ "اصحابِ یمین اور اصحاب شمال"۔

"پھر اللہ نے دونوں پانیوں کو آپس میں ملا دیا اب وہ گناہ جو ہمارے شیعوں سے ظاہر ہوتے ہیں وہ نواصب کی مٹی کا اثر ہیں وہ گناہ نواصب کے ہیں ان پر ہی لوٹ جائیں گے اور جو نیکیاں نواصب کرتے ہیں وہ مومن کی مٹی کا اثر ہیں

اورمومن کے مزاج کا اثر ہیں یہ نیکیاں مومن کی ہیں اور اسکی طرف لوٹ جائیں گی''۔

بات بالکل صحیح وواضح ہے کہ منافق کی شان کے خلاف ہے نیکی اور مومن کی شان کے خلاف ہے برائی وگناہ وظلم وکفر، لہٰذا جب اعمال اللہ کے سامنے پیش ہونگے تو وہ عادل وحکیم حکم دے گا کہ منافق کی اچھائی مومن کے ساتھ کردی جائیں اور مومن کی بُرائیاں منافق کو دے دی جائیں کیونکہ یہ اُس کی گندی مٹی کا اثر ہے دونوں نے اپنے اپنے عہدو پیمان کو پورا کیا ایک نے بُرائی کی دوسرے نے اچھائی کی ، پھر امام صادقؑ نے فرمایا **(وان ذالك حكم اله السماء والانبياء) البقره ۸۲**۔ ''یہ آسمان اور پیغمبروں کے خدا کا حکم ہے''۔ آسمان کے خدا کا حکم عقلی شرعی ، اصلی ، فرعی مزاجی ، طبعی ہے مومن کی طینت اُسکی اصل ہے جس نے ولایت کا اقرار کیا ہے اور اس پر قائم ہوگیا اور فرع یہ ہے کہ اُسی نے نیک اعمال انجام دیئے ہیں اس کے اصل اور فرع دونوں پاکیزہ ہیں اور جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے اُسکے لئے جنت ہے بطور جزاء کے اور یہی عدل بھی ہے اللہ اشارہ دیتا ہے۔ (الذین آمنو) جو لوگ ایمان لائے ہیں یعنی اُس دن پر جس دن عہد لیا گیا تھا **(واعملو الصالحات)** اور اچھے کام کرتے ہیں۔ یعنی عالم تکلیف میں عمل خیر کے لئے مشقت اُٹھاتے ہیں۔ اُن کے لئے جنت فردوس ہے کیونکہ وہ اچھے اعمال کے ساتھ قیامت میں آئے ہیں اس لئے اللہ نے انہیں اچھی جزاء سے نوازا ہے۔

اب طبیعت کی بات یہ ہے کہ ہر چیز اپنی طبیعت سے میل کھاتی ہے اور اپنے جیسے ہی کو پسند کرتی ہے رہا حکم الانبیاء کا مسئلہ تو یوسفؑ نے بات صاف کردی ، **(معاذ الله ان ناخذ الا من وجدنا متاعنا عنده) یوسف آیت ۷۹**۔ ''اللہ کی پناہ دے اس بات سے کہ ہم اُسے پکڑ لیں جس کے پاس ہماری چیز نہ ہو''۔ اللہ قیامت کے دن مومن کی طینت کے جھولے میں سے اُسکے خبیث پڑوسیوں کی طینت کے امتزاج سے پڑ جانے والی ناپسندیدہ اشیاء کو جھاڑ دے گا اور اس گوڑے کو نواصب کی جھولی میں ڈال دیا جائے گا۔ پھر اعلان کیا جائے گا آج کوئی ظلم نہیں ہے اور تمہارا رب بندوں پر ظلم نہیں کرتا اللہ نے اپنی آیت میں یہ اشارہ دیا ہے ، **(فخذ اربعة من الطير فصرهن اليك) البقره ۲۶۰**۔ ''چار پرندے لو پس وہ تیری طرف آئیں گے''۔ اللہ قادر ہے کہ ہر جز کو پرندہ بنادے مگر قدرت وحکمت و عدل کا تقاضہ تھا کہ ہر جز اپنے ہی جز سے مل کر پرندہ بنائے اور اس میں گہرا راز ہے اور وہ یہ کہ ہر چیز اپنی طینت رکھنے والی چیز کی طرف میل رکھتی ہے۔ اعتراض کرنے والا کہتا ہے خبیث کی طبیعت طیب کی ہمسائیگی سے اچھی ہوجاتی ہے اور طیب

کی طینت خبیث کی ہمسائیگی سے بُری ہوجاتی ہے۔ ہم جواب میں کہتے ہیں کہ جو طبیعت میں نہ ہو وہ طبیعت سے نہیں ہوتا مثلاً شفاف یاقوت سُرخ کے ٹکڑے میں مٹی کا ایک نقطہ یا ذرہ اگر پایا جائے تو وہ دوسرے بلانقطہ دار یاقوت کی ہمسائیگی یا طویل عرصہ تک قیمتی پتھروں کی کان میں گرمی سہنے کے باوجود باقی رہتا ہے ختم نہیں ہوتا اور یہ مٹی کا ذرہ مٹی کا ہی رہتا ہے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اور کبھی کبھی اس کا اُلٹ بھی ہوتا ہے یعنی یاقوت نورانی پتھر کی مثال تھا اب ظلمانی پتھر کی مثال لیں مثلاً مقناطیس اگر اس میں کوئی شفاف یا روشن نقطہ ہو تو وہ اپنی ضد کی ہمسائیگی سے ظلمانی نہیں ہوجاتا اور اسی طرح مومن اور منافق کی ملی جلی طبیعت کی مثال ہے۔ اللہ ادھر اشارہ کرتا ہے **(وما هم بحاملين من خطاياهم من شيء)** **العنکبوت** آیت ۱۲۔ ''انہوں نے اپنی خطائیں نہیں اُٹھا رکھیں ہیں بلکہ اپنے جو ہر ذات کی خطائیں ہیں''۔ ہر چیز اپنے جز سے ملحق ہوجاتی ہے۔ اچھا ہو یا بُرا **(وليحملن اثقالهم و اثقالاً مع اثقالهم)** ''اور وہ اُٹھائے ہوں گے اپنے بوجھ اور اپنے بوجھ کے ساتھ اور بوجھ'' یہ وہی بات ہے۔

اس مزاج مذکورہ کا ذکر کلام خدا میں ہے **(الذين يجتنبون كبائر الاثم و لفواحش)** شوریٰ آیت نمبر ۳۷۔ ''اور جو بڑے گناہوں اور فواحش سے اجتناب کرتے ہیں''۔ یہ فرعون اور ہامان کی محبت ہے یہ طین کا مزاج ہے **(ان ربك واسع المغفرت)** ''یہ ہمارے شیعوں کا خاصہ ہے کیونکہ کافر اور منافق کے نصیب میں مغفرت نہیں ہے'' **(وهو انشاكم من الارض)** ھود آیت ۶۱۔ یہ ملی جلی طینت ہے **(كما بدا كم تعودون)** الاعراف آیت ۲۹۔ ''جس سے تمہاری ابتداء ہوئی اسی طرف تمہاری واپسی ہوگی''۔ یہ مطلب ہے کہ ہر چیز اپنی اصل کی طرف لوٹ جائے گی بُرے اجزاء اپنی مٹی کی طرف چلے جائیں گے مومن میں جو اجزائے خبیثہ ہیں مخالف مٹی کے منکر ولایت اپنے بُرے اعمال کے ساتھ مومن سے نکل کر منافق کی طرف چلے جائیں گے اور منافق میں جو مومن کے طیب اجزاء ہیں وہ نیک اعمال کے ساتھ منافق سے نکل کر اپنی کان یعنی مومن کے جسم میں داخل ہوجائیں گے۔ مومن طیب ہے طیب کے لئے طیب اجزاء ہیں منافق خبیث ہے خبیث کے لئے خبیث اجزاء ہیں کیونکہ طیب کے ساتھ خبیث کی ہمسائیگی ہم نشینی عارضی تھی لہٰذا ضروری تھا کہ یہ عارضی وقت ختم ہوتے ہی وہ اپنی اصل کی طرف لوٹ جائیں اسی طرح خبیث کا معاملہ ہے خبیث نے شیطانوں خبیث و طاغوت کو اپنے لئے اختیار کیا یعنی فلاں وفلاں کو اللہ کے علاوہ یعنی علیؑ کے علاوہ اختیار کیا کیونکہ علیؑ کی ولایت اللہ کی ولایت ہے۔

(ویحسبون انھم مھتدون) الزخرف آیت نمبر ۳۷۔ ''وہ خودکو ہدایت یافتہ سمجھتے ہیں''۔یعنی اپنی نمازوں روزوں کی وجہ سے خودکو ہدایت یافتہ سمجھتے ہیں کیونکہ یہ نماز روزہ اصل میں انکی طینت سے پیدانہیں ہوتا بلکہ مومن کی طینت سے پیدا ہوتا ہے جوانکی طینت کی غیر ہے اس لئے یہ نمازیں روزے ان کے پاس باقی نہیں رہیں گے جن کی طینت کا یہ پھل ہیں۔ان کے پاس لوٹ جائیں گے یہ آیت مزاج ہے کیونکہ قرآن دلوں کے لئے شفاء کا پیغام ہے اور نور پرنور عطا کرنے والا ہے۔

اس تفسیر کی تائید سندی کی روایت سے ہوتی ہے جو عبداللہ ابن عباس نے رسولؐ اللہ سے بیان کی ہے سرکارؐ فرماتے ہیں۔''اے علیؑ اللہ تجھ سے محبت کرتا ہے اور تیرے محب سے محبت کرتا ہے اور فرشتے تیرے شیعوں کے لئے استغفار کرتے ہیں اور صرف تیرے شیعوں کے لئے ہی نہیں بلکہ اُن کے لیئے بھی جو تیرے شیعوں سے محبت کرتے ہیں اور جب قیامت کا دن ہوگا تو منادی ندا دے گا۔کہاں ہیں علیؑ سے محبت کرنے والے اُس وقت صالحین کا ایک گروہ کھڑا ہوگا۔اُن سے کہا جائیگا۔تم لوگ جس کو چاہو ہاتھ تھام کر اُسے اپنے ساتھ جنت میں لے جاؤ اُس وقت ہر ایک آدمی ہزار آدمیوں کو جہنم سے نجات دلائے گا۔اُس کے بعد دوبارہ منادی ندا دے گا کہاں ہیں باقی محبان علیؑ اُس وقت مقتصدون پر مبنی ایک گروہ کھڑا ہوگا اُس وقت اُن سے کہا جائے گا۔اللہ سے جس چیز کی تمنا ہے وہ مانگ لو اور اُس وقت جو کچھ وہ مانگیں گے وہ اُن کو مل جائے گا۔اُس کے بعد تیسری بار پھر منادی ندا دیگا۔کہاں ہیں باقی محبان علیؑ اُس وقت ایسے لوگوں پر مبنی ایک گروہ کھڑا ہوگا۔جو اپنی ذات پر ظلم کرتے رہے۔پھر منادی ندا کرے گا کہاں ہیں علیؑ سے بغض رکھنے والے اس آواز کے ساتھ ہی ایک خلق کثیر کھڑی ہو جائے گی۔اُس وقت کہا جائے گا ہر (گنہگار) محب علیؑ کے لیئے ایک ہزار مبغض علیؑ الگ کردو اور اُن کے اعمال نیک اس گناہگار محب علیؑ کے نامہ اعمال میں داخل کردو اور اس طرح اُن کو آگ سے نجات دلا دو اور تو اے علیؑ! اجل و اکرم ہے۔تو علیؑ العظیم ہے۔تیرے محب اللہ اور رسولؐ کے محب ہیں اور تیرے مبغض اللہ اور رسولؐ سے بغض رکھنے والے ہیں''۔

یہ دلیل و تاویل مکمل ہوتی ہے اس روایت پر جو جریر نے عبداللہ ابن عمر سے عبداللہ نے ابوہریرہ سے اور ابوہریرہ نے عبداللہ ابن عباس سے سنی ہے اور عبداللہ نے رسول اللہؐ سے سنی عبداللہ ابن عباس کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ رسولؐ اللہ نے بغیر رکوع کے پانچ مرتبہ سجدہ کیا تو میں نے کہا یا رسولؐ اللہ یہ پانچ سجدے کیسے تھے تو فرمایا۔''جبرائیل

کہنے لگے۔ اے محمدؐ اللہ علیؑ سے محبت کرتا ہے۔ یہ سن کر میں نے سجدہ کیا پھر جب سجدے سے سر اُٹھایا تو جبرائیلؑ نے کہ
اللہ فاطمہؑ زکیہ طاہرہ سے بھی محبت کرتا ہے یہ سن کر میں نے پھر سجدہ کیا جب سجدے سے سر اُٹھایا تو جبرائیلؑ نے کہا اللہ حسنؑ
سے بھی محبت کرتا ہے یہ سن کر میں نے پھر سجدہ کیا اور جب سجدے سے سر اُٹھایا تو جبرائیلؑ بولے اللہ حسینؑ سے بھی محبت
کرتا ہے میں نے پھر سجدہ کیا اور جب سجدے سے سر اُٹھایا تو جبرائیلؑ بولے اللہ ان کے محبوں سے بھی محبت کرتا ہے یہ سن
کر میں نے پھر سجدہ کیا''۔

عقل سے سمجھ سے پیدل جاہلِ مرکب جو کسی سر سے مس نہیں رکھتا۔ اعتراض کرتا ہے اور اپنے طاقتور جہل سے
کہتا ہے بتاؤ علیؑ اسم اعظم ہے کیسے؟ میں (رجب البرسی) نے جواب دیا اے ہدایت و درایت سے دور رہنے والے کیا تو
نہیں جانتا کہ ولایت مبداء بھی ہے اور غایت بھی اور یہ پہلا فریضہ ہے جو اللہ نے فرض کیا ہے اور پہلی مکمل خلعت ہے جو
رسولؐ اللہ کو پہنائی گئی پھر اس کے بعد نبوت اور رسالت کی خلعت پہنائی گئی اور آپ لوگ کتنی ہی دُعاؤں میں یہ پڑھتے
ہیں (انی اسألك باسمك الذي خلقت به كل شئي و كتبته على كل شئي) ''میں سوال کرتا ہوں تیرے
اس اسم کے واسطے سے جس سے تو نے ہر چیز پیدا کی اور ہر چیز پر اُسے لکھ دیا''۔

آل محمدؑ اسم اعظم ہیں

میں رجب البرسی مُرشد کے طور پر اُن کو درست راہ دکھاؤں گا کیا آپ نے غور نہیں کیا کہ اسماء وصفات تین اسماء اعظمیت رکھتے ہیں، اسم ذات، اسم صفات اور اسم جو کہ سرِ ذات ہے اور روح صفات ہے اور یہ کلمہ موجودات میں جاری و ساری ہے لہٰذا یہ سرِ ذات اور سرِ صفات ہے اور اس اسم کا کائنات مکمل طور پر اثر قبول کرتی ہے لہٰذا اسم اللہ وہ اسم مقدس ہے جو اللہ کی ذات پر بولا جاتا ہے وہ ذات جو احد ہے حق ہے اور اسم صفات اُس احد و واحد کے لئے محمدؐ ہیں اور وہ اسم جو روح صفات و سرِ ذات ہے وہ ہے علیؑ اور وہ نور کا نور ہے اور ان تینوں میں ہر ایک اسم اسمِ اعظم ہے، پس اسم جلالہ اللہ اسم مقدس ومکتوم ہے اور اسم محمدؐ وہ اسم اعظم کا ظاہر ہے کیونکہ واحد صورت وجود ہے اور منبع موجود ہے اور وہ ظاہر معدود ہے اور اسم علیؑ ظاہر و باطن ہے اور باطن وظاہر ہے۔ لہٰذا یہ حقیقت سرِ اعظم ہے کیونکہ یہ سرِ ربوبیت وسر نبوت وسر ولایت کا جامع ہے اور سر حاکم وسلطنت ہے اور سر جبروت وعظمت ہے اور سر تصرف الٰہی ہے اور اس طرف اس آیت میں اشارہ ہے (وله المثل الاعلى فى السماوات و الارض) الروم آیت نمبر ۲۷۔ ''اور اللہ کی مثلِ اعلیٰ ہے آسمانوں اور زمین میں'' اور وہ مثلِ اعلیٰ ہے علیؑ، اس بات کا بیان یہ ہے کہ جب آپ کہتے ہیں (ال م) تو اس میں ہر حرف میں محمدؐ وعلیؑ موجود ہے اور جب آپ اللہ کہتے ہیں تو یہ ذات معبود واجب الوجود کے لئے ہے اور جب آپ کہتے ہیں کہ یا اللہ تو (یا) پُکار ہے، اللہ وہ ہے جسے پُکارا ہے، تو اس کے معنی ہیں غیبت، لہٰذا یہ اسم ذات مقدس ہے اور اللہ کی (ہ) پر پیش پڑھا جائے تو اس سے ذات نکلتی ہے (ہُ) اور جب اس کے حرفوں کو طے کیا جائے تو اسم علیؑ بنتا ہے لہٰذا یہ اسم علیؑ اشارہ کرتا ہے جس سے وجود قائم ہے جب آپ کہتے ہیں (لا اله الا هو) تو یہ سرِ تنزیہ ہے حروف نفی اور اثبات کل دس حروف ہیں اور اسی طرف اس آیت میں اشارہ ہے (تلك عشرة كاملة) البقرہ آیت ۱۹۶۔ ''یہ کامل دس ہیں''۔ اس کا معنی یہ ہے کہ صرف واجب الوجود ہی حی، موجود، قادر و عالم ذات وہی عبادت کی مستحق ہے پھر ان حروف کے اعداد میں نام علیؑ ظاہراً و باطناً موجود ہے اور اسکا معنی ہے، الله لا اله الا الله، علیؑ کا چُھپا ہوا راز ہے اور اس کا امین ولیؑ ہے اور اس کا آسمان اور زمین میں مشہور نور ہے۔

جب آپ کہتے ہیں ھو یعنی وہ، تو یہ لفظ ھو اشارہ کرتا ہے اُس چیز کی طرف کہ جس سے پہلے کچھ ہے اور نہ بعد میں ہے یعنی یہ حقیقی الوہیت کی طرف اشارہ کرنے والا لفظ ہے۔ یہ حرف واحد (ھ) اُس ذات پر دلیل ہے جس کے لئے جلال و اکرام ہے بقاء و دوام ہے مُلکِ ابدی ہے سلطان سروری ہے پھر ان دونوں حرفوں ھو کے اعداد کو دیکھیں تو ان میں اسم علیؑ تاویلاً موجود ہے کیونکہ ولی کا نور عالم جبروت سے متصل ہے اس لئے وہ (وجہ) ہے اُس حی کا جسے کبھی موت نہیں آئے گی اور ولی اور اللہ کے درمیان حجاب نہیں ہوتا وہ ولی سرِ الٰہی اور حجاب ربانی ہے یہاں پر یہ بات متعین ہوگی کہ ان تین میں اسم اعظم ہے جو کہ سرِ السر ہے سمجھ رکھنے والے کے لئے اور ایک ایسا غیب جسے صرف اللہ کے اولیاء ہی درک کر سکتے ہیں اس کی ظاہر تقدیس ہے اور باطن تنزیہ ہے اور سر التوحید ہے کلمۃ الرب المجید ہے نہیں بلکہ وہ خود الہ الآلھہ ہے جس کا جلال رفیع ہے اُس کا خفی اور جلی راز ہے اُس کی نورانی وحی ہے اُس کا روشنی بکھیرتا ہوا چہرہ ہے۔

اسکی دلیل یہ ہے کہ شیعوں کی کتابوں میں ایک بات آئی ہے وہ یہ کہ ایک مرتبہ ابلیس، امیر المومنینؑ کے پاس سے گزرا تو مولاؑ نے اُسے فرمایا۔ ''اے ابو حارث تو نے اپنی آخرت کیلئے کیا جمع کیا ہے تو بولا آپؑ کی محبت جب قیامت کا دن ہوگا تو اُس دن میں اپنی جمع پونجی نکالوں گا جو کہ آپؑ کے ناموں پر مبنی ہے وہ نام جن کی کوئی تعریف ہی نہیں کر سکتا اور آپؑ کا ایک مخفی نام ہے جسے لوگ نہیں جانتے اُس نام کا ظاہر میرے پاس ہے اللہ نے اس نام کو اپنی کتاب میں رمزی طور پر بیان کیا ہے اس کو سوائے اللہ کے اور راسخون فی العلم کے کوئی نہیں جانتا اللہ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اُس کی باطنی آنکھیں کھول دیتا ہے اور وہ رمزی نام اُسکو بتا دیتا ہے یہ وہ نام ہے جس کے سہارے آسمان و زمین قائم ہیں اور اس اسم کے ذریعے زمین و آسمان کی اشیاء میں جیسا چاہے آدمی تصرف کر سکتا ہے''۔

اور اس کی تصدیق اعتقادی طریقے سے اس طرح ہوتی ہے کہ اللہ فرماتا ہے۔ ''اے میرے بندو جب کسی شخص کو تم سے کوئی حاجت ہوتی ہے تو وہ تم سے اُن لوگوں کے نام پر سوال کرتا ہے جن سے تم محبت کرتے ہو اور اُس وقت تم اُسکی حاجت پوری کر دیتے ہو اب تم لوگ بھی یہ جان لو کہ میں اللہ سب سے زیادہ اپنی مخلوق میں جن سے محبت کرتا ہوں وہ محمدؐ و علیؑ ہیں یہ میرے حبیب ہیں میرے ولی ہیں اب جسے مجھ اللہ سے کوئی حاجت ہو اُسے چاہیے کہ مجھ اللہ سے اُن کے واسطے سے منت سماجت کرے تو میں اسکا سوال رد نہیں کرونگا نہ اُسکی دُعا رد کرونگا اور میں یہ کیسے کر سکتا ہوں جبکہ اُس نے مجھ سے میرے حبیب، میرے صفی میرے ولی، میری حجت میری روح میرے کلمے میرے نور میری آیت

میرے دروازے سے میری رحمت میرے چہرے میری نعمت کے نام پر مانگا ہے، نہیں یہی نہیں بلکہ میں نے اُن کو اپنے نور عظمت سے خلق کیا ہے اور اُن کو اپنے اہل کرامت اور اہل ولایت سے قرار دیا ہے اب جو بھی ان کے حق و مقام کو پہچانتے ہوئے مجھ سے ان کے نام پر مانگے گا تو مجھ پر واجب ہے کہ اُس کی طلب کو پورا کروں اور یہ مجھ پر اُنکا حق ہے“۔

اسم اعظم وہ ہوتا ہے جس سے دُعا قبول ہوتی ہے لہٰذا یہ محمدؐ و علیؑ اسم اعظم اور صراط اقوم ہیں اور اس طرف آیت میں اشارہ ہے (سبح اسم ربك الاعلیٰ) ”اپنے رب کے اسم اعلیٰ کی پاکیزگی بیان کر“۔ (اعلیٰ) اسم ذات ہے اور عظیم جامع ذات و صفات ہے اس کی دلیل مولا علیؑ کا وہ فرمان ہے جو آپؑ نے سورج پلٹانے پر بیان کیا تھا۔ پوچھا گیا مولاؑ آپؑ نے سورج کیسے پلٹا دیا بولے۔ ”میں نے اللہ سے اسم اعظم کے ذریعے سوال کیا اللہ نے اُسے پلٹا دیا“۔ روایت ہے کہ آپؑ نے اپنی دُعا میں واپسی پر یہ الفاظ کہے تھے، (باسمك العزیز، باسمك العظیم، ولعزیز محمدﷺ و لعظیم علیؑ) ”تیرے عزیز نام سے، تیرے عظیم نام سے اور عزیز محمدؐ ہیں اور عظیم علیؑ ہیں“۔ تو لہٰذا (سبح اسم ربك العظیم) کا معنی ہوا، (باسمه العظیم الاعلیٰ) کیونکہ صفات کی تقدیس ذات کی توحید ہے اور محمدؐ و علیؑ عظمت میں ہر موجود سے اعلیٰ ہیں کیونکہ وہ دونوں وجود پر فوقیت رکھتے ہیں اور وجود کی حقیقت بھی اور ذات الٰہی سے تمام صفات کی نسبت زیادہ قریب ہیں۔

اور (فکان قاب قوسین او ادنیٰ) النجم آیت ۹۔ میں اس طرف اشارہ ہے یہ اللہ سے مکان کے قرب کی بات نہیں ہے کیونکہ اللہ مکان سے بالا ہے بلکہ یہ صفات میں ذات سے قرب کی طرف اشارہ ہے اور یہ ہے واحد کا احد سے قرب کیونکہ کلمۃ العلیاء وہ کلمہ ہے کہ ازل سے کوئی اس پر سبقت نہیں رکھتا اور اب بھی کسی کو اس پر سبقت حاصل نہیں ہے اور یہ وہ نور ہے جس سے وجود پھوٹا ہے اور اس کے کمال سے ہر وجود نکلا ہے اور پھیلا ہے اور یہ وہ اسم ہے جو تمام صفات پر مقدم ہے کیونکہ احدیت وحدانیت سے پہچانی جاتی ہے لہٰذا وہ اسم علی العظیم ہے اور اس طرف تخصیص کے ساتھ اشارہ ہے (فاوحیٰ الی عبده ما اوحیٰ) النجم آیت ۱۰۔ ”اپنے عبد پر وحی کی جو وحی کی“۔ یہاں عبد سے مُراد قرب ہے کیونکہ وہ مقام خاص میں ہیں لہٰذا نہیں خاص اسم سے پکارا گیا اور اُن پر وحی اُس مکان میں ہوئی تھی۔ وحی یہ ہوئی تھی کہ علیؑ امیر المومنینؑ ہیں اور قائد الغر المحجلین ہیں۔

اسرار سورہ فاتحہ

اس فصل کا بیان یہ ہے کہ کتب الٰہی کے راز، ولایت کا راز، رسالت کا راز اور اسم اکبر و سرغیب، سورہ فاتحہ میں ہے اور سورہ فاتحہ کا راز افتتاحیہ جملے **(بسم الله الرحمن الرحيم)** میں ہے اس میں تین اشارے ہیں **(واذا ذکرت ربك في القرآن وحده)** **الاسراء آیت ۴۶**، آیت میں ذکر اور وحدت سے مراد بسم اللہ الرحمن الرحیم ہے۔ کیونکہ وہ اکیلا ذکر اللہ ہے۔

دوسرا اشارہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم کے حرفوں کی تعداد ۱۹ ہے اللہ کے اسم واحد کے اعداد بھی ۱۹ ہیں لہٰذا بسم اللہ میں وحدت اور توحید و وحدانیت بھری ہوئی ہے واحد، احد کی صفت ہے اور واحد نور اول ہے اور یہ ذکر ذات ہے ظاہر اسم اعظم کے ساتھ۔

تیسرا اشارہ: بسم اللہ یہ سین کے باطن کی طرف اشارہ ہے اور سین کا راز (ب) اور میم کے درمیان ہے یہ وہ راز ہے کہ جسے امیر المومنینؑ نے اس طرح بیان کیا ہے کہ **(انا باطن السين وانا سر السين)** "میں علیؑ سین کا باطن ہوں اور میں سین کا راز ہوں"۔ یہ وہ چھپا ہوا اسم ہے اور اسم اعظم کا باطن ہے اب اگر آپ عقل مند ہیں تو اشارہ کافی ہے آپ کتاب کے اسرار سے ایک جامع اسم ذات وصفات حاصل کر سکتے ہیں یہ ذات وصفات کا راز ہوگا۔ پس اسم اعظم ہے جس کے ذریعے دعائیں قبول ہوتی جاتی ہیں اور کائنات میں ہل چل پیدا ہو جاتی ہے۔

علیؑ سے کائنات بنی

عمار یاسر سے امیر المومنینؑ کی ایک حدیث ہے جو اس دعوے پر دلیل اور تاویل ہے یہ کتابِ وحدت میں ہے مولا علیؑ فرماتے ہیں۔ "اے عمار میرے نام سے کائنات بنی ہے اور اسکی اشیاء وجود میں آئی ہیں میرے نام سے تمام اشیاء نے دُعائیں کی ہیں میں لوح ہوں، میں قلم ہوں، میں عرش ہوں، میں کرسی ہوں، میں سات آسمان ہوں، میں اسمائے حسنیٰ ہوں اور کلمات اعلیٰ ہوں"۔

الم، کہا گیا ہے کہ یہ اسم اعظم کے حروف میں سے ہیں **(ذلك الكتاب لا ريب فيه)** کہا ہے کہ کتاب علیؑ ہے جس میں شک نہیں **(هدى للمتقين)** کہا ہے کہ تقویٰ آگ سے بچاتا ہے اور آگ سے صرف حب علیؑ بچاتی ہے لہٰذا حقیقت حُب علیؑ تقویٰ ہے اور حُب علیؑ کے علاوہ جسے بھی تقویٰ کہا جائے گا۔ وہ مجازی معنیٰ میں ہوگا کیونکہ مجازی تقویٰ

آگ سے نہیں بچاتا۔ حقیقی تقویٰ بچاتا ہے اور وہ حُب علیؑ ہے **(الذین یومنون بالغیب)** کہا ہے کہ غیب سے مراد یہاں یوم رجعت، یوم قیامہ اور یوم قائمؑ ہے اور یہ آل محمدؐ کے ایام ہیں اور اسی مفہوم کی طرف اشارہ کرتی ہے یہ آیت **(و ذکرھم بایام اللہ)** ابراہیم آیت ۵۔ ''ان کے سامنے اللہ کے ایّام کا ذکر کرو''۔ لہٰذا رجعت کا دن ہو یا قیامت کا یا قائمؑ کا یہ آل محمدؐ کے دن ہیں اس دن ان کا حکم ہوگا اور مومنوں کو اس میں پناہ ملے گی۔ **(الذین یقیمون الصلاۃ)** کہا ہے کہ صلاۃ حقیقت حُب علیؑ ہے صلاۃ اللہ سے رشتہ استوار کرنے کا نام ہے اور عبد کا اپنے رب سے بخشش ومہربانی کا رشتہ صرف حُب علیؑ سے قائم ہے لہٰذا جو علیؑ سے محبت کرتا ہے وہ صلاۃ کو قائم کرتا ہے اور ہر وہ صلاۃ جو انسان پر واجب ہے شریعت کی طرف سے اگر اس صلاۃ کے ساتھ ولایت علیؑ نہ ہو تو یہ صلاۃ مجازی ہے حقیقی نہیں بلکہ اس سے بھی بڑی گمراہی ہے اور وبال جان ہے کیونکہ اُس نے وہ کام کیا جس کا اللہ نے اُسے حکم نہیں دیا تھا لہٰذا یہ راستے سے بھٹکا ہوا ہے نافرمان ہے اور اس عبادت پر اُسے سزا دی جائے گی۔ **(ومما رزقناھم ینفقون)** کہا ہے کہ آیت میں انفاق واجب وہ ہے جس سے مُردہ دلوں میں تازگی آتی ہے اور روح اور جسم اللہ کے دردناک عذاب سے نجات پاتے ہیں اور وہ انفاق ہے آل محمدؐ کی معرفت اور اس کے علاوہ جو بھی انفاق ہے وہ حقیقی نہیں مجازی ہے ٹھیک ہے کہ انفاق واجب ہے مگر اس انفاق کا کیا کرے کوئی جس سے نفاق کو طاقت ملتی ہو۔ **(والذین یومنون بما انزل الیك)** ''جو تجھ پر نازل کیا گیا ہے''۔ یعنی اللہ کی وصیت علیؑ کے حق میں جو نازل ہوئی ہے اس پر ایمان رکھتے ہیں کیونکہ اگر وہ علیؑ کے حق میں نازل وصیت الٰہی پر ایمان نہیں رکھتے تو اُن کا ایمان ایمان نہیں کہلاتا اور اگر اُسے ایمان کہا بھی جائے تو وہ حقیقی ایمان نہیں بلکہ مجازی ہے جو کچھ فائدہ نہیں دیتا اور اس طرف اس آیت نے بھی اشارہ کیا ہے۔ **(یا ایھا الذین آمنو آمنو)** النساء آیت نمبر ۱۳۶۔ ''اے ایمان والو! ایمان لاؤ''۔ اللہ نے آیت میں پہلے یہ ذکر کیا ہے کہ وہ ایمان لائے ہیں اور ایمان کی بنیاد پر انہیں آیت میں مومن گردانا ہے۔ پھر ان سے کہا گیا ہے کہ ایمان لاؤ کیا یہ تناقص ہے آیت کے مضامین میں؟ نہیں یہ تناقص نہیں ہے۔ اس کا معنی ہے اے محمدؐ پر ایمان لانے والو اب علیؑ پر ایمان لاؤ تاکہ تمہارا ایمان مکمل ہو جائے **(وما انزلنا من قبلك)** یعنی علیؑ کے حق میں پچھلے انبیاء پر بھی آیات نازل ہوئی تھیں۔ **(وبالآخرۃ ھم یوقنون)** یعنی وہ اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ آخرت کی حکومت علیؑ کی حکومت ہے جس طرح دنیا کی حکومت بھی ان ہی کی ہے **(اولئك علی ھدیً من ربھم)** کہا ہے کہ اس دین پر ہونا ہدایت ہے **(واولئك ھم المفلحون)** اور اس معرفت میں فلاح ہے۔

امام کی معرفتِ نورانیہ

اس باب میں حضرت سلمان محمدیؑ اور حضرت ابوذر غفاری نے امیر المومنینؑ کی حدیث بیان کی ہے۔
مولا امیر المومنینؑ فرماتے ہیں۔ ''جس کے باطن میں میری ولایت اُس کے ظاہر سے کم ہو اُس کا پلڑا ہلکا ہو گا۔ اے سلمان! کسی مومن کا ایمان اُس وقت تک کامل نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ مجھے (علیؑ) نورانی طور پر نہ پہچان لے اور اگر وہ میری نورانی معرفت سے عرفان حاصل کر لے تو وہ ایسا مومن ہے جس کے قلب کا اللہ نے ایمان کے ساتھ امتحان لے لیا اور اُس کے سینے کو اسلام کے لئے کھول دیا۔ ایسا مومن اپنے دین کی بصیرت رکھنے والا عارف ہے، اور جو اس معاملۂ معرفتِ نورانیہ سے قاصر رہا وہ شک وشبہ میں رہنے والا ہے۔ اے سلمان! اور اے جُندب! میری (علیؑ) معرفت اللہ کی معرفت ہے اور اللہ کی معرفت میری معرفت ہے یہ خالص دین کا خلاصہ ہے اللہ اس بارے میں کہتا ہے۔ (وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین) البینہ آیت ۵۔ یہ مطلب ہے اخلاص کا اور اللہ کا یہ قول (حنفاء) اس کا مطلب ہے محمدؐ کی نبوت اور یہ دین حنیف ہے اور اللہ کا یہ فرمان (ویقیمون الصلاۃ) ''صلوٰۃ قائم کرو''۔ یہ میری (علیؑ) ولایت ہے پس جو میری ولایت کو مانتا ہے تو وہ نماز قائم کرنے والا ہے اُس نے نماز قائم کر دی اور یہ سخت اور دشوار منزل ہے۔ (ویوتوا الزکوۃ) یہ آئمہ معصومینؑ کی امامت کا اقرار ہے۔
(ذلک دین القیمۃ) ''وہ اللہ کا دین قیم ہے''۔ قرآن گواہی دیتا ہے کہ دین قیم کا مطلب ہے توحید میں مخلص ہونا اور نبوت اور ولایت کا اقرار کرنا لہٰذا جس نے اس پر عمل کیا اُس نے دین قیم اختیار کر لیا۔
اے سلمان! اور اے جندب! امتحان شدہ مومن وہ ہوتا ہے جو ہماری بات میں سے کسی بات کو رد نہ کرے چاہے اُس کی سمجھ میں نہ آتی ہو یہاں تک کہ اللہ اُس کے سینے کو کھول دے تاکہ وہ قبول کرنے کی اہلیت پا لے اور وہ کسی حال میں شک وشبہ کا شکار نہیں ہوتا۔ لیکن جو شخص کیوں اور کیسے کے الفاظ سے ہماری باتوں پر شک کا اظہار کرے تو وہ کفر کرنے والا ہے، ایسی حالت میں جب سمجھ میں نہ آئے اللہ کا امر اللہ کے حوالے کر دو۔ پس ہم امر اللہ ہیں۔ اے سلمان! اور اے جندب! اللہ نے مجھے (علیؑ) اپنی مخلوق پر اپنا خلیفہ بنایا ہے اور مجھے وہ کچھ دیا ہے جس کو کوئی بیان کرنے والا بیان

نہیں کرسکتا۔ نہ کوئی جاننے والا جان سکتا ہے نہ پہچان سکتا ہے اگر تم لوگ مجھے اس طرح سمجھنے لگے تو تم مومنوں میں سے ہو۔

اے سلمان! اللہ نے فرمایا **(واستعینوا بالصبر والصلاۃ)** آیت میں صبر محمدؐ ہیں اور صلاۃ میری (علیؑ) ولایت ہے اور اس طرح کہ اللہ نے فرمایا ہے **(وانھا لکبیرۃ)** صلاۃ کبیر ہے۔ یہ نہیں کہا کہ صبر اور صلاۃ دونوں کبیر ہیں پھر اللہ نے فرمایا **(الا علی الخاشعین)** بقرہ آیت نمبر ۴۵۔ یہاں اللہ نے میری ولایت کے ماننے والوں کو مستثنیٰ قرار دے دیا کیونکہ وہ میرے نورِ ہدایت سے دیکھتے ہیں۔

اے سلمان! ہم اللہ کا وہ راز ہیں جو چھپا نہیں رہا اور اللہ کا وہ نور ہیں جو کبھی نہیں بجھایا جاسکتا اور اللہ کی وہ نعمت ہیں جو ادھوری نہیں رہ سکتی ناقص نہیں ہوسکتی ہمارا اول بھی محمدؐ ہے ہمارا اوسط بھی محمدؐ ہے اور ہمارا آخر بھی محمدؐ ہے پس جو ہمیں اس طرح جان گیا اس طرح پہچان گیا اُس نے دینِ قیم کو مکمل کرلیا۔

اے سلمان! اے جُندب! میں (علیؑ) اور محمدؐ ایک نور تھے، عالم مسحات میں تسبیح کرتے تھے اور مخلوقات سے پہلے طلوع ہوتے تھے پھر اللہ نے اُس نور کو دو برابر کے حصوں میں تقسیم کردیا ایک حصہ نبی مصطفیٰؐ ہوا اور دوسرا حصہ وصی المرتضیٰ علیہ السلام ہوا۔ تب اللہ نے اُس ایک حصے سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا، تو محمدؐ ہے اور دوسرے سے کہا تو علیؑ ہے اور اسی لئے نبی نے فرمایا **(انا من علی علیہ السلام، وعلی علیہ السلام منی، ولا یودی عنی الا علی علیہ السلام)** میں علیؑ سے ہوں اور علیؑ مجھ سے، میرے کام صرف علیؑ پورے کرے گا"۔

(رجب البرسی تشریح کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اسی طرف اللہ نے آیت میں اشارہ کیا ہے۔ **(انفسنا و انفسکم)** اور یہ اشارہ ہے ان دونوں (محمدؐ و علیؑ) کے عالم ارواح و انوار میں ایک ہونے کا اور اسی کی مثال یہ دوسرا قول الٰہی ہے، **(افان مات او قتل)** آل عمران ۱۴۴۔ "اگر وہ مرجائے یا قتل ہوجائے" اور یہاں موت کی نسبت یا قتل کی نسبت وصی علیؑ کی طرف ہے کیونکہ وہ دونوں ایک ہی چیز ہیں معنیٰ ایک ہے اور نور ایک ہے معنیٰ اور صفت ایک ہی ہیں جسم اور نام میں الگ الگ ہیں ایک علیؑ اور ایک محمدؐ لہٰذا یہ دونوں عالم ارواح میں ایک ہی ہیں، **(انت روحی التی بین جنبی)** "تو میری روح ہے میرے دونوں جنبوں کے درمیان" اور اسی طرح یہ عالم اجساد میں بھی ایک ہیں۔ **(انت منی و انا منک تُرثنی وارثک)** "تو میں ہوں اور میں تو ہے تو میرا وارث ہے اور میں تیرا وارث ہوں" اور (انت

منی بمنزلة الروح من الجسد) ''تو میرے لئے ایسا ہے جیسے روح جسم کے لئے ہوتی ہے'' اور اس طرف قول خدا اشارہ کرتا ہے **(صلوا علیه وسلمو تسلیماً)** احزاب ۵٦۔ ''نبی پر صلوٰۃ اور وصیؑ پر سلام'' اور یاد رکھو تمہیں نبیؐ پر صلوات کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گی جب تک کہ علیؑ پر اُس کو ولیؑ مان کر سلام نہ کرو) (یہ رجب البرسی کی تشریحات تھیں اب حدیثِ معرفت کا باقی حصہ)

''اے سلمان! اور اے جُندب! محمدؐ ناطق تھے اور میں صامت تھا، اور ہر زمانے میں ناطقؑ و صامت ہوتے ہیں محمدؐ صاحب جمع ہیں اور میں صاحب حشر، محمدؐ منذر ہیں اور میں ہادی ہوں محمدؐ صاحب جنت ہیں اور میں صاحب رجعت ہوں محمدؐ صاحب حوض ہیں اور میں صاحب لواء ہوں محمدؐ صاحب مفاتیح ہیں میں صاحب جنت و نار ہوں محمدؐ صاحب وحی ہیں اور میں صاحب الہام ہوں محمدؐ صاحب دلالات ہیں اور میں صاحب معجزات ہوں۔ محمدؐ خاتم النبیینؐ ہیں اور میں خاتم الوصیینؑ ہوں، محمدؐ صاحب دعوت ہیں اور میں صاحب سیف و سطوت ہوں، محمدؐ نبی کریم ہیں اور میں صراط مستقیم ہوں، محمد رؤف الرحیم ہیں اور میں علی العظیم ہوں۔

اے سلمان! اللہ فرماتا ہے **(یلقی الروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ)** غافر ۱۵، اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے روح ڈال دیتا ہے اپنے امر سے اور یہ روح صرف اُسے دی جاتی ہے۔ جس کو حکومت و قدرت دی جائے، میں مُردوں کو زندہ کرتا ہوں اور جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے سب جانتا ہوں اور میں ہی کتاب مبین ہوں۔

اے سلمان! محمدؐ حجت قائم کرنے والے ہیں میں خلق پر حجت حق ہوں (اور جس روح کا آیت میں تذکرہ ہے) **(یلقی الروح من امرہ)** میں اس روح کی قوت سے آسمان پر پہنچ جاتا ہوں میں نے نوح کو کشتی میں محفوظ رکھا اور میں صاحب یونس ہوں، جب وہ دیوہیکل مچھلی کے پیٹ میں تھے اور میں ہی وہ ہستی ہوں جس نے موسیٰؑ کو سمندر پار کرایا اور میں نے ہی پُرانی قوموں کو صفحہ ہستی سے مٹایا مجھے انبیاء اور اوصیاء کا علم اور فصل الخطاب دیا گیا ہے اور میں محمدؐ کی نبوت کی تکمیل کرنے والا ہوں میں نے دریاؤں اور سمندروں کو وجود بخشا اور زمین سے چشموں کو اُبالا، میں یوم اظلہ کا عذاب ہوں۔ میں موسیٰؑ کا اُستاد خضرؑ ہوں۔ میں نے داوٗدؑ و سُلیمانؑ کو تعلیم سے آراستہ کیا۔

میں ذولقرنین ہوں میں نے اس کی مچھلی کو ہٹایا اللہ کے اذن سے۔ میں دور سے پُکارنے والا ہوں، میں یوم

ظلمت کا عذاب ہوں، میں دابۃ الارض ہوں میں جس طرح رسولؐ اللہ نے کہا اے علیؑ تم اس اُمت کے ذوالقرنینؑ ہو اور دونوں طرف کے مالک ہو تمہارے ہی لئے ابتداء ہے اور تمہارے ہی لئے انتہا ہے۔

اے سلمان! ہماری میت مر کر بھی نہیں مرتی اور ہمارا مقتول قتل ہو کر بھی قتل نہیں ہوتا اور ہمارا غائب غائب ہو کر بھی غائب نہیں ہوتا۔ ہم عورتوں کے پیٹوں سے نہ پیدا ہوتے ہیں نہ پیدا کرتے ہیں اور لوگوں میں کسی کو ہم پر قیاس نہیں کیا جا سکتا، میں عیسیٰؑ کی زُبان میں بول رہا تھا جب وہ جھولے میں تھے میں نوحؑ ہوں ابراہیمؑ ہوں میں صاحب ناقہ ہوں میں صاحب راجفہ ہوں میں صاحب زلزال ہوں۔ میں لوح محفوظ ہوں مجھ پر علم کی انتہا ہوتی ہے میں جیسے اللہ چاہتا ہے ویسے صورتوں کو بدل دیتا ہوں جس نے مجھے دیکھا اُس نے نوحؑ اور ابراہیمؑ کو دیکھا اور جس نے انہیں دیکھا اُس نے مجھے دیکھا اور ہم حقیقت میں اللہ کا وہ نور ہیں جس کو نہ زوال ہے نہ تغیر۔

اے سلمان! ہماری وجہ سے ہر پیغمبر کی عزت ہے پس ہمیں رب نہ کہنا اور جو چاہو ہمارے بارے میں کہہ سکتے ہو ہماری وجہ سے ہلاکت بھی ہے اور نجات بھی۔

اے سلمان! جو اس پر ایمان لائے جو میں نے کہا اور جو میں نے شرح کی ہے تو وہ مومن ہے جس کے قلب کا اللہ نے ایمان کے ساتھ امتحان لے لیا ہے اور اس سے اللہ راضی ہو گیا ہے، اور جس نے اس میں شک کیا تو وہ ناصبی ہے چاہے وہ ہماری ولایت کو ماننے کا دعویٰ ہی کیوں نہ کرتا ہو وہ جھوٹا ہے۔

اے سلمان! میں اور میرے اہل بیتؑ میں جو ہادی ہیں وہ اللہ کا چھپا ہوا راز ہیں اور اُس کے مقرب اولیاء ہیں ہم سب ایک ہیں اور ہمارا امر ایک ہے اور ہمارا راز بھی ایک ہے لہٰذا ہم کو الگ الگ نہ سمجھنا۔ ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ ہم ہر زمانے میں اللہ کی مشیت کے مطابق ظاہر ہوتے رہتے ہیں اُس کا پوری طرح سے ستیاناس جو میرے قول کا انکار کرے میرے قول کے منکر صرف وہ انکار کریں گے جن کے دل اور کان پر مہر لگا دی گئی ہے اور آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے۔

اے سلمان! میں ہر مومن و مومنہ کا باپ ہوں اے سلمان! میں طامۃ الکبریٰ ہوں میں آزفہ ہوں میں حاقہ ہوں میں قارعہ ہوں میں غاشیہ ہوں میں صیحہ ہوں میں صاخۃ ہوں میں محنۃ النازلۃ ہوں اور ہم آیات ہیں دلالات ہیں حجاب ہیں وجہ اللہ ہیں یہ میرا نام تھا جسے عرش پر لکھا گیا تو اُس کو قرار آ گیا اور جب آسمانوں پر لکھا گیا تو وہ قائم ہو گئے اور جب زمین پر لکھا گیا تو وہ بچھ گئی اور جب ہوا پر لکھا گیا تو وہ ٹھہر گئی اور جب بجلی پر لکھا گیا تو وہ چمکنے لگی۔ بارش کے قطروں

پر لکھا گیا تو وہ جاری ہوئے اور جب بادل پر لکھا گیا تو وہ برسنے لگے اور جب رعد پر لکھا گیا تو گڑگڑانے لگی اور جب رات پر لکھا تو وہ اندھیری ہوگئی اور جب دن پر لکھا گیا تو وہ روشن ہوگیا اور مُسکرانے لگا''۔

کچھ مزید اسرارِ علیؑ میں

مولاؑ کے کچھ جملے کتاب وحدت میں آئے ہیں مولاؑ امیر المومنینؑ نے اپنے خطبے میں فرمایا۔''حمد ہے اللہ کی جس نے دہر بنایا، اور جو امور کو اپنی اپنی جگہ رکھنے والا مالک ہے وہ جس کے ہونے سے ہم ہوئے اس سے پہلے کہ اول وازلی مخلوق عالم امکان میں تھی یہ موجودہ مخلوق نہیں، ہم اُس سے شروع ہوئے اور اُسی کی طرف لوٹ جائیں گے۔ہاں دہر نے ہمیں اپنی حدود میں لے رکھا ہے ہمارے لئے عہد لئے گئے ہیں اور ہمارے سامنے گواہوں کی پیشی ہے جب راستے ہزاروں شکلوں میں ہونگے رات ودن طویل ہوجائیں گے پس نہیں رہے گی علامت کی علامت سوائے عام اور سام کے، ہم اسم ضخیم اور عالم غیر معلم ہیں۔ میں (علیؑ) جنب ہوں اور محمدؐ جانب عرش، خلائق پر اللہ کا عرش ہے، میں باب مقام ہوں ، حجت خصام ہوں دابۃ الارض ہوں اور صاحب عصا ہوں اور آخری فیصلہ ہوں سفینۃ النجات ہوں۔ اقطارِ عالم کے ستون ہوں یا خیموں کے ستون ہمارے کندھوں پر قائم ہیں۔ میں علم کا ساگر ہوں ہم حجت حجاب ہیں جب فلک گردش میں آئے گا تو کوئی مرے گا، کوئی ہلاک ہوگا ہاں یاد رہے حبل متین کے دونوں سرے ماء و معین کے قرار پانے تک، بسیط کی تمکین تک، چین سفید کے پیچھے تک، طالقانیون کے مصارع کی قبروں تک، یاسین کے ستاروں تک اور اصحاب سین جو عالمین کے علین ہیں تک، طواسین کے اسرار چھپے ہوئے ہیں۔ بیداء و غبراء تک، حد ثریٰ تک، میں دیان الدین ہوں میں ضرور بالضرور بادل پر سواری کرونگا اور ضرور بالضرور گردنیں ماروں گا میں ارم کا پتھر پتھر الگ کردونگا اور دمشق میں میرا ایک پتھر ہے اُس پر بیٹھوں گا عربوں پر موت مسلط کروں گا''۔ پوچھا گیا مولاؑ یہ سب کب ہوگا؟ فرمایا۔''جب میں مر کر مدفون ہوجاؤنگا میرے اوپر اینٹیں چُن دی جائیں گی قبہ بنا دیا جائے گا''۔

علیؑ کی حقیقت

جب مولاؑ امیر المومنین خوارج سے جنگ کے بعد واپس آرہے تھے تب آپؑ نے یہ خطبہ ارشاد فرمایا اور حمد الٰہی اور صلاتِ محمدیؑ کے بعد ارشاد فرمایا۔''میں سب سے پہلا مسلمان ہوں میں سب سے پہلا مومن ہوں سب سے پہلا

روزہ دار ہوں سب سے پہلا مجاہد ہوں میں اللہ کی حبل متین ہوں میں رسولؐ رب العالمین کی تلوار ہوں میں صدیق اکبر ہوں میں فاروق اعظم ہوں میں شہر علم کا دروازہ ہوں میں راس الحلم ہوں، رایۃ الھدیٰ ہوں، عدل کا مفتی ہوں دین کا چراغ ہوں، امیر المومنینؑ ہوں، امام المتقین ہوں سید الوصیین ہوں، یعسوب الدین ہوں اللہ کا شہاب ثاقب ہوں، اللہ کا عذاب واصب ہوں نہ خشک ہونے والا ساگر ہوں وہ شرف ہوں جس کی تعریف کرنا ممکن نہیں، میں مشرکین کا قاتل ہوں کافروں کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینے والا ہوں مومنین کو مصیبتوں سے بچانے والا ہوں، روشن جبینوں کا پیشوا ہوں، میں جہنم کی وہ داڑھیں ہوں جس سے وہ چباتا ہے۔ میں جہنم کی پیسنے والی چکی ہوں۔ میں لوگوں کو جہنم کی طرف ہانکنے والا ہوں میں جہنم میں ایندھن ڈالنے والا ہوں، میرا نام پچھلے آسمانی صحیفوں میں عالی تھا۔ تورات میں میرا نام بریا ہے، عرب مجھے علیؑ کہتے ہیں اور قرآن میں میرا ایک نام ہے جو جانتا ہے وہ جانتا ہے، میں وہ صادق ہوں جس کے ساتھ ہونے کا اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے۔ (کونو مع صادقین) الدھر۔ میں صالح المومنین ہوں میں دُنیا اور آخرت میں موذن ہوں، میں رکوع میں صدقہ دینے والا ہوں میں جوان ابن جوان کا بھائی ہوں۔ میں وہ ہوں سورہ ھل اتی جس کی مدح میں اُتری ہے میں وجہ اللہ ہوں جنب اللہ ہوں، علم اللہ ہوں میرے پاس قیامت تک ماضی اور مستقبل کا علم ہے اس کا نہ کوئی دعویٰ کر سکتا ہے اور نہ اس دعوے کا میرے علاوہ کوئی دفاع کر سکتا ہے اللہ نے میرے دل کو روشن قرار دیا ہے اور میرے عمل کو پسندیدہ مانا ہے میرے رب نے مجھے حکمت گھول کر پلائی ہوئی ہے۔ جب سے خلق ہوا ہوں میں نے اللہ کا شریک نہیں بنایا نہ کبھی کسی سے ڈرا، میں نے عرب کے عظیم سرداروں کو قتل کر ڈالا، اُن کے شہسواروں کو موت کی نیند سلا دیا اُن کے شہروں اور بہادر جنگجوؤں کو فنا کے گھاٹ اُتار دیا، اے لوگو! مجھ سے چھپے ہوئے علم کے ذخیرے اور جمع شدہ حکمت کے بارے میں سوالات کیا کرو"۔

امیر المومنینؑ کا خطبہ افتخاریہ

مولاؑ کی معرفت کے باب میں مولاؑ کا ایک خطبہ ہے جسے خطبہ افتخاریہ کہتے ہیں اس خطبہ کو ہم تک اصبغ بن نباتہ نے نقل کیا ہے۔ مولاؑ نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

''میں رسولؐ اللہ کا بھائی ہوں، اور آپ کے علم کا وارث ہوں اور آپ کی حکمتوں کی کان ہوں آپکا راز دان ہوں، اللہ نے اپنی کتابوں میں کوئی حرف نازل نہیں کیا مگر یہ کہ وہ مجھ تک پہنچ گیا۔ مجھے علم انساب دیا گیا ہے علم اسباب دیا گیا ہے مجھے ہزار مفتاح دی گئی ہیں ہر مفتاح سے ایک ہزار باب کھلتے ہیں اور علم قدر سے میری مدد کی گئی ہے اور یہ علم میرے بعد میرے اوصیاءؑ میں جاری رہے گا جب تک لیل ونہار باقی ہیں، یہاں تک کہ اللہ جو کہ خیر الوارثین ہے زمین اور اہل زمین کا وارث بھیج دے کہ وہ بہترین وارث ہے۔ اس نے مجھ کو صراط، میزان، لواء اور کوثر دیا میں بنی آدم پر قیامت تک مقدم ہوں، میں مخلوق کا محاسبہ کرنے والا ہوں میں لوگوں کو انکی منازل سے ہمکنار کرنے والا ہوں میں اہل نار کا عذاب ہوں۔ بتحقیق یہ سب کچھ مجھ پر اللہ کے فضل سے ہے، اور جو اس کا انکار کرے کہ میں دُنیا میں بار بار لوٹ کر آنے والا ہوں ہر دفعہ نئے انداز سے، جس طرح پُرانے انداز سے آتا تھا، جس نے ہماری باتوں کو رد کیا، اُس نے اللہ کی باتوں کو رد کیا، میں ہی صاحب دعوات ہوں، میں ہی صاحب صلوات ہوں میں صاحب صور ہوں میں صاحب دلالات ہوں میں صاحب آیات عجیب ہوں میں مخلوق کے اسرار کا عالم ہوں میں لوہے کا قرن ہوں میں ہمیشہ جدید ہوں میں فرشتوں کو انکی منازل سے ہمکنار کرنے والا ہوں میں نے ہی روز ازل ارواح سے عہد لیا تھا، میں ہمیشہ رہنے والے قائم ودائم کے امر سے روحوں کو یہ آواز دینے والا ہوں، (الست بربکم) 'کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں'۔ میں مخلوق میں اللہ کا بولتا ہوا کلمہ ہوں. میں تمام مخلوقات سے صلوات میں عہد لینے والا ہوں، میں بیواؤں اور یتیموں کا فریادرس ہوں، میں شہرِ علمؐ کا دروازہ ہوں، میں حلم کا پہاڑ ہوں میں اللہ کا قائم کیا ہوا ستون ہوں، میں صاحب لواء الحمد ہوں میں بار بار چھپنے اور سامنے آنے والا ہوں اگر تم کو اس کی خبر دوں تو تم کافر ہو جاؤ گے۔ میں ظالم اور جابر لوگوں کا قاتل ہوں، میں دُنیا و آخرت کا ذخیر ہوں۔ میں مومنین کا سردار ہوں میں ہدایت طلب کرنے والوں کے لئے ہدایت کی علامت ہوں، میں صاحب الیمین ہوں، میں یقین ہوں، میں امام المتقین ہوں، میں دین میں سابق ہوں، میں حبل اللہ المتین ہوں، میں وہ ہوں جو زمین

عدل سے بھر دے گا۔ جیسے کہ وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی۔ یہ عدل میں اپنی تلوار سے قائم کرونگا۔ میں صاحب جبرائیل ہوں میں وہ ہوں جس کی اتباع میکائیل کرتا ہے۔ میں ہدایت کا درخت ہوں میں تقویٰ و پرہیزگاری کا علم ہوں میں ایک کلمہ کے زور سے تمام مخلوقات کو اللہ کے سامنے پیش کرنے والا ہوں میں مخلوقات کو پیدا کرنے والا ہوں میں جامع الاحکام ہوں، میں ہی روشن عصاء ہوں میں صاحب جمل احمر ہوں میں یقین کا دروازہ ہوں میں امیر المومنینؑ ہوں میں صاحب خضر ہوں میں صاحب بیضاء ہوں اور صاحب ضیجاء ہوں، میں طاقتور سرداروں کا قاتل ہوں میں سورماؤں کو مٹی میں ملا دینے والا ہوں میں صاحب قرون الاولین ہوں میں صدیق اکبر ہوں میں فاروق اعظم ہوں میں وحی کے ذریعے بولنے والا ہوں، میں صاحب النجوم ہوں میں نجوم کی اپنے رب کے امر سے تدبیر کرنے والا ہوں اور اس علم سے جو اللہ نے صرف مجھے عطا کیا ہے۔ میں زرد جھنڈوں کا مالک ہوں میں سُرخ جھنڈوں کا مالک ہوں میں غائب منتظر ہوں کسی عظیم وجہ سے غائب ہونے والا ہوں میں عطا کرنے والا ہوں میں لوگوں پر بزل و کرم کرتا ہوں میں ہی ہاتھ پر قبضہ رکھنے والا ہوں میں اپنی توصیف کرنے والا ہوں میں اپنے رب کے دین پر نگاہ رکھنے والا ہوں میں اپنے ابن عم کو بچانے والا ہوں میں کفنوں پر جس کا نام درج کیا جائے وہ ہوں، میں رحمان کی طرف سے ولی ہوں میں خضر و ہارون کا ساتھی ہوں میں موسیٰ اور یوشع بن نون کا ساتھی ہوں، میں جنت کا مالک ہوں میں قطروں اور بارش کا مالک ہوں میں زلزلے اور گرہن لانے والا ہوں، میں ہزاروں کو ڈرا دینے والا ہوں، میں کفار کا قاتل ہوں۔ میں ابرار کا امام ہوں، میں کعبہ کا باطن ہوں میں قوموں کو سنبھالنے والا ہوں، میں بیت المعمور ہوں، میں بلند و بالا چھت ہوں، میں ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہوں، میں امر عظیم کا مالک ہوں۔ ہے کوئی بات کرنے والا جو مجھ سے بات کرے۔

میں آگ ہوں اگر میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی بات نہ مان لیتا تو تلوار لیکر تمہارے ایک ایک فرد کو قتل کر ڈالتا۔ میں رمضان کا مہینہ ہوں، میں شب قدر ہوں میں اُم الکتاب ہوں میں فصل الخطاب ہوں میں سورہ حمد ہوں میں سفر و حضر میں صلاۃ کا مالک ہوں، بلکہ ہم ہی صلاۃ ہیں ہم ہی روزہ ہیں ہم ہی راتیں ہیں ہم ہی ایام ہیں ہم ہی مہینے ہیں ہم ہی سن و سال ہیں۔ میں حشر و نشر کا مالک ہوں میں اُمت محمدیؐ سے وزن کو ہٹانے والا ہوں میں باب سجود ہوں، میں عابد ہوں، میں معبود ہوں، میں شاہد ہوں، میں مشھود ہوں، میں سبز سندس کا مالک ہوں، میرا ذکر آسمانوں اور زمین میں ہوتا ہے۔ میں رسولؐ اللہ کے ساتھ آسمانوں میں جانے والا ہوں میں کتاب اور کمان کا مالک ہوں میں آدمؑ کے بیٹے شیثؑ کا ساتھی ہوں میں موسیٰ اور آدمؑ کا ساتھی ہوں میری مثالیں دی جاتی ہیں میں سبز آسمان ہوں۔ میں اس دُنیا کا مالک ہوں اور میں بارش ہوں جو مایوسی کے بعد ہوتی ہے۔ ہاں یہ میں ہوں تمہارے سامنے بتاؤ کون مجھ جیسا ہے؟ میں رعد اکبر کا مالک ہوں، میں بحر کدر کا مالک ہوں، میں سورج سے باتیں کرتا ہوں، میں دشمنوں پر گرنے والی بجلی ہوں، میں اطاعت کرنے والوں کی مدد کو پہنچتا ہوں، اللہ میرا رب ہے اور

اس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے اور ہاں یاد رکھو باطل آتا ہے چلا جاتا ہے جب کہ حق کی حکومت قائم رہتی ہے میں جانے والا ہوں اور تم عنقریب اموی فتنہ و حکومت کسریٰ کو دیکھو گے پھر بنو عباس کی حکومت خوف و یاس لے کے آئے گی اور ایک شہر بنائے گی، جسے زوراۂ (بغداد) کہا جائے گا، یہ شہر دجلہ و رجیل و فرات پر ہوگا، ملعون ہے جو اس پر سکونت کرے گا اس شہر سے ظالم و جابر حکمران پیدا ہونگے۔ اس شہر میں بلند و بالا محلات بنائے جائیں گے۔ پردے لٹکائے جائیں گے اور کفر اور گناہوں میں انکا بڑا مقام ہوگا۔ پھر بنو عباس کے بادشاہ باری باری حکومت کریں پھر فتنہ کا غبار اُٹھے گا اور سیاہ و سرخ گلوبند واقع ہوں گے (یعنی قتل و غارت) اس کے بعد حق قائم ہوگا پھر میں اپنا چہرہ تمام اقالیم کو دکھاؤں گا جیسے قمر ستاروں کے درمیان اپنی روشنی بکھیرتا ہے، یاد رہے کہ میرے خروج کی دس علامات ہیں۔ اول یہ کہ کوفے کے کوچہ و بازار میں فوجی نشانوں کا پھرنا۔ مساجد کا نمازوں سے معطل رہنا۔ حج کا منقطع ہونا۔ خراسان میں زمین کا دھنس جانا۔ دم دار ستاروں کا طلوع ہونا۔ قتران النجوم، بگاڑ و فساد اور قتل ولوٹ و غارت۔ پس یہ دس علامات ہیں اور ایک علامت سے دوسری علامت عجیب تر ہوگی اور جب یہ تمام علامات پوری ہو جائیں گی تو ہمارا قائمؑ حق کے قیام کے لئے قیام کرے گا۔

پھر مولاؑ نے فرمایا اے لوگو! اپنے رب کو نامناسب صفات سے پاک سمجھو، اور اُس کی طرف اشارہ مت کرو جس کسی نے بھی خالق کو محدود سمجھا اُس نے کفر کیا کتاب ناطق کا، پھر مولاؑ نے فرمایا، طوبیٰ ہو میری ولایت کے ماننے والوں کے لئے۔ جو میری محبت میں قتل ہوتے ہیں اور میری محبت میں دربدر ہو جاتے ہیں وہ زمین پر اللہ کے خزانے دار ہیں میری ولایت کے ماننے والے سب سے خوفناک دن بے خوف ہونگے۔ میں اللہ کا وہ نور ہوں جو کبھی نہیں بجھے گا۔ میں وہ راز ہوں جو چھپا نہیں رہتا"۔

مولاؑ امیر المومنینؑ کے اس کلام کی تائید ایک حدیث سے ہوتی ہے جو امالی میں درج ہے، رسولؐ اللہ فرماتے ہیں۔ "اے قریش کے لوگو! میں تمہارا حال جانتا ہوں، تم میرے بعد کفر کرو گے پھر تم مجھے اپنے ساتھیوں کی ایک فوج کے ساتھ دیکھو گے کہ میں تمہارے چہروں پر تلوار مار رہا ہوں گا میں اور علیؑ ابن ابیطالبؑ اُسی وقت جبرائیل نازل ہوئے تیزی سے اور بولے، انشاءاللہ کہیے"۔

من المترجم:۔

یہ حدیث القطرۃ من بحار جلد اول صفحہ ۲۷۸ پر اس طرح درج ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا۔ "اے گروہ قریش! تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا کہ جب تم کافر ہو جاؤ گے اور مجھے ایک لشکر گاہ کے درمیان دیکھو گے کہ میں تمہارے چہروں پر مار رہا ہوں گا۔ جبرائیل نازل ہوئے اور آنحضرتؐ کی طرف اشارہ کیا اور عرض کیا اے محمدؐ! کہیے ان شاء اللّٰہ او علی ابن ابی طالب "اگر خدا یا علیؑ ابن ابی طالبؑ نے چاہا تو"۔

امیرؑ المومنین کا خطبہ تطنجیہ

اس خطبے کا ظاہر بے حد شفاف ہے اور باطن بے حد گہرا ہے۔ پڑھنے والے کو مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ سوءِ ظن سے خود کو بچائے اس میں خالق کی وہ تنزیہ ہے جس کی کوئی طاقت نہیں رکھتا مولاؑ نے مدینہ اور کوفہ کے درمیان یہ خطبہ ارشاد فرمایا تھا۔ مولاؑ فرماتے ہیں:۔

''حمد ہے اللہ کی جو فضاء کو چیرتا ہے اور ہوا کو پھاڑتا ہے اُمیدیں بندھاتا ہے اور روشنی پھیلاتا ہے مُردوں کو زندہ کرتا ہے اور زندوں کو مارتا ہے میں اُس کی حمد کرتا ہوں۔ بلند ہوا چمکا۔ ایسی حمد جو آسمان پر جاتی ہو اور فضاؤں میں جائے اُس نے آسمانوں کو بغیر ستونوں کے پیدا کیا اور بغیر پایوں کے اُسے کھڑا کیا اور چمکتے ہوئے ستاروں سے اُسے سجادیا اور فضاؤں میں بادلوں کو قید کر دیا اور خلق کیا پہاڑوں کو اور سمندروں کو بلند ہوتی ہوئی رقیق موجوں پر جو بلند و پست ہو کر پھیل گئیں پس اس کی موجیں بہت بلند ہوئیں۔ میں اُسکی حمد کرتا ہوں اور حمد اُسی کے لئے ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ اُس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے محمدؐ اُس کے عبد اور رسولؐ ہیں جن کو اعلیٰ جماعت سے منتخب کیا ہے اور عرب میں پیغمبر بنا کر بھیجا ھادی کی حیثیت سے مھدی اور سردار کی حیثیت سے، لہٰذا آپؐ نے دلیلیں قائم کی ہیں اور پیغامات کو مکمل کر دیا مسلمانوں کی آنکھیں کھول دیں اور دین کو ظاہر کر دیا اپنے قائم کردہ دلائل سے آپؐ پر اور آپؐ کی پاک آلؑ پر اللہ کی صلواۃ ہو۔

اے لوگو! میرے شیعوں میں شامل ہو جاؤ اور میری بیعت کی پابندی کرو اور اچھے یقین کے ساتھ دین پر عمل کرتے رہو اور اپنے نبیؐ کے وصیؑ سے متمسک رہو، کیونکہ اس میں تمہاری نجات ہے اُسکی محبت محشر میں کام آئے گی، لہٰذا میں اُمید ہوں اور میری طرف اُمید کی نظروں سے دیکھا جاتا ہے میں دو تطنجہ پر کھڑا ہوا ہوں میں دو مغربوں اور دو مشرقوں کو دیکھ رہا ہوں، میں اللہ کی رحمت اور افردوس اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہوں جو ساتویں سمندر میں ہے جو آسمان میں ستاروں کے ہجوم میں گردش کرتا ہے۔ میں نے زمین کو لپٹے ہوئے دیکھا ہے جیسے چھوٹا سا کپڑا لپیٹ دیا گیا ہو اور یہ زمین تطنج کی داہنی جانب کا ایک ٹکڑا ہے جو ملا ہوا ہے مشرق سے۔ تطنج دو ہیں یہ پانی کی دو خلیجیں ہیں جیسے کہ ان دونوں سے دو

اور تطنج نکلتی ہیں اور میں اس دائرہ تطنجیہ کا متولی ہوں اور افرودوس کیا ہے؟ اور جو کچھ اُس میں ہے وہ ایسے ہے جیسے انگلی میں انگوٹھی ہو اور میں نے غروب ہوتے ہوئے سورج کو دیکھا ہے اور یہ اُس وقت ایسا لگتا ہے جیسے پرندہ شام کو اپنے گھونسلے میں واپس جا رہا ہو اور اگر اس افرودوس کی رُکاوٹ بیچ میں حائل نہ ہوتی اور دونوں تطنجوں کا ملاپ نہ ہوتا اور آسمان کی گردش کی سرسراہٹ نہ ہوتی تو جو آسمانوں اور زمین میں بسنے والے ہیں وہ گرتے ہوئے گرم پانی کی آواز سنتے جب سورج گرم پانی میں داخل ہوتا ہے اس کو گرم پانی کا چشمہ کہتے ہیں اور میں اللہ کی مخلوقات کے عجائبات میں سے وہ کچھ جانتا ہوں جو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا اور میں جانتا ہوں جو ہو چُکا اور جو کچھ ہونے والا ہے اور وہ جانتا ہوں جو اول عالم ذر میں اول آدمؑ کے ساتھ پیش آیا مجھ پر سب کچھ منکشف ہوا تو مجھے ان کی معرفت ہوگئی اور میرے رب نے مجھے علم دیا تو میں علم والا ہوگیا پُرسکون رہو اور سنو اگر مجھے خوف نہ ہوتا کہ تم میری عقل پر شک کرنے لگو گے یا مجھے دین سے نکل جانے والا کہنے لگو گے تو میں تم کو ماضی اور مستقبل کے قیامت تک کے حالات بتاتا۔ اللہ نے اپنا علم سوائے تمہارے اس شریعت کے والی (رسولؐ اللہ) کے تمام انبیاء سے چھپائے رکھا پس میں نے اپنا علم اُن کو دیا اور انہوں نے اپنا علم مجھے دیا۔ آگاہ ہو جاؤ کہ ہم ہی زمانہ اول والوں کے نذیر ہیں اور ہم ہی دنیا و آخرت کے نذیر ہیں اور ہر دور اور ہر زمانے کے نذیر ہیں، لوگوں کی ہلاکت و نجات ہمارے گرد گھومتی ہے لہٰذا تم میں یہ طاقت و قدرت نہیں ہم سے گریز کر سکو۔ میں قسم کھاتا ہوں اُس ذات کی جو دانے کو چیر کر اُس میں سے پودا نکالتا ہے اور زندگی کو پیدا کرتا ہے اور اپنے جبروت و عظمت میں تنہا ہے بے شک میرے لئے ہوا، حشرات الارض اور پرندے مسخر کر دئے گئے ہیں اور مجھے دُنیا پیش کی گئی تو میں نے ٹھکرا دی میں نے دُنیا سے منہ پھیرا تو میرے پیچھے آئی کب ایسا ہوا کہ کوئی میری برابری کر سکے میں تو وہ بھی جانتا ہوں جو کہ فردوس اعلیٰ سے بھی بلند ہے اور وہ بھی میرے علم میں ہے جو کہ زمین کے ساتویں طبقے کے نیچے ہے اور جو کچھ بلند و بالا آسمانوں میں ہے اور جو کچھ مٹی کے نیچے ہے اور جو کچھ زمین اور آسمان کے درمیان ہے سب میرے علم میں ہے یہ سب علم احاطی ہے علم اخبار نہیں ہے۔ میں عرش عظیم کے رب کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر میں چاہوں تو تم کو تمہارے گزرے ہوئے لوگوں اور آباؤ اجداد کے بارے میں بتاؤں کہ وہ کہاں تھے کس سے تھے اور اب وہ کہاں ہیں اور وہ بعد میں کہاں جائیں گے تم میں کتنے ہی لوگ اپنے بھائی کا گوشت کھاتے ہیں اور اپنے باپ کی کھوپڑی میں پانی پیتے ہیں اور وہ اُن سے محبت کرتا ہے۔ چھوڑو پردہ پڑا رہے تو اچھا ہے اگر اُٹھ گیا اور سینوں کے راز ظاہر ہو گئے اور پتہ چل گیا کہاں ضمیر ہے، خدا کی قسم تم کئی مرتبہ اکٹھے ہوئے اور کئی مرتبہ دُنیا میں واپس آئے ہو اور ایک دور سے دوسرے دور کے درمیان کتنی ہی اللہ کی آیات ہیں اور وہ نشانیاں جو مقتول اور میت کے درمیان ہیں کچھ تو پرندوں کے پوٹوں میں چلے گئے کچھ درندوں کے پیٹوں میں

پہنچ گئے اور لوگ حال اور ماضی کے درمیان آتے جاتے ہیں۔ اگر تم یہ جان لو قدیم اول زمانے میں میں نے کیا کچھ کیا اور آخری زمانے میں کیا کچھ کروں گا تو تم کو عظیم الشان عجائبات نظر آئیں گے اور تعجب میں ڈالنے والے اُمور تمہارے سامنے ہونگے بڑی بار یکی سے بنائی گئی بڑی بڑی چیزیں دیکھو گے۔ میں نوح اول سے پہلے اول مخلوق کا مالک ہوں اور تمہیں کیا پتہ میں نے آدمؑ اور نوحؑ کے درمیان کون سے عجائب وغرائب خلق کئے تھے اور کئی قوموں کو ہلاکت سے دوچار کیا تھا اور اُن پر قول حق ہو چُکا تھا اور وہ لوگ کتنے بدکار تھے۔ میں طوفانِ اول کا برپا کرنے والا تھا میں نے ہی دوسرا طوفان تشکیل دیا میں ہی سیلِ عرم کا لانے والا تھا، میں ہی چھپے ہوئے اسرار کا مالک ہوں میں قومِ عاد اور اُن کے باغات کا اُجاڑنے والا ہوں اور میں ہی قومِ ثمود اور اُن کی نشانیوں کا مٹانے والا ہوں۔ میں نے اُن قوموں کو تباہ کیا، میں نے اُن کو تباہ کُن ارضی جھٹکوں سے دوچار کیا۔ میں ہی ان کا مرجع ہوں میں ہی اُن کو ہلاک کرنے والا ہوں میں ہی اُن کو بنانے والا ہوں میں ہی اُن میں جوڑ توڑ کرنے والی عقل تھا، میں ہی اُن کو مار ڈالنے والا اور اُن کو زندہ کرنے والا ہوں میں اول ہوں میں آخر ہوں میں ظاہر ہوں میں باطن ہوں، میں ہر زمانے کے ساتھ اور ہر زمانے سے پہلے تھا، میں دور کے ساتھ بھی تھا اور دور سے پہلے بھی، میں قلم کے ساتھ بھی تھا اور قلم سے پہلے بھی، میں لوح کے ساتھ تھا اور لوح سے پہلے بھی۔ میں روزِ ازل اول کا مالک ہوں میں جابلقا اور جابلسا کا مالک ہوں میں رفرف (مقام اسرافیل) اور بہرام (مریخ) کا مالک ہوں میں عالم اول کا مدبر ہوں یہ اُس وقت کی بات ہے جب نہ یہ تمہارا آسمان تھا اور نہ یہ تمہاری زمین۔

سرکارؑ کا خطبہ یہاں تک پہنچا تھا کہ ایک آدمی جس کا نام ابن صویر یہ تھا کھڑا ہو گیا اور اونچی آواز سے کہنے لگا آپ کو کیا ہو گیا ہے امیر المومنینؑ ابھی تو آپؑ ٹھیک تھے؟

مولاؑ نے جواب میں اشارہ فرمایا میں میں ہوں، وہ میرا رب جو تمام خلائق کا رب ہے جس کے سوا کوئی خدا نہیں جو اپنی حکمت سے ہر کام کو رائج کرتا ہے جس نے اپنی قدرت سے آسمانوں اور زمین کو قائم کیا ہوا ہے جب تمہارے کمزور عقل و ایمان والے لوگ میری باتیں سنتے ہیں تو کہتے ہیں دیکھو دیکھو ابو طالبؑ کا بیٹا کیسے دعوے کر رہا ہے یہ کل ہی کی بات ہے کہ یہ شام کی فوجوں کو شکست دیئے بغیر واپس آ گیا۔

محمد رسولؐ اللہ اور ابراہیمؑ خلیل اللہ کو بھیجنے والے خدا کی قسم میں شامیوں کو بار بار قتل کروں گا اور ہر بار نئے انداز سے وہ قتل کا مزہ چکھیں گے اور دیکھنا میں جنگ صفین میں شہید ہونے والے ہر شہید کے بدلے ستر ستر افراد قتل کرونگا اور ہر مسلمان کو نئی زندگی دے کر واپس لے آؤں گا اور پھر اُس کا قاتل اُسکے حوالے کر دونگا یہاں تک کہ وہ اپنے قاتل کے خون سے اپنے سینے میں بھڑکنے والی آگ کو بجھا لے، اور میں عمار بن یاسر اور اویس قرنی کے بدلے ایک ایک ہزار

افراد قتل کر ڈالوں گا۔ کیسے؟۔ کہاں؟۔ کب؟۔ کب تک؟۔ کہاں تک؟۔ جیسے سوالوں کی گنجائش نہیں یہ سب ہو کر رہے گا۔ اُس کیفیت کا تصور کرو جب تمہارے سامنے شام والا (معاویہ) آروں سے چیرا جا رہا ہوگا۔ دھار دار آلات سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے گا۔ پھر میں اُسے عذاب الیم کا مزہ چکھاؤں گا اور ہاں تم کو خوش خبری سناتا ہوں کہ مخلوق کے معاملات، میرے رب کے امر سے میری طرف بھیجے جائیں گے۔ لہٰذا جو کچھ میں نے کہا اُس پر حیران نہ ہو کیونکہ ہم کو بلاؤں اور موت کا علم دیا گیا ہے تاویل وتنزیل کا علم ہمارے پاس ہے، مصیبتوں کے آنے کے اُصول وقوانین ہم جانتے ہیں۔ ہمارے پاس فصل الخطاب ہے۔ ہر ہونے والی بات ہمارے علم میں ہوتی ہے اس لئے کوئی چیز بھی ہم سے چھپی نہیں رہتی۔ پھر مولاؑ امیر المومنینؑ نے امام حسینؑ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا میں دیکھ رہا ہوں کہ اُس کی آنکھوں کے بیچوں بیچ اُسکا نور جوش مار رہا ہے اُسے اپنے وقت پر حاضر کیا جائے گا۔ جبکہ طویل زمانہ گزر جائے گا۔ پس وہ اُسکو (زمین کو) متزلزل کر دے گا اور دھنسا دے گا۔ مومنین ہر جگہ پر اُس کے ساتھ جوش وخروش کا مظاہرہ کریں گے اور خدا کی قسم اگر میں چاہوں تو اُن مومنین میں ایک ایک آدمی کے نام اور انکے باپوں کے نام بیان کر دوں جو مردوں کے اصلاب اور عورتوں کے ارحام میں سلسلہ تناسل کے نتیجے میں ظاہر ہوتے رہیں گے ایک وقت معلوم تک۔

پھر مولاؑ نے جابر کو مخاطب کر کے فرمایا۔ اے جابر! تم لوگ حق کے ساتھ ہو اور حق کے ساتھ ہی رہو گے اور حق پر ہی تم کو موت آئے گی۔ اے جابر! جب ناقوس چیخے گا، خوف لوگوں کو دبا لے گا بھینس بولنے لگے گی، اُس وقت عجیب چیزوں کا دور دورہ ہوگا۔ جب بصرہ میں آگ لگے گی اور عثمانی جھنڈا وادی سوداء میں ظاہر ہوگا (خروج سفیانی) بصرے میں اضطراب ہوگا اور لوگ ایک دوسرے پر غلبہ کے لئے جنگ کریں گے، ہر قوم دوسری قوم کی طرف کھنچے گی۔ خراسان کے لشکر حرکت میں آجائیں گے، شعیب بن صالح التمیمی طالقان کے وسط سے ظاہر ہوگا۔ اُسکی اتباع کی جائے گی۔ خوزستان کے سعید سوسی کے لئے بیعت کی جائے گی۔ کُردوں کے لئے جھنڈا بنایا جائے گا۔ عرب ارمن اور سقلاب کے علاقوں پر غلبہ پالیں گے۔ ہرقل قسطنطنیہ اہلِ سینان کو ڈرائے گا۔ اُس وقت تم توقع کرو گے تو موسیٰ سے طور پر کلام کرنے والا ظہور کرے گا۔ یہ سب کچھ ظاہر وآشکار ہو کر رہے گا اور یاد رہے کہ میں نے کتنے ہی عجائبات بیان کرنے سے چھوڑ دیئے ہیں اور کتنے ہی دلائل کو تم سے چھپا لیا ہے، کیونکہ اُن کو برداشت کرنے والے قلوب تم میں موجود نہیں ہیں، میں نے ابلیس کو سجدے کا حکم دیا تھا، میں ہی اُسے اُسکے غرور وتکبر پر اللہ کے امر سے عذاب دونگا۔ میں نے ادریس نبیؑ کو بلند مکان پر اُٹھا لیا ہے۔ مریمؑ کی گود میں عیسیٰؑ کی زُبان پر میں نے کلام جاری کیا تھا میں نے میدان بنائے ہیں، اور میں نے ہی زمین کا فرش بچھایا ہے میں نے زمین کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا ہے ایک حصہ خشکی ہے، ایک حصہ سمندر ہے ایک

حصہ پہاڑ ہے، ایک حصہ آباد ہے ایک حصہ ویران ہے۔

میں نے زحیم کو چیر کر قلزم نکالا اور حمیم کو شق کر کے عقیم نکالا، کل کو کل سے اور بعض کو بعض سے نکالا میں طیبوسا ہوں، میں جانیوسا ہوں، میں بارجلون ہوں، میں علیوثوثا ہوں میں سمندروں پر تصرف رکھتا ہوں ایک وقت آئے گا جن سے گھوڑے اور پیادے نکلیں گے جو میری نصرت کے لئے ان میں ٹھہرائے گئے ہیں میں ان میں سے جن کو دوست رکھتا ہوں لے لوں گا اور جن کا ارادہ کرونگا ان کو چھوڑ دونگا۔ پھر عمار بن یاسر کو بارہ ہزار دونگا جن میں اللہ و رسولؐ سے محبت کرنے والے ہونگے ان میں ہر ایک کے ساتھ بارہ ہزار فوج ہوگی انکی تعداد اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا، ہاں تم کو خوشخبری ہو کہ تم اچھے بھائی ہو اور ہاں کچھ کم وقت کے بعد کچھ اور باتیں جان لوگے اور تم پر چیز کا بُرہانی پہلو ظاہر ہو جائے گا اور یہ جب ہوگا کہ جب بہرام اور کیواں نامی ستارے طلوع ہونگے اور ان کے قران کے وقت سے یکے بعد دیگرے آفات اور زلزلے آنا شروع ہو جائیں گے، جیحون کے ساحل سے لیکر بابل کے بیداء تک جھنڈے نصب ہونگے۔

میں نے آسمان پر برجوں کو سجایا اور ہوا کو زمین کے ساتھ باندھ دیا اور سمندروں کو پھیلایا میں صاحب طور ہوں میں ہی وہ نور ہوں جو طور پر ظاہر ہوا، میں ہی وہ روشن بُرھان ہوں جو موسیٰؑ پر صرف ایک ذرے کے برابر ظاہر ہوا اور یہ سب کچھ اُس علم سے ہے جو اللہ ذوالجلال کی طرف سے ہے۔

میں جنت خلد کا مالک ہوں میں نے جنت میں نہریں جاری کی ہیں پانی کی نہریں دودھ کی نہریں صاف شدہ شہد کی نہریں اور شراب کی نہریں جو پینے والوں کو لذت بخشتی ہیں، میں نے جہنم بنائی اور اُس کو طبقات میں تقسیم کیا، سعیر، سقر، الجبر اور عمقیوس نامی طبقے بنائے اور اُن کو ظالموں کے لئے مخصوص کر دیا اور یہ سب وادیٔ برھوت میں رکھ دیئے اور وہ فلق ہے اور رب کی قسم جو فلق ہے اس میں جبت و طاغوت کا ابدی مسکن ہے اور اُن کے غلاموں کا اور انکا جو ملک و ملکوت کے مالک کا کفر کرتے ہیں میں نے علیم و حکیم کے امر سے اقالیم بنائی ہیں۔ میں ہی وہ کلمہ ہوں جس پر اُمور اور زمانے تمام ہو جاتے ہیں۔ میں نے اقالیم کو چار حصوں میں بنایا ہے اور سات حصوں میں تقسیم کیا ہے پس اقلیمِ جنوب معدنِ برکات ہے اور اقلیمِ شمال معدنِ شان و شوکت، اور اقلیم صبا معدن زلزال، اور اقلیمِ دبور معدنِ ہلاکت ہے۔

یاد رہے کہ تمہارے شہروں اور زمینوں پر طاغوتیوں کی یورش ہوگی جو اپنی مرضی سے تغیر و تبدیل کریں گے جبکہ خواجہ سراؤں بچوں اور عورتوں کی حکومت سے شدتیں ظاہر ہوں گی اور، اُس وقت زمین باطل کی نشر و اشاعت کرنے والوں سے بھر جائے گی۔ اُس وقت تم لوگ کسی ایسے کی توقع کرو گے جو تم کو مکمل نجات دلا سکے اور اُس کی طرف فوج در فوج آؤ گے۔ نجف کی کنکریاں بحکم خدا ہیروں میں تبدیل ہو جائیں گی اور مومنین اُن پر چلیں گے اسکے برعکس منافقین

کے ہاتھ میں سچے موتی، ہیرے، سرخ یاقوت اپنی قدر کھو کر کنکروں کی سطح پر آجائیں گے، ہاں یاد رہے یہ جو میں نے بیان کی ہیں سب سے نمایاں باتیں ہیں جب ان علامات کے ظہور کا وقت پہنچے گا تو میری باتوں کی سچائی کی روشنی چار سو پھیل جائے گی اور جو تم چاہتے ہو وہ ظاہر ہوگا اور تم اُس تک پہنچ جاؤ گے۔ ہاں کتنے ہی اور جمع شدہ عجائبات اور امور ہیں۔ اے بچو اور بھیڑ بکریوں کی سطح پر آجانے والو تمہیں کیسا لگے گا جب تمہاری سرکوبی کے لئے بنی کتام کے جھنڈے بلند ہوں گے اور اُن کے ساتھ شام میں عثمان بن عنبسہ ہوگا جو اپنے ماں باپ کو اپنے پاس بُلائے گا اور اپنی ماں سے شادی رچائے گا؟ وہ کیسے مسلمان ہیں جو اُمویوں اور میرے دشمنوں کو حق پر سمجھتے ہیں؟

جب خطبہ یہاں تک پہنچا تو مولاؑ نے گریہ کرنا شروع کیا پھر فرمایا قوموں پر کیا گزرے گی جب بنی عتبہ اور بنی کتام کی فوجوں کے ہاتھ موت کا خوف اور بھوک ہر وقت سروں پر منڈلائے گی یاد رہے جن باتوں کے ظہور کا میں نے تم سے وعدہ کیا ہے وہ سب نجائب کے لئے ہے۔ منافقین ان باتوں پر کہیں گے کہ علیؑ نے خدا ہونے کا دعویٰ کر دیا ہے سب سن لیں کہ تم لوگ اُس شہادت کو یاد رکھو جس کا تم سے سوال کیا جائے گا۔ جب سوال کرنے کی ضرورت ہوگی، کہ علیؑ نور ہے مخلوق ہے عبد ہے مرزوق ہے اور جو اس کے علاوہ کچھ اور کہے تو اُس پر اللہ کی لعنت ہو اور لعنت کرنے والوں کی لعنت ہو"۔

پھر آپؑ خطبہ ختم کر کے ممبر سے اُترے اور یہ کلمات ارشاد فرمائے۔ "میں نے ملک وملکوت کے مالک کے قلعہ میں پناہ لی میں عزت و جبروت کے مالک کی آڑ میں آیا، میں قدرت وملکوت کے مالک کی طاقت سے ایسا ہو گیا کہ کوئی نقصان نہ دے سکے جس سے بھی مجھے ڈر محسوس ہو"۔ پھر مولاؑ نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ "اے لوگو جو شخص بھی تم میں مصیبت و پریشانی کے وقت ان کلمات کا ذکر و ورد کرے گا اللہ اُس کو پریشانی سے بچا لے گا"۔ اُس کے بعد جابر نے مولاؑ سے کہا، اے امیر المومنینؑ آپؑ اکیلے ہیں؟ مولاؑ نے جواب دیا۔ "ہاں بس میرے نام کے ساتھ اس میں تیرہ نام اور شامل کر لو"۔

کائنات میں علیؑ کے آثار

مولاؑ امیر المومنینؑ نے اپنے ایک خطبے میں ارشاد فرمایا۔ ''میرے پاس غیب کی چابیاں ہیں جن کا علم رسولؐ اللہ کے بعد صرف مجھے ہے میں وہ ذوالقرنین ہوں جس کا ذکر صحف اولیٰ میں ہے، میں سُلیمان کی انگوٹھی کا مالک ہوں میں قیامت کے دن لوگوں کے حساب کتاب کا ذمہ دار ہوں میں پُلِ صراط کا مالک ہوں۔ میں لوگوں کے بروز قیامت کھڑے ہونے کی جگہ کا مالک ہوں، میں اپنے رب کے امر سے جنت اور دوزخ تقسیم کروں گا میں آدم اول اور نوح اول ہوں میں آیت جبار ہوں میں حقیقت اسرار ہوں میں درختوں کو سبزہ وشادابی عطا کرتا ہوں میں پھلوں کو پکاتا ہوں میں زمین سے چشمے اُبالتا ہوں اور دریاؤں کو بہاؤ عطا کرتا ہوں، میں خازن علم ہوں میں حلم کا پہاڑ ہوں میں مومنین کا امیر ہوں میں عین الیقین ہوں میں زمین وآسمان میں اللہ کی حجت ہوں میں راجفہ ہوں میں صاعقہ ہوں میں حق کا صیحہ ہوں میں وہ قیامت کی گھڑی ہوں جس کو جھٹلایا گیا ہے میں وہ کتاب ہوں جس میں کوئی ریب نہیں ہے میں وہ اسمائے حسنہ ہوں جن کے ذریعے اللہ کو پُکارنے کا حکم دیا گیا ہے۔ میں وہ نور ہوں جس سے ہدایت کی روشنی لی جاتی ہے۔ میں صور پھونکنے کا حکم دونگا۔ میں قبروں سے مُردوں کو زندہ کر کے دوبارہ اُٹھاؤں گا۔ میں حشر ونشر کا مالک ہوں میں نے نوحؑ کو نجات دلائی تھی میں ہی نوحؑ کا مالک ہوں میں ایوبؑ کا مالک ہوں جو مصیبتوں میں مبتلا ہوا اور میں نے ہی اُسے شفادی، میں نے رب کے امر سے آسمانوں کو قائم کیا، میں ابراہیمؑ کا مالک اور کلیم کا راز ہوں۔ میں ملکوت میں دیکھنے والی آنکھیں رکھتا ہوں میں امر ہوں اُس ذات حی کا جو کبھی موت نہیں دیکھے گی میں تمام مخلوقات پر اللہ کی طرف سے حکمران ہوں میں وہ ہوں جس کا قول تبدیلی سے دوچار نہیں ہوتا اور تمام مخلوقات کا حساب وکتاب میرے ہاتھ میں ہے۔ تمام مخلوقات کے اُمور مجھے تفویض کر دیئے گئے ہیں میں خدائے آفرینش کا خلیفہ ہوں میں بلاد میں رازِ الٰہی ہوں اور بندوں پر حجت ربانی ہوں میں اللہ کا امر اور روح ہوں جیسا کہ اللہ فرماتا ہے (ویسالونک عن الروح قل الروح من امر ربی) اسراء ۸۵، میں نے بلند وبالا عظیم الھیکل پہاڑوں کو زمین سے پیوستہ کیا ہوا ہے اور جو چشمے زمین پر بہہ رہے ہیں انہیں اس سے زمین

پراُبالا ہے میں زمین سے درختوں کو اُبھارتا ہوں اور رنگ برنگے پھلوں سے درختوں کو لادتا ہوں میں لوگوں کا رزق معین کرتا ہوں اور مُردوں کو اپنے مقررہ وقت پر زندہ کرونگا۔ میں بارش برساتا ہوں، میں نے سورج چاند اور ستاروں کو روشنی دی ہے میں ہی قیامت برپا کرونگا، میں ہی اُس گھڑی کو معین کرنے والا ہوں، میری اطاعت اللہ کی طرف سے واجب ہے۔ میں اللہ کے راز کا خزانہ ہوں اور میں پچھلے حالات کا عالم ہوں میں مومنین کی نماز اور روزہ ہوں میں مومنین کا مولاؑ اور امامؑ ہوں میں نشر اول اور نشر آخر کا مالک ہوں۔ میں مناقب اور مفاخر کا حامل ہوں میں ستاروں کا مالک ہوں اور میں ہی اللہ کا دائمی عذاب ہوں میں پہلے زمانے کے ظالم و جابر لوگوں کو ہلاک کرنے والا ہوں میں حکومتوں کا تختہ الٹنے والا ہوں میں ہی زلزلے برپا کرتا ہوں میں ہی چاند و سورج کو گہن لگا دیتا ہوں میں نے اپنی اس تلوار سے فرعون کو تباہ و برباد کیا ہے میں ہی وہ ہوں جسے اللہ نے روحوں کے سامنے پیش کیا اور پھر اُن کو میری اطاعت کی طرف بُلایا اور جب میں اُن کے سامنے آیا تو انکار کر بیٹھے اللہ نے اس بات کو اس آیت میں کہا ہے۔ (فلما جاءهم ما عرفوا كفروا به) میں نورالانوار ہوں میں ابرار کے ساتھ حامل عرش ہوں میں پچھلی کتابیں بھیجنے والا ہوں میں اللہ کا وہ راز جو اُسے جھٹلانے والے کے لئے نہیں کُھلتا اور نہ ہی وہ جھٹلانے والا جنت کی لذت چکھے گا۔ میں وہ ہوں جس کے فرش پر فرشتوں کے جھنڈ منڈلاتے رہتے ہیں اور دُنیا کے اقالیم کے لوگ مجھے پہچانتے ہیں میرے لئے سورج دو مرتبہ پلٹایا گیا اور دو مرتبہ مجھے سلام کہا گیا اور میں نے رسولؐ اللہ کے ساتھ دو قبلوں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی۔ میں نے دو دفعہ بیعت کی اور میری دو دفعہ بیعت کی گئی میں بدر و حنین کا مرد میدان ہوں میں طور ہوں کتاب مسطور ہوں، بحر مسجور ہوں، بیت معمور ہوں، میں وہ ہوں جس کی اطاعت کی طرف اللہ نے مخلوقات کو دعوت دی ہے، تو اس میں بہت سوں نے کفر اختیار کر لیا اور کفر پر پکے ہو گئے تو مسخ کر دیئے گئے اور بہت سوں نے میری اطاعت کو مان لیا تو وہ عذاب سے نجات پا گئے اور جنت کی خوشیوں کے مستحق قرار پائے میں وہ ہوں جس کے ہاتھ میں جنت و دوزخ کی چابیاں ہیں اور یہ اللہ کا فضل و کرم ہے، میں رسول اللہ کے ساتھ زمین کی طرح معراج میں بھی تھا۔ میں مسیح تھا اُس وقت بھی جب کوئی روح خلق نہیں ہوئی تھی اور نہ ہی کوئی میرے علاوہ سانس لینے والا تھا۔ میں قرون اولٰی کا مالک ہوں میں صامت تھا جب کہ محمدؐ ناطق تھے میں نے موسیٰؑ کو نیل پار کرایا تھا اور فرعون کو اُسکی فوجوں سمیت غرق کر دیا تھا میں بھیڑ بکریوں کی ہنہناہٹ کو سمجھتا ہوں اور پرندوں کی بولیاں بھی جانتا ہوں میں وہ ہوں جو کہ پلک جھپکنے میں سات زمینوں اور سات آسمانوں کو پار کر جاتا ہوں۔ میں پنگوڑے میں عیسیٰؑ کی

زبان میں بولا تھا۔ میں وہ ہوں جس کی اقتداء میں عیسیٰؑ نماز پڑھے گا۔ میں وہ ہوں جو ماں کے پیٹ میں بچے کی جیسی چاہتا ہوں شکل وصورت بنا دیتا ہوں میں ہدایت کا چراغ ہوں تقویٰ کی چابیاں ہوں میں اُخریٰ اور اُولیٰ ہوں میں وہ ہوں جو بندوں کے اعمال دیکھتا ہے، میں اپنے رب کے لیے زمین وآسمان کا خازن ہوں میں قسط قائم کرنے والا ہوں میں دیّان الدین ہوں میں وہ ہوں جس کی ولایت کے بغیر اعمال قبول نہیں ہوتے، اور جس کی محبت کے بغیر نیکیاں فائدہ نہیں پہنچاتیں میں گردش کرنے والے آسمان کے مدار کا عالم ہوں میں روزی مقرر کرنے والا اور بارش برسانے والا ہوں اور صحرا کے ریت کے ذرات کا علم رکھنے والا ہوں اللہ مالک جبار کے اذن سے۔ میں وہ ہوں جو دومرتبہ قتل ہوگا اور دومرتبہ قبر سے اُٹھے گا۔ میں جیسے چاہوں ظاہر ہوسکتا ہوں۔ میں مخلوقات کی کثرت کے باوجود اُن کو گن کر یاد رکھتا ہوں میں اپنے رب کے حکم سے اُن کا محاسبہ کرنے والا ہوں میں وہ ہوں جس کے پاس انبیاء کی ہزار کتابیں ہیں میں وہ ہوں جس کی ولایت کے انکار کے جرم میں ہزار اُمتیں مسخ کر دی گئیں میرا ذکر پچھلے زمانوں میں کیا گیا ہے اور میں آخری زمانے میں نکلوں گا، میں گزرے ہوئے ظالم وجبار افراد کی کمر توڑنے والا ہوں، ظالم وجابر افراد کو نکال کر اُن کو عذاب سے دوچار کرنے والا ہوں آخری زمانے میں میں نے یغوث ویعوق ونسر کو شدید عذاب میں مبتلا کیا میں ہر زُبان بولنا جانتا ہوں میں مشرق ومغرب میں رہنے والے لوگوں کے اعمال کو آنِ واحد میں دیکھتا ہوں، میں محمد مصطفیؐ کا داماد ہوں، میں وہ ہوں جس پر کسی اسم یا علامت کا اطلاق نہیں کیا جاسکتا، میں باب حطہ ہوں اور اللہ علی العظیم کے سوا کوئی حول وقوت نہیں ہے"۔

کلامِ امامؑ امام الکلام

امام صادقؑ فرماتے ہیں۔ "جن سات آیات کا امیر المومنینؑ نے ذکر فرمایا ہے وہ دراصل امام حسینؑ کی ذُریت سے سات اماموںؑ کے نام ہیں اور یہ امر تمام ہوگا اُسیر جس کے گرد دُنیا جہاں کی فوجوں کا اجتماع ہوگا اور وہ دین اسلام کو تمام ادیان پر غالب کر دے گا اور وہ اس کے قافوں، کافوں اور دالوں کا مالک ہوگا اور وہ امام مہدیؑ المنتظر ہیں"۔

صاحب کتاب کہتے ہیں کہ امام صادقؑ نے امیر المومنینؑ کے اقوال کی مختصر شرح کی ہے۔

"قول امیرؑ: (انا دحوت ارضھا) اس کا معنی ہے کہ علیؑ اور انکی اولاد اس زمین میں سکونت اختیار کرے گی۔

قول امیرؑ: (انا ارسیت جبالھا) اس کا معنی ہے کہ علیؑ اور انکی اولاد غرقانی سے امان دینے والے ہیں۔

قول امیرؑ : (انا فجرت عیونها) یعنی وہ علم وحکمت کے اُبلتے ہوئے چشمے ہیں۔

قول امیرؑ : (اینعت ثمارها) اس سے آپؑ کی عترت پاک مُراد ہے۔

قول امیرؑ : (انا غرست اشجارها) یہ اشارہ ہے آپکی عترت سے ہونے والے امامؑ شجرہ طوبیٰ اور سدرۃ المنتہیٰ ہیں۔

قول امیرؑ : (انا انشا سحابها) آپکی عترت کی طرف اشارہ ہے کیونکہ وہ برستی ہوئی بارش ہیں۔

قول امیرؑ : (انا اسمعت وعدها) یعنی میں علم پیدا کرتا ہوں۔

قول امیرؑ :(انا نورت برقها) یعنی آپؑ کی عترت عباد اور بلاد میں روشنی ہے۔

قول امیرؑ :(انا البحر الزاخر) یعنی میں علم کا سمندر ہوں۔

قول امیرؑ :(انا شیدت اطوارها) یعنی میں نے دین کی عمارت کھڑی کی ہے۔

قول امیرؑ :(انا قتلت مردة الشیاطین) یعنی میں نے شامیوں کو قتل کیا۔

قول امیرؑ :(انا اشرقت قمرها و شمسها و اجریت فلکها) اس سے مُراد آئمہ معصومینؑ ہیں جو چاند بھی ہیں سورج بھی ہیں اور سفینہ نجات بھی ہیں۔

قول امیرؑ :(انا جنب الله) یعنی میں حق اللہ ہوں اور علم اللہ ہوں۔

قول امیرؑ :(انا دابة الارض) یعنی میں حق کو باطل سے جُدا کرنے والا ہوں۔

قول امیرؑ :(علی یدی تقوم الساعة) یہ امام مھدیؑ کی طرف اشارہ ہے جو طویل زمانے تک حکومت کریں گے اور جب دُنیا سے جائیں گے تو قیامت آجائے گی

قول امیرؑ :(وفی یرتاب المبطلون) یعنی میری ولایت کا انکار ہلاکت ہے اور اقرار نجات"۔

صاحب کتاب نے لکھا ہے کہ امام صادقؑ نے سوال کرنے والے کی عقل کے مطابق تفسیر بیان کی ہے۔

اسم علیؑ کا اثر

مولاؑ کے نام کی تاثیر کے بارے میں عیون اخبار الرضاؑ میں ایک واقعہ لکھا ہوا ہے کہ امیر المومنینؑ کہیں جا رہے تھے کہ راستے میں ایک خیبر کا یہودی ملا جو آپؑ کو نہ پہچانتا تھا اور دونوں ساتھ ساتھ سفر کرنے لگے راستے میں ایک وادی آئی جو سیلاب کے پانی سے بھری پڑی تھی اس یہودی نے پانی پر اپنی چادر بچھائی اور اُس پر سوار ہوا اور جیسے کشتی چلتی ہے اُس طرح وہ چادر پانی پر تیرتی ہوئی یہودی کو دوسرے کنارے تک لے گئی جبکہ مولاؑ وہیں اپنی جگہ کھڑے اُسے پانی کی وادی عبور کرتے ہوئے دیکھتے رہے۔ جب یہودی دوسری طرف پہنچ گیا۔ تو اُس نے مولاؑ کو ان الفاظ میں آواز دی، اے شخص اگر تو بھی وہ جانتا ہوتا جو میں جانتا ہوں تو میری طرح تو بھی اس آبی وادی کو عبور کر لیتا۔ یہ سن کر امیر المومنینؑ نے اُسے بلند آواز سے کہا۔ ''ٹھہر ارہ اپنی جگہ پر چلا نہ جانا یہاں سے'' اور پھر مولاؑ نے پانی کی طرف اشارہ کیا تو وہ جم گیا اور مولاؑ اُس پر چلتے ہوئے یہودی کے پاس دوسرے سرے پر آ گئے، یہ حیرت ناک منظر دیکھ کر یہودی بے ساختہ مولاؑ کے قدموں پر گر پڑا اور بولا اے جواں مرد تو نے کیا کہا کہ پانی پتھر میں تبدیل ہو گیا، مولاؑ نے فرمایا۔ ''پہلے تو بتلا تو نے کیا پڑھا تھا کہ پانی عبور کر گیا؟''۔ یہودی بولا میں نے اللہ کو اُسکے اسم اعظم سے پکارا تھا، مولاؑ نے فرمایا۔ ''وہ اسم اعظم کیا ہے؟''۔ یہودی بولا میں نے محمدؐ کے وصیؑ کے نام کا واسطہ دے کر اللہ سے درخواست کی تھی کہ میں عبور کر جاؤں، مولاؑ نے فرمایا۔ ''میں محمدؐ کا وصیؑ ہوں''۔ یہودی نے کہا آپؑ نے حق فرمایا ہے، پھر مسلمان ہو گیا۔

دوسری روایت عمار بن یاسر کی ہے عمار کہتے ہیں کہ ایک دن میں اپنے مولاؑ کے پاس آیا تو مولاؑ میرے چہرے پر تنگی کے آثار دیکھ کر بولے۔ ''عمار کیا بات ہے؟ کیوں پریشان ہو؟'' میں نے کہا مقروض ہوں اور قرض خواہ مطالبہ کر رہے ہیں مولاؑ نے وہاں پڑے ہوئے ایک پتھر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ''یہ لے جاؤ اور اس سے اپنا قرض ادا کر دے''۔ عمار نے کہا مولاؑ یہ تو پتھر ہے اس کا کیا کروں گا۔ مولاؑ نے فرمایا۔ ''اللہ سے میرا نام لے کر کہہ وہ اسے پتھر سے سونا بنا دے گا''۔ عمار کہتے ہیں میں نے اللہ سے اپنے مولاؑ کا نام لے کر کہا تو وہ پتھر اُسی وقت سونے کا بن گیا۔ مولاؑ نے

مجھ سے کہا۔ ''عمار اس سونے کی ڈلی میں سے صرف اتنا لینا جتنا تمہیں ضرورت ہو''۔ عمار بولے مولا مگر یہ تو سخت ہے میں اسے کیسے توڑوں، نرم ہوتا تو توڑ کر ضرورت بھر لے لیتا، مولاؑ نے پیار بھرے جلال مین کہا۔ ''اے کمزور یقین والے جس اللہ نے اسے میرے نام کے صدقے میں پتھر سے سونا بنا دیا ہے، اسے میرے نام کا واسطہ دے تو وہ اس کو نرم بھی کر دے گا۔ داؤدؑ کے ہاتھ پر میرے نام سے لوہا اللہ نے نرم کر دیا تو تیرے ہاتھ پر نرم نہیں کرے گا؟''۔ عمار کہتے ہیں کہ میں نے اللہ سے اُس کے فلاں (علیؑ) نام سے دُعا کی تو وہ نرم ہو گیا اور میں نے اپنی ضرورت بھر اُس میں سے لے لیا۔ تب مولاؑ نے مجھ سے کہا۔ ''عمار اللہ سے پھر دُعا کر میرے نام کے ذریعے تا کہ وہ باقی ڈلی کو دوبارہ پتھر میں تبدیل کر دے'' اور میں نے دُعا کی اور وہ پتھر بن گیا۔

اے اپنے دین میں شک کرنے والے اور اپنے یقین میں ریب رکھنے والے شاید تو یہ کہے کہ پتھر سونا کیسے ہو گیا ؟ کیا تو نہیں جانتا کہ قادر اُسے کہتے ہیں جس کے ہاتھ میں قدرت ہو اور ہر چیز کی غرض و غایت ہے جس کی طرف وہ گامزن ہے پتھر کی غایت سونا ہو جانا ہے دوسرے یہ کہ عظیم کام کی توقع عظیم ہستی سے ہی کی جا سکتی ہے اور محمدؐ و علیؑ غایت الغایات و نہایت النہایات ہیں، اللہ کے حضور سب سے بڑا نام (اسم اعظم) اور سب سے قریب نام ان کا ہے اور نبوت ولایت سے شروع ہوتی ہے اور اسی پر ختم ہو جاتی ہے اور اسی پر حکومت کے دن پورے ہو جاتے ہیں۔

فضائل آلِ محمدؐ

آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ نے اسرافیلؑ کو ایک کلمہ تعلیم کیا ہے اُس کلمے کو وہ صور میں پھونکے گا۔ تو تمام آسمانوں اور زمین کی مخلوقات وادی موت میں چلی جائیں گی۔

یہ کلمہ وہ اسم ہے جس سے زمین و آسمان قائم ہوئے ہیں پھر مخلوقات کو آواز دی جائے گی تو وہ سب کے سب زندہ ہو جائیں گے جس طرح جبار نے روز ازل ان کو آواز دی تھی تو انہوں نے جواب دیا تھا ان کامل کلمات کے سبب جو کہ تفریق و جمع کا باعث ہے موت و حیات کا سبب ہیں اور یہ رموز قرآن سے چھپے ہوئے ہیں۔ کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ شکل و صورت نہیں رکھتا اُسکی کوئی چیز مثال بھی نہیں بن سکتی وہ حی و کریم و متعال ہے اس کے اسم اُسکی قدرت اور اُسکے امر سے چیزیں وجود میں آتی ہیں اور معدوم ہو جاتی ہیں جیسا کہ وہ چاہتا ہے ویسا ہی ہوتا ہے اور یہ کہ اللہ کے اعضاء و جوارح نہیں ہیں جس سے وہ کچھ کام کرے یا حرکات انجام دے لیکن کچھ رموز ہیں جو مبہم ہیں اور کچھ کلمات ہیں جو تام اور مکمل ہیں اسی طرف اس جملے میں اشارہ ہے (خمرت طینة آدم بیدي) "میں نے آدمؑ کی مٹی کا خمیر اپنے ہاتھ سے اُٹھایا ہے"۔ یعنی اپنی قدرت سے دوسری مثال یہ جملہ ہے (ان اللہ خلق آدم صورته) "اللہ نے آدمؑ کو اپنی صورت پر بنایا ہے"۔ یعنی اُس صورت پر جس پر وہ علقہ و مضغہ بننے سے پہلے حالت طینت میں تھا۔

عبداللہ ابن عباس سے حدیث رسولؐ مروی ہے ایک دن سرکارؐ نے پانی منگوایا جب کہ آپؐ کے پاس امیر المومنینؑ، حضرت فاطمہؑ، امام حسنؑ اور امام حسینؑ بھی تشریف فرما تھے۔ سرکارؐ نے تھوڑا سا پانی پی کر امام حسنؑ کو دیا امام حسنؑ نے پیا تو سرکارؐ نے فرمایا (هنیئا مریئا یا ابا محمد) هنیا مرئیا اے ابو محمدؑ، پھر امام حسینؑ کو دیا اور جب امام حسینؑ پانی پی چکے تو سرکارؐ نے فرمایا، (هنیئاً مرئیاً یا ابا عبداللہ) پھر بی بی فاطمہؑ کو دیا جب بی بیؑ پانی پی چکیں تو سرکارؐ نے فرمایا (هنئیاً مرئیاً یا اُم الابرار الطاهرین) پھر مولاؑ کائنات کو دیا اور جب مولاؑ امیر المومنینؑ پانی پی

چکے تو سرکار نے فوراً سجدہ میں سر رکھ دیا جب آپؐ نے سجدے سے سر اُٹھایا تو آپؐ کی کچھ بیویوں نے کہا، علیؑ کو ھنیأ مریٔا نہیں کہا بلکہ سجدے میں چلے گئے اس کی کیا وجہ تھی۔ سرکارؐ نے فرمایا۔ ''جب میں نے پانی پیا تو فرشتوں نے مجھے ھنیأ مریٔا کہا اور جب حسنؑ و حسینؑ اور فاطمہؑ نے پانی پیا تو تب بھی فرشتوں نے ھنیأ مریٔا کہا اور میں نے بھی اُن کی طرح ھنیأ مریٔا کہا مگر جب علیؑ نے پانی پیا تو اللہ نے علیؑ سے کہا، اے میرے ولیؑ اے مخلوقات پر میری حجت ھنیأ مریٔا، یہ کلام الٰہی بزبان الٰہی سن کر میں نے شکر کا سجدہ کیا اُس نعمت پر جو اللہ نے مجھے میرے اہل بیت میں عطا کی ہے''۔

اب جس کی سماعت اور دماغ میں خرابی ہے اُس کی عقل میں یہ نہیں آتا کہ اللہ نے علیؑ کو ھنیأ مریٔا کہا بھائی تم نے قرآن کی یہ آیت نہیں سُنی (فان طبن لکم عن شئی منہ نفسا فکلوہ ھنئیاً مرئیاً) النساء آیت ۴ جب اللہ عام لوگوں کو ھنیأ مریٔا کہتا ہے تجھے سمجھ آجاتا ہے لیکن جب اللہ اپنے ولیؑ سے ھنیأ مریٔا کہتا ہے تو تجھے یہ بات عقل سے باہر نظر آتی ہے۔ چلو میں تمہیں اس بات پر ایک واقعہ سُناتا ہوں تم اپنے اعتقاد میں منافق کی طرح ہو۔

ہوا یہ کہ ایک منافق راہ چلتے کسی مومن کا ہم سفر ہو گیا بات سے بات چلی اور مولاؑ علیؑ کا تذکرہ نکل آیا تو مومن نے مولاؑ کا نام سن کر کہا صلی اللہ علیہ، اللہ کی صلوات ہو علیؑ پر۔ منافق کو یہ بات بہت بُری لگی کہنے لگا صلوات سوائے رسولؐ کے کسی پر جائز نہیں، مومن نے جواب میں کہا، اللہ فرماتا ہے (ھو الذي يصلي عليكم و ملائكة) سورۂ احزاب آیت ۴۳۔ اللہ وہ ہے جو تم سب پر اور اپنے فرشتوں کے ساتھ صلوات بھیجتا ہے۔ بتاؤ یہ آیت میں صلوات کس پر ہے؟ منافق بولا اُمت محمدؐ پر۔ یہ سُن کر مومن نے کہا صلوات اُمت محمدؐ پر جائز ہے آل محمدؐ پر جائز نہیں (فبھت الذي كفر) یہ آیت سن کر وہ مبہوت ہو گیا جس نے کفر کیا تھا۔

پس مومنو! دیکھو منافقوں کو علیؑ کے باب میں اللہ کا سجدہ کیا بھاری معلوم ہوتا ہے اور اس طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے (فمالھم لا یومنون) ''انہیں کیا ہو گیا ہے ایمان نہیں لاتے''۔ یعنی علیؑ پر ایمان کیوں نہیں لاتے دوسری آیت دیکھئے۔ (واذا قري عليهم القرآن لا يسجدون) انشقاق آیت ۲۱۔ ''اور جب قرآن پڑھا جاتا ہے تو سجدہ نہیں کرتے''۔ یہاں آیت میں ا،ل، (القرآن) تخصیص کے لئے آیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ہر آیت میں ظاہر باطنا اسم محمدؐ و علیؑ موجود ہے اب اگر قرآن سن کر سجدہ کیا جائے تو یہ سجدہ اللہ کے شکر کا سجدہ ہوگا۔ کیونکہ اُس نے ذکر میں اپنی اعظم آیات اور قدر میں بلند ترین آیت کو پیش کیا ہے۔

آل محمدؑ پر صلوات اور اُسکے اثرات

جہاں تک صلوات کا تعلق ہے تو اللہ نے عام مومنین پر صلوات پڑھی ہے اور اس میں اکیلے امیر المومنینؑ کو خاص مقام عطا کیا ہے، (اولئك عليهم صلوات منربهم رحمة) البقرہ آیت ۱۵۷، اس کی تفسیر میں عبداللہ ابن عباس نے کہا ہے کہ جب جنگ اُحد میں حضرت امیر حمزہؓ کی شہادت کی اطلاع آئی تو مولاؑ امیر المومنینؑ نے فرمایا (انا للہ و انا علیہ راجعون) اس قول مولاؑ پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (الذين اذا اصابتهم مصيبته قالو انا لله وانا عليه راجعون اولئيك عليهم صلوات من ربهم رحمة) لہٰذا یہ مقام علیؑ تھا۔ ہماری بات کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے (ورفعنا لك ذكرك) ''ہم نے تیرا ذکر بلند کر دیا''۔ مفسرین کہتے ہیں اس کے معنی ہیں ہم تیرا ذکر کرتے ہیں جب تو ہمارا ذکر کرتا ہے اب اگر مومن پر ذکر علیؑ واجب ہے تو ذکر خدا بھی واجب ہے رسولؐ کا فرمان ہے۔ ''اللہ کے ذکر کے بغیر مومن کی صلوات نبی پر قبول نہیں کی جاتی''۔ لہٰذا محمدؐ و آل محمدؑ پر صلوات اللہ کے ذکر کا لازمہ ہے اور ذکر اللہ واجب بھی ہے اور لازم بھی اور لازم واجب بھی ہے اور لازم بھی۔ لہٰذا صلوات محمدؐ و آل محمدؑ پر واجب ہے۔ ذکرِ محمدؐ و آل محمدؑ ذکر اللہ ہے کیونکہ اللہ کی معرفت و ذکر بغیر ان کی معرفت اور ذکر فائدہ نہیں دیتی بلکہ عتاب اور وبال بن جاتا ہے۔ کیونکہ شرط کے بغیر مشروط نہ پیدا ہوتا ہے اور نہ قبول کیا جاتا ہے جیسے کہ نماز بلا وضو، وضو نماز کے لئے شرط ہے لہٰذا نماز بغیر ان کے نہ فائدہ دیتی ہے نہ اللہ کی طرف جاتی ہے بلکہ بغیر وضو کے نماز اللہ سے مذاق اور وبال ہے اُس کے لئے جو یہ مذاق کرے۔ اسی طرح محمدؐ و آل محمدؑ کے انکار کے ساتھ اللہ کا ذکر کرنے والے کا معاملہ ہے اُس کا شمار ذاکروں میں نہیں ہوتا بلکہ ایسا شخص ملعون ہے ہر حال میں۔

اس بات پر دلیل یہ حدیثِ رسولؐ ہے کہ ''جب اللہ نے عرش کو خلق فرمایا تو ستر ہزار فرشتے بھی پیدا کئے اور اُن سے فرمایا کہ نور کے عرش کا طواف کرو۔ میری پاکی بیان کرو اور میرے عرش کو اُٹھائے رکھو۔ یہ سن کر فرشتوں نے عرش کا طواف کیا اللہ کی تسبیح کی لیکن جب عرش کو اُٹھانے چلے تو اُس کو اُٹھا نہ سکے تب اللہ نے اُن سے فرمایا نورانی عرش کا طواف کرو اور صلوات پڑھو میرے جلال کے نور پر جو کہ محمدؐ ہے میرا پیارا اور پھر عرش کو اُٹھا لو۔ لہٰذا فرشتوں نے طواف کیا صلوات پڑھی اور عرش کو اُٹھایا تو اُٹھانے میں کامیاب ہو گئے تب فرشتوں نے اللہ سے کہا۔ اے ہمارے رب تو نے ہمیں اپنی تسبیح و تقدیس پڑھنے کا حکم دیا۔ پھر محمدؐ جو کہ تیرے جلال کا نور ہیں صلوات پڑھنے کا حکم دیا جب ہم نے صلوات پڑھی تو تیری

تسبیح وتقدیس میں خود بخود کمی آ گئی اللہ نے جواب میں فرمایا اے میرے فرشتو! جب میرے پیارے محمدؐ پر صلوات پڑھو گے تو گویا تم نے میری تسبیح کی میری تقدیس کی اور میری وحدانیت کا کلمہ پڑھا''۔

اس کی تائید ابن عباس کی ایک روایت سے ہوتی ہے رسولؐ اللہ نے فرمایا۔''جو مجھ محمدؐ پر ایک بار صلوات پڑھتا ہے اور کائنات میں کوئی خشک وتر ایسا نہیں بچتا جو اس عبد پر صلوات نہ پڑھے اللہ کی صلوات کی وجہ سے''۔ اب تو ہی بتا اے دشمن آل محمدؐ تو کس نوع کا جانور ہے کہ جتنا بھی میں تیری آنکھیں کھولنے کی کوشش کرتا ہوں اتنا ہی تیری نظر میں اندھا پن بڑھ جاتا ہے اگر تو ہُد ہُد ہوتا جو کہ اپنی نظر کی قوت کی وجہ سے چٹانوں کے نیچے پانی کو دیکھ لیتا ہے تو تجھ کو ضرور ہدایت مل جاتی۔

آپ علیؑ کے عارفوں کو دیکھیں کہ کیسے وہ علیؑ کی تعریف کرتے ہیں اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ علیؑ کے دشمنوں نے جس طرح علیؑ کی تعریف کی ہے اگر آج کے زمانے میں کوئی عارف علیؑ کے دوستوں میں بیٹھ کر ویسی تعریف کرے تو یہ محبت علیؑ کے دعوے دار اُسے کافر قرار دیں اور قتل کر دیں مثلاً عبداللہ ابن الحجاج کہتا ہے:۔

اشعار (ترجمہ)

اگر آپ چاہتے تو ان لوگوں کو مسخ کر دیتے اگر زمین سے کہتے تو وہ ان کو نگل جاتی اور آپؑ کے اسمائے حسنہ مریض پر پڑھ کر اگر دم کئے جائیں تو وہ شفا پا جائے۔

صاحب بن عباد کہتا ہے اشعار (ترجمہ)

میرے اوپر نعمتیں آپؑ کی طرف سے ہیں کیونکہ آپؑ نعیم ہیں اور اگر میں بیماری سے صحت یابی پا گیا تو اس لئے کہ آپ رحیم ہیں اور جب اللہ کے جلال قدس سے ہوائیں آتی ہیں۔ تو آپؑ کے اسمائے حسنہ سے دل کی کلیاں کِھل جاتی ہیں۔

ابن فارس المغربی نے کہا اشعار (ترجمہ)

اگر پاگل کی جبین پر ان ناموں کو لکھ دیا جائے (اسمائے حسنہ) تو اس کی عقل بحال ہو جائے اور اگر فوج کے جھنڈے پر نام علیؑ لکھا جائے تو وہ فوج شکست نہیں کھاتی۔

ذرا دیکھو تو ان منکر فضائل کو جو شیعہ ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں یہ لوگ اسم کے حروف نہیں جانتے نہ ہی اسم کی

پہچان رکھتے ہیں اور نہ ہی مشاعر کی باتوں کی ان کو سمجھ ہے پس اللہ نے جس پر فضل وکرم کیا ہے۔ یہ اُس فضل سے حسد کرتے ہیں اور کفر تک آ جاتے ہیں اللہ ان کو قتل کردے یہ کہیں بھی ہوں۔

اب سوال یہ ہے کہ لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ انہوں نے ابن حجاج وابن عباد کو کافر اور غالی کیوں نہیں کہا جبکہ ان دونوں نے مولاؑ علی کے لیے قدرت مطلقہ اور تصرف مطلقہ اور تفویض امور الٰہی کو قرار دیا تھا۔ یہ سب کچھ اللہ کے فعل کی طرح ہے مگر اللہ کی قدرت وکرامت سے ہے اب اگر کوئی عارف ان دعویداران شیعہ میں بیٹھ کر یہ کہے کہ اے علیؑ آپکو آپکی قدرت کا واسطہ آپؑ کو آپؑ کے نافذ ہو جانے والے امر کا واسطہ، آپؑ کو آپؑ کے اسمائے حسنہ کا واسطہ آپؑ کو آپؑ کے تفویض شدہ امور کا واسطہ میری مدد کریں میرا ہاتھ تھام لیں تو سننے والا یہ کہے گا کہ زندگی میں اس سے بھاری بات میرے کانوں میں نہیں گزری اور اس عارف کو کافر کہہ کر قتل کرنا ثواب سمجھے گا۔ یہ کیسے دعویداران شیعہ ہیں جن کو کسی چیز کی صحیح سمجھ بوجھ ہی نہیں ہے۔

نبیؐ نے علم ربانی کس سبب سے پوشیدہ رکھا

نبیؐ نے فرمایا تھا۔ ''میں نہیں جانتا اس دیوار کے پیچھے کیا ہے سوا اس حالت کے کہ میرا رب مجھے بتلا دے'' اور مولاؑ علیؑ کا فرمان ذیشان ہے۔ ''اگر پردہ اُٹھ جائے تب بھی میرے یقین میں اضافہ نہیں ہوگا'' اور یہ فرمان۔ ''پوچھو مجھ سے آسمانوں کے راستے'' اور یہ فرمان۔ ''پوچھو مجھ سے عرش کے علاوہ''۔

نبیؐ کا کام انذار اور تنزیل ہے اور ولیؑ سے متعلق ہدایت وتاویل ہے اس طرف قرآن اشارہ کرتا ہے **(انما انت منذر)** ''اے محمدؐ آپؐ منذر ہیں صاحب انذار ہیں **(ولکل قوم هاد)** اور ہر قوم کے لئے ہادی ہے'' اور وہ علیؑ ہے۔ لہٰذا نبیؐ کو حکم تھا کہ کیونکہ تو صاحب شریعت نبی ہے اس لئے شریعت کے تقاضے کے طور پر اللہ کے اذن کے بعد غیب کو علم ظاہری کی صورت میں بیان کرو قرآن نے اس طرف اشارہ کیا۔ **(ولا تعجل بالقرآن من قبل ان یقضیٰ الیك وحیه)** طٰہٰ آیت ۱۱۴۔ ''جب تک وحی نہ ہو جائے اُس وقت تک قرآن بیان کرنے میں جلدی نہ کرنا''۔

لہٰذا نبیؐ کو اللہ کی جانب سے ظاہری وباطنی علم پہنچا مگر سرکارؐ کو حکم تھا کہ اس علم میں سے صرف ظاہری علم کے مطابق بات کریں۔ اس کے علاوہ نہ بولیں شاید اس لئے کہ باطنی وغیبی علم کے مطابق نہ بولنے سے لوگوں کو بہانہ نہ ملا کہ اس تہمت کو مسلسل جاری رکھتے اور ولی کو حکم تھا کہ وہ اللہ اور رسولؐ کی طرف سے ظاہری اور باطنی دونوں طرح کے علم کے مطابق

بولے گا۔ مولاؑ کا فرمان اس طرف اشارہ کرتا ہے۔ ''رسولؐ اللہ نے مجھے علم کے ہزار باب سکھائے تھے ہر باب سے ہزار باب خود بخود کُھل گیا''۔

یہ قول جنابِ امیرؑ ہر ظاہری و باطنی دونوں طرح کے علم کی طرف اشارہ کرتا ہے ظاہری اور باطنی علم میں نبیؐ اور ولیؑ دونوں کی حیثیت سمجھانے کے لئے ایک مثال دی جاتی ہے ایک بادشاہ ہے جس نے اپنے غلاموں میں سے دو غلاموں کو اختیار کیا ایک کو اپنا سفیر مقرر کیا دوسرے کو نائب و وزیر بنایا پھر ان دونوں کو اپنی مملکت کا علم عطا کیا اور ان کو مملکت پر گورنر بنایا پھر بادشاہ نے اپنے سفیر کو حُکم دیا کہ وہ صرف وہ حکم دے گا جو پہلے ہم اُسے پہنچائیں گے اور اُس کو پابند کیا کہ وہ ادیان کے بارے میں ظاہری حکم سے کام لے گا۔ تاکہ لوگ اُسے کاہن نہ کہیں اور اُسے حکم دیا کہ وہ ظاہری و باطنی علم اپنے نائب و وزیر کو منتقل کر دے اور اُس نائب کو حاکم مطلق بنایا کیونکہ اُس کے پاس بادشاہ اور سلطان دونوں کا حکم پہنچا تھا علیٰ الاطلاق، لہٰذا یہ مطلق العنان ہوا اپنے حکم میں اس مثال کے بعد سمجھ میں آئے گا کہ **(لو کشف الغطاء ما ازددت یقیناً)** کا کیا مطلب ہے اس جملے کے دو معنی ہیں پہلا یہ کہ مولا علیؑ موجودات ہیں کیونکہ وہ اللہ واحد واحد کے فیضان نور واحد کے دو حصوں میں سے ایک حصہ ہیں لہٰذا مولاؑ سے اوپر سوائے خدا کے اور کوئی نہیں اور تمام مخلوقات و تمام عوالم آپکے تحت ہیں لہٰذا ادنیٰ اپنے اعلیٰ سے چھپا نہیں رہ سکتا۔ لہٰذا **(لو کشف الغطاء)** کا معنی یہ ہوا کہ جسد خاکی کا حجاب اور جسم فلکی کا غطاء اگر ہٹ جائے تو بھی میرے یقین میں اضافہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ میرا نورانی علم عرش و کرسی سے پہلے کا ہے۔ جبکہ اس جملے **(لو کشف الغطاء ما ازددت یقینا)** کا دوسرا معنی یہ ہے کہ وہ ایک سرِ بدیع ہیں مولاؑ فرماتے ہیں، **(من عرفني من شیعتي بسرائر معرفتي)** ''اگر میرا شیعہ مجھے میرے اسرار کے ساتھ پہچان لے''۔ یعنی میں اللہ کا عظیم اسم ہوں اُس کا وجہ کریم ہوں اسکا حجاب ہوں اس تُرابی ہیکل اور عالم بشر میں، اور میں اس جسم مرکب میں اللہ کی آیت اور کلمہ ہوں اُسکی مخلوقات میں، لہٰذا کل بروز قیامت جب میرا شیعہ جو مجھے میرے اسرار سے پہچانتا ہے دیکھے گا تو اُس کی معرفت میں یقیناً کوئی اضافہ نہیں ہوگا کیونکہ جب اُس نے مجھے حجاب کے پیچھے سے دیکھا تو اُس نے شک نہیں کیا تو جب بلا حجاب دیکھے گا تب کیسے شک کرے گا۔ آپ پوچھ سکتے ہیں کہ جو بات مولاؑ نے اپنے بارے میں کہی **(لو کشف الغطاء ما ازددت یقینا)** اُس کا معنی میں نے یہ کیسے نکال لیا کہ شیعہ جو مجھے دُنیا میں پہچانتا ہے آخرت میں اُسکی معرفت میں اضافہ نہیں ہوگا؟ جواب یہ ہے کہ اس قسم کی مثالیں قرآن میں موجود ہیں کہ مخاطب نبیؐ ہے مگر بات اُمت کی ہو رہی ہے اس طرح یہاں مولاؑ نے اپنا نام لیا ہے مگر مُراد شیعوں کی معرفت ہے کیونکہ اُمت نبیؐ کی طرف منسوب ہوتی ہے اور تابع والیؑ کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ قرآن نے مومن آل فرعون کا ذکر کر کے اس طرف اشارہ کیا ہے **(وما لی لا اعبد الذي**

فطرنی والیہ تُرجعون) یٰسین آیت ۲۲، بولنے والا مومن آل فرعون ہے اور مُراد اُس سے اُس کی قوم ہے کیونکہ وہ اس کی طرف منسوب ہیں لہٰذا قول مولاؑ **(ماازددت یقینا)** میں بولنے والے سرکار امامت مآبؑ نے اپنے عارفوں کو آپؑ کے اولیاء ہی کی زُبان مین خطاب فرمایا ہے کیونکہ مولاؑ کے عارف اولیاء کو شکوک کی کھجلی کبھی نہیں ہوتی کیونکہ وہ مولاؑ کی محبت اور معرفت میں مضبوط اور خالص ہوتے ہیں اور اعتراضات اور اشکالات سے اُن کی معرفت اور خلوص میں کمی نہیں آتی۔ لیکن جو آدمی مولاؑ کی معرفت حاصل کر لیتا ہے اُسے ایک تو اپنی زُبان بند رکھنی پڑتی ہے دوسرے لوگوں سے الگ تھلگ ہونا پڑتا ہے کیونکہ لوگ اُسکی بات نہیں مانتے اور وہ لوگوں کی نہیں سنتا۔ لہٰذا اُس کے نصیب میں تنہائی ہی رہتی ہے اور اسی میں اسکی سلامتی ہے کیونکہ جسے اللہ کی معرفت ہوجائے اُسکی زُبان بند ہوجاتی ہے۔

علیؑ یوم دین کے حاکم ہیں

جو بات قواعد اور ضوابط کے مطابق ہو اور جسے دلیلیں اور مثالیں اپنی گواہیوں سے واضح کر دیتی ہوں وہ بھی ان کو نہیں سمجھ آتیں جن کے کان اور دماغ صحیح طریقے سے کام نہ کرتے ہوں ہاں علیؑ یوم دین کے مالک و حاکم و والی ہیں کیسے ہیں؟ اس طرح کہ حدیث قدسی میں آیا ہے اللہ فرماتا ہے۔ ''اے میرے بندے میں نے تمام چیزیں تیرے لئے پیدا کی ہیں اور تجھے اپنے لئے پیدا کیا ہے۔ دُنیا تجھ کو ہبا کی تجھ پر احسان ہے اب آخرت تجھے چاہیے تو وہ بھی ملے گی مگر وہ ایمان کی وجہ سے ملے گی''۔ اب اگر اشیاء تمام تر اشیاء تمام انسانوں کے لئے خلق ہوئی ہیں تو پھر جو انسانوں کا انسان ہے اور جس کے لئے انسانوں کو خلق کیا گیا ہے اور جس کی وجہ سے کون و مکان ہے اُس کے بارے میں کیا خیال ہے۔

بات یہ ہے کہ خلق اور وحی میں جو کچھ اللہ کا ہے وہ سب کا سب محمدؐ کے لئے ہے اور جو فضل و شرف و احتشام و مقام محمدؐ کا ہے وہ سب کا سب علیؑ کا ہے سوائے اُس کے جسے قدرت نے مستثنیٰ کر دیا ہو لہٰذا دُنیا و آخرت و قیامت محمدؐ و علیؑ کے لئے ہیں۔ نبیؐ کے لئے ان میں سے حکم ظاہری ہے جو کہ مقام کرامت ہے جیسے کہ آپؐ نے فرمایا:۔

(انا زین القیامة والشهادة علی الخلائق) ''میں زیب و زینت ہوں قیامت و شہادت میں تمام مخلوق پر''۔ قرآن نے اشارہ کیا اسطرف **(وجئنا بك علی هولاء شهیداء)** النساء آیت ۴۱۔ ''ہم تجھے اُن پر شہید کی حیثیت سے بُلائیں گے'' اور شفاعت گناہ گاروں کے لئے ہوتی ہے جیسا کہ خود فرمایا ہے **(اُعددت شفاعتی لاهل الکبائر من امتی)** ''میری شفاعت اُمت کے بڑے گناہگاروں کے لئے ہوتی ہے''۔ جبکہ ولی کے لئے حکم باطن ہے اور حکم باطن کا مطلب ہوا کہ **(هذا لك و هذا لی خذي هذا و ذري هذا)** ''اے جہنم کی آگ یہ تیرا بندہ ہے اسے لے جا اور یہ میرا آدمی ہے اسے چھوڑ دے''۔ لہٰذا قیامت کے دن صرف شفیع و شافع ہوگا یا حاکم و قاسم ہوگا۔ لہٰذا

اللہ تو خدا ہے جبکہ جسے اللہ نے بادشاہ بنایا ہے قیامت کا، وہ محمدؐ ہے اور جسے حاکم وقاسم بنایا ہے وہ علیؑ ہے کیونکہ علیؑ والی ہیں اللہ اور رسولؐ کے امر سے لہٰذا منافقوں کے دلوں میں نفرت کے طوفانوں اور جھٹلانے والوں کے غیض وغضب کے باوجود خیر الوصیینؑ، امیر المومنینؑ ہی حاکم یوم الدین ہیں اور آپؑ ہی کا تصرف اُس دن ہوگا اُس دن لوگ اپنی جہالت کا جشن مناتے ہوئے میرے پاس (رجب البرسی) آئیں گے تب میں ان سے پوچھوں کا تم کیسے میری باتوں کو جھٹلاتے تھے اعتراض پر اعتراض کرتے تھے اللہ کی نعمت کا کفران کرتے تھے جس چیز کو تمہاری دائی درست کہتی درست مان لیتے اور جو تمہارے اوپر بھاری ہوتا اُس علم ومعرفت کو پھینک دیتے اور اُسے جھٹلانے لگتے اور اللہ کی آیات کو طنز ومزح کے گھیرے میں لے لیتے اللہ نے پہلے ہی کہہ دیا تم جان لوگے آخر کو کیا حقیقت ہے۔

میرے (رجب البرسی) پاس کچھ ایسے لوگ آئے جو شک وشبہ کی دُنیا میں خیمہ زن رہتے ہیں۔ جن کا نفحات غیب سے کوئی تعلق وعلاقہ نہیں اللہ کے معاملے میں ناحق چھیڑ چھاڑ کرتے ہیں اور خواہ مخواہ میں اپنے انحراف کے ہاتھوں اختلاف کا دامن کھینچتے ہیں اور جب میں اُن کے سامنے عالی ہوتا ہوں تو مجھے غالی کہنے لگتے ہیں یہ لوگ کتابت کی غلطی کا شکار رہتے ہیں حظ کا خط اور عالی کو غالی لکھنا ان پر ختم ہے ان کے بارے میں کسی شاعر نے کہا ہے 'اندھے کو روشنی بھی اندھیرا ہی دکھائی دیتی ہے'۔ میں (رجب البرسی) نے ان سے کہا اے ولایت وایمان کے اعتبار سے میرے بھائیو، تم تو معاشرے کے چُنے ہوئے ہو تم کو زیب نہیں دیتا کہ فضائل مولاؑ میں تکذیب وانکار کا رویہ اختیار کرو، اگر کچھ بھی نہیں آتا تو جلدی نہ کرو غور وفکر میں کچھ وقت صرف کرو ہمارے پاس جو اخبار پہنچے ہیں ان کے اسرار پر فکر کرو بہت سی ایسی باتیں جو آپ کو معلوم نہیں ہیں غور وفکر کے نتیجے میں معلوم باتوں سے بھی زیادہ ایمان کے مطابق ہوتی ہیں اس بات میں انصاف سے غور وفکر کرو قرآن وسنت پر اس بات کو پرکھو اگر کسوٹی پر پوری اُترے تو لے لو ورنہ پھینک دو۔ کیا قرآن نے اس کی گواہی نہیں دی کہ **(ان الینا ایابھم ثم ان علینا حسابھم) الغاشیہ آیت ۲۵،۲۶**۔ ''یہ لوگ ہماری ہی طرف آئیں گے اور ہمارے ہی پاس ان کا حساب کتاب ہے''۔

مفضل بن عمیر نے امام جعفر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس آیت کی شرح پوچھی تو مولاؑ نے فرمایا ''اے مفضل تو اُن کے بارے میں کیا رائے رکھتا ہے کہ یہ کون ہیں جن کے ہاتھوں میں مخلوق کا حساب کتاب ہے خدا کی قسم وہ ہم ہیں مخلوقات کی بازگشت ہماری طرف ہے اور ان کے اعمال ہمارے سامنے پیش ہوں گے اور وہ ہمارے سامنے کھڑے ہونگے اور اُن سے ہماری محبت کا سوال کیا جائے گا''۔

امیر خلق کے مناقب

ان مناقب میں سے ایک وہ ہے جو برقی نے امام صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسولؐ اللہ نے مولا امیر المومنینؑ سے فرمایا۔ ''اے علیؑ! تو اس امت کا دیّان ہے اور ان کے حساب کتاب کا متولی ہے تو قیامت کے دن اللہ کا رکن اعظم ہے سب جان لیں کہ لوگ تیری طرف لوٹیں گے اور ان کا حساب تیرے ہاتھوں ہوگا، صراط دراصل تیرا صراط ہے میزان دراصل تیرا میزان ہے اور موقف دراصل تیرا موقف ہے''۔

اس حدیث کی تائید میں ایک اور حدیث ہے جو کہ شریح نے اپنے اسناد سے بیان کی ہے کہ نافع نے عمر بن الخطاب سے سنا اور عمر نے رسولؐ اللہ سے سنا سرکار رسالت مآبؐ فرماتے ہیں۔ ''اے علیؑ! تو میری اُمت کا نذیر ہے اور اسکا ہادی ہے میرے حوض کوثر کا مالک وساقی ہے اور اے علیؑ تو ذولقرنینؑ ہے دونوں طرف تیرے ہیں تیری ہی آخرت ہے اور تیری ہی اولیٰ ہے پس تو قیامت کے دن ساقی ہے، حسنؑ ذائد ہیں، حسینؑ آمر ہیں، علیؑ بن الحسینؑ فارض ہیں، محمدؑ بن علیؑ ناشر ہیں، جعفرؑ بن محمدؑ سائق ہیں، موسیٰؑ بن جعفرؑ محب ومنافق کے محصی ہیں، علیؑ بن موسیٰؑ مرتّب المومنین ہیں، محمدؑ بن علیؑ اہل جنت کو انکی منزلوں میں اُتارنے والے ہیں، علیؑ بن محمدؑ خطیب اہل جنت ہیں، حسنؑ بن علیؑ ان کو جمع کرنے والے ہیں، جیسا اللہ اذن دے، چاہے اور راضی ہو''۔

اور اس حدیث کی تائید میں وہ روایت ہے جو ابوحمزہ ثمالی نے کتاب امالی میں امام جعفر صادقؑ سے بیان کی ہے کہ رسولؐ اللہ فرماتے ہیں۔ ''جب قیامت کا دن ہوگا۔ تو اے علیؑ تم کو ایک نور کے رتھ پر لایا جائے گا اور تیرے سر پر نور کا تاج ہوگا۔ جس میں چار کونے ہونگے جس پر تین سطروں میں لکھا ہوگا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ، پھر تیرے لئے کُرسی کرامت رکھی جائے گی اور تیرے ہاتھ میں جنت اور جہنم کی چابیاں دے دی جائیں گی پھر تیرے سامنے اولین اور آخرین کے لوگ حاضر کئے جائیں گے۔ پس تو اپنے شیعوں کو جنت میں جانے کا حکم دے گا اور دشمنوں کو جہنم کی طرف روانہ کرے گا۔ پس تو جنت اور دوزخ کا تقسیم کار ہے اُس دن تو اللہ کا امین ہوگا''۔

اس باب میں ایک یہ حدیث بھی ہے کہ سرکار رسالت مآبؐ نے فرمایا۔ ''اے علیؑ جب قیامت کا دن ہوگا اُس

دن تجھ کونور کی گاڑی میں لایا جائے گا تیرے سر پر ایک تاج ہوگا جس کی چمک سے نگاہیں خیرہ ہوجائیں گی پھر تجھ سے کہا جائے گا جو تجھ سے محبت کرتے ہیں اُن کو جنت میں اور جو تجھ سے بغض رکھتے ہیں دوزخ میں داخل کردے''۔

بیان اور معانی

حضرت جابر ابن عبداللہ انصاری نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے مولاؑ جعفر صادقؑ نے فرمایا۔'' اے جابر بیان اور معانی سے وابستہ رہو''۔ جابر نے عرض کی مولاؑ بیان کیا ہے اور معانی کیا ہے؟ مولاؑ نے فرمایا۔''بیان یہ ہے کہ تم جان جاؤ اللہ کی مثال کسی چیز سے نہیں دی جاسکتی لہٰذا اُس کو مثل و مثال سے دور رکھو اور اُسکے ساتھ شریک نہ بناؤ۔ جبکہ معانی کے معنی یہ ہیں کہ ہم ہی اللہ کے معانی ہیں۔ اللہ کے جنب ہیں۔ اللہ کا امر ہیں، اللہ کا حکم ہیں، اللہ کا کلمہ ہیں، اللہ کا علم ہیں، اللہ کا حق ہیں اور جو، جب چاہتے ہیں وہی اللہ چاہتا ہے۔ جو ہم ارادہ کرتے ہیں اللہ بھی وہی ارادہ کرتا ہے ہم وہ مثانی ہیں جو اللہ نے اپنے نبیؐ کو عطا فرمائی ہے ہم وہ وجہ اللہ ہیں جو زمین پر تمہارے اُمور کی جانچ کرتا ہے پس جو ہمیں جان گیا اُس کے سامنے یقین ہے اور جو ہم کو نہیں جانتا اُسی کے سامنے سجین ہے اور اگر ہم چاہیں تو زمین کی فضاؤں کو چیر کر آسمان پر صعود کر جائیں، تمام مخلوق کی بازگشت ہماری طرف ہے، پھر ہم ہی ان کا حساب لینے والے ہیں''۔

علیؑ جنت کے مالک اور دوزخ کے تقسیم کرنے والے ہیں

عبداللہ ابن عباس نے رسولؐ اللہ سے بیان کیا ہے کہ سرکارؐ فرماتے ہیں۔''اے علیؑ! آپؑ جنت کے مالک ہیں اور آگ تقسیم کرنے والے ہیں ہاں مالک دوزخ کا داروغہ اور رضوان جنت کل قیامت میں میرے پاس آکر کہیں گے اے محمدؐ یہ اللہ کی طرف سے آپؐ کو دیا گیا ہے یہ جنت و دوزخ کی چابیاں علیؑ ابن ابی طالبؑ کے سپرد کردیجئے۔ پس میں رسولؐ وہ چابیاں اُن سے لیکر تجھے دے دوں گا''۔

قول رجب البرسی:۔

چابیاں صرف حاکم و متصرف کے حوالے کی جاتی ہیں اور اسی طرف سورہ نور کی آیت ۶۱، میں اشارہ ہے **(او ماملکتم مفاتیح)** ''جو چابیاں تمہاری ملکیت میں''۔ ہیں اس کی تائید ابن عباس سے بیان ہونے والی حدیث

قدسی میں ہے اللہ فرماتا ہے۔ ''اگر علیؑ نہ ہوتے تو میں اپنی جنت خلق نہ کرتا لہٰذا علیؑ کے لئے جنت نعیم ہے اور وہ ہی اس کے مالک اور قائم کرنے والے ہیں کیونکہ جو چیز جس کے لئے بنی ہو وہ اس کی ملکیت شمار ہوتی ہے''۔

اس کی تائید میں دوسری حدیث مفضل بن عمیر سے مروی ہے مفضل کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادقؑ سے سوال کیا جب علیؑ اپنے دوستوں کو جنت میں اور دشمنوں کو دوزخ میں بھیجیں گے تو اُس وقت رضوان اور مالک کا کیا کردار ہوگا۔ مولاؑ نے جواباً فرمایا۔ ''اے مفضل کیا قیامت کے دن تمام مخلوقات پر محمدؐ کا امر نہیں چلے گا؟'' مفضل نے کہا جی ہاں ایسا ہی ہے مولاؑ نے فرمایا۔ ''تو علیؑ قیامت کے دن جنت اور دوزخ کو امر محمدؐ سے تقسیم کریں گے اور مالک و رضوان مولاؑ علیؑ کے حکم پر عمل کریں گے، اے مفضل یہ چھپے ہوئے علم کا بیان تھا۔ اس کو اپنے پاس محفوظ کرلے''۔

امام صادقؑ سے دوسری روایت ہے کہ ''قیامت کے دن ہمارے شیعوں کا معاملہ یہ ہوگا، جو اُن پر اللہ کے حقوق ہیں وہ ہم انکی طرف سے ادا کریں گے کیونکہ جو کچھ ہمارے پاس ہے وہ ہم انکا سمجھتے ہیں اور جو لوگوں نے ہمارے ساتھ بھلائیاں کی ہیں وہ ہم اپنے اوپر قرض سمجھتے ہیں کہ اُن کو ادا کیا جائے''۔

دوسری روایت میں امامؑ فرماتے ہیں۔ ''جو اُن پر اللہ کا ہے وہ ہمارے ذمہ۔ جو لوگوں کا ہے وہ اُن سے کہیں گے کہ وہ ہبہ کردیں اور جو ہمارا ہے تو ہماری شان یہ ہے کہ ہم محبوں کو وہ معاف کردیں گے''۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک منافق نے امام رضاؑ سے کہا آپؑ کے شیعوں میں کچھ لوگ برسرِ عام شراب پیتے ہیں یہ سُن کر چہرہ معصومؑ پر حیا سے پسینہ آ گیا پھر فرمایا کہ ''اللہ کے کرم کے خلاف ہے کہ مومن کے دل میں ہم اہل بیتؑ کی محبت اور شراب کو ایک ساتھ جمع کردے''۔ پھر چند لمحے خاموش رہ کر بولے۔ ''لیکن اگر کسی بدنصیب نے ایسا کیا ہے تو وہ اپنے رب کو رؤف پائے گا، نبیؐ کو عطوف پائے گا اور امامؑ کو حوض کوثر پر پیار کرنے والا پائے گا اور موقف حساب میں اپنے سرداروں کو شفاعت کرنے والا پائے گا اور تو اے منافق اپنی روح کو جہنم کی وادی برہوت میں روتا ہوا پائے گا''۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ شیعوں کا حساب محمدؐ و آل محمدؐ کے ہاتھ میں ہے اور اُن ہی کی مہربانی سے اعمال میں وزن پیدا ہوگا۔ قرآن اسی طرف اشارہ فرماتا ہے،

(وان من شیعة لابراهیم) الصفات ۸۳ امام صادقؑ فرماتے ہیں کہ ''ابراہیمؑ علی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شیعہ تھے'' اور جب انبیاء بھی علیؑ کے شیعہ ہیں اور شیعوں کا حساب علیؑ کے ہاتھ میں ہے تو اس کا مطلب ہوا کہ انبیاء کا

حساب بھی علیؑ کے ہاتھ میں ہے۔علیؑ کے ہاتھ میں جنت وجہنم کی کنجیاں ہیں فرشتے آپؑ کے حکم کے آگے فرمانبردار ہونگے۔

عبداللہ ابن عباس نے روایت کی ہے کہ قیامت کے دن اللہ نبیوں کا حساب محمدؐ خاتم الانبیاء کے ذمہ لگائے گا،اور باقی تمام مخلوقات کے حساب کتاب کی ذمہ داری علیؑ کو سونپی جائے گی۔

اس بارے میں محمد ابن سنان نے ابوبصیر سے روایت کی ہے کہ امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں۔''اللہ نے محمدؐ کو انکی شفاعت دی ہے اور ہمیں اپنے شیعوں کی شفاعت دی ہے اور شیعوں کو انکے رشتہ داروں کی شفاعت دی ہے'' اور اسی طرف قرآن کا اشارہ ہے (فمالنا من شافعین) مولاؑ فرماتے ہیں۔''خدا کی قسم ہمارے شیعہ ضرور بضرور شفاعت کریں گے اپنے رشتہ داروں کی یہاں تک کہ شیعوں سے ہمارے اعداء کہیں گے (ولاصدیق حمیم) الشعراء آیت ۱۰۱،۱۰۰، کچھ تو ہمارا بھی خیال کرو''۔

مخلوق کا آلِ محمدؐ کا محتاج ہونا

جولوگ یوم دین کو جھٹلاتے ہیں علیؑ کے فضل اور آپؑ کے حاکم قیامت ہونے کا انکار کرتے ہیں جو بات اُن کے ذہن کے خاکے میں پوری آتی ہو اُسے مانتے ہیں جو اُن کے ذہن سے بالا ہو جائے اُس کا انکار کر دیتے ہیں اُن لوگوں کے لئے یوم بعث ویل ہو۔یہ صاحب حوض کوثر کے سامنے پیش ہونگے اُس وقت کیسے اُن سے کچھ اُمید رکھیں گے کیونکہ یہ وہاں سے عذاب کی طرف ہانک دیئے جائیں گے اور عذاب کا مزہ چکھیں گے کیا اُن لوگوں نے قرآن نہیں سنا (الذین یکذبون بیوم الدین) المطففین آیت ۱۱ یعنی''جولوگ یوم دین یعنی قیامت کے دن کو جھٹلاتے ہیں''۔چاہے قیامت کو مانتے ہوں مگر اُس کا انکار کرتے ہیں کہ علیؑ قیامت کے دن والی وحاکم ہونگے پھر اللہ فرماتا ہے (وما یکذب بہ الا کل معتد اثیم) المطففین آیت ۱۲،یعنی صرف معتد اثیم ہی اس کا انکار کرتے ہیں کہ علیؑ کو قیامت کی حاکمیت سونپی گئی ہے اس قسم کے لوگوں کا زادراہِ آخرت کتنا گندہ ہے ان کے لئے ویل ہو کہ کیا انہیں نہیں پتہ کہ کہ قیامت کے دن خلائق کچھ وجوہات سے محمدؐ وآل محمدؐ کے محتاج ہونگے۔

پہلی وجہ یہ کہ خلائق محمدؐ وآل محمدؐ کے لئے پیدا کئے گئے ہیں لہٰذا خلائق پر محمدؐ وآل محمدؐ کا حق ہے دوسری وجہ یہ کہ کسی بھی چیز کی خلقت کا سبب اُس چیز کیلئے اُس کے لئے باپ کا درجہ رکھتا ہے لہٰذا لوگوں پر محمدؐ وآل محمدؐ کو حق ابوّیت حاصل ہے

اور اسی طرف قول رسالت مآبؐ اشارہ کرتا ہے۔(انا و علی ﷺ ابوا ھذا الامۃ) "میں (محمدؐ) اور (علیؑ) دونوں اس اُمت کے باپ ہیں"۔لہٰذا محمدؐ وعلیؑ تمام خلائق پر باپ کا درجہ رکھتے ہیں اور اگر باپ کا وجود نہ ہو تو اولاد کا وجود بھی نہیں ہوتا۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ محمدؐ وآل محمدؐ تمام مخلوق کے لئے ازل سے لیکر ابد تک اللہ تک پہنچنے کا وسیلہ ہیں اور اس لئے محمدؐ و آل محمدؐ اللہ کی طرف سے ہی ہیں۔

چوتھی وجہ یہ ہے کہ قیامت کے دن انبیاء محمدؐ وآل محمدؐ کا انتظار کریں گے کہ وہ اللہ کے سامنے گواہی دیں کہ انہوں نے پیغام الٰہی کو اپنی اپنی اُمت تک پہنچایا تھا اور اس گواہی کی ضرورت یہ ہے کہ امتیں انبیاء کو جھٹلائیں گی کہ انہوں نے ہمیں پیغام الٰہی نہیں پہنچایا تھا۔اگر پہنچاتے تو ہم بُرے کام نہ کرتے۔

پانچویں وجہ یہ ہے کہ قیامت کے دن خلائق پیاس کی شدت سے بے حال ہو کر حوض کوثر کے محتاج ہوں گے اور حوض کوثر کے مالک محمدؐ آل محمدؐ ہیں۔

چھٹی وجہ یہ ہے کہ قیامت کا دن بڑا ہولناک ہوگا اور عذاب کے خوف سے سب کی عقلیں زائل ہو جائیں گی سوائے اُن لوگوں کے جو محمدؐ وآل محمدؐ سے محبت کرتے تھے وہ عذاب سے امان میں ہونگے قرآن نے اس طرف اشارہ کیا ہے (لا یحزنھم الفزع الاکبر) الانبیاء آیت ۱۰۳۔"اُس دن اُن کو سب سے بڑے خوف سے بھی حزن نہیں ہوگا" اور یہ خاص ہے شیعوں کے لئے۔

ساتویں وجہ یہ ہے کہ قیامت کے دن جنت ودوزخ کی چابیاں محمدؐ وآل محمدؐ کے ہاتھوں میں ہونگی۔

آٹھویں وجہ یہ ہے کہ محمدؐ وآل محمدؐ قیامت کے دن رجال الاعراف ہونگے جس کا مطلب یہ ہے کہ جنت میں صرف وہی جائے گا جو اُن کو پہچانتا ہوگا اور یہ اُسے پہچانتے ہونگے۔قرآن کی آیت ہے اس باب میں (وعلی الاعراف رجال یعرفون کلا بسیماھم) الاعراف ۴۶۔"اور اعراف پر چند مرد ہونگے جو ہر کسی کو اُس کے چہرے سے پہچان لیں گے"۔یہاں مردوں سے مُراد آل محمدؐ ہیں۔

نویں وجہ یہ ہے کہ لواء الحمد محمدؐ وآل محمدؐ کے ہاتھوں میں ہوگا۔

دسویں وجہ یہ ہے کہ جنت میں صرف وہ ہی جائے گا جس کے پاس آل محمدؐ کی طرف سے اجازت نامہ ہوگا۔

گیارھویں وجہ یہ ہے کہ پل صراط پر انتہائی طاقت کے حامل اُنیس فرشتوں کا پہرہ ہوگا جیسے کہ اللہ نے قرآن میں بتلایا ہے۔(**علیها تسعة عشر**) **المدثر آیت ۳۰**۔
لہٰذا اُنکی آنکھوں میں دھول جھونک کر کوئی صراط سے نہیں گزر سکتا صرف وہی گزر پائے گا جو پنجتنؑ پاک اور ان کی پاکیزہ ذُریت کو ماننے والا ہوگا اور اُن کے پاک ناموں کے حروف صراط پر پہرہ دار فرشتوں کے عدد ۱۹ کے برابر ہے۔

بارھویں وجہ یہ ہے کہ جنت حرام کردی گئی ہے انبیاء اور تمام خلائق پر جب کہ اُس میں محمد مصطفیٰؐ اور انکے اوصیاءؑ داخل نہ ہوجائیں جو کہ آپ کی عترت سے ہیں اور اُن کے پیچھے پیچھے اُن کے شیعہ داخل نہ ہوجائیں اور شیعوں کے پیچھے پیچھے انبیاء داخل ہونگے لہٰذا محمدؐ وآل محمدؑ اولین وآخرین کے سردار ہونگے۔لہٰذا سب خلائق ان کے لئے اُن کی طرف انکی طرف سے اور اُن کے ساتھ ہیں لہٰذا نہ قیامت کے دن کوئی مقرب فرشتہ بچے گا اور نہ کوئی نبی مُرسل بچے گا جو کہ اُن کا محتاج نہ ہو۔

اور انکے ساتھ صرف انکے شیعوں کی شرکت ہوگی لہٰذا دونوں گھر دنیا وآخرت اور دونوں وجود دُنیاوی زندگی اور اُخروی زندگی محمدؐ وآل محمدؑ کی ملکیت ہیں اور غلام اپنے آقا کی طرف سے پانے والی نعمتوں میں موجیں مارتا ہے محمدؐ وآل محمدؑ ظاہر و باطن دونوں اعتبار سے اصل نعمت ہیں اس کی دلیل قول الٰہی ہے (**واسبغ علیکم نعمة ظاهرة و باطنة**) لقمان آیت ۲۰، لہٰذا جو اس مملکت میں سکونت اختیار کئے ہوئے ہیں اور جو محمدؐ وآل محمدؑ کا شکر گزار نہیں وہ اللہ کا بھی شکر گزار نہیں اور جو نہ اللہ کا شکر گزار ہو اور نہ آل محمدؑ کا وہ کافر نہیں تو اور کیا ہے اللہ نے ادھر اشارہ کیا ہے (**ان اشکر لی ولوالدیك**) لقمان آیت ۱۴۔''میرا (اللہ) اور والدین کا شکر ادا کرو''۔لہٰذا جب اُن والدین کا شکر واجب ہے جنہوں نے اپنی طبیعت کے ہاتھوں مجبور ہوکر لذت اندوزی کی خاطر تمہیں ولادت سے آشنا کرایا تو اُن والدین کا شکر بدرجہ اولیٰ واجب ہوگا جنہوں نے تمہیں عدم سے وجود بخشا ہدایت سے سرفراز کیا عقل وشریعت عطا کی ویل ان پاک ہستیوں کے فضل وشرف کا انکار کرنے والوں پر انکی نمک حرامی کرنے والوں پر اُن کے بلند درجات کو جھٹلانے والوں پر جب یہ لوگ حوض پر آئیں گے تو اُن کو وہاں سے بھگا دیا جائے گا اور کیوں نہ بھگایا جائے اُن کے امر کے منکروں کو۔

اس مقام کی طرف ابن طاؤس نے اشارہ کیا ہے میں انکا شکر گزار کیوں نہ بنوں جو ایسے ہیں کہ اگر وہ نہ ہوتے تو

میں خلق ہی نہ کیا جاتا پس محمدؐ وآل محمدؐ اُن پر اللہ کی صلوات وسلام ہو انوار الٰہیہ کی مشعلیں ہیں اسرارِ ربوبیت کے حجاب ہیں مخلوق سے باتیں کرتی ہوئی اللہ کی زُبان ہیں، اور وہ کلمہ ہیں جو مشیت ایزدی سے صادر ہو اور وہ صفات ذات الٰہی ہیں جو انیت وکیفیت سے پاک ہیں لہٰذا جوان پاک ہستیوں پہ درود پڑھے گا گویا وہ اللہ کی پاکیزگی وقدوسیت کو زُبان پر جاری کرے گا کیونکہ ذکر صفات سے ذات کی تنزیہ ہوتی ہے اور یہ منزہ صفات کہ جس میں ذاتِ الٰہیہ مقدسہ کی چمک دمک ہے اور انہی کا حُسن جمال ہے۔

اس دلیل کی تصحیح کے طور پر قرآن کی آیت کا ذکر کیا جاتا ہے **(ولو انهم رضوا ما اتاهم الله و رسوله و قالوا حسبنا الله سئيوتينا الله من فضله ورسوله) التوبه ۵۹**۔ ''کیا ہی اچھا ہوتا اگر وہ راضی ہوتے اُس سے جو اللہ اور کا رسولؐ اُن کے لئے لائے تھے اور کہتے کہ ہمارے لئے اللہ کافی ہے، عنقریب اللہ اپنے فضل سے اور اس کا رسولؐ عطا فرمائے گا''۔ تو لہٰذا اللہ نے دلیل دے دی ہے کہ مخلوقات پر جو کچھ فیض فضل الٰہی ہے وہ اللہ کی نعمت ہے اور آل محمدؐ کا فضل ہے کیونکہ آل محمدؐ ہی نعمت کے وجود کا سبب بھی ہیں اور اُس کو مخلوق تک پہنچانے کا سبب بھی ہیں اور اب میں رجب البرسی سوچتا ہوں کہ زمانے والوں کی عقلوں کو کیا ہو گیا ہے کہ آل محمدؐ کے فضل کا انکار کرتے ہیں جبکہ اس پر عقل ونقل کے ساتھ ساتھ قرآن کے سرائر بھی بولتے ہوئے گواہ ہیں اور یہ لوگ ان فضائل کو آل محمدؐ کی من مانی تاویلیں کر لیتے ہیں اور ہر چیز سے زیادہ روشن وظاہر فضل آل محمدؐ کو غلو کا نام دے کر انکار کر دیتے ہیں اور اس کو پہچاننے کے باوجود چھوڑ کر چلے جاتے ہیں اور یہ سب کچھ کرنے کے باوجود علیؑ کی معرفت اور محبت کا دعویٰ کرتے ہیں اور سینہ پھُلا کر کہتے ہیں کہ ہم شیعہ ہیں؟ آج ان لوگوں اور انکے رب کے درمیان پردہ حائل ہو جائے گا کیونکہ یہ اپنے رب کی ربوبیت میں شک کرتے ہیں اور اس لئے ان کی آنکھیں آج کیسے رب کو دیکھ سکتی ہیں یاد رکھو جس نے مولاؑ علی کے فضل میں کسی حرف کا بھی انکار کیا تو وہ علیؑ پر ایمان نہیں لایا ہاں اگر تمہاری چھوٹی سی عقل میں بات نہیں آئی تو انکار کے بجائے خود کو بے عقل اور ذہنی مریض

سمجھو اور ان کے اس قول کو سامنے رکھو کہ **(امرنا صعب مستصعب)** ''ہمارا امر سخت اور بے حد سخت ہے'' اور یہ کہ **(لا يعلم تاويله الا الله)** ''اس امر کی تاویل اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا'' **(والراسخون فى العلم يقولون آمنا به كل من عند ربنا)** ''اور اللہ کے بعد جو جانتے ہیں وہ راسخون فی العلم ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں سب کچھ ہمارے رب کی طرف سے ہے''۔ انسان کو اُن میں سے نہیں ہونا چاہیے جو آیات الٰہیہ کا انکار کرتے

ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے دین خدا کی خدمت کی اچھائی حاصل کر لی جبکہ وہ حق کا برھان قبول ہی نہیں کرتے ان کے کانوں پر یہ آیت کیوں کھٹکا نہیں دیتی (واذا تلیت علیھم آیاتہ ذادتھم ایماناً) الانفال آیت نمبر ۲۔'' اور جب اُن پر اُسی کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو اُن کے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے''۔ آخر ان لوگوں کے آسمان تصدیق پر کوئی ستارہ کیوں طلوع نہیں ہوتا نہ ستارہ نہ ہی چاند اور یہ کتاب اُن کو شکوک کی کھجلی میں مبتلا کر دیتی ہے اور وہ مجھے (رجب البرسی) جھٹلانے کے لئے باطل کا سہارا لینے لگتے ہیں اور مجھ سے حسد کرتے ہیں کہ میں دینی عرفان میں اُن سے آگے کیوں بڑھ گیا۔

دُنیا والوں کی ریت یہ ہے کہ جب اُن کے پاس اللہ کی کوئی نعمت آجائے تو وہ اُسے حکمرانوں کے آگے ڈال دیتے ہیں تا کہ وہ اپنے تیروں سے اُس نعمت کو اپنے انتقام کا مزہ چکھائیں یہ حسد کی کرشمہ سازی ہے، اسی طرح وہ دعویداران ایمان وشیعت کا معاملہ ہے جو تذکرہ مقدسہ سے منہ موڑ لینے کو مذہب سمجھتے ہیں جھٹلانے والی اور نفرت آمیز عبارتیں منہ سے نکالتے ہیں اور جس بندے پر اللہ نے نعمت نازل کی ہے اُس کی باتوں سے جب بوئے عرفان سونگھتے ہیں تو اُسے جھٹلانا اور دھکے دینا اپنا وتیرہ بنا لیتے ہیں اور لوگوں سے کہتے ہیں اس سے بچ کر رہو یہ تمہارے عقیدے خراب کر دے گا۔ ان حرکتوں کی وجہ سے یا جہالت ہے یا حُب دنیا۔ ہر شخص یہ جان لے کہ ہم نے ٹھوس وقطعی دلیلوں سے واضح اور ثابت کر دیا ہے کہ علیؑ اللہ کے احسان سے یوم دین کے مالک وحاکم، ولی وہادی ہیں اور یہ صادق وامین محمدؐ ورسول کا فضل بھی ہے اس لئے علیؑ قرآن کی نص سے ولی حسنات ہیں (ھذا عطائونا مامنن او امسك بغیر حساب) ص آیت ۳۹۔ ''یہ ہماری عطا ہے پس شکر گزاری کرو اور بغیر حساب کے اسے لے لو''۔

یہ جو کچھ بیان ہوا یہ توضیح نقل تھی اب رہ گیا سوال صاف وصریح عقلی دلیل کا تو وہ یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالی پاک ہے اس بات سے کہ یہ مادی آنکھیں اُسے دیکھ سکیں اور یہی عقیدہ ہے اہل ایمان کا محققین کا صاحبان ایقان وتصدیق کا کیونکہ بادشاہ جتنا زیادہ صاحب عزت ہوتا ہے اتنا ہی زیادہ لوگوں کی نگاہوں سے دور ہوتا ہے حجابوں میں رہتا ہے اب اللہ رب العالمین سے زیادہ صاحب عزت کون ہے؟ اُس کی عظیم عزت کا تقاضہ یہ ہے کہ وہ کہیں نظر آئے اس لئے تم اُسے یوم حساب کیسے دیکھ سکتے ہو کہ وہ تم کو بلا حجاب تمام مخلوقات کے سامنے کرسی پر بیٹھا ہوا نظر آئے اللہ اس رویئت سے بلند وبالا ہے ہم جسے معبود مانتے ہیں وہ ایسا نہیں کہ آنکھیں اُسے دیکھ سکیں پھر سوال یہ ہے کہ قیامت کے دن حساب

کتاب کون کرے گا جواب واضح ہے مجھے حساب کتاب کے لئے اُس کے سامنے لایا جائے گا جسے اللہ نے ولی وحاکم بنایا ہے مالک جنت ونار بنایا ہے اور جو اس کے علاوہ کوئی عقیدہ رکھے وہ قیامت کے دن ہلاک ہوا۔

آل محمدؐ بندوں کے حاکم ہیں

پس مالک وحاکم معاد اور ولی الامر العباد آل محمدؐ ہیں جس اللہ نے دُنیا میں خلق کو قائم رکھنے والا بنایا ہے اور آخرت میں اپنا میزان عدل اور اپنے امر کا ولی بنایا ہے کیونکہ صفات ذات سے پھوٹتی ہے اور افعال صفات سے ظاہر ہوتے ہیں اور آل محمدؐ اللہ کے صفی اور صفات ہیں لہٰذا اللہ کے افعال آل محمدؐ کے سر سے ظاہر ہوتے ہیں اُن کی طرف سے اُٹھتے ہیں اور اُن ہی کی طرف لوٹ جاتے ہیں ابتداء بھی تجھ سے اور واپسی بھی تیری طرف لہٰذا آل محمدؐ منبع بھی ہیں اور مرجع بھی لہٰذا مخلوق اُن کی طرف لوٹے گی اور وہ ہی اُس کا حساب کریں گے۔

اس بات کو ایک اور طریقے سے واضح کروں حاکم دو قسم کے ہیں ایک انبیاء میں دوسرے اولیاء میں قرآن کہتا ہے کہ انبیاء کے ہاتھ میں حساب نہیں ہے **(فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشھید و جئنا بک علی ھولاء شھیدا) النساء** آیت ۴۱۔ ''اُس وقت کیسا لگے گا جب ہم ہر اُمت میں سے گواہ بُلائیں گے اور تجھے اُن سب پر گواہ کے طور پر لائیں گے''۔ آیت سے پتہ چلا کہ انبیاء اپنی اُمتوں پر گواہ ہونگے جب ایک قسم انبیاء ہٹ گئی تو حاکمیت دوسری قسم کے لئے معین اور ثابت ہوگئی اور وہ اولیاء ہیں قرآن نے اشارہ کر دیا **(یوم ندعو کل اُناس بامامھم)** . **الاسراء** آیت ۷۱۔ ''جس دن ہم تمام لوگوں کو اُن کے امام کے ساتھ آواز دیں گے''۔

پتہ چلا کہ تمام اعمال ناموں کے پُلندے سب سے بڑے اجتماع کے مالک کے سامنے پیش کئے جائیں گے جس کو اول سے لیکر آخر تک ولایت حاصل ہے اور وہ بنصِ کتاب مبین امیر المومنینؑ ہیں لہٰذا آپ علیؑ ہی یوم دین کے ولی و حاکم و مالک ہیں اللہ کے امر سے آپؑ جزاء وسزا دیں گے لواء الحمد آپؑ نے اُٹھایا ہوگا حوض کوثر پر آپؑ سیراب کرنے والے ہونگے میزان پر آپؑ کی بات حتمی ہوگی۔ صراط پر آپ رجال الاعراف ہونگے۔ جنت اور دوزخ کی چابیاں اور انکے اُمور آپؑ کے ہاتھ میں ہونگے پس ابھی سے جان لو کہ قیامت کا دارومدار قیامت کے کرتے دھرتے آل محمدؐ ہیں۔ لواء، حوض، وسیلہ، میزان، صراط، شفاعت، سب آپؑ کا ہے۔ آپؑ حضرات ہی رہبر ورہنما ہیں سردار ہیں حاکم ہیں ہادی ہیں داعی ہیں منزلت بھی آپؑ کی ولایت بھی آپؑ کی جنت ودوزخ والے آپؑ کے رحم وکرم پر ہیں تمام خلق کو روک کے

پوچھا جائے گا (وقفوھم انھم مسئولون) الصافات آیت ۲۴۔ ''روکو ان سے کچھ پوچھنا ہے''۔ آل محمدؐ کے بارے میں اپنا عقیدہ بیان کرو یہاں تک کہ انبیاء کی تبلیغ کی گواہی آل محمدؐ کے لئے ہے اللہ قیامت میں آل محمدؐ ہی سے خطاب کرے گا، درجہ عُلیا آل محمدؐ کا ہے، مالک ورضوان آپکے حکم کے تابع ہیں کیونکہ آل محمدؐ آسمان وزمین میں اللہ کی حجتیں ہیں یہ رب العالمین کا احسان ہے اُنکے منکروں پر تبراء ہے۔

حساب کے معنی

قیامت کے دن حساب کا مطلب ہے لوگوں کے اعمال ناموں کو جانچ پڑتال کرنا، قرآن کہتا ہے (واتقوا یوماً ترجعون فیه الی الله ثم توفی کل نفس ما کسبت) البقرہ آیت ۲۸۱۔ ''اُس دن سے ڈرو جس دن اللہ کی طرف لوٹو گے پھر ہر کسی کو کمائی پوری طرح ادا کر دی جائے گی''۔ اعمال نامے دُنیا میں نبیؐ اور ولیؑ کو دکھائے جاتے ہیں اور آخرت میں یہ ولیؑ کے ساتھ مخصوص ہیں یہ اللہ کی طرف سے ولیؑ کو ہبہ کیا گیا ہے اور جو شخص بھی علی ولیؑ کے سامنے اللہ کی اس نعمت پر اکڑ کر کھڑا ہو وہ اللہ پر اعتراض کرے جس نے علیؑ کو یہ بخشش کی ہے۔

حساب کا مطلب صرف نامہ اعمال پر نظر کرنا ہی نہیں ہے بلکہ ہر شخص کے جنتی اور دوزخی ہونے کا فیصلہ بھی کرنا ہے اور آل محمدؐ کے پاس جو صحیفہ ہے اُس کے ذریعے یہ عالم اجساد و عالم ارواح میں اصلاب و ارحام میں ہونے والوں کو انکی حقیقت سے جانتے ہیں کہ وہ جنتی ہیں یا جہنمی اس لئے لوگوں کو آل محمدؐ ہی کی طرف اپنے حساب کتاب کے لئے لوٹ کر جانا ہے قرآن کی نص سے اس پر دلیل قائم ہوتی ہے (القیا فی جھنم کل کفار عنید) ق آیت نمبر ۲۴، آیت میں القیا تثنیہ کا صیغہ ہے جو دو افراد پر دلالت کرتا ہے اور تمام مفسرین نے اس آیت کی تفسیر پر اتفاق کیا ہے کہ یہ آیت محمدؐ و علیؑ کی حاکمیت پر دلالت کرتی ہے اور ان مفسروں میں سنیوں کے حنفی مسلک کے امام ابو حنیفہ بھی شامل ہیں ابو حنیفہ نے اپنی کتاب مسند ابی حنیفہ میں روایت کی ہے کہ اعمش نے ابو سعید خدری سے بیان کیا ہے کہ قیامت کے دن اللہ کہے گا ''اے محمدؐ اور اے علیؑ تم دونوں جنت اور دوزخ کے درمیان کھڑے ہو جاؤ اور ہر وہ شخص جس نے دُنیا میں تمہاری نبوت کو جھٹلا کر کفر کیا یا تمہاری نبوت کو تو مانا مگر علیؑ کی امامت کو ماننے میں بغض و عناد سے کام لیا اُن کو جہنم میں ڈال دو''۔ لہٰذا یہ متعین ہو گیا کہ امر رب العالمین سے علیؑ حاکم یوم الدین ہونگے اور اس کی تائید میں یہ آیت بھی ہے (و ذکر ھم بایام الله) ابراہیم آیت ۵۔ ''ان کے سامنے اللہ کے دنوں کا تذکرہ کرو''۔ یہ ایام کون سے ہیں جنہیں ایام اللہ کہا

گیا ہے یہ یوم رجعت ہے یوم قیامت ہے یوم قائم آلِ محمدؐ ہے یہ دونوں عظیم دن آلِ محمدؐ کے دن ہیں۔

یہ وہ ایمان بالغیب ہے جس کی طرف آیت اشارہ کرتی ہے (الذین یومنون بالغیب) البقرہ آیت ۳۔ ''وہ لوگ جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں'' اور اس کا معنی یہ ہے کہ وہ لوگ آلِ محمدؐ کے ایام رجعت یوم قیامت یوم ظہور قائمؑ کی تصدیق کرتے ہیں لہٰذا اللہ نے ان تصدیق کرنے والوں کی تعریف کی ہے کیونکہ جو ان پر ایمان لایا وہ اللہ پر ایمان لایا اور جو ان پر ایمان نہ لایا وہ اللہ پر بھی ایمان نہ لایا۔

حیدر کرارؑ کے مناقب رسول مختارؐ کی زبانی:

علیؑ محمدؐ کے ناصر و معاون ہیں علیؑ کے والد ابوطالبؑ رسولؐ کے کفیل و مربی ہیں علیؑ رسولؐ کے علمبردار ہیں اور انکی ڈھارس بندھانے والے ہیں علیؑ رسولؐ پر اپنی جان کو فدا کر دینے والے ہیں اور خود کو رسولؐ کے لئے وقف کر دینے والے ہیں اور اس مقام پر ہیں کہ گویا رسولؐ کے جسم میں روح کی حیثیت اختیار کر گئے ہیں۔

قول رسولؐ (یا علی انت روح التی بین جنبی) ''میرے دونوں پہلوؤں میں جو روح رہتی ہے وہ تو ہے''۔ علیؑ رسولؐ کے عالم کا انبار ہیں قول رسولؐ ہے (ما افرغ جبرائیل فی صدری حرفاً الا و قد امرت ان افرغة فی صدر علیؑ) ''جبرائیل نے جو کچھ اللہ سے لا کر میرے سینے میں اُنڈیلا مجھے حکم دیا گیا کہ وہ سارے کا سارا علیؑ کے سینے میں ڈال دوں''۔ علیؑ رسولؐ کے قوت بازو ہیں رسولؐ کی طرف بڑھنے والی تلواروں کو ذوالفقار کی ضربت سے توڑ دینے والے ہیں، علیؑ رسولؐ کے شیر ہیں غالب ہیں سرکارؐ فرماتے ہیں۔'' حجاز کے شہسوار (علیؑ) کو میرے پاس بُلا لاؤ (این الکاشف عن وجھی الکربات) کہاں ہے میری طرف بڑھنے والے رنج والم کے بادلوں کو ہٹا دینے والا''۔ علیؑ اخو رسولؐ ہیں (انت منی بمنزلة ھارون من موسیٰؑ) علیؑ اور محمدؐ کا نسب ایک ہے آپؑ رسولؐ کے وارث ہیں (انت انا و انا انت) ''تو میں اور میں تو ہے''۔ علیؑ رسولؐ کا حصہ ہیں اور دعوت اسلام میں شریک ہیں (انت منی و انا منك لحمك لحمی و دمك دمی و مقامك مقامی) ''تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں، تیرا گوشت و خون میرا گوشت و خون ہے اور تیرا مقام میرا مقام ہے تو میرے بعد خلیفہ ہے میری امت کا امام ہے جو تجھے چاہتا ہے وہ مجھے چاہتا ہے۔ جو تجھ سے دشمنی رکھتا ہے وہ مجھ سے دشمنی رکھتا ہے۔ تو میری طرح ہے ہر مقام پر سوائے نبوتؐ کے مقام کے۔ وانی لا استغنی عنك فی الدنیا ولا فی الاخرة اور میں تجھ سے بے نیاز نہیں ہو سکتا نہ دُنیا میں

اور نہ ہی آخرت میں، قیامت کے دن جب میں جی اُٹھوں گا تو بھی جی اُٹھے گا اور جب میں لباس پہنوں گا تو بھی پہنے گا جب میں راضی ہوں گا تو تو بھی راضی ہوگا۔ خلقت کا حساب تجھ پر ہے اور وہ تیرے ہی پاس حساب کے لئے آئیں گے۔ کل کوثر اور سلسبیل تیرے ہی لئے ہے تو ہدایت کے طلب گاروں کیلئے صراط صحیح و سلیم ہے تیرے لئے شفاعت اور شہادت ہے مقام اعراف تیرا ہے تو ہی معرف ہے پُل صراط پر تیرا اجازت نامہ گزرگاہی چلے گا اور جنت میں داخلہ اور جنت کے گھروں اور محلات میں لوگوں کو اُتارنا تیرے ہاتھ میں ہے تو اہل جنت کو جنت میں داخلے کے لئے لے جائے گا اور اہل نار کو آگ میں پہنچائے گا اور پھر تو جہنم کو دھکانے کے لئے اُس پر ایندھن ڈالے گا، لواء الحمد تیرے ہاتھ میں ہو گا اور لواء الحمد کے ستر حصے ہونگے ہر حصہ سورج سے لیکر چاند کی مسافت تک طویل ہوگا۔ آدمؑ اور دوسرے لوگ تیرے علم کے سائے میں ہوں گے اور قیامت کے دن انبیاء تیرے شیعوں میں شمار ہونگے جنت میں صرف وہ ہی جائے گا جسے تو پہچانتا ہوگا اور وہ تجھے پہچانتا ہوگا اور دوزخ اُن کے لئے ہے جو تیرا انکار کرے اور تو اُن کا انکار کرے"۔

جنت کی چابیاں علیؑ کے ہاتھ میں ہیں

رسولؐ اللہ نے فرمایا۔ "جب اہل جنت جنت میں اور اہل دوزخ، دوزخ میں اپنے اپنے ٹھکانوں پر قرار پالیں گے تو تجھ سے کہا جائے گا، اے علیؑ! ان کے دروازوں پر تالے ڈال دو اور جنت اور دوزخ کے درمیان بلند آواز سے یہ پیغام نشر کردو، اے جنت والو! اب ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہو، اور اے دوزخ والو! ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہو پس ویل ہو ان منکروں کے لئے جو تیرے فضل کو جھٹلائے اور تیرے امر کا انکار کرے"۔

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ عَرَفَ رَبَّهُ

اللہ انجیل میں فرماتا ہے (اعرف نفسك ایها الانسان ،تعرف ربك، ظاهرك للفاء و باطنك انا) یعنی ''اے انسان خود کو پہچان اسی پر موقوف ہے تیرے رب کا عرفان تیرا ظاہر فنا ہے اور تیرا باطن انا (اللہ) ہے'' اور صاحب شریعت اسلامیہ کا فرمان ہے (اعرفکم بربه اعرفکم بنفسه) ''جو جتنا زیادہ رب کو پہچانتا ہے اُتنا ہی خود اپنے آپ کو پہچانتا ہے'' اور ہادیوں کے امام علیؑ کا فرمان ہے (من عرف نفسه فقد عرف ربه) ''جس نے خود کو پہچان لیا اُس نے اپنے رب کو پہچان لیا''۔

معرفِ نفس کا مطلب کیا ہے مطلب کہ انسان اپنی ابتداء اور انتہاء کو جان لے یہ جان لے کہ کہاں سے آیا ہے اور کہاں جانا ہے یعنی وجود مقید کی حقیقت کو جان لے اور وہ یہ ہے کہ اللہ کی ذات سے جو پہلا فیض جاری ہوا وہ کیا تھا؟ کیونکہ اُسی فیض اول سے بامر اللہ ہر چیز کو وجود ملا ہے یہ وہ نقطہ واحد تھا جو کائنات کی ابتداء بھی اور موجودات کی انتہا بھی یہی ہے یہی نقطہ روح الارواح ہے اور نور الاشباح ہے اُس کے بارے مین عارفوں نے کہا ہے۔

اشعار:۔ ''یہ جو نقطہ دائرے میں ہے اپنی ہی ذات کے گرد گھومتا ہے اُسی نے آنکھ ایجاد کی اور خود آنکھ سے چھپا رہا اور اس کے بہت سے نام ہیں اسی نے دُنیا اور آخرت بنائی ہے یہ نقطہ اول العدد ہے اور سرِ واحد الاحد ہے''۔

کیونکہ اللہ کی ذات انسان کو معلوم نہیں ہو سکتی لہٰذا ذات الٰہی کی جان کاری صرف اُسکی صفات سے ہی ہو سکتی ہے اور وحدتِ نقطہ اللہ کی صفت ہے اور صفت اپنے موصوف پر دلالت کرتی ہے کیونکہ صفت کے ظہور سے اللہ جانا گیا ہے یہ نور کی وہ کرن ہے جو جلال احدیت سے محمدی نقش و نگار کی صورت میں ظاہر ہوئی اسی طرف سرکارؐ کے قول میں اشارہ ہے۔ ''جس نے بھی تجھے جانا اُس کے سبب سے جانا''۔ اس قول کو تقویت ملتی ہے آلِ محمدؐ کے اس قول سے (لو لانا ما عرف الله، ولولا الله ما عرفنا) یعنی ''اگر ہم نہ ہوتے تو اللہ نہ پہچانا جاتا اور اگر اللہ نہ ہوتا تو ہم نہ پہچانے جاتے''۔

لہٰذا آل محمدؑ وہ نور ہیں جن سے لاتعداد انوار پھوٹے آپؑ وہ واحد ہیں جن سے اجساد کا ظہور ہوا اور وہ سر ہیں جس سے اسرار پیدا ہوئے اور وہ عقل ہیں جس سے عقلوں کا قیام وجود میں آیا وہ نفس ہیں جس سے نفوس صادر ہوئے۔ وہ لوح ہیں جو غیبی اسرار پر حاوی ہیں۔ وہ کرسی ہیں جو آسمانوں اور زمین کی وسعت کو اپنے احاطہ اقتدار میں سموئے ہوئے ہیں اور وہ عرش عظیم ہیں جو ہر چیز پر محیط ہے۔ عظمت اور علم کے اعتبار سے وہ آنکھ ہیں جس سے تمام آنکھیں وجود میں آئیں اور وہ حقیقت ہیں جس کی شہادت ہر وجود دیتا ہے جس طرح کہ اس حقیقت نے شہادت دی واجب الوجود کی احدیت کی۔

لہٰذا عارفوں کے عرفان کی آخری منزل یہ ہے کہ وہ محمدؐ و علیؑ کی معرفت کی حقیقت کو پالیں اور انکی معرفت کی حقیقت سے آگاہ ہو جائیں لیکن یہ دروازہ حجابوں میں چھپا ہوا ہے **(وما اوتيتم من العلم الا قليلا)** الاسراء آیت ۸۵۔ ''تم کو تھوڑا سا علم دیا گیا ہے'' اور اس طرف خود آل محمدؑ نے اپنے ایک قول میں اشارہ کیا ہے۔ ''اگر کوئی آل محمدؑ کی اتنی زیادہ معرفت حاصل کر لے اُس معرفت کے سبب سے مقرب فرشتوں کی صفوں میں شامل ہو جائے تو وہ یہ نہ سمجھے کہ اُس نے آل محمدؑ کی مکمل معرفت حاصل کر لی ہے بلکہ اُس کو تھوڑی سی معرفت حاصل ہوتی ہے''۔ لہٰذا جب مقرب فرشتوں کو اُن کی تھوڑی سی معرفت ہے تو انسان کا کیا ذکر، پھر پاک ہستیوں کے اس قول پر بھی نظر رکھنی چاہیے کہ (امرنا صعب مستصعب لا یحتملہ نبی مرسل ولا ملک مقرب) ''ہمارا امر دشوار تر ہے اُسے برداشت نہیں کر سکتا مگر ملکِ مقرب یا نبی مرسل''۔ لہٰذا جو آل محمدؑ کے نور کی شعاع سے متصل ہو گیا وہ خود اپنی معرفت پا گیا۔ ایسا اس لئے کہ جو بذات خود وجود اور حقیقت وجود کو جان گیا اور معبود کی فردانیت و وحدانیت کو جان گیا تو وہ یہ سمجھ لے کہ وجود مقید کی حقیقت کی معرفت ہی اصل معرفت ہے اور یہ وہ نقطہ وحدانی ہے جس کا ظاہر نبوت اور باطن ولایت ہے لہٰذا جو حقیقتِ نبوت و ولایت کی معرفت پا گیا، وہی حقیقت میں اپنے رب کو پہچاننے والا ہے۔ دوسرے آسان لفظوں میں کہوں جو محمدؐ و علیؑ کو پہچان گیا وہ اپنے رب کو پہچان گیا۔

سرکارؐ کے اس قول میں **(من عرف نفسه)** میں (ہ) کی ضمیر عارف کی طرف اشارہ کر رہی ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر انسان نفسِ کلی کو اور اُس کو جو آدمؑ میں پھونکی گئی تھی پہچان گیا تو وہ خود اپنے آپ کو بھی پہچان جائے گا اور محمدؐ و آل محمدؑ نفس کلی اور حقیقت وجود ہیں اور اگر اس قول الٰہی میں **(و يحذركم الله نفسه)** ''اللہ تم کو اپنے نفس سے ڈراتا ہے''۔ (ہ) کی ضمیر اللہ کی طرف اشارہ کرتی ہو تو آل محمدؑ روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں اور نفس وجود ہیں اور اُسکی حقیقت

ہیں ،لہٰذا دونوں صورتوں میں چاہے ضمیر عارف کی طرف جائے یا اللہ کی طرف جو محمدؐ و آل محمدؐ کو پہچان گیا وہ اپنے رب کو پہچان گیا۔

اسی طرح موت کے وقت بھی جب انسان عین الیقین کو دیکھتا ہے تو وہ اللہ نہیں ہوتا بلکہ محمدؐ اور علیؑ ہوتے ہیں کیونکہ وہ (اللہ) اس سے بلند و بالا ہے کہ اُسے دیکھا جاسکے اور میت موت کے وقت حال اور مقام کی حقیقت کا مشاہدہ کرتی ہے لہٰذا موت کے وقت صرف جو نظر آتے ہیں وہ محمدؐ و آل محمدؐ ہیں کیونکہ وہی عین الیقین ہیں جیسا کہ خود سرکار امیر المومنینؑ نے فرمایا ہے (**انا عین الیقین انا الموت الممیت**) ''اور میں خود یقین اور میں مارنے والی موت ہوں''۔

اس کی دلیل کتاب بصائر الدرجات میں امام جعفر صادقؑ کا قول مبارک ہے۔ ''کوئی ایسا شخص نہیں جو مشرق ومغرب میں مرتا ہو چاہے مرنے والا ہمارا محب ہے یا ہمارا دشمن دونوں صورتوں میں اُس کے پاس امیر المومنینؑ اور رسول کریمؐ تشریف لاتے ہیں محب ہے تو اُسے جنت کی بشارت دیتے ہیں اور دشمن ہے تو اُس پر لعنت کرتے ہیں''۔ اسی طرح انسان جب حساب کتاب کے لئے دوبارہ قبر سے اُٹھے گا اُس وقت بھی وہ صرف محمدؐ و علیؑ کو دیکھے گا، کیونکہ اللہ حی و قیوم اس سے بلند ہے کہ اُسے دیکھا جائے لیکن صرف باطنی آنکھوں سے دیکھا جاسکتا ہے اور اس طرف مولا امیر المومنینؑ کے اس قول میں اشارہ ہے (**لا تراہ العیون بمشاھدۃ العیان، ولکن تراہ العقول بحقائق الایمان**) ''اُسے ان مادی آنکھوں سے نہیں دیکھا جاسکتا اُسے تو صرف عقل ایمانی حقیقتوں کی عینک سے ہی دیکھ سکتی ہے''۔ اس قول کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے وجود کی عقل گواہی دیتی ہے کیونکہ ظاہر میں وہ نظر نہیں آتا مگر باطن میں چھپا نہیں رہتا۔

قرآن میں رب کے معنی

اس آیت کو دیکھیں (**وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربھا ناظرۃ**) **القیامۃ ۲۲**۔ آیت میں کہا گیا ہے (**الی ربھا ناظرۃ**) ''اپنے رب کی طرف نظر کریں گے''۔ آیت نے یہ نہیں کہا کہ (**الی الھھا**) اپنے خدا کی طرف نظر کریں۔ ایسا اس لئے ہے کہ خدائی الوہیت ایسا خاص مقام ہے جس میں کسی کا اشتراک نہیں ہوتا جبکہ ربوبیت عام مقام ہے اس میں عمومیت کی وجہ سے اشتراک ہوسکتا ہے۔

دوسری آیت میں ہے (**وجاء ربك**) **الفجر آیت ۲۲**۔ ''اور تیرا رب آگیا''۔ یہاں بھی یہ نہیں کہا گیا کہ تیرا

الہ آ گیا۔

تیسری آیت میں ہے (الذین یظنون انھم ملاقوا ربھم) البقرہ ۴۶۔ ''وہ لوگ جو یہ سمجھتے ہیں کہ وہ اپنے رب سے ملاقات کریں گے''۔

چوتھی آیت میں ہے (ارجعی الی ربك) الفجر ۲۸۔ ''تو اپنے رب کی طرف لوٹ آ''۔

ان تمام آیات میں نظر کرنا تجلی وملاقات کو مخصوص کر دیا گیا ہے رب کے ساتھ، الہٰ کے ساتھ مخصوص نہیں کیا گیا کیونکہ دیکھنا تجلی کرنا، ان جیسے افعال کا تعلق اس وجود سے ہوتا ہے جو کوئی ہیبت وشکل وصورت رکھتا ہو اور آنا جانا جیسے افعال کا تعلق ہے ایسے اجسام سے جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو سکتے ہوں جبکہ جسم وجسمانیت اور انتقال ایک حال سے دوسرے حال کی طرف تبدیل ہونا اللہ کے لئے محال ہے، لہٰذا آیات میں نظر ورویت وتجلی وغیرہ جیسے الفاظ سے مراد وہ ہستی ہے جسے لغت میں رب کہتے ہیں۔ رب اصطلاحی نہیں لغوی معنوں میں استعمال ہوا ہے جس کا معنی ہے مالک، سید وسردار، مولاً۔

اب آیئے آیات میں لفظ رب کی تطبیق کی طرف تو محمدؐ وعلیؑ تمام بندوں کے سید وسردار ہیں اور دنیا وآخرت اور جو کچھ دنیا وآخرت میں ہے اسی کے مالک ہیں اور اللہ انکا رب اس معنی میں ہے کہ وہ انکا معبود ہے اور یہ خاص مقام ہے جو مخصوص ہے آسمان اور زمین کے لئے محمدؐ وعلیؑ کے رب کے لئے جس نے انہیں خلق کیا ان کو مجتبیٰ اور مختار بنایا اور وہ ان سے محبت کرتا ہے۔

قرآن نے یوسفؑ کے قصے میں مولاً کو رب کا نام دیا ہے (انہ ربی احسن مثوای) یوسف ۲۳۔ دوسری آیت (اذکر عند ربك) یوسف آیت ۴۲۔ تیسری آیت (ارجع الی ربك) یوسف ۵۰، اب اگر مولاً وآقا کے لئے رب کا لفظ ٹھیک نہیں ہوتا تو یہ ممکن نہیں تھا کہ معصوم نبی یوسفؑ اس لفظ رب کو آقا کے لئے استعمال کرے یہ سب لغوی معنی میں ہے۔ لہٰذا محمدؐ وعلیؑ کے لیے لفظ کا استعمال کیوں جائز نہیں لہٰذا قیامت کے دن محمدؐ وعلیؑ سید و مالک ہوں گے اور یہ اللہ کی ان پر مہربانی کی وجہ سے ہوگا کہ اللہ نے اُن کو یہ ولایت ورفعت عطا کی ہے لہٰذا یہ دُنیا وآخرت والوں کے مولاً ہیں۔

ایک آیت یہ بھی ہے (ان الی ربك المنتھی) النجم آیت ۴۲، یہاں رب کا معنی ولی ہے اور ولایت

آل محمدؐ کے لئے ہے لہٰذا وہی مبداء ہیں اور وہی منتھی ہیں اور اگر یہاں پر رب کو مضاف الیہ مانیں جس کا مضاف محذوف ہے تو آیت کا معنی مراد یوں ہونگے (الی عدل رب المنتھی) (الی حکم ربك) (الی عفو ربك) (الی رحمت ربك) لہٰذا ان معنی کے اعتبار سے آل محمدؐ اللہ کا عدل ہیں اللہ کی رحمت ہیں اللہ کا لطف ہیں اللہ کا حکم ہیں لہٰذا ان ہی کی طرف سب نے لوٹ کر جانا ہے اور ان کے ہاتھوں میں سب کا حساب کتاب ہے۔

مناقب آل محمدؐ:

نتیجہ کلام یہ ہے کہ محمدؐ وعلیؑ مخلوقات کیلئے آقا و مالک ہیں اور اللہ کے لئے اُس کے مقرب بندے ہیں آیت ہے (ان کل من فی السماوات و الارض الا اتی الرحمن عبدا) مریم ۹۳۔''زمین و آسمان میں جو کچھ ہے وہ رحمان کا عبد ہے''۔ لہٰذا جب لوگ حساب کتاب کے لئے آئیں گے اور اُس مقام پر کھڑے ہوں گے تو وہاں کرسی عدالت پر محمدؐ وآل محمدؑ کو بیٹھا ہوا پائیں گے اس وقت ان کی رفعت عزت وولایت عظمیٰ اور اللہ کے نزدیک ان کا قرب ملاحظہ کر کے لوگ اپنی شفاعت کی ان سے درخواست کریں گے اور اپنے اعمال میں وزن پیدا کرنے کے لئے ان کے آگے گڑگڑائیں گے اس طرف اس آیت میں اشارہ ہے (وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربھا ناظرۃ) القیامہ ۲۲۔ اب چاہے آیت کو بلا حذف مضاف کے پڑھیں اور معنی نکالیں کہ رب کو دیکھیں گے یا آیت کو مضاف کے ساتھ دیکھیں تو یہ کہیں کہ رب کی رحمت ونعمت ولطف وفضل کو دیکھیں گے دونوں صورتوں میں آپ کے سامنے محمدؐ وعلیؑ ہی ہونگے، اس طرف ایک آیت میں اشارہ ہے۔

(واسبغ علیکم نعمہ ظاھرۃ و باطنۃ) لقمان آیت ۲۰۔''اللہ نے ظاہر وباطن میں اپنی نعمت تم پر تمام کی''۔ قیامت کے دن ظاہر محمدؐ ہیں کہ وہ زینت یوم حساب ہیں، صاحب وسیلہ وکرام ہیں لہٰذا لوگ اُس دن آپکے جمال وکمال و بلند مرتبہ پر نظر رکھے ہوئے ہوں گے اور اللہ کی نعمت باطنی علیؑ ہیں لہٰذا لوگ اُس دن حقیقت کیطرف نظر کریں گے یعنی مولا علیؑ کے حکم کو نافذ ہوتے ہوئے دیکھیں گے۔

اس بات کی تائید سُلیم بن قیس جوادی کی روایت سے ہوتی ہے روایت یوں ہے کہ ایک دن فلاں شخص نے کہا کہ محمدؐ کی مثال اپنے اہل بیتؑ کے لئے ایسی ہے جیسے کھجور کا پیڑ کناسہ (کوڑے) پر اُگ آیا ہو یہ بات رسولؐ اللہ تک پہنچی تو آپؐ حالت غضب میں گھر سے نکلے اور ممبر پر تشریف لے گئے انصار ہتھیار سنبھال کر آپؐ کے حکم کے انتظار میں آپؐ

کے ممبر کے پاس جمع ہو گئے۔ سرکارؐ نے ممبر سے خطبہ دینا شروع کیا فرمایا: "لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ مجھے میرے قرابت داروں اور اہل بیتؑ کے حوالے سے بُرے الفاظ سے یاد کرتے ہیں صرف اس لئے کہ میں نے اس فضل کو بیان کیا ہے جو اللہ نے اُن میں یعنی اہل بیتؑ میں رکھ چھوڑا ہے یاد رکھو علیؑ میرے لئے ایسا ہی ہے جیسے ہارون موسیٰؑ کے لئے تھے۔ یاد رکھو اللہ نے اپنی مخلوق کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے اور مجھے اُن میں رکھا جو بہتر گروہ ہے پھر اللہ نے لوگوں کو شعب اور قبیلوں میں بانٹا اور مجھے سب سے بہتر شعب اور قبیلے میں جگہ دی پھر اللہ نے لوگوں کو خانوادے میں بانٹا اور مجھے سب سے بہتر خاندان عطا کیا صرف مجھے ہی نہیں میرے بھائی علیؑ ابن ابی طالبؑ کو بھی اُسی بیت و خاندان میں رکھا یاد رکھو اللہ نے زمین کے باسیوں پر ایک نظر ڈالی اور اُن میں سے مجھے اختیار کیا پھر دوسری نظر ڈالی اور میرے بھائی علیؑ کو اختیار کیا اور اُسے میرا وزیر خلیفہ اور امین بنایا اور میرے بعد تمام مومنین و مومنات کا ولی بنایا جو اُس سے محبت کرے گا مجھ سے محبت کرے گا جو اُس سے دشمنی رکھے گا مجھ سے دشمنی رکھے گا اور اُس سے صرف مومن کو محبت ہو گی اور صرف کافر اُس سے نفرت کرے گا اور اُس پر صرف مشرک شک کرنے والا ہو گا اور وہ زمین کا رب ہے زمین والوں کا رب ہے وہ کلمۃ التقویٰ ہے لوگ کیا سمجھتے ہیں کہ وہ میرے بھائی کا نور بجھا دیں گے اللہ اُس کے نور کو پورا کر کے رہے گا۔ یاد رکھ اللہ نے میرے لئے میرے بھائی علیؑ کو اور گیارہ سبطوں کو میرے اہل بیتؑ سے اختیار کیا ہے جو کہ میری اُمت سے اعلیٰ ترین افراد ہیں اُن کی مثال آسمان پر ستاروں کی مانند ہے کہ ایک ستارہ اگر غروب ہو جائے تو دوسرا اُس کی جگہ طلوع ہو جاتا ہے یہ بندوں پر اللہ کے قوام ہیں اور زمین و شہروں میں اللہ کی حجتیں ہیں اور خلق خدا پر اللہ کے گواہ ہیں وہ قرآن کے ساتھ اور قرآن ان کے ساتھ ہے یہ ایک دوسرے سے الگ نہ ہونگے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر پہنچ جائیں ان کا باپ علیؑ اور ماں فاطمہؑ ہیں پھر حسنؑ و حسینؑ ہیں اور نو حسینؑ کی اولاد میں سے ہیں اُن کا نانا نبیوں میں سب سے بہتر اور باپؑ اوصیاء میں سب سے بہتر ہے اور انکی ماں مرسلین کے اسباط میں سب سے بہتر ماں ہے اور اُن کا گھر سب سے بہتر ہے لوگوں کے گھروں میں جو بندہ بھی ان کی محبت اور اللہ کی توحید کے ساتھ بلا شرک با اللہ کے اللہ سے ملاقات کرے گا وہ جنت میں جائے گا چاہے اُس کے گناہوں کی تعداد زمین پر کنکروں، صحرا میں ریت اور سمندر میں جھاگ کے برابر کیوں نہ ہو۔ اے لوگو! میرے اہل بیتؑ کی تعظیم کرو اور اُن سے محبت رکھو، اور میرے بعد اُن کے ہو رہنا کیونکہ وہ صراط مستقیم ہیں"۔

اب پھر ہم اپنی پچھلی بحث کی طرف واپس آتے ہیں، اللہ فرماتا ہے (فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا)

الاعراف ۱۴۳۔ ''جب اُسکے رب نے پہاڑ پر تجلی کی تو پہاڑ کو ریزہ ریزہ کر دیا۔'' تجلی صرف جسمانی شکل وصورت رکھنے والی چیز کی ہوتی ہے جبکہ اللہ جسم وجسمانیت سے مبراء ہے پھر تجلی کا مطلب آیت میں کیا ہوا؟ یہ نور اول محمدؐ وعلیؑ کے نور کی تجلی تھی، جو تمام سمتوں سے ظاہر ہوتی ہو وہ اللہ کی تجلی ہے جس کا معنی ہے اللہ اشیاء میں اپنی صفات کے نور سے تجلی کرتا ہے اور اپنی ذات کے جلال سے ہر سمت سے تجلی کرتا ہے اس معنی کی بنیاد پر مولاؑ کائنات امیرالمومنینؑ نے فرمایا تھا **(انا مکلم موسیٰ علیہ السلام من شجرة) (ان یا موسیٰ علیہ السلام انا ذالك النور)** ''میں (علیؑ) نے درخت سے موسیٰؑ سے کلام کیا، کہ اے موسیٰؑ میں وہ نور ہوں''۔

اللہ کے لئے حرکت وسکون کے معنی

آیت میں ہے **(وجاء ربك) الشوری** آیت ۵۱۔ ''اور تیرا رب آ گیا''۔ کیونکہ آنا جانا حرکت وسکون کے الفاظ صرف جسم کے لئے بولے جاتے ہیں اور اللہ جسم نہیں رکھتا لہٰذا یہ الفاظ اللہ کے لئے کیسے استعمال ہو گئے۔ **لا الہ الا اللہ** اس سے مُراد ہے، امر رب یعنی **(جاء امر ربك)** ''تیرے رب کا امر آ گیا'' اور امر الٰہی محمدؐ وعلیؑ ہیں وہ خود امر ہیں اور انکی طرف ہر امر جاتا ہے اور سید مولاؑ ان دونوں الفاظ کا لغت میں ایک ہی معنی ہے اور آپ لوگ بار بار یہ الفاظ استعمال کرتے ہیں اور ان کے معنوں کو جانتے ہیں اور کہتے رہتے ہیں یا سیدی مولائی یا اللہ، یا سیدی یا مولائی یا محمدؐ یا سیدی یا مولائی یا علیؑ۔

امام حسن عسکری علیہ السلام سے وارد ہوا ہے کہ اپنے عہد میں اپنی دُعا میں آپؑ یہ الفاظ فرماتے تھے۔ **(یامن اتحفنی بالاقرار بالوحدانیة، وحبائی بمعرفة الربوبیة، وخلصنی من الشك والعمی، جئت بك الیك)** واحد گنتی میں آتا ہے جبکہ رب اللہ کو نہیں گنا جا سکتا خدائے احد کی صفت حد وعدد سے ماوراء ہے لہٰذا جو شخص اس حد تک بھی حکمت سے واقف ہو تو اُسے اپنے مبداء اور معاد کا پتہ معلوم ہو جاتا ہے۔ کیونکہ مبداء کہتے ہیں اُس ظہور کو جو حق سے خلق کی طرف ہو اور معاد کہتے ہیں خلق سے حق اللہ کی طرف واپسی کو لہٰذا جو مبداء معاد اور حقیقت وعد و عبد سے واقف ہو گیا اسکو نجات کا یقین رکھنا چاہیئے ایسا شخص آب حیات کو پا لینے والا ہوتا ہے جو موت سے ہمیشہ کے لئے نجات حاصل کر لیتا ہے کیونکہ مومن دونوں جہانوں میں زندہ ہے، ان اسرار کا تتمہ یہ ہے **(وما کان لبشر ان یکلمه الله الا وحیا او من وراء حجاب او یُرسل رسولاً) الشوری** آیت ۵۱۔ ''بشر کی بساط یہ ہے کہ اللہ اُس سے تین طریقوں

سے کلام کرتا ہے''۔

۱۔ وحی کے ذریعے

۲۔ پردے کے پیچھے

۳۔ رسولؐ کے ذریعے

قیامت کے دن وحی اور رسولؐ کے ذریعے کلام کا سلسلہ ختم کر دیا جائے گا لہٰذا اب صرف پردے کے پیچھے سے کلام کا طریقہ باقی بچتا ہے محمدؐ و علیؑ کو اسی لئے حجاب اللہ کہا جاتا ہے کہ یہ ہر شے سے زیادہ اللہ کے نزدیک ہیں اور ازل سے اللہ نے ایک کلمہ کہا جو نور بن گیا پھر دوم کلمہ کہا جو روح بن گیا پھر اس روح کو نور میں جذب و پیوست کر دیا یہ مخلوقات کے لئے اللہ کا حجاب ہیں جو اللہ کے اذن سے حکومت کرتے ہیں اور ہر معاملہ اُن کی طرف لوٹتا ہے اللہ نے اس طرف اشارہ کیا **(والامر یومئذ لله) الانفطار آیت ۱۹**۔ ''آج اللہ کے امر کا دن ہے''۔ یعنی ولی اللہ کے حکم کا دن ہے کیونکہ یہ دونوں محمدؐ و علیؑ بندوں کے اعمال سے واقف ہیں ان کو کسی سے سوال کرنے کی ضرورت نہیں کہ تو نے کیا کیا ہے اور مخلوقات میں کسی کا یہ مقام نہیں سوائے اُن کے لیکن لوگ اس بات کو نہیں سمجھتے جیسا کہ اللہ فرماتا ہے **(ومن الناس من یعبد الله علی حرف) الحج آیت نمبر ۱۱**۔ '' کچھ لوگ اللہ کی عبادت حرف پر کرتے ہیں''۔ حرف کے معنی ہیں 'طرف' یعنی ان کے دل میں ایمان متمکن نہیں ہے کیونکہ اُنکے پاس اپنے ایمان پر نہ کوئی بُرھان دلیل قطعی ہے اور نہ اُن کو اپنے عقیدے پر یقین کامل حاصل ہے لہٰذا اگر ایسی بات سنیں جو اُنکی کمزور عقل کے مطابق ہو تو اُس پر مطمئن ہو جاتے ہیں اور جو سمجھ سے باہر ہو جائے اُس پر اپنے آپ سے باہر ہو جاتے ہیں کہ غیر شریفانہ الفاظ سے کفر کے الزام تک پہنچ جاتے ہیں اور اس طرف قول معصومؑ میں اشارہ ہے

(لو علم ابو ذر مافی قلب سلمان لقتله وقیل لکفره) '<u>اگر ابوذر کو پتہ چل جائے کہ سلمان کے دل میں کیا عقیدہ ہے تو وہ سلمان کو قتل کر دے</u>' <u>اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ کافر قرار دے دے</u>۔ کیونکہ ابوذر کا سینہ وہ نہیں برداشت کر سکتا جو اسرار ایمان و حقائق ولی رحمان، سلمان کے سینے میں موجود ہیں اسی لئے نبیؐ نے فرمایا۔ **(اعرفکم بالله سلمان)** ''<u>سلمان تم میں سب سے زیادہ اللہ کی معرفت رکھتا ہے</u>''۔ ایسا اس لئے ہے کہ ایمان کے دس درجے ہیں اور ہر درجے کا آدمی اوپر والے درجے سے واقف نہیں ہوتا اور اوپر والا نیچے نہیں آتا کیونکہ اُس کے اوپر درجہ ہے جس پر ترقی کرنا ہوتی ہے اور غایت الغایات تک پہنچنا ہوتا ہے اور عرفان کی غایت الاعلیٰ باتفاق علماء و عرفاء معرفت علیؑ ہے اور

یہ قول کی بات ہے جو ابوذر کے حق میں آئی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ابوذر ظاہر تک محدود تھے جبکہ سلمان باطن کے عارف تھے اور جو دماغ ظاہر سے واسطہ ہوتا ہے اس میں باطن کو برداشت کرنے کی قدرت نہیں ہوتی اس لئے ہر آدمی اپنے عقیدے کو تازہ رکھنے کے لئے اُس جگہ چلا جاتا ہے جہاں سے وہ اس کو سیراب کر سکے ظاہری ظاہر کے پاس اور باطنی باطن کے پاس۔

قرآن میں مزید رب کے معنی

آپ جانتے ہیں کہ لفظ رب ایک مشترک لفظ ہے جو قرآن میں کبھی سید و مالک کے معنی میں آتا ہے اور کبھی معبود کے معنی میں آتا ہے مثلاً **(رب السماوات)** مریم ۶۵۔"آسمانوں کا رب"۔ **(رب الارض) الجاثیہ** ۳۶۔"زمین کا رب"۔ **(رب العالمین) الجاثیہ** ۳۶۔"رب العالمین"۔لہٰذا اللہ ان آیات میں رب بمعنی خالق و مالک و مولاً استعمال کرتا ہے لیکن اگر اسم الہ (خدا) اس باب میں آتا ہے تو وہ صرف مضاف کے حذف کرنے کے معنی میں ہے جیسے **(هل ينظرون الا ان يا تيهم الله) البقرة** آیت ۲۱۰ اور اس کا معنی ہے امر اللہ۔ دوسری مثال **(فاتاهم الله من حيث لم يحتسبوا) الحشر** ۲۔یعنی امر اللہ اس طرف سے آیا جس طرف اُن کا خیال ہی نہیں جاتا تھا۔

ایمان نجات کا راز ہے اور ایمان بغیر دلیل و بُرھان کے نہیں ہوتا آیت ہے **(هاتو بُرهانكم) البقرة** آیت ۱۱۱۔"سچے ہو تو اپنا بُرھان پیش کرو" اور صاحب بُرہان کو اللہ سچا مانتا ہے اور جسے حق الیقین حاصل ہو جائے اُسکا شک سے کوئی واسطہ نہیں رہتا لہٰذا مومن جسے یقین حاصل ہو چکا ہو وہ ایسے ہے جیسے کسی نے تریاق پی لیا ہو لہٰذا اب اُسے زہر کوئی نقصان نہیں دے سکتا اور وہ شخص جس کا عقیدہ تحقیقی نہ ہو بلکہ تقلیدی ہو اُس کا عقیدہ صرف زُبان کی حرکت تک ہوتا ہے۔ وہ حق سے واقف ہی نہیں ہوتا کہ اُس کی پیروی کر سکے اور نہ اُس میں یہ قدرت ہوتی ہے کہ اگر باطل حملہ کرے تو وہ اُسی سے اپنا عقیدہ بچا سکے یہ بے چارہ طاعون کا مریض ہے جتنا اس کا علاج کرواتا ہی اس کا مرض بڑھتا ہے یا یہ اُس کی مانند ہے جو پیاس مٹانے کیلئے سمندر کا پانی پیتا ہے جتنا پیتا ہے اتنی ہی پیاس اور بڑھتی ہے اسی طرح علیؑ کے فضل میں شک کرنے والا ہے نہ اس دلہن فضیلت کا حسن و جمال اس کے دل پر اثر کرتا ہے اور نہ اُسکی جلترنگ بکھرتی آواز سے اس کے کانوں میں رس گھلتا ہے جتنا اس پر آیات پڑھی جاتی ہیں اتنا ہی اُس کا جنون بڑھتا ہے بات یہ ہے کہ یہ یوم ازل ایمان ہی نہیں لایا تھا لہٰذا رب کیسے مان لے؟ جس بات کو اس نے عالم ارواح میں نہیں مانا اُس کو اب عالم اجسام میں

کیسے مان سکتا ہے اللہ فرماتا ہے **(ونقلب افئدتھم و ابصارھم کما لم یومنوا بہ اول مرۃ) الانعام** آیت ۱۱۰۔ ''ہم ان کے دل اور آنکھیں پھر ویسے پھیر دیں گے جیسے کہ پہلے دن تھیں جب یہ ایمان نہ لائے تھے''۔ پتہ چلا کہ ایمان تو روز ازل سے ہے اور دلیل سنئے **(الذین یوفون بعھد اللہ) الرعد** آیت ۲۰۔ ''وہ لوگ جو اللہ کا عہد پورا کرتے ہیں''۔ یعنی اللہ نے جو ولایت علیؑ کا عہد لیا ہے روز ازل دوسری آیت۔ **(والذین یصلون ما امر اللہ بہ ان یوصل) الرعد** آیت ۲۱۔ ''اور وہ لوگ جو اُس سے وابستہ رہتے ہیں جس سے وابستہ رہنے کا اللہ نے حکم دیا ہے''۔ یعنی حُب الٰہی سے حُب پنجتن پاک سے وابستہ رہتے ہیں، **(ویخشون ربھم)** ''اور اللہ سے ڈرتے رہتے ہیں''۔ کہ کہیں ولایت ترک نہ ہو جائے **(و یخافون سوء الحساب)** ''اور تیرے حساب سے ڈرتے ہیں''۔ اُس کے بارے میں جو آل محمدؐ پر ایمان نہیں لاتا، اس کی دلیل یہ ہے کہ ایک آدمی نے امیر المومنینؑ سے کہا میں آپؑ سے محبت کرتا ہوں مولاؑ نے جواب دیا۔ ''تو جھوٹا ہے اللہ نے جسموں سے پہلے روحوں کو پیدا کیا تھا دو ہزار برس پہلے پھر جوان روحوں میں میرے مطیع تھے اُن کو بھی اور جو میرے نافرمان تھے انہیں بھی میرے سامنے پیش کیا میں (علیؑ) نے اُس روز تجھے اپنے فرمانبرداروں میں نہیں دیکھا تھا اُس دن تو کہاں تھا'' اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے **(اعدائونا مسوخ ھذا الامۃ)** ''ہمارے دشمن اس اُمت کے مسخ ہونے والے افراد ہیں'' اور جو آل محمدؐ کے فضل کا انکار کرے وہ انکا دشمن ہوتا ہے چاہے کثرت سے نماز، روزہ، کا پابند ہو، اور یہ نہیں سوچتا کہ ابلیس کی عبادت اس کی عبادت سے بڑی اور کثیر تھی جو کہ ساری کی ساری عصیان وخلاف کی نظر ہو گئی اور عصیان رب اور عصیان امام میں کوئی فرق نہیں۔

آلِ محمدؑ کے فضل کے انکار کے اثرات

اگلی پچھلی اُمتوں میں آلِ محمدؐ کے فضل کا انکار صرف خبث و مسخ شدہ افراد کے حصے میں آیا ہے اور جس پر حُب علیؑ کی نعمت اللہ نے نازل کی ہے اُس کی روح اس سے سرشار، سینہ اسی کے لئے کشادہ ہے اور جب اُسی تک اسرار ولایت علیؑ پہنچے ہیں تو وہ خندہ پیشانی سے قبول کرتا ہے شکوک اُس کی طبعیت خراب نہیں کرتے اُس کا سبب یہ ہے کہ اُسکی ولادت پاک ہے اُسکا جسم پاک عنصر سے بنا ہے امام صادقؑ نے اسی طرف اشارہ فرمایا ہے (لا تدعوا الناس الی ما انتم علیه، فواللهؑ لو کتب هذا الامر علی رجل لرایته اسرع الیه من الطیر الی وکره، واسبق من السیل الی جوف الوادي) ''لوگوں کو اس کی دعوت نہ دو جس پر تم ہو خدا کی قسم اگر یہ امر کسی پر لکھ دیا جائے تو وہ اس کی طرف اتنی تیزی سے جائے گا جیسے پرندہ اپنے گھونسلے اور سیلاب وادی کی گہرائی میں جاتا ہے''۔

اور اسی لئے امیر المومنینؑ نے فرمایا تھا (لو ضربت خیشوم المومن علی ان یبغضني ما فعل، ولو صببت الدنیا علی المنافق علی ان یحبني ما فعل، و بذلك اخذ الله لي العهد في الازل ولم یزل) ''اگر میں مومن کی ناک توڑ دوں اس لئے کہ وہ مجھ سے نفرت کرے تب بھی وہ مجھ سے نفرت نہیں کریگا اور اگر منافق کو دُنیا دے دوں تا کہ وہ مجھ سے محبت کرے تب بھی وہ مجھ سے محبت نہیں کرے گا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ نے روز ازل میری ولایت کا عہد لیا تھا جس کے انکار و اقرار پر اب تک لوگ قائم ہیں''۔ اسی بنیاد پر حضرت نے اُس شخص سے کہا تھا (فما رائیتك في المحبین فاین کنت ؟) ''اس دن تجھے اپنے محبوں میں نہیں دیکھا تھا کہاں تھا تو ؟''۔ پس اسی ولایت کو روحوں پر پیش کیا گیا اسی پر عالم اجسام میں ہونے والے اعمال جانچے جائیں گے اسی پر موت کے وقت بات ہوگی اور اس کا علم مرنے کے بعد ہوگا اسی پر موت کے بعد آدمی کی منزل کا تعین ہوگا اور اسی پر قیامت کے دن فیصلہ ہوگا علیؑ ہی ہر مقام پر ولیؑ ہیں اور جنت و دوزخ کے قسیم ہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے اللہ کی ولایت ہے جو ذوالجلال و

الاکرام ہے۔

پس علیؑ روحوں کا ولی ہے ایمان کا ولیؑ ہے زندگی اور موت کا ولی ہے حساب و کتاب کا ولی ہے نعیم و عذاب کا ولی ہے مکذب و مرتاب کے لئے بھی وہی ہے پس علیؑ کے فضل کے منکر اس کے ساتھ مخصوص آیات کے منکر آپ کے سامنے مستکبر آپکے اعلیٰ مقام پر شک کرنے والے اور اس کو غلو قرار دینے والے اور انکار کرنے والے عذاب سے دوچار ہونگے اور رحمت سے دور، اگر کوئی قیامت تک زندگی گزارے ہزار حج کرے، دن میں روزے رکھے رات نماز میں گزارے اور اسکی نیکیاں درخت کے پتوں کی تعداد کے برابر ہوں اطاعت ریت کے ذروں کی ہم وزن ہو اچھائیاں بارش کے قطروں کے برابر ہوں نیکیاں قرآن کے حرفوں کے برابر اور ہر حرف کے ساتھ ہزار حرف کے برابر اُس نے تمام کتابیں پڑھی ہوں اور ہر خطاب الٰہی پر عمل کیا ہو علم کے ساتھ نبیوں اور مُرسلوں کی صحبت اختیار کی ہو صاحبانِ صفا کے ساتھ قیام کیا ہو رُکن و مقام کے درمیان قتل ہو کر شہادت کی موت مرا ہو اور ان سب کے باوجود اگر فضلِ علیؑ میں ایک حرف کا بھی انکار کرے گا یا شک کرے گا یا اُسے چھپائے گا تو اُسے قیامت کے دن سعادت نصیب نہ ہو گی اور وہ مسلسل اللہ کی رحمت سے دور ہوتا رہے گا۔

صفات اللہ تبارک وتعالیٰ

اللہ اپنی عظمت و کبریائی جلال میں بلند و بالا ہے کوئی شئی اُس کی مثل نہیں اور یہ ربوبیت کے تقاضوں میں سے ہے کہ وہ ایسا ہو اور محمدؐ اپنے کمال و رفعت و تقدم میں تمام مخلوقات پر ایسے ہیں کہ کوئی شئی ان کی مثل نہیں ہے کیونکہ آپ خلقِ اول ہیں اور کائنات پر تصرف رکھتے ہیں آپکی اس عظمت کا راز ولایت میں ہے اور اس اعتبار سے بھی آپؐ بس (لیس کمثلہ شئی) ہیں، اُس کا سِر بھی بس لیس کمثلہ شئی ہے اور وہ شخص جو ان اسرار کا عارف ہے جو ان اثمار کی لذت کے لئے منتخب ہے ان انوار سے منور ہے ان کی تکذیب و انکار سے دور ہے وہ اللہ کے اس سِر اور محمدؐ و آلِ محمدؐ کی معرفت کے اعتبار سے (لیس کمثلہ شئی) ہے۔

پاک ہے نور کا وہ بادشاہ جو اشیاء میں تجلی کرتا ہے اور اس کی تجلی ظاہر بھی ہے غائب بھی وہ پاک ہستی زمان و مکان سے بالا ہے، وہ ذات حوادث سے بلند ہے، حلول و انتقال سے پاک ہے صورت و مثال سے بھی پاک ہے، اُس کا جمال ہر سمت سے تجلی کرتا ہے، اور اُس کا کمال اس تجلی سے ظاہر بھی ہے اور غائب بھی، وہ پاک ہستی زمان و مکان سے بالا ہے،

ذات حوادث سے بلند ہے حلول و انتقال سے پاک ہے صورت و مثال سے بھی پاک ہے اُس کا جمال ہر سمت سے تجلی کرتا ہے اور وہ ظاہر ہوجاتا ہے اور اُس کا کمال ہر سمت سے تجلی کرتا ہے تو غائب ہوجاتا ہے پس وہ ایسا غیب ہے جو ظاہر ہے اور جب غائب ہوتا ہے تب بھی ظاہر ہے۔

امام کے بارے میں لوگوں کا اختلاف

دو چیزیں ہیں ایک نبوت ہے اور ایک امامت ہے امامت میں لوگوں کے درمیان اختلاف پیدا ہوتا ہے حدیث رسولؐ میں ہے (ما اختلفوا فی اللہ ولا فی و انما اختلفوا فیك یا علی علیہ السلام) "اختلاف نہ اللہ پر ہے نہ مجھ پر بلکہ اختلاف تیرے بارے میں ہے اے علیؑ"۔ اسلام اور ایمان دو نعمتیں ہیں ایک کو پسندیدگی حاصل ہوتی ہے دوسری کا کفران کیا گیا۔ ایک نعمت ظاہری ہے دوسری باطنی، اختلاف امامت میں واقع ہوا ہے دشمن امامت کے ظاہری انوار سے ٹکراتا ہے اور دوست امامت کے خفی اسرار کے بارے میں مقصر ہوجاتا ہے دشمن فضائل کا انکار کرتے ہیں تو دوست اسرار کا انکار کرتے ہیں اور عارف امامت کے سفینہ نجات میں ہوتے ہیں اور اہل توفیق و تحقیق اس سے لطف اندوز ہوتے ہیں اور جن کو اس کا نشہ ہے وہ مدہوش نہیں ہوتے بلکہ ہوش مند ہوتے ہیں ان کا نام بلند و بالا ہوگا اور وہ خود بھی بلند و بالا ہوتے ہیں وجہ یہ ہے کہ وہ پہچان گئے ہیں کہ علیؑ سب کا آقا و مولاؑ ہے اُسکا حق اللہ پر بھی ہے اور رسولؐ پر بھی کعبہ پر بھی اور شریعت و احکام الٰہی پر بھی ہے رسولوں پر بھی اور فرشتوں پر بھی، وہی مومنین کو جنت اور منافقین کو دوزخ میں قیام کرائے گا۔ چاہے کوئی خاص ہو یا عام ہو اب اگر تم پر یہ بات گراں بار ہے تو سنو صحیح حدیثوں میں آیا ہے کہ معصومینؑ فرماتے ہیں۔ "مومن کا حق اللہ کے نزدیک آسمانوں اور زمین سے بھی زیادہ ہے اور کبریت احمر سے بھی زیادہ"۔ اب بتاؤ جب مومن کا حق یہ ہے تو امیر المومنینؑ کا حق کیا ہوگا۔ اللہ پر علیؑ کے حق کا اندازہ اس بات سے لگاؤ کہ آپؐ کے زور بازو سے دین قائم ہوا اور لوگ دیندار بنے اس لئے سرکار ختمی مرتبتؐ نے فرمایا تھا۔

(ضربة علی یوم الخندق افضل من عبادة الثقلین) "خندق کی جنگ میں علیؑ کی ایک ضربت ثقلین کی عبادت سے افضل ہے"۔ دیکھا آپؐ نے علیؑ کی ایک ضربت تمام جن و انس کے اعمال کا مقابلہ کرتی ہے اب اس کا حق اللہ پر کیسا ہونا چاہیے خود سوچیئے۔ اب رسولؐ پر علیؑ کے حق کے بارے میں سنیئے مولاؑ نے اپنی روح و زندگی کو رسولؐ کی زندگی پر وار دیا اور سرکار کے لئے بڑی بڑی مہمیں سر کیں اور آپؐ کے رنج و الم کو دور کرتے رہے اس لئے آپ رسولؐ کے

شیر تھے۔

علیؑ کا حق اسلام پر اسی وجہ سے ہے کہ اسلام کا گلشن آپؑ نے ہرا بھرا رکھا اور اُسے آفاقیت عطا کی شریعت و احکام پر اس وجہ سے حقِ علیؑ ہے کہ آپؑ کی وجہ سے اس کے دلائل واضح ہوئے اور مسائل کا حل حاصل ہوا اور اس کی مشکلیں حل ہوئیں۔ کعبہ پر حقِ علیؑ اس وجہ سے ہے کہ ابراہیمؑ نے اس کی دیواریں بلند کی تھیں آپؑ نے اس کے شرف میں اضافہ کیا کہاں گھر کا بنانا اور کہاں اُسے عزت دینا، زمین و آسمان کا فرق ہے اور انبیاء پر حق یہ ہے کہ وہ آپؑ کی محبت اور آپکی نصرت باطن سے دین کی تبلیغ کرتے رہے اور مومنین پر آپؑ کا حق یہ ہے کہ وہ آپکی محبت کی وجہ سے اپنے اعمال قبول کروائیں گے اور اپنے مقام و منزل پر پہنچ پائیں گے مقرب فرشتوں پر حقِ علیؑ یہ ہے کہ آپ نے ان کے لئے عالم قدس میں ذکر کے دیئے روشن کئے اور اُن کو اللہ کی پاکیزگی کی مالا جپنا سکھائی اور جنت و دوزخ پر حقِ علیؑ یہ ہے کہ وہ ان مقامات کو اُن کے اہل سے بھر دیں گے اور تمام انسانوں خاص ہوں یا عام اُن پر حقِ علیؑ یہ ہے کہ وہ مولاؑ کی وجہ سے وجود میں آئے اور آپؑ کی برکت سے موجود ہیں۔

اس تاویل کی تائید میں کتاب مقامات سے عائشہ کی ایک حدیث پیش کی جاتی ہے، عائشہ کہتی ہے کہ رسولؐ اللہ میرے گھر میں تھے اور کسی نے دروازے پر دستک دی سرکارؐ نے فرمایا۔ ''اے عائشہ جاؤ دروازہ کھولو تمہارے بابا آئے ہیں''۔ عائشہ کہتی ہیں کہ میں اُٹھ کر گئی دروازہ کھولا میرے بابا ابوبکر اندر آئے اور انہوں نے سلام کیا رسولؐ نے جوابِ سلام دیا مگر اپنی جگہ سے حرکت تک نہ کی اور میرے بابا ابوبکر رسولؐ کے سامنے بیٹھ گئے تھوڑی دیر بعد پھر دروازے پر دستک ہوئی رسولؐ نے فرمایا۔ ''جاؤ عمر کے لئے دروازہ کھولو''۔ عائشہ کہتی ہے کہ میں اُٹھی اور دروازہ کھولا اور یہ سمجھی کہ وہ میرے باپ سے افضل ہے لیکن وہ بھی آیا اور سلام کر کے بیٹھ گیا رسولؐ نے جواب سلام دیا مگر اپنی جگہ سے حرکت نہ کی تھوڑی دیر بعد پھر کھٹکا ہوا بولے۔ ''جاؤ عثمان آیا ہے دروازہ کھول دو''۔ عائشہ کہتی ہے میں نے عثمان کے لئے دروازہ کھولا وہ آیا سلام کر کے بیٹھ گیا رسولؐ نے جوابِ سلام دیا مگر اپنی جگہ سے کوئی حرکت نہ کی اتنے میں پھر دروازہ نے کسی کی آمد کا مژدہ سنایا سرکارؐ نے اُس وقت مجھ سے نہیں کہا بلکہ جلدی سے اُٹھے اور خود اپنے دست ہائے مبارک سے دروازہ وا کیا اب جو دیکھا تو علیؑ ابن ابی طالبؑ دروازے پر جلوہ افروز ہیں آپؑ گھر میں داخل ہوئے سرکارؐ نے آپؑ کا ہاتھ تھاما اور لا کر اپنے پاس بٹھایا اور دیر تک سرگوشیوں میں باتیں کرتے رہے۔ اُس کے بعد علیؑ اُٹھ کر چلے تو رسولؐ آپؑ کو چھوڑنے

دروازے تک آئے جب علیؑ چلے گئے تو میں (عائشہ) نے رسولؐ سے کہا میرے والد آئے آپؐ انکے احترام میں کھڑے نہیں ہوئے پھر عمر وعثمان آئے آپؐ نے انکی بھی توقیر نہیں کی نہ ہی انکے احترام میں کھڑے ہوئے، پھر جب علیؑ آئے تو آپؐ بے تابی سے دروازے کی طرف بڑھے اور اپنے ہاتھوں سے دروازہ کھولا؟ یہ سن کر سرکار ختمی مرتبتؐ نے فرمایا۔ "اے عائشہ جب تیرے باپ آئے تو اُس وقت جبرائیلؑ دروازے پر موجود تھے میں نے چاہا کہ اُٹھوں تو جبرائیلؑ نے مجھے اُٹھنے سے منع کر دیا لیکن جب علیؑ تشریف لائے تو فرشتے ایک دوسرے کو دھکیلتے ہوئے آگے بڑھے ہر ایک یہ چاہتا تھا کہ وہ علیؑ کے لئے دروازہ کھولنے کی خدمت انجام دے لہٰذا یہ دیکھ کر میں نے اُن کا جھگڑا مٹانے کیلئے خود اُٹھ کر دروازہ کھولا اور پھر علیؑ کو اپنے قریب لا کر بٹھایا کیونکہ اللہ نے ایسا کرنے کا حکم دیا تھا اے عائشہ تو میری یہ حدیث بیان کرنا اور یہ جان لے کہ جس نے اس کو تازہ رکھا اپنے نبی کی اتباع میں اور اللہ کی کتاب پر عمل پیرا رہا اور علیؑ سے محبت کرتا رہا یہاں تک کہ اللہ کیطرف سے وفات سے ہمکنار ہو جائے۔ جو اس طرح اللہ سے ملاقات کرے گا اُس کا حساب کتاب نہیں ہوگا اور وہ شخص فردوس اعلیٰ میں نبیوں اور صدیقوں کے ساتھ ہوگا"۔

آل محمدؑ کا سرِ صعب ہے مستصعب ہے

یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ آل محمدؑ کا سرِ سخت سے سخت تر ہے جیسا کہ اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اور یہ دو طرح کا ہے ایک وہ ہے جو فرشتے اور انبیاء جانتے ہیں اور اُن تک یہ بذریعہ وحی الٰہی پہنچا ہے اور دوسرا وہ ہے جو صرف آل محمدؑ کو معلوم ہے اور اُن کے علاوہ کسی مخلوق کی زبان پر جاری نہیں ہوا ہے اور یہ اُن کے پاس بلا واسطہ وحی اللہ کی طرف سے ہے یہ وہ سرِ ہے جس سے ربوبیت کے آثار ظاہر ہوتے ہیں اب جو اس میں شک کرے وہ باطل پر ہے جو اس کا عرفان حاصل کرے وہ کامیاب ہے اور جو انکار کرے وہ کفر کی منزل میں ہے جو اس میں افراط کرے وہ غلو کی منزل میں ہے اور کامیاب وہ ہے جو بصیرت رکھتا ہے اور درمیان کا راستہ اختیار کر لیتا ہے۔

البتہ وہ سرِ جو مومن کے نصیب میں آیا ہے وہ بھی صعب اور مستصعب ہے اور انتہائی سخت اور گہرا ہے اور متشابہ ہے جس میں فرق مشکل سے ہوتا ہے اور یہ قابل تاویل ہے تاویل کے بغیر اس کا سمجھنا مشکل ہے کیونکہ اس سرِ کا ظاہر اس کے باطن کا اُلٹ ہے اور اس کی مثالیں قرآن میں حدیث میں اور اخبار وادعیہ میں کثرت سے ملتی ہیں مثلاً قرآن میں اس کی مثال یہ ہے کہ **(وقفوهم انهم مسئولون) الصافات ۲۴**۔ "انہیں روکو ان سے سوال کرنا باقی ہے"۔ **(و**

یومئذ لا یسال عن ذنبه انس ولا جان) الرحمان ۳۹۔ ''آج انسانوں اور جنات سے انکے گناہ کے بارے میں سوال نہیں ہوگا''۔ ان دونوں آیات میں بظاہر ٹکراؤ ہے ایک آیت کہتی ہے روکو ان سے سوال پوچھنا ہے دوسری کہتی ہے ان سے سوال نہیں پوچھنا ہے اس مسئلے کا حل یہ ہے کہ قیامت کے دن لوگوں سے اس عہد کے بارے میں سوال ہوگا جو محبت وولایت علیؑ کے بارے میں اُن سے لیا گیا تھا کہ انہوں نے اس عہد کو پورا کیا ہے؟ یا نہیں جبکہ علیؑ کے شیعوں سے اُن کے گناہوں کے بارے میں سوال نہیں کیا جائے گا کیونکہ وہ اس عہد الٰہی کو پورا کر کے آئے ہیں اس لئے اب اُن پر کوئی گناہ باقی نہیں ہے یہ آیت (لا یسال عن ذنبه انس ولا جان) اس لفظ انس وجن عام ہے مگر اس سے مراد خاص ہے یعنی انسانوں اور جنوں کے ایک گروہ سے سوالِ گناہ نہیں ہوگا اور وہ علیؑ کے شیعہ ہیں کیونکہ اللہ نے اُن سے علیؑ پر ایمان لانے کا عہد لیا تھا اور اُن کو جنت کی ضمانت دی تھی۔

لہٰذا اگر انہوں نے عہد پورا کیا تو اس کی رحمت وفائے عہد کی وجہ سے اُن پر واجب ہو جائے گی اور انہوں نے عہد پورا کیا تو اس لئے اُن پر کوئی گناہ نہیں ہے جس کے بارے میں اُن سے سوال کیا جائے کیونکہ علیؑ کی محبت حسنات ہے اور جب حسنات میزان میں ہوں تو سیئات کہاں بچتی ہے اللہ فرماتا ہے (ان الحسنات یذھبن السیئات) ھود آیت ۱۱۴۔ ''حسنات آئیں تو سیئات چلی جاتی ہیں'' اور حسنات میں سب سے بڑی حُبِ علیؑ ہے بلکہ وہ ہی حسنات ہے اب اگر یہ میزان ہیں تو سیئات کا کیا سوال لہٰذا ایسے شخص کے ساتھ کوئی گناہ نہیں ہوتا جب رب کا نور جگمگا رہا ہو تو پھر گناہ کا اندھیرا کہاں رہتا ہے۔ کیونکہ ولایت علیؑ اللہ کا نور ہے آیات میں ظاہری ٹکراؤ کی ایک اور مثال یہ ہے، (بل یداہ مبسوطتان) ''اللہ کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں''۔ (لیس کمثله شئی) ''کوئی شئے اُس کی مثل نہیں''۔ جس کی مثال نہ ہو اُس کے ہاتھ کیسے ہیں، اور جس کے ہاتھ ہوں وہ بلا شبیہہ و مثل کیسے ہو سکتا ہے یہ بات واضح ہے اُسکے لئے جو زُبان کے استعاروں کو جانتا ہے اگر ان آیات کی تاویل نہ کی جائے تو آیات میں تناقص ہوگا تاویل کے بعد یہ تناقص ختم ہو جائے گا۔

لیس کمثله شئ:

لیس کمثله شئی، یہ قول حق ہے کیونکہ اللہ کی کوئی مثل ومثال ممکن نہیں ہے وہ اضداد اور انداد سے پاک ہے، اور بل یداہ مبسوطتان، یہ بھی حق ہے کیونکہ قدرت وخلق ورزق وغیرہ ہاتھوں ہی سے انجام پاتے ہیں بسط اور

قدرت دونوں ہاتھوں سے مناسبت رکھتے ہیں لہٰذا ید یہاں پر استعارا ہے کیونکہ قدرت اور رزق پہلے بھی تھے اور اب بھی ہیں لہٰذا اس تمام مخلوقات پر ہاتھ ہونے چاہیں البتہ باطنی معنوں کے اعتبار سے اُس کے ہاتھ محمدؐ و علیؑ ہیں اور یہ دونوں نعمت وقدرت ہیں نبوت نعمت ہے اور ولایت قدرت ہے ایک اور ظاہری تناقص کی مثال (**وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربھا ناظرۃ**) اور (**لا تدرکہ الابصار**) پہلی آیت نے کہا لوگ اپنے رب کو دیکھیں گے دوسری میں کہا آنکھیں اُسے نہیں دیکھ سکتیں لہٰذا جسے آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں اُسے کیسے دیکھا جائے گا اور جسے دیکھا جائے گا اُسے آنکھیں کیسے نہیں دیکھ سکتیں یہ نفی واثبات ہے اور نفی اور اثبات ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔

ایک مثال اور ہے وہ یہ کہ اللہ سید المرسلینؐ سے مخاطب ہو کر کہتا ہے (**لیغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر**) **الفتح ۲** ''اللہ نے تیرے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے''۔ الفتح آیت نمبر ۲ اور دوسری آیت میں کہتا ہے (**و یطھر کم تطھیرا**) **الاحزاب ۳۳**، سوال یہ ہے کہ جس کے گناہ ہوں وہ طاہر کہاں ہوا اور جس کی تعریف طہارت کے ساتھ کی جائے اُس پر گناہ کہاں سے آئے یہ قول **یطھر کم تطھیرا** حق ہے، اور کیوں نہ ہو کہ وہ اللہ کے نور جلال سے خلق ہوئے ہیں اور عصمت وکمال سے مختص ہیں اور معصوم کامل کا گناہ سے کیا تعلق؟ اور اس ظاہری تناقص کی مثال دعاؤں میں یہ ہے کہ امام زین العابدینؑ جو سید ابن سید ہیں اولین وآخرین میں آپؑ اپنی دُعا میں فرماتے ہیں، (**ربی ظلمت و عصیت و توانیت**) اس میں سرکارؑ نے ظلم وعصیان کا ذکر کیا ہے اپنی ہستی کی طرف اب اگر آپؑ نعوذ باللہ ظالم وجاہل تھے تو سید اور معصوم کیسے ہوئے اور اگر سید اور معصومؑ ہیں تو ظلوم وجھول کیسے ہوئے؟ میں رجب البرسی کہتا ہوں گویا کہ امام فرما رہے ہیں کہ ''اے اللہ کیوں کہ ہمارے شیعہ ہماری بچی کچی مٹی سے بنے ہیں اور ہمارے آب ولایت سے اُن کا خمیر گوندا گیا ہے وہ ہماری امامت سے راضی ہیں اور ہم انکے شیعہ ہونے پر راضی ہیں ہمارے مصائب سے وہ بھی دوچار ہوتے ہیں اور ہمارے غم میں وہ بھی غمگین ہوتے ہیں اور اسی طرح ہم بھی اُن کی تکلیفوں کا درد محسوس کرتے ہیں اور ان کے حال احوال پر مطلع رہتے ہیں اس لحاظ سے ہم میں اور ان میں جدائی نہیں ہوتی کیونکہ عبد اپنے آقا ہی کی طرف رجوع کرتا ہے اس لئے شیعہ ہمارے دشمنوں سے دور اور ہمارے دوستوں سے قریب ہیں''۔

اور کیا سچی بات لکھی ہے سید ابن طاؤس نے مھج الدعوات میں جس کو دلیل بنایا جا سکتا ہے یہ قصہ ہے خلیفۃ اللہ فی الارض حضرت قائمؑ آل محمدؐ کا راوی کہتا ہے میں نے سامراء میں صبح کے وقت دیوار کے پیچھے سے حضرت کو یہ دُعا کرتے

ہوئے سنا (اللھم احی شیعتنا فی دولتنا وابقھم فی ملکنا و مملکتنا) ''اے اللہ ہمارے شیعوں کو وہ دن دکھا جب وہ ہماری حکومت میں سانس لیں''۔ اگر شیعہ اُن سے ہیں تو اُنکی عنایت شامل حال ہوگی اس اعتبار سے کہ گویا امام سجادؑ فرما رہے ہیں کہ ''اے اللہ ہمارے شیعہ ہم سے ہیں اور ہماری طرف منسوب ہیں اور انہوں نے اپنے اعمال میں غلطیاں کیں، کمی کی، اور برائیاں بھی کرتے رہے لہٰذا ہم انکے گناہوں کی ذمہ داری قبول کرتے ہیں اور انکی غلطیوں کا بار اُٹھاتے ہیں کیونکہ انہوں نے آخر میں ہمارے ہی پاس شفاعت وحساب کے لئے آنا ہے کیونکہ وہ ہمارے ساتھ بندھے ہوئے ہیں اور ہم پر تکیہ کرتے ہیں لہٰذا جیسے کہ ہم اصحاب ذنوب ہیں کیونکہ شیعوں نے ہماری ہی پناہ ڈھونڈی ہے کیونکہ وہ ہماری محبت پر اعتماد کرتے ہیں اور ہماری ولایت کے قیام کی طمع رکھتے ہیں اور ہماری شفاعت کی اُمید رکھتے ہیں لہٰذا اُن کو ہمارے دشمنوں کے سامنے رسوا ہونے سے بچالے اور اُن کا معاملہ جس طرح دُنیا میں ہم پر چھوڑا تھا اسی طرح آخرت میں بھی ہم پر چھوڑ دے اور اگر اُن کی برائیوں کو اپنی رحمت سے انکے اعمال ناموں سے نکال دے تو اُن کے میزان میں ہماری ولایت سے وزن پیدا کر دے اور ہماری محبت سے اُن کے درجات میں اضافہ کر دے اور یہ خیر کثیر ہے اُس مومن کے لئے جو یقین کی منزلوں پر فائز ہو اور آل محمدؑ کے اسرار کو سچے دل سے مانتا ہو''۔

اب اگر میری (رجب البرسی کی) اس کتاب میں اس بات کے علاوہ اور کچھ نہ ہوتا تب بھی کافی تھا جبکہ میں نے اس کتاب کو اعتقاد کے موتیوں سے بھر دیا اگر یہ تیرے لئے کافی نہ ہو پھر تو جانے اور تجھے خدا جانے۔

شیطان ملعون روزانہ (۳۲۰) مرتبہ مومن کے قلب پر گمراہ کن وسواس کا ہجوم کرتا ہے مگر اللہ اتنی ہی تعداد میں نور ولایت کے شہاب ہائے ثاقب سے اُن کو مار بھگاتا ہے تاکہ اس کا دل پاک ہو جائے یاد رکھو جتنا تمہارے دل میں شکوک کلبلاتے ہیں اتنا ہی شیطان کو قدم رکھنے کی جگہ میسر آتی ہے اے فضائل علیؑ کے منکر کب تک اپنی بگڑی ہوئی روح اور گھناؤنے جسم کے ساتھ ولایت علیؑ میں شک وشبہ کا تانا بانا بنتا رہے گا کتنا میں نے تیری سوچ کو اچھا بنانے کی کوشش کی تیری آنکھوں سے پٹی اُتارنے میں ہاتھ پیر مارے کوشش کی کہ تیری پیاس ترب ولایت سے بجھ جائے مگر سب لاحاصل علیؑ کے مقام اعظم کو سمجھنے کیلئے تیرے سامنے اسی دُنیا میں مثالیں موجود ہیں مثلاً ایک بادشاہ اپنے کسی بھی عبد کو اپنے اسرارِ حکومت کا راز دار بنا کر کسی بھی حصہ مملکت پر گورنر بنا دیتا ہے اسی طرح اللہ کا بھی معاملہ ہے وہ جسے چاہے اپنے اسرار ولایت عطا کرے اپنے قریب کرے اپنی صفات کی خلقت عطا کرے اپنی مخلوقات پر رفعت دے اپنے عدل کا قلم عطا

کرے اپنے دفتر اُس کے حوالے کردے اپنی تلوارِ قہر، زمام امر عطا کرے تو کسی کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ ذات باری خوب جانتی ہے کہ **(حیث یجعل رسالاته)** ''اپنی رسالتوں کو کہاں رکھنا ہے''۔ اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو اللہ چاہے وہ یہ کرتا ہے۔ یہ سیاست وعدل وعصمت کو اللہ کے امر سے ہی قائم کرتا ہے اب یہ اللہ کا کھلا ہوا ہاتھ ہے مخلوقات پر، اسی لیے ید اللہ اور جنب اللہ کہتے ہیں کہ اس کو کائنات میں تصرف مطلق حاصل ہے اور اس کی آنکھیں زمین وآسمان میں ہر طرف ہر چیز کو دیکھتی رہتی ہیں یہ عین اللہ جو ہوا، یہ اللہ کا عبد ہے اور مخلوقات کا آقا ہے۔

مولاؑ کی شان میں رجب البرسی کے اشعار کا ترجمہ

مناقب علیؑ کو کوئی گننے والا موجود نہیں اور آپؑ کے فضائل کی کوئی حد نہیں آسمانوں کے ورق لکھنے کے لئے کافی نہیں سمندروں کی روشنائی کم ہے جن وانس کی طاقت سے باہر ہے کہ وہ لکھ سکیں۔ عقلیں اُن کے درک سے قاصر ہیں پہاڑ ان بلندیوں کا بوجھ اُٹھا کر نہیں کھڑے رہ سکتے، اس کی گواہی قرآن اور رسولؐ دونوں نے دی ہے اور تو اپنے فہم کی کمی اور وہم کی زیادتی کی وجہ سے علیؑ کے رب اور نبی مصطفیؐ کی مخالفت کرتے ہو اور اپنے اس رویئے سے رسولؐ کو اذیت دینے کا سبب بنتے ہو اور تجھے میں قرآن سناتا ہوں کہ وہ تجھ جیسوں پر لعن طعن کرتا ہے اور تجھے آواز دے کر کہتا ہے **(ان الذین یوذون الله ورسوله لعنهم الله) الاحزاب ۵۷**۔ ''اللہ اور رسولؐ کو اذیت دینے والوں پر اللہ لعنت کرتا ہے''۔ پس جو علیؑ سے بغض رکھے اُس فضل کی وجہ سے جو اللہ نے علیؑ کو عطا کیا ہے تو اُس شخص نے علیؑ کو اذیت پہنچائی اور جس نے اللہ کے ولی کو اذیت پہنچائی تو اُس پر اللہ کی لعنت ہو اور کافی ہے کہ ایسا شخص قیامت کے دن بڑا وقت دیکھے پس اس تذبذب کے شکار حیران و پریشان جہلِ مرکب میں مبتلا تجھے کیا ہو گیا ہے کہ آداب الٰہی سے بے بہرہ ہے اور تو کب تک تکذیب کا دامن تھامے رکھے گا؟۔

انبیاء کے بعد اُمتوں کا فرقوں میں بٹ جانا

اس افتراق کی اطلاع قرآن اور سنت میں موجود ہے مثلاً قوم موسیٰ کے بارے میں ہے (ومن قوم موسٰی اُمة یهدون بالحق وبه یعدلون) الاعراف آیت ۱۵۹۔ ''موسیٰ کی قوم میں دو گروہ ہوئے ایک حق کیساتھ رہا اور دوسرا حق سے منحرف ہو گیا''۔ اسی طرح عیسیٰ کی اُمت کے بارے میں ہے (و جعلنا فی قلوب الذین اتبعوہ رافة و رحمة) الحدید آیت ۲۷۔ ''ہم نے عیسیٰ کی پیروی کرنے والوں کے دلوں کو رافت و رحمت سے بھر دیا'' اور دوسرے وہ تھے جنہوں نے پیروی نہیں کی، پھر اس اُمت کے بارے میں ہے (وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم) آل عمران آیت ۱۴۴، رسولؐ کے بعد پُرانے دین پر پھر جانے کی پیشن گوئی کی گئی ہے لہٰذا کچھ وہ جو دین پر قائم رہیں گے اور کچھ پھر جائیں گے۔

اور رسولؐ اللہ نے فرمایا (افترقت امة اخی موسی علی سبعین فرقة کلها فی النار الا واحدة. وافترقت امة اخی عیسی علی احدی و سبعین فرقة کلها فی النار الا واحدة. وستفترق هذه الامة علی ثلاث و سبعین فرقة کلها فی النار الا واحدة. وهی التی تبعت ما انا علیه و اهل بیتی) ''موسیٰ کی اُمت ستر فرقوں میں تقسیم ہوئی اُن میں صرف ایک جنتی باقی سب ناری ہیں عیسیٰ کی اُمت اکہتر فرقوں میں بٹی ایک جنتی اور باقی سب ناری ہیں اور یہ اُمت تہتر فرقوں میں بٹے گی جس میں صرف ایک جنتی اور باقی سب ناری ہوں گے اور میرے ساتھ وہ ہے جس نے اُس کی پیروی کی جس پر میں ہوں اور میرے اہل بیتؑ'' اور ایک روایت میں ہے (ما انا علیه و اصحابی) یعنی جس پر میں اور میرے اصحاب ہیں۔

اس بیان سے پتہ چلتا ہے کہ جنتی فرقہ وہ ہے جو آل محمدؐ کا پیروکار ہو کیونکہ آل کا شمار اصحاب میں بھی ہوتا ہے جبکہ اصحاب کا شمار آل میں نہیں ہوتا لہٰذا جہاں آل ہے وہاں اصحاب ہیں جبکہ اس کا اُلٹ صحیح نہیں اس بنیاد پر کہا جاتا ہے (اہل اللہ) اصحاب اللہ نہیں کہا جاتا۔ پس آل نبیؐ اصحاب نبیؐ بھی ہیں جبکہ اصحاب نبیؐ آل نبیؐ نہیں ہیں اور حدیث شریف میں

ہے (اهل القرآن اهل الله و خاصته) اہل قرآن اہل اللہ ہیں اور اللہ کے خواص ہیں کیونکہ وہ اس کے راز کے اُٹھانے والے ہیں لہٰذا جہاں اہل ہونگے وہاں نجات ہوگی کیونکہ اہل اشرف وافضل ہیں اور میراث نبیؐ کے زیادہ حق دار ہیں اور علم نبیؐ کے سب سے زیادہ قریب ہیں اُن سے ذکر کا چشمہ پھوٹتا ہے اور اُن ہی کی بات سُنی جاتی ہے پس اصحاب آل کے تابع ہیں کیونکہ وہ اس سلطنت اور حکومت کے شہری ہیں اور اصحاب وہ ہیں جن پر حُکم چلایا جاتا ہے پھر بات صاف ہوگئی کہ اتباع، تابع محکوم کی کی جائے یا متبوع حاکم کی، یادر ہے کہ آل محمدؐ اُمت کی پناہ گاہ ہیں اُمت کے لئے ہدایت کی راہ ہیں اُمت کی جنت ہیں اُمت کے لئے سدرۃ المنتہیٰ ہیں، جبکہ اصحاب وہ لوگ ہیں جو آل محمدؐ کے نور سے راستہ دیکھنے کے قابل ہوئے مگر پھر یہ ہوا کہ دلوں سے اُٹھنے والے حسد کے دھویں نے اُنکی آنکھوں کو اندھا کر دیا لہٰذا آل کا انکار کر بیٹھے اور اس طرف سرکار ختمی مرتبتؐ نے اشارہ فرمایا ہے ''جب بروز قیامت میں حوض پر ہونگا میرے بڑے بڑے اصحاب کو دائیں بائیں سے دھکے دیتے ہوئے لے جایا جائے گا جب کہ اُن کے چہرے خوف و ہراس سے سیاہ پڑ چکے ہوں گے اُس وقت میں اُن کو آوازیں دونگا، اے میرے صحابیو! اے میرے صحابیو! اُس وقت اُن کے پیچھے سے آواز آئے گی اے محمدؐ! یہ تیرے اصحاب نہیں ہیں تو نہیں جانتا ہے کہ انہوں نے تیرے بعد کیا گل کھلائے ہیں پس میں کہوں گا لے جاؤ گھسیٹتے ہوئے ان کو لے جاؤ''۔

اب رہ گئے آل محمدؐ، تو وہ سب کچھ ہیں دلیل یہ حدیث رسولؐ ہے (اهل بيتي كسفينة نوح من ركبها نجا) ''میرے اہل بیتؑ تو کشتی نوح کی طرح نجات کا سفینہ ہیں جو نجات چاہتا ہے اس میں آجائے'' اور یہ رمز ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن نجات صرف اُسکی ہے جو آل محمدؐ کا ہے البتہ یہ غیروں کا قول جو رسولؐ کی طرف منسوب کر کے بولا جاتا ہے (الصحابي كالنجوم بايهم اقتديتم اهتديتم) ''میرے اصحاب ستاروں جیسے ہیں جس کی پیروی کروگے ہدایت پاؤ گے''۔ اگر یہ حدیث صحیح ہے تو یہاں اصحاب سے مُراد اہل بیت ہی ہیں اگر اہل بیتؑ نہ مانیں تو تناقص لازم آئے گا کیونکہ جو لوگ سیاہ رو حوض سے ہٹائے جائیں گے وہ کیسے ہدایت کے ستارے ہو سکتے ہیں؟

اور رسولؐ نے صرف یہ فرمایا ہے کہ (مثل اهل بيتي في هذه الامة مثل نجوم السماء كلما غاب نجم طلع نجم الى يوم القيامة) ''میرے اہل بیتؑ کی مثال اس اُمت میں ایسی ہے جیسے آسمان کے ستاروں کی جب کوئی ستارہ غروب ہوتا ہے تو دوسرا اُس کی جگہ طلوع ہو جاتا ہے اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے

گا"۔ اگر اصحاب رسولؐ ستارے ہیں تو اہل بیت نبیؐ سورج و چاند ہیں اور سورج و چاند کی موجودگی میں لوگ ستاروں کے محتاج نہیں ہوتے نتیجہ یہ نکلا کہ ستارۂ ہدایت رسولؐ کے اہل بیتؑ ہیں وہ نہیں ہیں جنہیں لوگ اصحاب رسولؐ کہتے ہیں اور اس طرف آیہ تطہیر میں اشارہ ہے **(انما یُرید الله لیذهب عن کم الرجس اهل البیت ویطهر کم تطهیرا)** لہٰذا جہاں اہل بیتؑ ہیں وہاں رجس نہیں ہے طہارت ہے اور جہاں طہارت ہے وہاں عصمت ہے اور جہاں عصمت ہے وہاں خلافت وحکمت ہے وہاں نور ورحمت ہے اور جہاں نور ورحمت ہے وہاں ہی ہدایت ونعمت ہے اور جہاں ہدایت ونعمت ہے وہاں ۔۔۔۔ الخ، اس کے برعکس جہاں رجس ہے وہاں ظلمت ہے جہاں ظلمت ہے وہاں گمراہی ہے فتنہ وفساد ہے اس وجہ سے سرکار رسالتؐ نے ارشاد فرمایا تھا، **(انی تارك فیکم الثقلین کتاب الله و عترتی اهل بیتی حبلان متصلان، ان تمسکتم بهما لن تضلوا)** اس حدیث میں سرکارؐ نے جو تعظیم وشرف کتاب خدا کو دیا ہے وہی اہل بیت اطہارؑ کو دیا ہے اور ہمیں صاف صاف لفظوں میں ہدایت فرمائی ہے کہ ہم نجات کے لئے کتاب وعترت سے خود کو وابستہ رکھیں دوسرا نقطہ یہ ہے کہ سرکارؐ نے لفظ عترت کہا ہے اصحاب کا لفظ استعمال نہیں کیا اور آلؑ کو وہی مقام دیا ہے جو کتاب کو دیا ہے اور سرکارؐ نے ایک اور حدیث میں اس طرح ارشاد فرمایا ہے **(ان الله خلق الخلق من اشجار شتی، و خلقنی و علیا علیه السلام من شجرة واحدة، انا اصلها، وعلی علیه السلام فرعها، و فاطمة علیها السلام لقاحها، والعترة المیامین الهداة اغصانها، والشیعة المخلصون اوراقها)** <u>"اللہ نے اپنی مخلوقات کو مختلف درختوں سے پیدا کیا ہے جبکہ مجھے اور علیؑ کو ایک ہی درخت سے خلق کیا پس میں جڑ ہوں اور علیؑ اُس کی شاخ ہیں، فاطمہؑ لقاح ہیں اور عترت میامین ہدایت کرنے والے اس کی شاخیں ہیں اور مخلص شیعہ اُسکے پتے ہیں"</u>۔ حدیث ثقلین پر اجماع ہے۔

<u>اسلامی فرقوں کی تعداد</u>

اس بات کے طے ہوجانے کے بعد کہ اُمت اسلامیہ بہت سے فرقوں میں تقسیم ہے اگر تجزیہ کیا جائے تو پتہ چلے گا کہ اصل افتراق کے اعتبار سے صرف دو حصوں میں منقسم ہے یا گروہ علوی ہے یا گروہ بکری ہے اور مذاہب کا فرقوں کا زیادہ ہونا شبہات کی کثرت کی علامت ہے بلکہ دلیل ہے جبکہ حق ایک ہوتا ہے نہ اُس میں زیادتی وکثرت ہوتی ہے نہ تغیر و تبدل اُس کا چشمہ صاف وشفاف ہوتا ہے جس میں کوئی تکدر نہیں ہوتا۔

اب اگران دونوں فرقہ ہائے اصلی کا تجزیہ کیا جائے تو چار احتمال پیدا ہونگے یا تو یہ دونوں فرقے حق پر ہیں یا یہ دونوں باطل پر ہیں یا علوی حق پر اور بکری باطل پر ہے یا بکری حق پر ہے علوی باطل پر ان چاروں احتمالوں میں پہلا احتمال صحیح نہیں ہوسکتا یہ نہیں ہوسکتا کہ دونوں ہی حق پر ہوں کیونکہ اگر دونوں حق پر ہوتے تو ان میں اختلاف ہی کیوں ہوتا اور یہ دونوں الگ الگ فرقوں میں تقسیم کیوں ہوئے دوسری دلیل یہ کہ یہ دونوں اس بات کے دعویدار ہیں کہ وہ رسولؐ کے خلیفہ ہیں اگر یہ دونوں سچے ہوں تو رسولؐ کا کاذب ہونا لازم آئے گا اور کذب رسولؐ سے رسولؐ کا جاہل ہونا لازم آئے گا اور یہ ممکن نہیں کہ رسولؐ کاذب وجاہل ہو **(نعوذ باللہ من ذالك)**۔

اب دوسرا احتمال کہ دونوں باطل پر ہوں تو اگر اسلام حق ہے تو یہ دونوں باطل پر نہیں ہو سکتے کیونکہ ایک کے پاس اسلام ہونا ضرور ہے ہاں یہ کہا جاسکتا ہے کہ اسلام حق تھا جو بعد میں زائل ہو گیا اور دونوں میں سے کسی کے پاس نہیں رہا تو اللہ نے اسلام کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے اور وہ اپنے وعدے کا پابند ہے لہٰذا ان میں ایک فرقہ حق ہے اور دوسرا باطل پر ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ حق پر کون ہے اور باطل پر کون؟۔

ہم دیکھتے ہیں کہ علیؑ میں جو صفات پائی جاتی ہیں کسی اور میں نہیں علیؑ کو دین میں سبقت حاصل ہے اور غیر بھی آپکے نام کے ساتھ کرم اللہ وجھہ لگا کر آپؑ کے افضل صحابہ ہونے کا اعلان کرتے ہیں جس کا معنی یہ ہے کہ کبھی آپؑ کی پیشانی بتوں کے آگے نہیں جھکی ، پھر آپکو اسلام میں بھی سبقت حاصل ہے حدیث رسولؐ ہے **(انت اول القوم اسلاماً)** ''تم اسلام کے اعتبار سے لوگوں میں سب سے اول ہو''۔ آپکو علم ومعرفت میں یہ مرتبہ حاصل ہے کہ خود فرماتے ہیں **(لو کشف الغطاء)** ''اگر غطاء ہٹ جائے تو پھر بھی میرے یقین میں اضافہ نہیں ہوگا'' اور آپؑ کی شجاعت کا لوہا تو فرشتے بھی مانتے ہیں **(لا فتیٰ الا علی ؑ)** آپکے زہد کا یہ عالم ہے کہ فرماتے ہیں **(انا کابی الدنیا لوجھها)** ''میں دُنیا سے منہ پھیر چکا ہوں'' اور قرابت رسولؐ یہ ہے کہ **(انت منی و انا منك)** اور نصوص رسالتؐ کہ **(من کنت مولاہ فعلی مولاہ)** علیؑ فارس المسلمین ہیں اور قرآن کے پیچیدہ مسائل کے عالم ہیں اور سید المرسلینؐ کے چشمہ رسالت کو لوگوں میں تقسیم کرنے والے ہیں لہٰذا آپ کا خلیفہ ہونا نصِ مبین کے موجب واجب ہیں۔

اب یہ تو تھی علوی فرقہ کے حق پر ہونے کی بات اب بکریوں کے باطل پر ہونے کی سنیئے ، ابوبکر کا قول ہے، خلافت پر براجمان ہونے کے بعد کہتا ہے **(اقبلونی فلست بخیر کم، واللہ ما یعلم امامکم حین یقول**

اصاب ام اخطا) ''مجھے چھوڑ دو میں تم لوگوں سے بہتر نہیں ہوں خدا کی قسم تمہارا یہ امام ابوبکر یہ نہیں جانتا کہ صحیح کیا ہے اور غلط کیا ہے''۔ پھر باب شجاعت میں اُس کا یہ حال تھا کہ کبھی تلوار نیام سے باہر نہیں آئی، اور اس کے نسب کا معاملہ یہ ہے کہ وہ تمیمی تھا اب خود سوچو کہاں تمیمی اور کہاں ہاشمی، کہاں جوہڑ کہاں ساگر، کہاں ہیرا کہاں پتھر۔

اس پر اجماع ہے کہ علیؑ کی پیروی کرنے والا نجات میں ہے، نجات علوی کی ہے کس طرح؟ یہ سنیئے، یا تو یہ مانو کہ حق اُس جاہل کے ساتھ ہے جو زبردستی امام بن بیٹھا اور اگر ایسا نہیں تو اس کا اُلٹ ثابت ہے کہ حق اُس کے ساتھ ہے جو عالم ہے صاحب حکمت ہے اور وہ علیؑ ہیں لہٰذا علیؑ ہی امام ہیں اور جب علیؑ امام حق ہیں تو صرف وہی آدمی نجات پائے گا جو علیؑ کا پیروکار ہوگا اور علیؑ کے دوستوں کا ساتھ دے گا اور علیؑ کے دشمنوں سے دور رہے گا اور یہ علم فقہ اسلامی کے ماہرین، اور فن حدیث کے اماموں نے بیان کیا ہے مثلاً ابوعبداللہ بخاری نے صحیح بخاری میں، ابوداؤد نے اپنے سنن میں، ابوعلی ترمذی نے اپنی کتاب جامع میں، ابوحامد قذوینی نے اور ابن بطہ نے مجالس میں لہٰذا نجات علیؑ کی پیروی میں ہے اس جملے پر سب نے اتفاق کیا تو اس پر اجماع ہوگیا۔

شعبہ بن حجاج نے نقل کیا ہے کہ ہارونؑ امت موسیٰؑ میں سب پر افضل تھے اور علیؑ محمدؐ کے لئے ایسے ہی تھے جیسے موسیٰؑ کے لئے ہارونؑ لہٰذا واجب ہوا کہ علیؑ ساری امت محمدؐ پر افضل ہوں اس صریح نص کے ذریعے **(انت منی بمنزلة هارون من موسی)** اور اسی طرف قرآن نے اشارہ کیا ہے کہ **(وقال موسٰی لاخیه هارون اخلفنی فی قومی) الاعراف آیت ۱۴۲**۔ ''موسیٰؑ نے اپنے بھائی ہارونؑ سے کہا میری قوم میں میرے بعد تم خلیفہ ہو''۔ لہٰذا واجب ہوا کہ علیؑ اُمت محمدؐ میں محمدؐ کے خلیفہ ہوں لہٰذا اب جو بھی علیؑ سے مخالفت کر کے خود خلافت کا دعویٰ کرے گا وہ کفر اختیار کرنے والا ہوگا۔

اسلامی فرقے

اہل سنت کے دو فرقے ہیں اہل حدیث اور اہل رائے، اہل حدیث داؤدیہ، شافعیہ، مالکیہ، حنبلیہ اور اشعریہ ہیں جبکہ اہل رائے ایک فرقہ ہے معتزلہ۔ معتزلہ کے سات فرقے ہیں حنفیہ، ھذیلیہ، نظامیہ، عمریہ، جاحظیہ، کعبیہ البشریہ۔ اصحابِ مذہب یہ ہے ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی، اور مالک بن انس یہ عراقیوں کا امام تھا اور یمن اور مغرب کے لوگ بھی اسی کے مذہب کی طرف میل رکھتے تھے اور احمد بن حنبل شافعی کی خدمت گزاری کرتا تھا اور اُس کی سواری کی لگام پکڑتا تھا

اورلوگوں میں اعلان کرتا تھا کہ اے لوگواس جوان شافعی کی پیروی کرواور اہل رائے ابوحنیفہ کا مذہب رکھتے ہیں معتزلہ جنت ودوزخ کی خلقت کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ علیؑ صحابہ پرسب سے افضل تھے۔لیکن جائز ہے اُن کے ہاں کہ مفضول کوافضل پر مقدم کردیا جائے اگر مصلحت وقت کا تقاضہ ہو۔ایک فرقہ حسنیہ ہے جوحسن بصری کے ماننے والے ہیں عمریہ،عمر بن ثابت سلمی کے ماننے والے ہیں جاحظیہ،ابوعثمان عمرو بن بحر جاحظ کے ماننے والے ہیں کعبیہ ابوالقاسم کعبی کے ماننے والے ہیں اور بشریہ،بشر بن معتمر کے ماننے والے ہیں۔

مجبّرہ کے دس گروہ ہیں کلاسیہ،کرامیہ،ہشامیہ،موالفیہ ،معتریہ،داریہ،مقابلیہ،انھالیہ،مبیضہ۔

صوفیہ کے دوفرقے ہیں،نوریہ،خلویہ۔

مرجیہ کے چھ فرقے ہیں،درامیہ،علانیہ،نسبیہ،صالحیہ،مشریہ،تجدریہ۔

جبریہ کے پانچ فرقے ہیں،جھمیہ جھم بن صفوان کے پیروکار ہیں،بطحیہ اسماعیل بطحی کے پیروکار ہیں،بخاریہ حسین بن محمد بن البخاری کے پیروکار ہیں،ضراریہ ضرار بن عمر کے پیروکار ہیں،صیاحیہ صیاح بن عمر کے پیروکار ہیں۔

نواصب وہ ہیں جنہوں نے زیدؑ بن علیؑ سے جنگ کی انکے نزدیک آدمی کے لئے ضروری ہے کہ سنی ہوتا کہ علیؑ سے بغض رکھے۔

خوراج کے پندرہ فرقے ہیں،ازارقہ نافع بن الازرق کا فرقہ ہے،نجدۃ،نجدۃ بن عامر الحنفی کا گروہ ہے،عجاردۃ عبدالکریم بن عجردۃ کا گروہ ہے،البدعیہ یحیی بن الاحزام کا گروہ ہے،الجازمیہ عبداللہ بن جازمہ کو مانتے ہیں،ثعالبیہ ثعلب بن عدی کا گروہ ہے،الجروزیہ عبداللہ بن جروز کو مانتے ہیں،الصفریہ اصفر کا گروہ ہے،اباضیہ عبداللہ بن اباض کا گروہ ہے،حفصیہ حفص بن معدم کا گروہ ہے،بشھنیہ بھشن بن ہیصم بن جابر کو مانتے ہیں،یزیدیہ یزید بن انسیہ کو مانتے ہیں، ضاحکیہ ضحاک بن قیس کا گروہ ہے،یہ لوگ عقیدہ رکھتے ہیں کہ معاویہ عمرو بن العاص،عثمان اور علیؑ پر لعنت کی جائے اور ان سب سے برائت کی جائے اور بنواُمیہ اللہ ان پر اور ان کے دین جبر پر لعنت کرے اور حجاج اللہ کی اُس پر لعنت ہو جب اُس ملعون نے اصحاب علیؑ کو قتل کیا اور کعبہ پر منجنیق سے سنگ ونار برسائی تو بولا میرے یہ کام اللہ کی طرف سے ہے جبر جاہلیت کا دین تھا،اور اہل جاہلیت کی سنت تھی جب قرآن نازل ہوا تو قرآن نے جبر کے عقیدے کو باطل قرار دیا مگر جب بنواُمیہ کی حکومت قائم ہوئی تو انہوں نے اس قبل از اسلام کے دین کو لوٹایا اور اُس کو ایک نئے انداز سے واپس لا کر

اسلامی عقیدے کے طور پر رائج کیا جب کہ یہ عقیدہ بت پرستوں کی سنتوں میں سے تھا۔

جس طرح کے کچھ اصحاب نبیؐ نے اسلام میں یہودیوں کی سنتوں کو داخل کر دیا اور اللہ نے اپنے نبیؐ کو حکم دیا تھا کہ دنیا سے جانے سے پہلے ان لوگوں کو اس قسم کی حرکتوں سے منع کر دیں لہٰذا سرکارؐ نے اعلاناً اس کو منع کر دیا تا کہ تاکید ہو جائے اور قیامت کے دن اُن پر حجت قائم ہو جائے۔

پھر یہ بھی کہ انہوں نے دین میں اوزاعی، ابونعیم، مغیرہ بن شعبہ، سفیان ثوری کے اقوال کا اعتبار کیا اور آل محمدؐ کے اقوال کو ترک کر دیا جن پر قرآن اُترا اور جن کی محبت واجب تھی اور جو علم و حکمت کے سرچشمے تھے۔

اور صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا کہ آل محمدؐ کے اقوال کو چھوڑ دیا بلکہ آل محمدؐ کے دین کو دینِ یہود قرار دیا اور کہا کہ شیعہ کے ہاتھوں میں جو دین ہے وہ یہودیوں کی کتاب سے ماخوز ہے یہ کتاب امام جعفر صادقؑ کے پاس رکھی ہوئی تھی اور کیسی عجیب بات ہے کہ جو کچھ ابو ہریرہ سے نقل کیا ہے اُسے تو فرمان خدا اور رسولؐ مانتے ہیں اور جو وحی کے اُمناء سے اور اللہ کے اولیاء سے نقل ہوا ہے۔ اُسے جھوٹ قرار دیتے ہیں اور مغیرہ بن شعبہ جس نے امیر المومنینؑ پر گالیوں کی زبان درازی وہ بھی برسرِ ممبر، اُس کے قول کا اعتبار کرتے ہیں (فان لله وانا اليه راجعون وسيعلم الذين ظلموا اي منقلب ينقلبون) اس کفر پر بھی اکتفا نہ کیا بلکہ علیؑ کے شیعوں کو یہودیوں کے گدھوں کا خطاب دیا جبکہ نبیؐ کا فرمان ہے، (یاعلی عليه السلام حزبك حزبي و حزبي حزب الله) "اے علیؑ تیری جماعت میری اور میری جماعت اللہ کی جماعت ہے"۔ لہٰذا ان بدتمیزوں نے اللہ کی جماعت کو یہودیوں کے گدھے کا نام دیا اب اگر آپ ان سے کہیں کہ تم نے علیؑ کے شیعوں کو یہودی گدھے کا نام کیوں دیا ہے کیا تم نہیں جانتے کہ یہ لوگ اللہ کو رب محمدؐ کو نبیؐ کعبہ کو قبلہ جانتے ہیں نماز، روزہ، حج، زکوۃ، صلہ ارحام اور حب علیؑ پر ان کا عمل و عقیدہ ہے لہٰذا یہ یہودیوں کے گدھے کس حساب سے ہوئے تو بولیں گے کہ سوائے حب علیؑ کے ان کا کوئی گناہ نہیں ہے منافقوں کے نزدیک اس سے بڑا جرم اور کوئی نہیں جبکہ حُب علیؑ وہ ہے کہ قیامت کے دن اگر صحیفہ اعمال میں انبیاء و مرسلینؑ کے اعمال درج ہوں اور حُب علیؑ موجود نہ تو تمام اعمال مردود ہیں اور اگر صحیفہ اعمال میں تمام بُرائیاں ہوں اور حُب علیؑ موجود نہ ہو تو ساری بُرائیاں محو ہو جاتی ہیں، بدر نکل آئے تو اندھیرا نہیں رہتا۔

اور اگر ان سے پوچھو کہ کیا کہتے ہو اُس شخص کے بارے میں جو اللہ اور محمدؐ پر ایمان رکھتا ہو اور نیک راستے پر زندگی بھر چلتا رہا ہو لیکن علیؑ سے بغض رکھتا ہو اور علیؑ سے محبت کرنے والوں کو اپنا دشمن جانتا ہو وہ قیامت کے دن جنت میں

ہوگا یا جہنم میں تو کہیں گے کہ ایسا شخص جہنمی ہے کیونکہ قول رسولؐ ہے (**من عاداك فقد عادانی اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ**) اور اگر ان سے کہو کہ اُس کے بارے میں کیا کہتے ہو جو اللہ اور رسولؐ پر ایمان رکھتا ہو اور پُر خلوص عبادات گزار بھی ہو لیکن فلاں (ابوبکر)، فلاں (عمر)، کو نہ مانتا ہو یہ شخص کافر ہے۔ یا مسلمان جنتی ہے یا جہنمی تو اس سوال پر انکی عقلیں ساتھ چھوڑ دیتی ہیں کوئی جواب نہیں دے سکتے لہٰذا ہم خود جواب فرض کرتے ہیں فرض کیا کہ یہ کہیں ہاں وہ شخص کافر و جہنمی ہے تو اُس قول پر انہیں دلیل دینی پڑتی ہے کہ جو اُن کے پاس موجود نہیں، کیونکہ وہ شخص کیسے کافر و جہنمی ہوسکتا ہے جو اُس چیز کا انکار کرے جو اللہ نے اُسے پیش ہی نہیں کی اور اگر یہ کہیں کہ وہ شخص کافر ہے نہ جہنمی تو ہم پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ تم نے کیسے شیعہ کو یہودی کا گدھا کہا جبکہ شیعہ اُس علیؑ کی پیروی کرتے ہیں جس کی محبت جنت ہے اور جس کا بغض دوزخ کی آگ ہے۔

اس مقام پر ان کا جہل ان پر غالب آجاتا ہے اور کہتے ہیں ہم شیعوں کو اس لئے یہ نام دیتے ہیں کہ وہ اصحاب کو گالیاں دیتے ہیں پھر اپنی بات پر ایک حدیث پیش کرتے ہیں کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا (**من سب اصحابی فقد سبنی**) "جس نے میرے اصحاب کو گالیاں دیں اُس نے گویا مجھے گالیاں دیں"۔ اب آپ ان سے کہیں کہ تمہاری بات تمہارے عقیدے کے خلاف ہے، کیونکہ تمہارا عقیدہ ہے کہ ہر کام اللہ بندے سے جبراً کراتا ہے کام اللہ کا ہوتا ہے بندہ تو صرف آلہ کار ہے جس کا کوئی اختیار نہیں یہاں تک کہ زنا اور کفر بھی اللہ بندے سے کراتا ہے اب اگر زنا اور کفر بھی اللہ بندے سے کراتا ہے تو کیا اللہ شیعوں سے صحابہ کو گالیاں نہیں دلوا سکتا گالیاں شیعوں کا اپنا فعل ہے اللہ کا اس سے کوئی تعلق نہیں؟ اور دوسرا تمہارا عقیدہ یہ ہے کہ مجتہد کو صحیح حکم لگانے پر دو گناہ اور حکم میں غلطی کرنے پر اکہیر اثواب ملتا ہے لہٰذا اگر شیعوں نے صحابہ کو گالیاں دینے میں اجتہاد کیا اور انکا اجتہاد درست ہے تو اُن کو دوگنا ثواب ملے گا اور اگر انہوں نے غلطی کی ہے تو اکہیر اثواب ملے گا پھر آپ ان کو یہودی گدھا کیوں کہتے ہیں؟۔

پھر ہم ان سے کہتے ہیں کہ قرآن نے شیعہ کو اچھا اور کامیاب انسان قرار دیا ہے لہٰذا جس چیز (سب صحابہ) کو تم ان کے لئے کفر اور گناہ سمجھتے ہو وہ اُس سے پاک ہیں اور اس کی دو وجوہات ہوسکتی ہیں ایک تو قضاء وقدر ہے جس کا اوپر ذکر ہوا اور تمہارے عقیدے میں سب کچھ خدا کراتا ہے انسان سے، لہٰذا یہ کام بھی خدا ہی ان سے کروا رہا ہے اور دوسری وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ جسے وہ گالی دے رہے ہیں اُس کو گالی دینا گناہ ہی نہ ہو جیسے کہ قرآن کی اس آیت پر توجہ کریں (**مالنا**

لا نري رجالا كنا نعدهم من الاشرار اتخذناهم سخريا ام زاغت عنهم الا بصار) ص آیت ۶۳۔ ''کیا بات ہے کہ جن لوگوں کو ہم شریر سمجھتے تھے ان کو نہیں دیکھ رہے ہم تو اُن کا مذاق اُڑاتے تھے، یا ہماری آنکھیں انہیں دیکھنے سے قاصر ہوگئی ہیں''۔ کتاب وسنت کے اجماع سے اس عمل میں دوزخ نہیں ہے عقلی دلیل اور آیت سے جو صاف مطلب نکلتا ہے وہ یہ کہ یہ آیت کافر ومنافق کا تذکرہ کررہی ہے اور جنت میں کافر اور منافق کا کیا کام جنت تو صرف مومن ومسلم کی ہے اور یہ آیت گواہی دے رہی ہے کہ علیؑ کے شیعہ نہ کافر ہیں نہ منافق بلکہ مومن ہیں اگر کافر ومنافق ہوتے تو جہنم میں ہوتے اور اس آیت کے مطابق کافر ومنافق یہ نہ کہتے کہ ہم جنہیں شریر سمجھتے تھے جنکا مذاق اُڑاتے تھے وہ ہمیں یہاں دوزخ میں نظر نہیں آرہے کیونکہ وہ تو جنت میں ہیں اور جنت میں صرف مومن ہوگا لہٰذا ثابت ہوا کہ علیؑ کے شیعہ جنت میں ہونے کی وجہ سے مومن ہیں لہٰذا ان کو ان پر سب وشتم کرنے سے کوئی نقصان نہیں ہے تم خواہ مخواہ غلط لوگوں پر سب وشتم کی وجہ سے ان کو شریر کہتے ہو یہ تو اخیار ہیں یہاں تمہارا وہ جھوٹ پکڑا گیا جو تم نے نبیؐ کی طرف منسوب کرکے بولا تھا کہ (من سب اصحابي فقد سبني) اور اگر یہ حدیث سچی مانی جائے تو اس میں صحابی کا مطلب آل نبیؐ ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ آل نبی اصحاب نبیؐ ہیں جبکہ اصحاب نبیؐ آل نبی نہیں ہیں پس پتہ چلا کہ منافقوں کا شیعہ سے نفرت کرنا صرف اس لئے ہے کہ شیعہ علیؑ سے محبت کرتے ہیں اور یاد رکھ کہ جو علیؑ سے محبت کرنے والوں سے بغض و عناد رکھے خدا اُس سے بغض رکھتا ہے۔

اس لئے صادق آل محمد علیہ السلام نے فرمایا تھا (رحم الله شيعتنا انهم اوذوا فينا وانا نوذي فيهم) یعنی ''اللہ کی رحمت ہمارے شیعوں کے شامل حال رہے انہوں نے ہماری وجہ سے اذیتیں اُٹھائی ہیں اور ہم نے انکی وجہ سے''۔ پھر ان غیر شیعہ حضرات نے یہ روایت مشہور کر رکھی ہے کہ رسولؐ نے مرتے وقت کسی کو اپنا وصی بنا کر وصیت نہیں کی بلکہ اُمت کو اختیار دے دیا کہ جو چاہے وہ کرتے پھریں لہٰذا اُمت نے جسے چاہا اپنی مرضی سے اختیار کرلیا اس مقام پر قرآن نے انکی تکذیب کی اور اپنے نبیؐ کو اس سے منزہ قرار دیا جو اُن کے بارے میں اُن لوگوں نے گھڑا تھا (ووصىّ بها ابراهيم بنيه و يعقوب) بقرہ ۱۳۲۔ ''اور ابراہیمؑ نے اس کی وصیت کی اور یعقوبؑ نے وصیت کی''۔ پھر قرآن نے اس جھوٹ کی تکذیب کی جو یہ نبیؐ اور وصیؑ کی طرف منسوب کرتے ہیں کہ سرکارؐ نے مرتے وقت یہ وصیت کی نہ کسی کو وصیؑ بنایا (وما كان لمومن ولا مومنة اذا قضى الله و رسوله امرا ان يكون لهم

الخیرة من امرھم) الاحزاب ۳۶۔" کسی مومن ومومنہ کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ جو اللہ اور رسولؐ نے فیصلہ کردیا ہے اُس بات کو چھوڑ کر خود کوئی اور چیز اختیار کریں"۔ اس آیت کے ذریعے اطلاع دے دی گئی ہے کہ جو شخص بھی اللہ اور رسولؐ کے اختیار کردہ کے علاوہ کچھ اور اختیار کرے گا وہ مومن نہیں ہے اب کیوں انہوں نے اللہ اور رسولؐ کے اختیار کردہ کو چھوڑ کر خود اپنی پسند سے کسی کو اختیار کیا ہے اس لئے قرآن کی نص کے مطابق یہ لوگ مومن نہیں ہیں۔

سُنیوں کی لغزشیں انبیاء کے بارے میں

اگر لوگوں کے لئے یہ جائز اور درست ہے کہ وہ امام بنالیں تو نبیؐ بنالینا کیوں جائز نہیں ہے؟ اشعری فرقہ اللہ کے عدل کا منکر ہے اور اللہ کے لئے ظلم کرنے کو جائز سمجھتا ہے جبکہ قرآن ان کی تکذیب کرتا ہے (ولا یظلم ربك احداً) الکھف آیت ۴۹۔ "اور تیرا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا" اور یہ فرقہ اللہ کے لئے بُرے افعال کو بھی جائز جانتا ہے اور یہ فرقہ کہتا ہے کہ اللہ خیر بھی کرتا ہے اور شر بھی کرتا ہے۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ اللہ خیر بھی انجام دیتا ہے اور شر بھی انجام دیتا ہے تو پھر نبیوں کو بھیجنے کی کیا ضرورت تھی اور کہتے ہیں کہ اللہ کی صفات اُس کی ذات پر زائد ہیں اس قول سے لازم آتا ہے کہ بہت سارے خداؤں کی عبادت کی جائے اور کہتے ہیں کہ اللہ پر کچھ واجب نہیں ہے جسے چاہے بلاوجہ جہنم کے حوالے کر دے اور جسے چاہے جنت میں بھیج دے اُس سے کوئی سوال نہیں کیا جاسکتا ہے جبکہ عدل الٰہی کا صدا کاران کی تکذیب میں آواز بلند کرتا ہے (ولا تجزون الا ما کنتم تعملون) یٰسین ۵۴۔ "تم کو صرف وہی جزا ملے گی جو تم نے عمل کیا ہے" اور کہتا ہے (ان اللہ لا یظلم مثقال ذرة) النساء ۴۰۔ "اللہ کسی حال میں کسی پر ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا" اور کہتا ہے (ما یفعل اللہ بعذابکم ان شکرتم) النساء ۱۴۷۔ "اگر تم شکر گزاری کرتے رہو تو اللہ تم پر عذاب نہیں کرے گا"۔ اشعریوں کے برخلاف فرقہ معتزلہ اللہ کو عادل مانتا ہے مگر انبیاء کو معصوم نہیں مانتا اُن کے خطاؤں کے سرزد ہونے کے امکان کو رد نہیں کرتا سوال ہمارا یہ ہے ان پر کہ اگر اللہ عادل اور حکیم ہے تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ کسی جاہل کو نبیؐ بنا کر انسانوں کی طرف بھیج دے۔ اگر اللہ جاہل کو ولی بنائے تو پھر عدل کہاں رہتا ہے؟ اور کہتے ہیں کہ اچھائی اور برائی کا تصور عقل نہیں کرسکتی بلکہ یہ شریعت کا کام ہے کہ جسے چاہے اچھا اور جسے چاہے بُرا قرار دے دے۔

ایک فرقہ ہے جسے مشبہ اور مجسمہ کہا جاتا ہے یعنی وہ لوگ جو اللہ کو جسم والا مانتے ہیں اور اللہ کی شبیہہ کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ اللہ عرش پر بیٹھا ہوا ہے اور کہتے ہیں کہ اللہ دوسرے اجسام کی طرح ایک جسم ہے اور کہتے ہیں کہ عرش اللہ سے بھرا ہوا ہے، اور اللہ کی لاتعداد انگلیاں ہیں اور یہ کہ مومن کا دل اللہ کی دو انگلیوں کے بیچ میں ہے، اور کہتے ہیں کہ

جب اللہ نے قوم نوح کو ہلاک کیا تو اتنا رویا کہ اُس کی آنکھیں دکھنے لگیں اور کہتے ہیں کہ اللہ قیامت کے دن اپنا ایک پیر جہنم میں رکھ دے گا، اُس وقت جہنم سے آواز آئے گی بس بس میرے لئے یہی کافی ہے اور کہتے ہیں کہ اللہ ہر شب جمعہ ہماری دُنیا کے اوپر بادل وغیرہ کی طرح چھا جاتا ہے اور اپنے عرش سے نیچے اُتر آتا ہے اور اللہ نے ایک گدھا رکھا ہوا ہے جب وہ عرش سے نیچے اُترتا ہے تو اُس پر بیٹھ کر اوپر سے نیچے آتا ہے اور اللہ قیامت کے دن اس طرح دیکھا جائے گا جس طرح رات میں پورا چاند نظر آتا ہے پھر اس خود ساختہ توحید کے بعد وہ نبوت کی طرف آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انبیاء سے خطا بھی سرزد ہوتی ہے گناہ بھی اور وہ غفلت کی لپیٹ میں بھی آجاتے ہیں اپنے اس عقیدے پر قرآن کی آیات کے ظاہری الفاظ سے ٹامک ٹوئیاں مارتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ دلیل قائم کر رہے ہیں اور قرآن کو صحیح سمجھ گئے ہیں (وعصی آدم ربه فغوی) طٰہٰ آیت ۱۲۱، آیت کہہ رہی ہے کہ آدمؑ نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور یہ لوگ انبیاء کے لئے بعثت سے پہلے گناہان کبیرہ تک کے لئے قائل ہیں اور صغیرہ تو کوئی بات ہی نہیں ہے یہ تو بعثت کے بعد بھی انبیاء سے صادر ہو سکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ محمد مصطفیٰ سید المرسلین ضرور تھے مگر خطاء سے پاک نہیں تھے اور قرآن کی اس آیت کو پیش کرتے ہیں (ووضعنا عنك وزرك) الم نشرح آیت ۲، ہم نے تجھ سے تیرا گناہ دور کر دیا اور یہ نہیں جان پائے کہ یہ وزر جنگ وقتال تھا نہ کہ وزر بمعنی ذنب و گناہ قبیح اور کہتے ہیں کہ جبرائیل نے سرکار رسالت مآبؐ کا سینہ چیر کر ایک لوتھڑا نکال کر باہر پھینک دیا اور کہا یہ شیطان کا مسکن تھا پھر سینے کو تاگے سے سی دیا اور سلائی کا نشان زندگی بھر سرکارؐ کے سینے پر باقی رہا اور کہتے ہیں کہ سرکارؐ کے والد عبدؑاللہ بن عبدالمطلبؑ معاذ اللہ حالت کفر پر فوت ہوئے۔ جبکہ عبداللہ مرسلین کے سردار ابراہیمؑ کے فرزند ہیں اور یہ ساری باتیں وہ اس لئے کرتے ہیں کہ ایک آدمی ابوبکر کی امامت کو ثابت کر سکیں اور نبی کے بارے میں یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں معاذ اللہ راگ رنگ کی محفل میں رسولؐ اس قدر محو ہو جاتے تھے کہ آپؐ کے کندھوں سے آپکی کالی کملی گر جایا کرتی تھی اور یہ لوگ ایک روایت بیان کرتے ہیں، کہ ایک آدمی رسولؐ کے گھر میں اُس وقت آیا جبکہ رسولؐ کے پاس ایک عورت گانا گا رہی تھی اور ساتھ ساتھ دف بجا رہی تھی اس وقت ایک آدمی سے بات کرنے کے لئے رسولؐ نے اُس گائیکا کو حکم دیا کہ تھوڑی دیر کے لئے گانا بند کر دے پھر بات چیت کے بعد جب وہ آدمی چلا گیا تو پھر اُس عورت کو گانے کا حکم دیا اُس نے پھر گانا شروع کیا اتنے میں وہ آدمی پھر واپس آ گیا تو رسولؐ نے پھر اس عورت کو گانا روکنے کا حکم دیا اور جب وہ آدمی پھر واپس گیا تو رسولؐ نے پھر اس عورت کو گانے بجانے کا حکم دیا اس وقت اس عورت نے کہا اے اللہ کے رسولؐ یہ کون آدمی ہے کہ جب آتا ہے تو آپؐ گانا بند کرنے کا حکم دیتے ہیں اور جب چلا جاتا ہے تو پھر گانا شروع کروا دیتے ہیں؟ رسولؐ نے جواب دیا۔

''باطل سے کراہت کرتا ہے اس لئے جب آتا ہے تو میں تجھے گانے سے روک دیتا ہوں''۔ دیکھا آپ نے یہ لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ رسولؐ باطل سے محبت کرتا ہے **(نعوذ باللہ ،لعنۃ اللہ علی من یکذب علی رسولہ)**۔

اور یہ لوگ یہ روایت بھی بیان کرتے ہیں کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ کسی چیز نے مجھے ایسا فائدہ نہیں پہنچایا جیسا فائدہ مجھے فلاں کے مال نے پہنچایا اس طرح یہ لوگ قرآن کے اُس قول کی تکذیب کرتے ہیں **(ووجدک عائلا فاغنی)** الضحیٰ آیت ۷۔ ''ہم نے تجھے تنگ دست پایا تو تجھے مال دار کر دیا'' اور یہ لوگ روایت کرتے ہیں کہ سرکار رسالت مآبؐ نماز پڑھ رہے تھے اور آپکی عورت آپکے کپڑے پر لگے ہوئے جنابتی مادے کھرچ رہی تھی کیونکہ اللہ نے آپؐ کو حکم دیا تھا کہ اپنے کپڑے پاک رکھیں **(وثیابك فطھر)** المدثر آیت ۴۔ ''اور تو اپنے کپڑے پاک رکھ''۔ پھر کہتے ہیں کہ کپڑے پاک رکھ سے مُراد ہے دل پاک رکھ۔

اور یہ لوگ یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ سرکارؐ نے فرمایا۔ ''اے لوگو تم دین کا تیسرا حصہ بلکہ آدھا دین فلاں سے لو'' اور رسولؐ سے یہ روایت کرتے ہیں کہ سرکارؐ نے عصر کی دو رکعت نماز پڑھی چار کے بجائے تو لوگوں نے کہا حضورؐ آپ نے نماز قصر کی ہے یا بھول گئے تھے؟ تو رسولؐ نے جواب دیا۔ ''ایسا نہیں ہے بلکہ کبھی کبھی ضرورت کا تقاضہ ہوتا ہے''۔ پھر سرکارؐ کھڑے ہوئے اور نماز دوبارہ مکمل کی چار رکعت پڑھی اور پڑھنے کے بعد بولے **(وما انا الا بشر مثلکم)** ''میں بھی تمہاری طرح صرف ایک بشر ہوں''۔

یہ کیسے جائز سمجھ لیا ان لوگوں نے اللہ کیلئے کہ وہ جاہل اور خائن شخص کو نبیؐ بنا کر بھیجے جبکہ وہ حکیم بھی ہے اور عادل بھی کیونکہ جاہل اور خائن بُرے کام سے اجتناب نہیں کرتے اور یہ لوگ روایت کرتے ہیں کہ رسولؐ ایک بنی نجار کی زمینوں کے احاطے کے پاس آئے پھر ایک جگہ منتخب کر کے وہاں کھڑے ہو کر پیشاب کرنے لگے اور یہ لوگ روایت کرتے ہیں کہ رسولؐ نے ایک آدمی ابوبکر اور ایک نابینا عبداللہ کی اقتداء میں نماز پڑھی اور فرمایا۔ ''کوئی نبی اُس وقت تک دُنیا سے نہیں جاتا جب تک کہ اپنی اُمت کے کسی آدمی کے پیچھے نماز نہ پڑھ لے''۔ میں رجب البرسی کہتا ہوں کہ راعی کے لئے کیسے جائز ہے کہ اپنی رعیت کے پیچھے نماز پڑھے جبکہ لوگوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ رسولؐ کی اقتداء کریں عقل سلیم اس بات کو تسلیم نہیں کرتی اور ایسی بات کرنے والا کفر کا مرتکب ہوتا ہے اور یہ لوگ رسولؐ کے بارے میں یہ عقیدہ بھی رکھتے ہیں کہ آپ انٹ شنٹ (لغو) کلام کیا کرتے تھے اور آپؐ کے کلام کو جو ان کی مرضی کے مطابق نہ ہو تو اس کو ہجر کا نام دیتے ہیں جبکہ اللہ نے اپنے نبیؐ کو لغو و ھجر کلام سے پاک بنایا ہے اللہ کہتا ہے **(وما ینطق عن الھوٰي) النجم**

آیت ۳۔ ''رسولؐ اپنی ہوئے بشریت کے زیر اثر کوئی کلام نہیں کرتا''۔

اور پھر یہی نہیں کہ یہیں ٹھر جائے بلکہ اہل جنت اہل دوزخ کے کلام کی مخالفت کرتے ہیں اور اپنے رب اپنے نبیؐ اور اپنی کتاب قرآن پر جھوٹ باندھتے ہیں اللہ کہتا ہے (ولا یظلم ربك احدا) الکھف ۴۹۔ اللہ کسی پر ظلم نہیں کرتا اور یہ کہتے ہیں کہ کائنات میں جتنا بھی خیر اور شر واقع ہوتا ہے وہ اللہ کے ارادے سے ہوتا ہے اور اللہ کا فعل ہوتا ہے اور قرآن انکے اس قول کی تکذیب کرتا ہے (ومن شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر) الکھف ۲۹۔ ''جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے''۔ یعنی اللہ تم سے نہ ایمان کرا رہا ہے نہ کفر بلکہ یہ دونوں کام تو تم خود کرتے ہو اور رسولؐ فرماتے ہیں (ان ھی الا اعمالکم وانتم تجزون فیھا ان خیراً فخیر وان شراً فشر) ''یہ صرف تمہارے اعمال ہیں اور تم کو ان کے مطابق جزاء دی جائے گی اگر عمل خیر ہے تو جزاء بھی خیر ہے اور اگر عمل شر ہے تو جزاء بھی شر ہو گی'' اور اللہ کہتا ہے (واذا فعلوا فاحشۃ قالوا وجدنا علیھا آباء نا واللہ امرنا بھا قل ان اللہ لا یامر بالفحشاء اتقولون علی اللہ مالا تعلمون) الاعراف آیت ۲۸۔ ''جب یہ لوگ کوئی عمل فحش انجام دیتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسا ہی کرتے ہوئے پایا ہے اور اللہ نے ہمیں اس فحش کام کا حکم دیا ہے اے رسولؐ کہدو کہ اللہ فحش کاموں کا حکم نہیں دیتا۔ کیا تم لوگ اللہ کے بارے میں وہ کچھ کہتے ہو جو جانتے نہیں'' اور آخرت میں ان کے کذب پر یہ آیت دلیل ہے (این شرکائو کم الذین کنتم تزعمون) الانعام آیت ۲۲۔ ''بتاؤ تمہارے شرکاء کہاں ہیں جن پر تمہیں بھروسا تھا''۔ اس وقت یہ لوگ جھوٹی قسم کھا کر شرک کا انکار کر دیں گے (واللہ ربنا ما کنا مشرکین) ''اللہ کی قسم ہمارے رب ہم مشرک نہیں تھے''۔ اس طرح یہ لوگ اپنے اوپر جھوٹ باندھتے ہیں اور اپنے نبیؐ پر کذب باندھتے ہیں کیونکہ رسولؐ نے فرمایا ہے

(نقلت من الاصلاب الطاھرۃ الی علیہ السلام الارحام الزکیہ) ''میں محمدؐ پاک اصلاب سے پاک ارحام میں منتقل ہوتا رہا'' اور قرآن نے نبیؐ کے اس قول کی تصدیق کی ہے (و تقلبك فی الساجدین) الشعراء ۲۱۹ ''ساجدین میں تیرا انقلاب تھا''۔ یعنی اصلاب موحدین میں لہٰذا یہ لوگ عقل اور نقل دونوں کو جھٹلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ محمدؐ کافر کے بیٹے تھے اور کہتے ہیں کہ رسولؐ بھول جایا کرتے تھے۔ جبکہ اللہ کہتا ہے (سنقرئك فلا تنسی) ''ہم تجھے اس طرح پڑھائیں گے کہ تجھے بھول پیدا ہی نہیں ہو گی''۔ اگر آیت میں نہ بھولنے کا حکم ہوتا تو صیغہ ہوتا لا تنس جبکہ صیغہ ہے لاتنسیٰ لہٰذا یہ بھی نہیں بلکہ نفی ہے نسیان کی اور یہ لوگ اہل جنت کی بات کی تکذیب کرتے ہیں اہل جنت جب جنت میں جائیں گے تو کہیں گے (الحمد للہ الذی ھدانا لھذا) الاعراف ۴۳۔ ''حمد ہے اُس اللہ کی

جس نے ہمیں اس کی طرف ہدایت کی'' اور جہنمی جب جہنم دیکھیں گے تو کہیں گے **(ربنا غلبت علینا شقوتنا) المومنون ۱۱۶** ۔''ہمارے رب ہم پر ہماری شقاوت غالب آ گئی تھی''۔یعنی لوگ اپنے اوپر شقاوت کا غلبہ تسلیم کریں گے جبکہ قدر یہ فرقہ والوں کا اعتقاد عقل ونقل وقرآن کے خلاف ہے کہ اچھائی و بُرائی کا فاعل بندہ نہیں اللہ ہوتا ہے۔

بکری فرقوں کے ذکر کے بعداب علوی فرقوں کا ذکر ہوتا ہے علوی فرقے تین ہیں،

(۱)زیدی

(۲)غالی

(۳)امامی اثناعشری

زیدی فرقہ مولا علیؑ ،امام حسنؑ اور امام حسینؑ اور حضرت زید الشھیدؑ جو امام زین العابدینؑ کے فرزند تھے کی امامت کے قائل ہیں یعنی چار امامی ہیں زیدیوں کے پندرہ فرقے ہیں، بندی، جارودی، صالحی، حزیزی، صاحبی، یعقوبی، ابرقی، عقبی، ہمانی، محمدی، طالقانی، عمری، رکبی، خشی، حلسفی اور یہ تمام فرقے امام کے لئے معصوم ہونے کی شرط کو خیال نہیں کرتے اور انکا عقیدہ ہے کہ امامت صرف فاطمہ زہراؑ کی اولاد میں محدود ہے اور جو اولاد فاطمہؑ میں سے کتاب وسنت کی طرف دعوت دے اُسی کی نصرت واجب ہے اور ان میں کچھ فرقے متعہ اور رجعت کے بھی قائل ہیں ان میں محمدی فرقہ کہتا ہے کہ محمد بن عبداللہ بن حسنؑ زندہ ہیں اور اُن کو موت نہیں آئی ہے اور وہ نکلیں گے اور دُنیا پر غلبہ حاصل کرلیں گے اور جارودی اور عمری فرقے کہتے ہیں کہ یحیی بن عمر جن کے والد عمر عراق کے شہر کوفہ میں قتل ہو گئے تھے اب تک زندہ ہیں انہیں موت نہیں آئی ہے وہ نکلیں گے اور غلبہ حاصل کریں گے اور ان میں صالحی فرقے کے لوگ جو کہ حسن بن صالح کے ساتھی ہیں اور ان کا مذہب رازوں پر مشتمل ہے اور یہ لوگ شیخین پر سبّ نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ علیؑ نے شیخین کی اپنی صلاح سے بیعت کرلی تھی اور کہتے ہیں کہ اگر علیؑ شیخین سے جنگ کرتے تو شیخین کا خون حلال ہو جاتا لیکن آپؑ نے جنگ نہیں کی اس لئے ان کا خون حرام ہے اور یہ لوگ متعہ اور رجعت کا انکار کرتے ہیں ان کا ایک فرقہ ہے ابرقی یہ عباد بن ابرق کوفی کے ماننے والے ہیں اور اعتقاد میں جارودی فرقہ سے اختلاف رکھتے ہیں اور شیخین کا بھی انکار نہیں کرتے اور متعہ اور رجعت کو بھی نہیں مانتے اور حزیزی فرقہ جو حزیز بن حنفی کوفی کے ماننے والے ہیں اپنے عقائد میں صالحی فرقے جیسے ہیں لیکن انکا یہ زعم ہے کہ اگر علیؑ شیخین کی بیعت نہ کرتے تو اُن کا خون حلال ہو جاتا اور یہ لوگ عثمان پر لعنت کرتے ہیں اور اصحاب علیؑ کو کافر سمجھتے ہیں اور جو بھی آل محمدؐ (سادات میں سے) میں سے جہاد کے لئے تلوار کھینچے اُس کا ساتھ دینا اپنا دین سمجھتے ہیں۔

دوسرا فرقہ شیعوں میں کیسانی ہے اور ان کے چار فرقے ہیں مختاری، مکری، اسحاقی، حزنی اور تیسرا فرقہ شیعوں میں غالیوں کا ہے، جن کے نو فرقے ہیں واصلہ، سبائی، مفوضی، مجسمی، منصوری، عراقی، براقی، یعقوبی، عمامی، اسماعیلی، والداوی، اور یہ سب کے سب اس بات پر متفق ہیں کہ شریعت اسلامی باطل ہو چکی ہے لہٰذا اس پر عمل نہ کیا جائے ان میں ایک فرقہ کا کہنا ہے کہ اللہ اپنی مخلوق کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اور ایک صورت سے دوسری صورت میں منتقل ہوتا رہتا ہے اور ہر صورت کیلئے باب اور حجاب بن کر ظاہر ہوتا ہے۔ اگر انسان اللہ کی صورت کو پہچان لے تو اُس سے نماز روزہ الخ اُٹھ جاتا ہے اور یہ لوگ عقل اور نقل دونوں کی مخالفت کرتے ہیں۔

جہاں تک عقل کا تعلق ہے تو عقل بندے کو اللہ کی اطاعت کی طرف بلاتی ہے کیونکہ اللہ انسان کا مالک بھی ہے اور اُس کو نعمتوں سے نوازنے والا بھی ہے چاہے انسان اچھے حال میں ہو یا بُرے حال میں ہو اور عقل کے حکم کے بعد اب نقل کے حکم کی بات کی جاتی ہے سرکار رسالت مآبؐ کا فرمان ہے ایمان اور کفر میں فرق نماز اور ترک نماز سے ہوتا ہے ان میں ایک فرقہ کہتا ہے کہ نبی اور آئمہ خلق کرتے ہیں اور رزق دیتے ہیں زندہ کرتے ہیں اور موت دیتے ہیں انسان مرد ہو یا عورت اگر ان ہستیوں کو پہچان لے ظاہر و باطن میں تو ان کے لئے واجبات (نماز، روزہ، حج، زکوۃ،) پر عمل کرنا واجب نہیں رہتا اور محرمات (شراب، زنا) ان کیلئے حلال ہو جاتا ہے اگر وہ کوئی حرام کام کر لے تو اُس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔

ان میں ایک فرقہ ہے سبائی اس فرقے سے ۲۳ فرقے نکلے ہیں جن کے نام یہ ہیں، خصیبی، خدلجی، نصری، اسحاقی، قمی، تقفی، جعدی، ثاروسی، فضلی، سری، طیفی، فارسی، یعقوبی، عمری، مبارکی، میمونی۔ سبائی فرقے کے لوگ عبداللہ بن سبا کے ماننے والے ہیں اور وہ پہلا آدمی ہے جس نے (غلو) کیا اور کہا کہ اللہ صرف امیر المومنینؑ کی شکل میں ظاہر ہوا ہے صرف اور صرف امیر المومنینؑ کی شکل میں اور کسی شکل میں نہیں، اور یہ کہ تمام انبیاء علیؑ کی طرف اپنی قوموں کو بلاتے تھے اور آئمہ علیؑ جو کہ اللہ ہے کے ابواب ہیں جو بھی شخص یہ جان گیا کہ علیؑ خالق و رازق ہیں۔ اُس پر سے عبادت کی تکلیف اُٹھ جاتی ہے اور یہ قول کفر محض ہے خصیبی فرقے کے لوگ یزید بن خصیب کے ماننے والے ہیں اور اس فرقے کے نزدیک اللہ امیر المومنینؑ اور آئمہ طاہرینؑ کے روپ میں دنیا میں آیا تھا، اور اس نے رسولوں کو بھیجا تھا تا کہ وہ اُس کی عبادت کی طرف بلائیں اور یہ کہ آدمی شیطانوں کا شیطان تھا اور ظلمت قدیم سے نور کی ضد رہی ہے وہ علیؑ کی ضد تھی۔

نصیری فرقہ محمد بن نصیر نمیری کے پیروکار ہیں جن کا قول ہے کہ اللہ صرف علیؑ کے روپ میں ظاہر ہوا تھا اور اسحاق فرقہ اسحاق بن آبان احمر کے لوگ ہیں جس کے ہارون یا مامون رشید کے ساتھ قصے بھی مشہور ہیں، قمی اسماعیل قمی کے لوگ ہیں یہ کہتے ہیں کہ اللہ کسی بھی چیز میں کسی بھی روپ میں اپنی مرضی سے ظاہر ہو سکتا ہے اور علیؑ اور آئمہ ایک ہی نور ہیں۔ فتحی

فرقہ کہتا ہے کہ امام محمد باقرؑ زندہ ہیں مرے نہیں ہیں جب چاہیں گے ظہور فرمالیں گے، فطحی فرقہ کہتا ہے امام صادقؑ آل محمدؐ امام تھے اور خدا کا روپ تھے یہ لوگ عبداللہ بن امام جعفر صادقؑ جنکا لقب افطح تھا کے مرید ہیں، واقفی فرقہ جو کہ امام موسیٰؑ کاظم علیہ السلام کی امامت پر رُک گئے اور امام رضاؑ، امام محمد تقی، اور امام علی النقیؑ، اور امام حسن عسکریؑ اور امام حجۃؑ کو امام نہیں مانتے کہتے ہیں کہ امام موسیٰ کاظمؑ زندہ ہیں جنہیں موت نہیں آئی اور نہ ہی وہ قتل ہوئے ہیں وہ ایک دن ان لوگوں کی طرف واپس آجائیں گے فارسی فرقہ کہتا ہے کہ اللہ اور آئمہؑ کے درمیان ایک واسطہ ہوتا ہے اور امام پر واسطہ کی اطاعت لازم ہوتی ہے اور لوگوں پر امام کی اطاعت واجب ہوتی ہے۔

اور یعقوبی فرقہ یہ بھی واقفی ہیں جو امام موسیٰؑ کاظم پر رُک گئے ان کا دین آواگون پر منتہا ہوتا ہے۔

مبارکہ فرقہ امام جعفر صادقؑ پر ختم ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ امام صادقؑ کے فرزند اسماعیل مرنے کے بعد زندہ ہو گئے ہیں وہی امام ہیں اور ظاہر ہوں گے اور زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔

میمونی فرقہ عبداللہ ابن میمون بن مسلم بن عقیلؑ کے مریدوں پر مشتمل ہے۔

فرقہ مفوضہ کی دس شاخیں ہیں، فواتی جو فوات بن احنف کے ساتھی ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ نے خلق وامر وموت وحیات ورزق، علیؑ اور انکے بیٹوں میں جو آئمہؑ ہیں کے حوالے کر رکھے ہیں اور فرشتے اُن کے پاس خبریں پہنچاتے ہیں اور ان میں کچھ کہتے ہیں کہ اللہ اس صورت میں خود اپنی طرف لوگوں کو بُلاتا ہے۔

دوسرا عمری فرقہ ہے جو عمر بن فرات کے پیرو ہیں اور یہ آواگون کا قائل ہے اور دانقی فرقہ حسن بن دانق کے ماننے والے ہیں ان کے نزدیک امام اللہ سے اس طرح متصل ہے جس طرح دھوپ سورج سے متصل ہوتی ہے لہٰذا وہ اللہ نہیں اور نہ ہی غیر اللہ ہیں نہ مختلف ہیں اللہ سے نہ اللہ میں جذب ہیں، خصیبی فرقے کا اعتقاد ہے کہ امام کو روح القدس کی مدد حاصل ہوتی ہے اور روح القدس اُس کے کان میں اُسی کو بتاتا رہتا ہے۔ اُمور کے بارے میں خماریہ فرقہ محمد بن عمر خماری بغدادی کا بنایا ہوا ہے یہ لوگ بارہ اماموں کو اسی ترتیب سے مانتے ہیں جو شیعہ اثنا عشری کے ہاں ہے فرق صرف یہ ہے کہ ان کے نزدیک امام خلق خدا میں دیکھنے والی آنکھ ہے اور بولنے والی زبان الٰہی ہے اور چمکتا ہوا سورج ہے ہر شے پر مطلع ہے۔

میں رجب البرسی کہتا ہوں۔ مجھے تعجب ہے اس لکھنے والے شخص پر اس نے کیسے فرقوں کی یہ تقسیم کی ہے اور کیسے ان غالیوں میں شمار کیا ہے جبکہ پہلے لکھ چکا ہے کہ یہ امامی ہیں پھر ان کو امامی ماننے کے بعد لکھتا ہے فرق صرف یہ ہے کہ یہ امام کو اللہ کی دیکھتی ہوئی آنکھ اور بولتی ہوئی زبان مانتے ہیں اس آدمی کے اس قول سے پتہ چلتا ہے کہ یہ ولی مطلق کے مراتبِ ولایت سے واقف نہیں ہے کیونکہ ولی مطلق بندوں میں اللہ کی دیکھنے والی آنکھ ہوتا ہے اور بولنے والی زُبان۔

ایک فرقہ لایوبی ہے یہ لوگ جالوت قمی کے پیروکار ہیں یہ لوگ کہتے ہیں کہ امام انسان کامل ہوتا ہے جب یہ اپنی

عرض وغایت سے ہمکنار ہوجاتا ہے تو اللہ اس میں گھر کرلیتا ہے اور اس کی زُبان کے ذریعے کلام کرتا ہے۔

اور غالی فرقوں میں ایک کنانی فرقہ ہے جس کی تیرہ شاخیں ہیں، جن میں چار یہ ہیں، مختاری، کیسانی، کرامی، مطلبی، اوران تمام کا اتفاق ہے کہ محمد بن حنفیہ اپنے والد امیر المومنینؑ کے بعد امام ہیں اور کیسان مختار ثقفی کا لقب ہے اور یہ لقب ان کو امیر المومنینؑ نے دیا تھا اور یہ تمام فرقے آواگون کے قائل ہیں اور مسلمی فرقہ ابومسلم خراسانی کے ساتھی ہیں کنانی فرقہ، عامر بن وائل کنانی کے ساتھی ہیں ان کے نزدیک محمد بن حنفیہ امام ہیں اور زندہ ہیں اور رضویٰ نامی پہاڑ میں روپوش ہیں محمد بن حنفیہ فرشتوں کی ایک ٹولی کے ساتھ نکلیں گے اور زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔

فرقہ عُرفی عرف بن احمد کے ساتھی ہیں۔

سماعی، سماعہ بن اسدی کے ساتھی ہیں اور یہ سماعہ پُراسرار علوم پر مہارت رکھتا تھا اور عجیب وغریب چیزیں اس سے ظاہر ہوتی تھیں۔

فرقہ غمامی کا کہنا ہے کہ مولاعلیؑ ہر گرمی کے موسم میں آسمان سے بادلوں میں نزول اجلال فرماتے تھے اور رعد علیؑ کی آواز ہے۔

ازوری فرقہ کہتا ہے مولاعلیؑ کائنات کے بنانے والے ہیں۔

چوتھا فرقہ ان فرقوں میں فرقہ محمدی ہے جس کی چار شاخیں ہیں۔

ان میں ایک شاخ مخمصی ہے ان کے نزدیک اللہ صرف آدمؑ کے بیٹے شیث کی شکل میں ظاہر ہوا تھا اور محمدؐ خالق و باری ہیں اور رسولوں کو آپؐ نے بھیجا تھا اور آئمہ طاہرینؑ محمدؐ کے بیٹے ہی نہیں بلکہ ابواب بھی ہیں جو لوگوں کو بتاتے ہیں کہ اُن کے لئے کیا شرع بنائی گئی ہے فرقہ بہمنی کہتا ہے کہ اللہ ظہور کرتا رہتا ہے اور لوگوں کو اپنی اور اپنی عبادت کی طرف بُلاتا رہتا ہے اور اللہ کی پہچان یہ ہے کہ جو شخص بھی ایسی طاقت کا مظاہرہ کرے جسکے اظہار سے مخلوق عاجز ہو تو وہ شخص اللہ ہے یعنی اللہ اُس شکل میں ظاہر ہوا ہے کیونکہ قدرت وطاقت صرف قادر میں ہی ہوتی ہے اور قدرت اللہ ذاتی صفت ہے۔

بہمنی کہتے ہیں کہ اللہ صرف امیر المومنینؑ کی شکل ہی میں ظاہر ہوا تھا اور اُن کے بعد آئمہ طاہرین کی شکل میں ظاہر ہوا ہے اور (علیؑ) اللہ نے اپنے بندوں کو اپنا رسولؑ بنا کر بھیجا تھا، اور دلیل میں امیر المومنینؑ کا یہ قول پیش کرتے ہیں کہ حمد ہے اُس اللہ کی جو اولین میں باطن میں تھا اور آخرین میں ظاہر اور انبیاء کو معجزات اور اولیاء کو کرامات سے نوازتا ہے۔

نجاری فرقہ حسن نجار کے ساتھی ہیں اور یہ یمن میں ۲۹۲ھ میں ظاہر ہوا تھا اور اس نے دعویٰ کیا کہ وہ باب ہے اور جب لوگوں نے اس کو مان لیا تو پھر دعویٰ کیا کہ وہ خدا ہے اس کے مُریدوں میں ایک حسن بن فضل نامی آدمی تھا جسے نجار کہتے تھے کہ یہ خود کو حسن نجار کا باب سمجھتا تھا اور لوگوں کو اس نے حکم دیا کہ حسن نجار کے گھر کا حج کیا کریں لہٰذا اس کے

مرید طواف کرتے ایک ہفتہ تک اور سر منڈواتے، حسن بن فضل خیاط یا نجار مردوں اور عورتوں کو ایک جگہ جمع کر کے ان کو کہتا کہ آپس میں جنسی عمل کرو اب اگر کوئی عورت اپنے باپ یا بھائی سے حاملہ ہو جاتی اور بچہ پیدا کرتی تو اُس کو صفی کا لقب دیا جاتا حلاجی فرقہ حسین بن منصور حلاج کا ساتھی ہے۔ یہ بغداد میں ۳۱۸ھ میں ظاہر ہوا تھا اور ایرانی تھا اور یہ باب ہونے کا دعویٰ دار تھا اس زمانے کا وزیر علی بن عیسیٰ حلاج کو گرفتار کرنے میں کامیاب ہو گیا اور اُس نے حلاج کو ایک ہزار ڈنڈے مارے اور اُس کے اعضاء جسم کو ٹکڑوں میں تقسیم کرادیا لیکن حلاج نے آہ تک نہ کی اور جب اُس کے جسم کا کوئی حصہ کاٹ کے الگ کیا جاتا تھا تو وہ اشعار پڑھتا تھا۔ **(و حرمة الود الذي لم يكن، يطمع في افساده الدهر، ماقد لي عضو ولا مفصل ،الا وفيه لكم ذكر)** خدا کی قسم میرے جسم کے ٹکڑوں میں بٹ جانے میں تمہارے لئے ذکر عبادت ہے۔

جابری اور حمیری فرقہ اس نے امام جعفر صادقؑ سے علم کیمیاء سیکھا تھا۔ یہ ان حضرت عصمت مآب کے شاگرد تھے۔

خوارج یہ فرقہ دین اسلامی سے خارج ہو گیا ہے اس کے نو فرقے ہیں، ازرقی جو کہ نافع ازرق کے ساتھی ہیں ان کے ہاں تقیہ حرام ہے۔

اباضی جو عبداللہ ابن اباض کے ساتھی ہیں یہ لوگ ابوبکر و عمر سے محبت کرتے ہیں اور عثمان اور علیؑ کو گالیاں دیتے ہیں، یہ حضرموت، مغرب، بوارنج اور تل اعصر میں پائے جاتے ہیں خوارج کو اس لئے خوارج کہا جاتا ہے کہ جنگ صفین میں لشکر امیر المومنینؑ میں تھے پھر امام عادل کی اطاعت سے خارج ہو گئے اور کفر کرنے لگے اور ان کی عبادات ان کو بالکل کوئی فائدہ نہیں پہنچائیں گی اور ناکثون سے مُراد طلحہ و زُبیر ہیں اور فاسطون سے مُراد معاویہ اور عمر ابن العاص ہیں اور یہ باغی ہیں۔ بقول رسولؐ اللہ، امامیہ اثنا عشری اللہ کی وحدانیت پر ایمان رکھتے ہیں اور دوئی کی نفی کرتے ہیں اور اللہ کی ذات کے لیئے مثل و مثال اشبہہ و تشبیہ کا انکار کرتے ہیں اور یہ اشعریوں سے کہتے ہیں کہ ہم جس رب کی عبادت کرتے ہیں اور جس پر ایمان رکھتے ہیں یہ وہ رب نہیں جس کی طرف تم اشارہ کرتے ہو۔ کیونکہ رب مثال و تشبیہ و مقولات و خطاؤ ظلم سے مُبرا ہے اور توہم و تہمت سے بالاتر ہے اللہ سے فعل قبیح کا صدور ممکن نہیں ہے اور وہ عمل کرنے والے کا عمل برباد نہیں کرتا اُس پر وعدہ و عہد کی وفا واجب ہے جبکہ عذاب کی وفا واجب نہیں اور حسن و قبیح عقلی ہوتے ہیں شرعی نہیں ہوتے اور اللہ اطاعت چاہتا ہے معاصی سے کراہت کرتا ہے اور اسی طرح سمیات سے بھی اور اُس کی صفات اُس کی عین ذات ہیں اور ذات واحد واحد ہے ابدی و سرمدی ہے قیومیہ اور رحمانیہ ہے، جس کو جلال و کرام حاصل ہے یہ جبر ہے نہ تفویض ہے بلکہ بات دونوں کے درمیان کی ہے اور یہ حالت دونوں حالتوں کے درمیان ہے امامیہ کے نزدیک انبیاء سچے اور معصوم

ہوتے ہیں یہ دین حق کے ہادی من اللہ بشیر ونذیر و صادق ہوتے ہیں۔جس سے نہ تو عمداً خطا ہوتی ہے اور نہ ہی سھواً۔

پھر امامیہ اشعریوں سے کہتے ہیں تم جس قسم کی نبوت کے قائل ہو وہ خطاء و نقائص رکھتی ہے ہماری نبوت ایسی نہیں ہمارا نبیؐ وہ ہے جو سید المرسلینؐ ہے طیب و طاہر ہے حبیب رب العالمین ہے وہ آدمؑ کے وجود سے پہلے بھی نبیؐ تھا یہ سید ہے معصوم ہے طاہر المولد ہے شرف و فخر میں بلند مقام ہے اہل زمین و آسمان کا سردار ہے تمام تر گناہ اور غفلت سے پاک ہے پھر امامیہ چوتھے اصول دین کو ثابت کرتے ہیں اور دلیل قطعی قائم کرتے ہیں کہ اللہ کے لطف کا تقاضہ واجب یہ ہے کہ وہ امام خود بنائے اور اُس کو لوگوں کے سامنے واضح و معین کر کے پیش کردے اور رسولؐ اللہ پر واجب ہے کہ وہ امام کو امام ہونے کی حیثیت سے سب پر واضح کردے تا کہ بعد میں اسلامی معاشرے میں کوئی فساد نہ پیدا ہو اور ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ امام کی معرفت حاصل کرے جس طرح رسول کی معرفت واجب ہے اور یہ کہ جو مسلمان اپنے زمانے کے امام کو پہچانے بغیر مر جائے گا وہ اسلام پر نہیں کفر پر مرے گا اور امامیہ ثابت کرتے ہیں کہ امامت سے دین مکمل ہوتا ہے اور انسان عین الیقین تک پہنچتا ہے اور اُسکے اعمال میں قیمت پیدا ہوتی ہے اور یہ کہ امامت اللہ کی طرف سے بندوں کے لئے ایک حفاظتی ڈھال کی مانند ہے جسے اللہ کبھی ختم نہیں کرتا لہٰذا امامت کا دور ازل سے ابد تک پر محیط ہے اور امامت سفینہ نجات ہے عین حیات ہے لہٰذا امامیہ سلسلہ عصمت سے متمسک ہیں اور صراط مستقیم پر گامزن اور یہی قائم رہنے والا راستہ ہے۔

اسلامی فرقے تہتر ہیں جن کی بنیاد تین فرقے ہیں پہلا بنیادی فرقہ اشعری ہے یہ فرقہ توحید، نبوت اور قیامت کو مانتا ہے اور عدل کا منکر ہے امامی فرقہ اور معتزلی فرقہ یہ دونوں عدل کے قائل ہیں مگر معتزلہ سلسلہ امامت کو نہیں مانتے امامیہ اشعریوں کی طرح توحید نبوت اور امامت کو مانتے ہیں معتزلہ کی طرح ذات باری کو عادل مانتے ہیں اور ایک اضافی عقیدہ رکھتے ہیں جو اعمال کو تکمیل عطا کرتا ہے اور وہ ہے امامت لہٰذا فرقہ امامیہ فرقہ متممہ ہے یعنی جس کے عقائد میں کوئی کمی نہیں ہے جیسے اشعریوں کے پاس عدل و امامت کی کمی ہے اور معتزلہ کے ہاں امامت کی لہٰذا ان تہتر اسلامی فرقوں میں سے صرف امامیہ وہ فرقہ ہے جس کے نصیب میں نجات اخروی لکھی ہے کیونکہ یہ لوگ بعث و نشور کا اقرار کرتے ہیں کہ قیامت کی گھڑی ضرور بالضرور آئے گی اور اللہ قبروں سے مُردوں کو حساب کتاب کے لئے زندہ کر کے اُٹھا دے گا اس کے برعکس منافقوں کے اعمال حبط ہو جائیں گے کیونکہ یہ اعمال حق کی بنیاد پر صادر نہیں ہوتے لہٰذا ان کی عبادات اللہ کے حکم کے مطابق نہیں تھیں دوسرے ان کی نیّات غیر صحیح تھیں اور ان کے صدقات غیر صحیح تھے کیونکہ وہ باطل پر صرف ہوئے اور جو منافقوں کے پاس اموال ہیں وہ غصب شدہ ہیں اور اللہ فاسد و غصب شدہ اموال سے ادا کئے گئے ہیں صدقات قبول نہیں کرتا۔

پھر مومن عارف یہ عقیدہ رکھتا ہے جو کہ اُس کی بُرائیاں نیکیوں سے بدل جائیں گی اور ثابت کرتے ہیں کہ اللہ کو

دیکھنا مادی آنکھ سے ممکن نہیں البتہ باطنی آنکھوں سے دیکھنا الگ بات ہے اور اشاعرہ سے کہتے ہیں کہ تمہارا رب جس کے بارے میں تم دعویٰ کرتے ہو کہ وہ قیامت کو نظر آئے گا۔ ہمارا وہ رب نہیں جس کی ہم عبادت کرتے ہیں پس ہمارا رب لیس کمثله شئی کا مصداق ہے اور جس کی مثل نہ ہو اُسے دیکھا نہیں جا سکتا لہٰذا رب معبود تو نظر آئے گا تم اُس کی ولایت کے اس دُنیا میں منکر تھے تم نے اُن کا کفر کیا عداوت کی وجہ سے، اور اسی عداوت کی بنیاد پر اُسکی ولایت کا انکار کرتے رہے کیونکہ وہ وہ ولی وحاکم ہے جس کی حکومت کی طرف تم کولوٹ کر آنا ہے۔

اور اس بات کو مولاؑ نے اس طرح فرمایا ہے کہ (انا العابد انا المعبود) "میں علیؑ عابد ہوں میں علیؑ معبود ہوں" اور امامیہ ثابت کرتے ہیں کہ علیؑ کائنات کا امام ہے اور رسولؐ کے بعد امت کے ہر فرد پر افضلیت رکھتا ہے اور وہ سب سے بڑے عالم وزاہد اور شجاعوں کا شجاع ہے اور سب سے زیادہ قربت رسولؐ رکھتا ہے اور وہ معصومؑ ہے واجب الاطاعت ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ نے آپکی امامت پر نص کی ہے اور آپؑ علیؑ نے امام حسنؑ کی امامت پر نص کی اور امام حسنؑ نے امام حسینؑ پر نص کی اور امام حسینؑ نے امام زین العابدینؑ اپنے بیٹے پر اپنے بعد نص کی اور یہ سلسلہ نصوص قدسیہ امام مہدی منتظرؑ تک پہنچا ہے اور ان میں ہر امام اپنے زمانے کے ہر فرد اور بشر سے افضل تھا اور وہ علم میں کسی کا محتاج نہیں تھا اور ان تمام اماموںؑ کا امر بھی ایک تھا اور نور بھی ایک تھا اور ان اماموں پر صرف وہ شخص تقدم کرے گا جو اللہ اور رسولؐ کا کفر کرے اور اماموں کی معرفت واجب اور اطاعت لازم ہے اور جس طرح ان کی معرفت واجب ہے اسی طرح ان کے دشمنوں پر تبرا بھی واجب ہے اور یہ امام اس دُنیا میں ہوں یا چلے جائیں دونوں حالتوں میں اُن کا فضل سورج سے زیادہ روشن ہے اور مشہور ہے اور ان کی قبریں اور مزارات آنے والوں اور ان سے مدد طلب کرنے والوں کی پناہ گاہیں اور وسیلۂ الٰہی ہیں اور ایمان کا ذخیرہ ہیں قیامت کے دن اور ان کی اتباع کرنے والے اہل نجات ہیں اور ان کی معرفت حاصل کرنا حسنات میں سے ہے، میں رجب البرسی نے اپنے زمانے میں ایک عجیب کرشمہ دیکھا ایک آدمی تھا جو اہل فتویٰ میں سے تھا اور علم کے دعوے داروں میں سے تھا کسی نے اُس سے پوچھا مولانا یہ بتایئے کہ کیا امیر المومنینؑ غیب کا علم رکھتے تھے؟ اُس پر یہ سوال بڑا گراں گزرا اور بولا اللہ کے علاوہ کوئی غیب نہیں جانتا۔

پھر میں نے اس عقل کے اندھے کو دیکھا کہ یہ ایک فال کھولنے والے دھوکے باز کے پاس بیٹھا ہے اور اُس سے کہتا ہے ذرا دیکھو کہ میرا یہ سال کیسا گزرے گا میرا ستارہ کس حال میں ہے میرا زائچہ کیا بیان کرتا ہے اور جو کچھ اس فال نکالنے والے نے اسے جھوٹ موٹ بتایا اُس نے اُس کو مان لیا گویا کاہن کے عالم غیب ہونے کا قائل ہے اور اللہ کے مسلّم ولیؑ کے عالم غیب ہونے کو نہیں مانتا۔

شعر:۔

خرد کا نام جنوں پڑ گیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

نجومیوں کا وصیِ رسولؐ سے کیا مقابلہ کیا تعلق اور فال سے صرف اطفال بہلتے ہیں اور دین کے آقا و مولاؑ نے صاف لفظوں میں کہا ہے کہ کاہن و منجم پر اعتقاد مت رکھو مگر یہ عالم نُما لوگ نجومی کے جھوٹ کو سچ مانتے ہیں اور اپنے امام کو جھوٹا؟

میں رجب البرسی نے ایک بار یہ روایت بیان کی کہ رسول اسلامؐ کی بعثت سے بہت قبل جب سلمان فارسی ایران کے شہر میں رہتے تھے اُس زمانے میں ایک شیر نے جنگل میں سلمان پر حملہ کیا تو سلمان نے کہا اے حجاز کے شہہ سوار میری مدد کو آ۔ اُسی لمحے ایک گھوڑ سوار نمودار ہوا اور اُس نے سلمان کو شیر سے بچا لیا اور پھر اُس نے شیر سے کہا آج سے تو اس سلمان فارسی کا بار بردار ہے یہ کہہ کر وہ گھوڑے سوار غائب ہو گیا اور سلمان نے اپنی لکڑیوں کے گٹھر اس شیر پر لادے اور وہ شیر ان کو اُٹھا کر شہر تک لایا جب میں نے یہ روایت بیان کی تو سننے والے بھڑک اُٹھے بولے یہ کیسے ہوسکتا ہے یہ تو آوا گون والی بات ہوئی اُس وقت علیؑ دنیا میں کہاں تھے جو سلمان کی مدد کو آ گئے اور بلا سوچے سمجھے بے کار کی باتیں کرنے لگے۔

میں رجب البرسی نے ان سے کہا یہ معجزہ امیر المومنینؑ جس کا تم نے انکار کیا اور اُسے آوا گون کہا ہے بالکل اسی طرح کا ایک قصہ سید ابن طاؤس نے اپنی کتاب مقتل امام حسینؑ میں بیان کیا ہے اُس کو تو سب مانتے ہیں پھر اس کا انکار کیوں؟ قصہ یہ ہے کہ جب امام حسینؑ کربلا کے میدان میں اپنے فرس باوفا سے زمین کربلا پر گرے تو فرشتوں میں کھل بلی مچ گئی اور انہوں نے بے چین ہو کر کہا اے اللہ حسینؑ کے ساتھ یہ ہو رہا ہے اور تو دیکھ رہا ہے اس وقت اللہ نے فرشتوں سے کہا ذرا ادھر دیکھو عرش کی دائیں جانب فرشتوں نے جو ادھر نظر کی تو دیکھا قائم آل محمدؑ نماز پڑھ رہے ہیں اور حالت قیام میں ہیں اس وقت اللہ نے فرشتوں سے کہا مطمئن رہو اس قائم کے ذریعے قاتلان حسینؑ سے انتقام لوں گا، فرشتوں نے کہا اب ٹھیک ہے۔

میں (رجب البرسی) نے یہ قصہ سنا کر کہا بتاؤ اس وقت دُنیا میں قائم آل محمدؑ کہاں تھے اور جب نہیں تھے تو کس فرشتے نے اُن کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا؟ اور امام فرشتوں پر ظاہر ہو گئے اب بتاؤ یہ قائم والی حدیث جو مستقبل میں ظاہر ہو گئی اس کو مانتے ہو اور جو علیؑ والی حدیث ماضی میں تھی اُس کا انکار کرتے ہو دونوں حالتوں میں کیا فرق ہے؟ پس اے

عالم شکوک میں سرگرداں لوگو! خود کو مومن سمجھتے ہو جو عذاب خدا سے امان میں ہوتا ہے اس کو ایمان کہتے ہیں۔ اس طرح ایمان لایا جاتا ہے؟ امان ایمان کے سبب ہے جب ایمان ہی نہیں تو امان کہاں؟ اللہ فرماتا ہے **(یا ایھا الذین آمنو آمنو) النساء ۱۳۲** "اے ایمان لانے کے دعوے دارو ایمان لے آؤ"۔ سوال یہ ہے کہ اللہ نے ایمان لانے والے کو پھر ایمان لانے کا حکم کیسے دے دیا؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ اور رسولؐ پر ایمان لانے والو! آل محمدؑ کے سر پر بھی ایمان لاؤ اور ان کے ظاہر پر بھی ایمان لاؤ کیونکہ یہی ایمان کی حقیقت و تکمیل ہے کیونکہ علیؑ زمان و مکان سے پہلے ظاہر ہونے والا قدیم نور ہے اس وقت یہ نور اللہ کی تسبیح پڑھتا تھا جب نہ منہ تھا نہ زُبان بولو کیا یہ زمان و مکان سے قبل نور نہ تھا؟ کیا یہ روحوں کی خلقت سے پہلے موجود نہ تھا؟ کیا تم نے وہ قصہ نہیں سنا کہ ایک جن نبیؐ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں علی امیر المومنینؑ تشریف لائے اس گھڑی وہ جب خوف اور تعظیم سے سکڑتے سکڑتے چڑیا بن گیا اور رسولؐ سے بولا میں جن بدمعاش جنات کی ٹولیوں کے ساتھ آسمانوں پر پرواز کیا کرتا تھا اور یہ بات ہے آدمؑ کی خلقت سے پانچ سو سال پہلے کی اور اُس وقت میں نے اس علیؑ کو دیکھا تھا اس نے مجھے آسمان سے اُٹھا کر زمین پر پٹکا تھا۔ اس وقت میں زمین کے ساتوں طبقہ میں جا چھپا مگر وہاں بھی میں نے اسے (علیؑ) پایا۔

اے پڑھنے والے ان باتوں کے انکار و تکذیب کی طرف نہ بڑھ سورج جب نکلتا ہے تو جس طرح آسمان پر نظر آتا اسی طرح زمین والے بھی اُسے دیکھتے ہیں اور اُس کی روشنی تمام عالم میں پھیل جاتی ہے کیونکہ سورج ایک ہی جگہ پر ہوتا ہے اور سورج اُس نور سے عظیم تر نہیں ہے جو تمام انوار کا منبع ہے نور اول دلیل یہ قول رسالتؐ ہے۔ **(اول ما خلق اللّٰہ نوری)** پھر اللہ نے اس کو نچوڑا اور اس سے انبیاء کی روحیں پیدا کیں پھر دوسرا اس کو نچوڑا اور اس سے شمس و قمر و ستارے پیدا کئے۔

اب معلوم نہیں انکار کرنے والا کس چیز کا انکار کرتا ہے آپکے وجود کا انکار تمام اشیاء سے قبل یا آپکی قدرت کا اشیاء میں ظہور جیسے وہ چاہیں اب جو پہلی بات کا انکار کرے وہ کانا ہے اور جو دوسری کا انکار کرے وہ اندھا ہے اب تم خود سوچو اور فیصلہ کرو تم کو اندھا ہونا پسند ہے یا آنکھو والا اب میں ایک مثال پیش کرتا ہوں تا کہ بات کو سمجھ سکو کہ امیر المومنینؑ بہ یک وقت آسمان اور زمین میں کیسے نظر آئے جن کو۔ ہم شیشے کا ایک برتن لیں اور مختلف رنگوں میں رنگا ہوا ہو اور اُس میں پانی بھر دیں تو وہ پانی مختلف رنگوں کا نظر آئے گا اور صاف و شفاف مادہ کی یہ خوبی ہوتی ہے کہ اگر اس میں کوئی عبارت لکھی ہوئی ہو تو وہ با آسانی پڑھی جا سکتی ہے چاند جب سمندر کے اوپر ہوتا ہے تو آپ اُس کو سمندر کے اندر بھی دیکھ سکتے ہیں اور آسمان پر بھی سمجھے، محمدؐ و علیؑ سمندر کی مانند ہیں وہ آب حیات ہیں جس سے ہر چیز کو حیات ملی ہے وہ کلمہ الٰہیہ ہیں جس سے نور و روشنی ظاہر ہوئی دُنیا و زمانہ ظہور میں آیا اور قیامت تک تمام امور اسی کلمہ سے پورے ہونگے اور اس باب میں معصومینؑ کا

یہ قول ہی کافی ہے کہ (امرنا صعب مستصعب لا یحمله نبی مرسل و لا ملك مقرب) "ہمارا امر اتنا دشوار ہے کہ اسے نہ تو نبی مرسل اُٹھا سکتا ہے اور نہ ہی کوئی مقرب فرشتہ"۔ اب جبکہ ان کا امر و سر ایسا ہے کہ اُسے نبی مُرسل اور مقرب فرشتے بھی نہیں اُٹھا سکتے اور اللہ کے حضور حاضر رہنے والے اسے درک نہیں کر سکتے تو پھر تم اس امر کا انکار کیسے کرتے ہو جسکا احاطہ تمہارا علم و اطلاع کر ہی نہیں سکتا تم کیسے اسے جھٹلاتے ہو کیا تم نہیں جانتے کہ یہ ہستیاں وہ شجرہ الھیہ ہیں کہ تمام موجودات اس کے پھول پتے ہیں اور یہ وہ سر خفی ہے جو عقل و افہام کے ادراک سے دور ان پر مجہول ہے اللہ بھلا کرے شاعر ابونواس کا اُس نے کیا خوب کہا ہے:۔

اشعار: "یہ مت سمجھ کہ میں علیؑ سے محبت انکے علم شجاعت یا اعلیٰ نسب ہونے کی بناء پر کرتا ہوں یا اس لئے کہ ان کی شفاعت مجھے جہنم کے عذاب سے بچا لے گی میری اُن سے محبت کی اصل وجہ یہ کہ میں یہ جان چکا ہوں کہ وہ علیؑ ایک سرِ خفی ہیں اگر میں اس راز کو لوگوں کے سامنے زُبان پر لے آؤں تو یہ میرا قتل حلال کر دیں گے"۔

اس بارے میں مقداد بن اسود (صحابی رسولؐ) نے ایک روایت بیان کی ہے وہ کہتے ہیں ایک دن میرے مولاؑ امیر المومنینؑ نے مجھ سے کہا۔ "مقداد میری تلوار لے آ"۔ مقداد کہتے ہیں میں نے آپؑ کو تلوار لا کر دی آپؑ (علیؑ) نے تلوار لے کر اپنے زانوؤں پر رکھی اور پھر آسمان کی طرف بلند ہونا شروع کیا اور میرے دیکھتے ہی دیکھتے غائب ہو گئے پھر ظہر کے بعد حاضر ہوئے تو آپکی تلوار سے خون ٹپک رہا تھا میں نے کہا مولاؑ آپ کہاں گئے تھے فرمایا۔ "مقداد ملاء اعلیٰ کے نفوس میں جھگڑا ہو رہا تھا میں وہاں گیا اور جھگڑا پاک کر دیا"۔ مقداد کہتے ہیں میں نے کہا مولاؑ کیا ملاء اعلیٰ کے معاملات کے ذمہ دار آپؑ ہیں؟ فرمایا۔ "مقداد میں علیؑ زمین و آسمان والوں پر اللہ کی حجت ہوں اور آسمان میں کوئی فرشتہ ایک قدم میری اجازت کے بغیر نہیں اُٹھا سکتا"۔

اس حدیث کا کچھ لوگوں نے تو سرے سے انکار ہی کر دیا اور کچھ نے اس پر اعتراض کیا کہ وہ تو کثیف جسم تھے پھر آسمان کی طرف کیسے بلند ہو گئے؟۔

میں (رجب البرسی) کہتا ہوں پہلے منکرین کے جواب میں کہ علیؑ کسی جیسے ہیں اور نہ ہی کوئی علیؑ جیسا ہے لہٰذا آپ کے لئے جائز نہیں کہ آپ اس صعود سماوی کا انکار کریں نور کا قیاس اندھیرے پر اور روح کا قیاس اجسام پر کرنا غیر منطقی ہے اور جو مسلمان رسولؐ کی معراج کا انکار نہیں کرتا اُس کیلئے علیؑ کے آسمان پر جانے کا انکار بھی ممکن نہیں کیونکہ نبی ولی میں عالم اجسام میں کوئی فرق نہیں اور نہ ہی آپکے رفعت و مقام میں کوئی فرق ہے۔

کیا تم نے وہ حدیث نہیں سنی جو عبداللہ ابن عباس نے بیان کی ہے کہ جب جبرائیل نبیؐ کو شب معراج لینے کو آئے تو اپنے ساتھ ایک سواری کا جانور جسے بُراق کہتے ہیں لائے تھے نبیؐ نے پوچھا۔ "یہ کیا ہے؟"۔ جبرائیل نے کہا یہ

ایک سواری کا جانور ہے جو اللہ نے آپؐ کے لئے پیدا کیا تھا اور اسے جنت عدن میں ایک ہزار سال ہو چکے ہیں نبیؐ نے فرمایا۔ ''اس جانور کی رفتار کیا ہے؟''۔ جبرائیلؑ نے کہا اگر آپ چاہیں تو اس پر بیٹھ کر ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کی سیر کر سکتے ہیں یہ ستر ہزار سالوں کا فاصلہ پلک جھپکنے میں طے کر لیتا ہے اب سوچنے کی بات یہ ہے اگر نبی کا جانور ایسی قدرت رکھتا ہے تو جس کے لئے یہ جانور خلق ہوا ہے اور جس کے نور کے جز سے خلق ہوا اُس کی کیا قدرت ہوگی اس کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے جو محمد بن حسن الصفار نے اپنی کتاب بصائر الدرجاتؒ میں لکھی ہے روایت یہ ہے کہ یمن کے علماء میں سے ایک آدمی امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں ظاہر ہوا تو مولاؑ نے اُس سے پوچھا۔ ''کیا تمہارے یمن میں علماء ہیں؟''۔ بولا جی ہاں ہیں مولاؑ نے کہا۔ ''وہ اپنے علم کی قدرت سے کس مقام پر پہنچے ہیں؟''۔ بولا جتنا دو مہینوں میں کوئی پرندہ اُڑتا ہے اتنی مسافت وہ اپنے علم کی قوت سے ایک رات میں طے کر لیتا ہے مولاؑ نے فرمایا۔ ''مدینہ منورہ کا عالم یمن کے عالم سے افضل ہے''۔ یمنی نے کہا مدینے کے عالم کی کیا قدرت ہے؟ مولاؑ نے فرمایا۔ ''صرف ایک گھنٹے میں ایک ہزار سال کی مسافت طے کرتا ہے اور اس دنیا جیسے ایک ہزار عالموں پر سے گزر جاتا ہے''۔

اس کی تائید صاحب تحف کی روایت ہے کہ مولا امیر المومنینؑ ایک مرتبہ ایک مضبوط قلعے کے پاس سے گزرے جو لوہے کی زنجیر سے ڈھکا ہوا تھا۔ مولاؑ نے اپنی تلوار طلب فرمائی پھر ڈھال وہیں چھوڑ دی اور تلوار اپنے زانوؤں پر رکھ کر زمین پر بیٹھ گئے اور اسی حالت میں بلند ہوئے اور قلعے کی دیوار پر اُترے اور ایک ہی ضرب سے فولادی زنجیروں کو کاٹ پھینکا اور دروازے کے کنڈے گر پڑے پھر سرکار نے قلعہ کا دروازہ کھول دیا اور اسی طرح فرشتوں کے زمین پر آنے اور زمین سے آسمان پر جانے کی مثال ہے اس کے بعد میں رجب البرسی منکر سے کہونگا کہ اللہ کے علم کا حامل عالم جب چاہے ہوا میں بلند ہو جائے جب چاہے پانی پر چلے اور جب چاہے خلاء کو چیر کر آگے بڑھ جائے۔ لیکن اگر اب بھی یہ معجزہ تیرے لئے خلاف واقعہ ہے تو پھر ذرا ان باتوں کا جواب دے کہ تو ان کو کیسے مانتا ہے ادریسؑ اور عیسیٰؑ کیا آسمان پر نہیں چلے گئے؟ کیا موسیٰؑ کے لئے سمندر شق نہیں ہوا تھا؟ کیا سلیمانؑ اپنی بساط پر بیٹھ کر ہوا میں پرواز نہیں کرتے تھے؟ کیا خضرؑ پانی پر نہیں چلے پھرے؟ کیا تمام موجودات اللہ علی العظیم کے اذن سے مولا علیؑ ولی کے لئے مطیع نہیں ہے؟ کیا ہر چیز اُس کے لئے پالتو جانور کی طرح نہیں ہے اور وہ ہر چیز پر حاکم و متصرف نہیں ہے؟ اگر نہیں ہے تو پھر وہ مولائے کل کیسے ہو سکتا ہے؟ اب اگر وہ مولائے کل ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ کل اُس کی اطاعت میں ہے اور اُس کے امر سے اُس کے لئے مسخر ہے

علم الکتاب آل محمدؑ کے پاس ہے

کیا تم تک یہ بات نہیں پہنچی کہ حضرت سلیمان بن داؤدؑ کے وزیر آصف برخیا نے بہتر حروف میں سے ایک

حرف کے ذریعے سے دُعا کی تو انکے لئے زمین شق ہوگئی اور یہ بہتر کے بہتر حروف امیر المومنینؑ کے پاس تھے اس واقعہ کا ذکر قرآن میں ہے (قال الذي عنده علم من الكتاب) النمل ۴۰۔ ''اُس نے کہا جس کے پاس کتاب میں سے کچھ علم تھا''۔ یعنی آصف برخیا اور امیر المومنینؑ کے بارے میں آیا ہے (ومن عنده علم الكتاب) الراعد ۴۳۔ ''وہ جس کے پاس پوری کتاب کا علم ہے''۔ پہلی آیت میں لفظ مِن ہے جو یہاں تھوڑے سے کے معنی میں استعمال ہوا ہے عربی میں کہتے ہیں مِن تبعیض کے لئے ہے تبعیض کا معنی ہے بعض جس کا اُردو ترجمہ کچھ یا تھوڑا یا ذرا سا ہو گا۔ جبکہ دوسری آیت میں لفظ مِن موجود نہیں اس لئے اس کا معنی پورے یا مکمل کتاب ہوگا۔ بلکہ علیؑ خود ہی کتاب ہے اللہ کا کلمہ کبریٰ ہے یہ اس طرف کلمہ معراج میں اشارہ ہے۔

(لقد رائی من آیات ربه الكبرٰي) النجم آیت ۱۸۔ ''اُس نے اپنے رب کی سب سے بڑی آیت کو دیکھا''۔ یہاں مِنِ تبعیض کے معنی میں نہیں ہے بلکہ یوں ہے اُس نے دیکھا سب سے بڑی آیت اپنے رب کی، امیر المومنینؑ نے کہا ہے (انا مکلم موسیٰ علیہ السلام من الشجرة اناذالك النور) ''میں نے موسیٰ سے طور پر خطاب کیا میں ہی وہ نور ہوں''۔ قرآن میں آیہ معراج میں جس میں اللہ نے آیہ کبریٰ کا ذکر کیا ہے وہ امیر المومنینؑ تھے جن کو رسولؐ اللہ نے دیکھا تھا یا یہ کہ علیؑ کی مثال دیکھی تھی آسمان پر یا یہ کہ آسمان میں راستہ میں گیا اور اُس وقت رسولؐ نے علیؑ کو دیکھا اور علیؑ رسولؐ سے غائب کیسے رہ سکتے ہیں وصی رسولؐ ہیں اور رسولؐ کے نور کا دوسرا حصہ ہیں اور وہ آسمان و زمین میں نور اعظم ہیں پھر یہ کہ اللہ نے رسولؐ سے مقام قرب میں علیؑ کے لب و لہجہ میں خطاب کیا۔ لہٰذا علیؑ اللہ کی آیہ کبریٰ ہیں جس کو موسیٰؑ اور محمدؐ نے خطابِ الٰہی کے وقت دیکھا تھا اور اُس طرف خود سرکار امیر المومنینؑ نے اشارہ فرمایا ہے (ليس لله آية اكبر مني، ولا نبا اعظم مني) ''مجھ (علیؑ) سے بڑی نہ اللہ کی کوئی آیت ہے اور نہ ہی مجھ سے بڑی کوئی خبر ہے''۔

اگرچہ آپؑ کے آسمان پر جانے یا زمین کی تہہ میں جانے میں اور اللہ کے دوسرے اولیاء جنہوں نے آپؑ سے پہلے یہ معجزات دکھائے ہیں اور ان معجزات کو تمام مسلمان مانتے ہیں کوئی فرق نہیں ہے لیکن شاید تم یہ کہو کہ یہ جو روایت میں آیا ہے کہ مولاؑ نے آسمان سے واپسی پر مقداد سے کہا کہ آسمان کے باسیوں میں جھگڑا ہو رہا ہے جسے میں نے پاک کر دیا تو آسمان کے باسیوں میں جھگڑا کب ہوتا ہے؟ لیکن قرآن نے اس بارے میں بھی اطلاع دی ہے (ما كان لي من علم بالملاء الاعلىٰ اذ يختصمون) ص ۶۹۔ ''مجھے اس آسمان والوں کا علم نہیں جب وہ آپس میں جھگڑتے ہیں''۔ تو جواب حاضر ہے کہ کیا تم نے ہاروت ماروت اور فطرس کا قصہ نہیں سنا کیا تم یہ نہیں جانتے کہ اُڑنے والے جنات کا مسکن ہوا میں ہے اور بدمعاش جنات کا مسکن زمین کے پیٹ میں ہے لہٰذا بات واضح ہوگئی کہ جنات کے گروہوں میں جھگڑا ہو رہا تھا لہٰذا ولی امینؑ امیر المومنینؑ ہوا میں انکے پاس پہنچے اور انکا جھگڑا چکا دیا۔ میں رجب البرسی کہتا ہوں کہ جب تم

آل محمدؑ کے اسرار سے کوئی تعلق نہیں رکھتے نہ ہی سمجھ سکتے ہو نہ ہی اس کا تمہیں علم ہے تو پھر اس پر منہ کیوں کھولتے ہو یہ تو ایسی ہی بات ہے جیسی کہ داوٗدؑ سے کہی گئی تھی کہ سرکہ شہد کی مٹھاس کو کیا جانے اب اگر کچھ لوگ یہ کہیں کہ جب مولاؑ آسمان سے جنات کا جھگڑا چکا کر واپس نازل ہوئے تو آپ کی تلوار سے خون ٹپک رہا تھا جن تو ایک لطیف، شفاف، ناری جسم ہے اُس تلوار سے کیسے قتل کیا جا سکتا ہے اور اُن کے جسموں میں خون کہاں ہوتا ہے تو میں رجب البرسی جواب میں کہوں گا کہ اے عقل میں کم اور جہل میں زیادہ کیا شہادت امام حسینؑ پر آسمان سے خون اور راکھ کی بارش نہیں ہوئی تھی؟ اب بتاؤ آسمان میں راکھ اور خون ہوتا ہے بلکہ یہ آیات الٰہی ہیں جو کسی واقعہ پر اللہ کی رضا و غضب کا پتہ دیتی ہیں کیا تمہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ علیؑ نے جنات کو قتل کیا اور جنہوں نے امان طلب کی اُن سے عہد و پیمان لے کر اُن کی جان بخشی کی، اب اگر اُن کے خون نہیں ہوتا تو اُن کا قتل کیسے واقع ہوا اب یہ جگہ تاویل کی تو نہیں البتہ اس کی توجیہ ایک اور آیت سے ہو سکتی ہے کہ (**لاملان جهنم من الجنة والناس اجمعين**) ھود آیت ۱۱۹۔ ”میں انسانوں اور جنوں سے جہنم کو بھر دوں گا“۔ اب اگر جن جسم نہیں رکھتے تو آگ اُن کو کیسے جلائے گی اور جس کی رگیں اور خون نہیں ہے اُس کو عذاب سے کیسے تکلیف پہنچے گی اب اگر جب آگ سے بنے ہوئے ہیں تو آگ اُن کو کیسے جلائے گی اب اگر آگ جن پر اثر انداز نہیں ہو گی تو تمہاری رائے میں ابلیس کے بدلے کون آگ میں داخل ہو گا؟

تمہاری عقلوں پر تُف ہے کیا تم نہیں جانتے کہ علیؑ منبع انوار ہیں آیت جبار ہیں صاحب اسرار ہیں جنہوں نے عبداللہ ابن عباس کے سامنے ساری رات میں صرف بسم اللہ کی باء کی تفسیر کی تھی اور سین تک بات نہیں پہنچی تھی اور فرمایا تھا کہ اگر میں علیؑ چاہوں تو **بسم الله الرحمان الرحيم** کی تفسیر کے بارسے ستر اونٹوں کو لاد دوں۔

سلسلۂ بیان اسرار آل محمدؑ کو ہم اس مرفوع حدیث پر تمام کرتے ہیں جو صاحب مقامات نے عبداللہ ابن عباس کے حوالے سے لکھی ہے عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک دن علیؑ کو دیکھا کہ مدینے کی گلیوں میں جا رہے ہیں اور ان گلیوں میں باہر نکلنے کا راستہ نہیں ہے عبداللہ کہتے ہیں میں نے آ کر رسول اللہؐ کو بتایا تو سرکار رسالتؐ نے فرمایا (**ان علياً علم الهدي والهدي طريقه**) ”علیؑ علم الھدیٰ ہیں اور ھدیٰ ان کا راستہ ہے“۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ تین دن گزر گئے مگر علیؑ واپس نہیں آئے چوتھے دن ہمیں بارگاہ رسالت سے حکم ملا کہ علیؑ کو تلاش کریں عبداللہ کہتے ہیں کہ میں اُس راستے پر گیا جہاں تین دن قبل میں نے علیؑ کو جاتے ہوئے دیکھا تھا جیسے ہی میں ادھر پہنچا تو سورج کی روشنی میں دور سے مجھے سرکار کی زرہ چمکتی ہوئی نظر آئی میں نے فوراً آ کر رسولؐ اللہ کو علیؑ کی آمد کی اطلاع دی سرکار رسالتؐ اُٹھے اور علیؑ سے ملاقات کی اور گلے سے لگایا اور علیؑ کی زرہ علیؑ کے ہاتھ سے لے لی اور ان کے جسم پر ہاتھ اس طرح پھیرنے لگے جیسے جسم پر زخم تلاش

کرر ہے ہوں یہ دیکھ کر عمر بن الخطاب نے کہا اے اللہ کے رسولؐ لگتا ہے جیسے آپؐ یہ سمجھ رہے ہیں کہ علیؑ جنگ سے واپس آئے ہیں یہ سن کر رسولؐ اللہ نے جواب میں کہا۔ "اے خطاب کے بیٹے خدا کی قسم علیؑ کو چالیس ہزار فرشتوں پر والی بنایا گیا ہے اور علیؑ نے جنات میں چالیس ہزار افریت قتل کئے ہیں اور علیؑ اس کے ہاتھوں پر جنات کے چالیس ہزار قبیلوں نے اسلام قبول کیا ہے اور یہ سمجھ لو کہ شجاعت کے دس حصے ہیں نو حصے علیؑ کے پاس ہیں اور ایک حصہ تمام انسانوں میں مشترک ہے اسی طرح فضل وشرف کے بھی دس حصے ہیں نو حصے اور ایک حصہ تمام انسانوں میں منقسم ہے اور علی میرے لئے ایسے ہے جیسے کلائی کیلئے ہاتھ وہ میری کلائی ہے میری قمیض کے لئے بٹن اور میرا ہاتھ ہے جس سے میں اپنے مقاصد تک پہنچتا ہوں اور وہ میری وہ تلوار ہے جس سے میں اپنے دشمنوں سے جنگ کرتا ہوں اس کا محب مومن اور مخالف کافر ہے اور اُسکا پیروکار اُسکا ہے"۔

اختتامی کلمات

اس کتاب کا اختتام میں ان کلمات پر کرتا ہوں کہ میں (رجب البرسی) نے اسرار آئمہ اطہار کے آبدار موتی لوگوں کے سامنے کیوں پیش کئے ہیں جب کہ میں یہ جانتا تھا کہ ان باتوں کا عوام کے سامنے اظہار نہیں کرنا چاہیے کیونکہ ان باتوں کو نااہل لوگوں سے چھپانا ضروری ہے ان باتوں کے اظہار پر انسان کو توہین کا منہ دیکھنا پڑتا ہے مگر میں نے توہین کی پرواہ کئے بغیر اسی لئے ان کا بیان کیا کہ اگر آپ کو ان ہستیوں کی معرفت ہوگئی تو نہ صرف عذاب سے امان ہے بلکہ بلاحساب جنت میں آپ کے لئے مکان ہے یہ قسمت کی لکیروں اور عقل کی دلیلوں پر رقم ہے یہ صرف صاحبان حلم کے لئے اس کا عہد و پیمان روز ازل لے لیا گیا ہے اور اس فریضہ پر مُہر لگا کر مخلوق کی طبیعت میں رکھ دیا گیا ہے اب حال یہ ہے کہ منافق اس گرہ کے کُھلنے سے عاجز ہے اس لئے بک بک کرتا ہے اور منافق اللہ سے ڈرتا نہیں اپنی عاقبت کے بارے میں اللہ سے اس لئے انکار کرتا ہے جو چیز حق کی طرف لے جاتی ہو اُس کا حق ہے کہ اُس کی اتباع کی جائے اور جو بات تم لسان صدق سے سنو وہ سب سے سچی بات ہے لہٰذا اُس کو مانو اب کچھ لوگوں کی روح اس طرف راغب نہ ہوئی ہو مگر یہ عظیم حاجت ہے ذرا سوچو تو کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی سفینہ نجات سے دور رہ کر نجات پا جائے اور کیا یہ معقول ہے کہ انسان آب حیات کے قریب پہنچ کر اُس کے پینے سے رُک جائے مگر یہ کیا کہ میں دیکھتا ہوں کہ کینہ پروری کی عینک سے اسے دیکھتی ہیں اور زبانیں فن انکار کی باریکیوں میں ڈھلے ہوئے لفظوں کا ماہرانہ استعمال کرتی ہیں ارے بے قدر یہ وہ نفیس ترین موتی ہیں جن کے حصول کے لئے نفوس میں تنافس برپا ہے مگر کذب و بہتان کی وجہ سے اس کی قدر و قیمت اذہان سے دور ہوگئی۔

شاعر نے کیا خوب کہا ہے: "کچھ چور لے گئے کچھ بے ایمانوں نے چُھپا لیں اس لئے بازار میں یہ چیز شاذ

نادر ہی نظر آتی ہے اگر تجھے مل رہی ہے تو عجیب آدمی ہے خریدتا کیوں نہیں تجھے تو فوراً خرید لینے چاہیئے"۔

اب اس کے بعد حاسدوں اور ملامت کرنے والوں کا دور شروع ہوتا ہے جو بغض کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور راستے میں رُکاوٹیں ڈالتے ہیں میں نے یہ پرچم معرفت صرف حُب علیؑ میں بلند کیا ہے اور لوگوں کو اس طرف واضح دلیلوں سے دعوت دی ہے اور حُب علیؑ نے مجھے صحیفہ اسرار نشر واشاعت پر مجبور کیا ہے اب اگر یہ کچھ لوگوں کے نزدیک گناہ ہے تو ہوا کرے میں اس سے توبہ کرنے والا نہیں ہوں میرے نزدیک یہ سب سے بڑی نیکی ہے اور راہ نجات ہے اور اس راستے میں جو تکالیف ہیں وہ مجھے مرنے والے کی تمنائے حیات سے زیادہ پُرکشش ہیں گویا میری حالت کی ترجمانی قیس بن عامر کے یہ اشعار کرتے ہیں۔

ترجمہ اشعار:۔

"مجنون کہتا ہے اللہ کو مخاطب کر کے اللہ رحمان ورحیم اللہ میں نے جو بُرے کام کئے ہیں ان کی وجہ سے میرے نامہ اعمال میں گناہوں کی کثرت ہوگئی ہے میں تیری بارگاہ میں اس کام سے توبہ کرتا ہوں لیکن جہاں تک لیلیٰ کی محبت اور اُس سے ملنے کی تمنا کا سوال ہے تو صاف صاف کہتا ہوں میں اس سے کبھی توبہ نہیں کرونگا۔ سمجھ میں نہیں آتا تو اس نعمت کی قدر کیوں نہیں کرتا یہ تو قسمت والوں کو ملتی ہے"۔

لہٰذا اس مقصد اعلیٰ ومنزل ارفع پر پہنچنے کے لئے میں نے ضروری سمجھا کہ حقائق کی تحقیق کروں اور باریکیوں کو باریکی سے سمجھوں کیونکہ یہ خلائق کے امام کی معرفت کا معاملہ ہے اور اس میں الہٰ خالق، نبی صادق اور کتاب ناطق کی اقتداء ہے کیونکہ ربِ علی و نبیؐ ہی کو شدید محبت علیؑ سے ہے اور بہت عظیم ہے معرفت ولیؑ لہٰذا جو نفس کی ترغیب میں آکر بہک گیا اُس سے قرآن کی زُبان میں کہوں **(ھذہ سبیلی ادعو الی اللہ علی بصیرۃ)** یوسف ۱۰۸۔ "یہ میرا راستہ ہے میں اللہ کی طرف بصیرت سے بُلاتا ہوں" اور جو مقابلہ پر آئے اُس سے کہو **(انی علی بینۃ من ربی)** الانعام ۵۷۔ "میں اپنے رب کی گواہی پر ہوں"۔

بحر حال میں نے گوشہ عافیت میں عافیت سمجھی جیسا کہ سرکار رسالت مآبؐ کا فرمان ہے **(الخیر کلہ فی العزلۃ)** "سارا خیر گوشہ نشینی میں ہے"۔ تنہائی میں سلامتی اور لوگوں سے دوری میں برکت ہے خصوصاً اس زمانے کے لوگوں سے دوری میں جو کہ خوبصورتی سے بُنے ہوئے حسد کے کپڑوں کا لباس پہنتے ہیں دوستی کا اظہار بڑی گرم جوشی سے کرتے ہیں اور اس طرح گھل مل کر عیوب تلاش کرتے ہیں اور پیٹ پیچھے شمشیر لسان کو نیام دھن سے نکال کر غارت گری کا بازار گرم کرتے ہیں اللہ فرماتا ہے **(واصبر علیٰ ما یقولون واھجرھم ھجراً جمیلاً)** المزمل آیت

۱۰۔ ''انکی باتوں پر کڑواہٹ کو پی جا اور خاموشی سے ان سے دوری اختیار کر لے''۔ میں نے اپنی زندگی کو اس قول نبیؐ پر ترتیب دیا ہے کہ اللہ نے مومن کے بارے میں یہ طے کر دیا ہے کہ اُس کی بات کو رد کیا جائے گا اور اس کے دشمن کبھی اس کے ساتھ انصاف نہیں کریں گے مگر یہ بات یاد رہے کہ جو شخص مومن کو کوئی اذیت پہنچائے گا وہ کبھی اللہ حضرت قدس میں قدم نہیں رکھے گا یعنی جنت میں نہیں جائے گا اور مومن وہ ہے جو علیؑ کی معرفت رکھتا ہو قول رسولؐ ہے **(اعرفکم باللہ سلمان)** ''سلمان تم میں سب سے زیادہ اللہ کی معرفت رکھتا ہے'' اور سلمان لوگوں میں سب سے زیادہ علیؑ کی معرفت رکھتے تھے پس جو علیؑ کی جتنی زیادہ معرفت حاصل کرے گا وہ اتنا ہی اللہ کی معرفت میں زیادہ ہوگا اور اتنا ہی اللہ کا مقرب ہوگا لہٰذا ایمان صرف علیؑ کی معرفت اور علیؑ کی محبت کا نام ہے کیونکہ جس نے علیؑ کو پہچان لیا اُس نے اللہ کو پہچان لیا ور اُس طرف یہ قول بھی اشارہ کرتا ہے۔ **(یعرف بھا من عرفك)** لہٰذا اللہ نے مومن کو جو دیا ہے اُس پر حسد کی وجہ سے مومن کو اذیت دینے والا یہ آیت پڑھے اور یاد رکھے **(ام یحسدون الناس علیٰ ما آتاھم اللہ من فضلہ)** النساء آیت ۵۴۔ ''اللہ کے فضل کی عطاء پر لوگوں سے حسد کرتے ہو''۔ لہٰذا میں رجب البرسی آئمہ کی دُعا کی برکت سے ان میں شامل ہو گیا جن پر اللہ کی رحمت ہے اور اُن کے موحد شیعوں میں شامل ہو گیا **(رحم اللہ شیعتنا انھم اوذوا فینا ولم نوذفیھم)** ''اللہ ہمارے شیعوں پر رحم کرے کہ وہ ہماری وجہ سے اذیتیں اُٹھاتے ہیں''۔ لہٰذا جو مجھ پر اللہ کا فضل و کرم ہوا اُس سے حسد کر کے لوگوں نے مجھ سے حسد کیا اور اذیتیں پہنچائیں۔

یہاں پر میری یہ کتاب مشارق انوار الیقین فی حقائق اسرار امیر المومنینؑ اپنے اختتام پر پہنچی میرے مولاؑ پر **صلاۃ وسلام والتحیۃ والاکرام۔**

....

گزارشِ ولایت مشن

الحمد ہے اللہ کے لئے جس نے ہمیں یہ توفیق عطا فرمائی کہ ہم اس مشہور ومعروف کتاب "مشارق الانوار الیقین فی اسرار امیر المومنینؑ" کا ترجمہ کروا کے مومنین ومومنات کی خدمت میں پیش کر سکیں۔ اس کے لئے ہم اپنے امامِ زمانہؑ کے شکر گزار ہیں جن کی تائید وامداد کے بغیر ہم یہ کام سرانجام نہیں دے سکتے تھے۔

مطالعہ کے دوران اگر قاری کو کسی قسم کی پروف کی غلطی نظر آئی ہو تو وہ ہمیں بذریعہ

E-mail

aftab.hussain@hotmail.com

یا بذریعہ فون

3233151-0346

مطلع کر سکتا ہے تا کہ اگلے ایڈیشن میں کتاب سے وہ غلطی نکال دی جائے۔

یہ کتاب ''ترجمہ (مشارق الانوار الیقین فی اسرار امیر المومنین) اللہ کی توفیق اور حضرت صاحب الزمانؑ کی تائید وامداد سے آج ۲۶ جون ۲۰۱۰ء مطابق ۱۳ رجب ۱۴۳۱ھ بروز ہفتہ بوقت ۷ بجے شب پایۂ تکمیل کو پہنچی۔

الحمد لله رب العالمین۔ والصلوٰة والسلام علی خاتم النبینؐ و آله الطیبین الطاهرین المعصومین المظلومین و لعنة الله علی اعداءهم اجمعین من یومنا هذا الی یوم الدین۔

حوالہ جات

حافظ رجب البرسی نے اپنی اس کتاب (مشارق الانوار الیقین) میں جو احادیث درج کی ہیں اُن کی سند معلوم کرنے کے لئے قاری درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کر سکتا ہے:۔

کتاب	کتاب	کتاب
شرح دعاء السحر	تفسیر الالوسی	مجموعة ورام
جامع الاسرار	اصراط مستقیم	راجع ارشاد القلوب
الغدیر	تفسیر نور الثقلین	غرر البهاء الضنوی
الخصال	ینابیع المودة	الاصول الصیلة
بصائر الدرجات	بحار الانوار	الانوار النعمانیه
اصول کافی	کنز العمال	العقل الاول نور خاتم النبوة
تاریخ ابن کثیر	نظم المتناثر	شواهد التنزیل
اسد الغابة	اخبار الدول	شرح نهج البلاغه (ابن ابی الحدید)
الفوائد الجموعه	کمال الدین	رواة الامام احمد فی فضائل الصحابه
انسان الکامل	الرسائل الثمانیه	الشفا بتعریف حقوق المصطفی
الفضائل ابن شاذان	المراقبات	لوامع انوار الکواکب الدری
الجامع الصغیر	الطبقات الکبری	الفردوس بماثور الخطاب
مائة منقبة	الخصائص الکبری	شرح الشمائل المحمدیه ﷺ
تذکر الخواص	مروج الذهب	نزهة المجالس
نهج البلاغه	بطوله فی البحار	شرح الزیارة الجامعة
التین	اعیان الشیعة	امالی الصدوق

کتاب	کتاب	کتاب
كفاية الطالب	البحار	مناقب ابن المغازلی
مسند شمس الخبار	كنز الفوائد	الوفا باحوال المصطفیٰ ﷺ
تاریخ بغداد	ذخائر العقبی	سنن ابی دائود
المستدرك	شرح الخبار للقاضی	وفاة الزهراء علیها السلام
الطرائف	معانی الاخبار	الحتجاج
حلية الابرار	المراقبات	المسترشد
دلائل الامامة	الخرائج	الارشاد المفيد
تفسير الميزان	تفسير الثقلين	فتح الباري شرح صحيح بخاري
تفسير الطبري	امالی الشجري	روضة الواعظين
التوحيد (الصدوق)	الخرائج والجرائح	الشريعة للجري
سنن الترمذي	مسند البزار	مسند الشاسی
مناقب الكوفی	كشف اليقين	المعجم الطرانی الكبير
مقتل الخوارزمی	صحيح مسلم	التذكرة الحمدونية
عوالی اللئالی	غيبة النعمانی	فضائل الصحابة الاحمد ﷺ
اقبال الاعمال	مجمع البيان	المواهب اللدنية
امالی مفيد	الادب المفرد	المطالب العالية
الحاوي للتفاوي	الرسائل العشرة	الذخائر المحمدية ﷺ
كشف الغية	ارشاد الساري	الزام الناصب
بشارة المصطفیٰ ﷺ	رسائل المرتضیٰ علیه السلام	نفحات السرار باختصار
ربيع الابرار	الفتوح لابن الاعثم	علل الشرائع
الحكومة الاسلامية	تهذيب الاحكام	شرح الاشارات والتنبيهات

کتاب	کتاب	کتاب
مجمع الزوائد	اخبار قزوین	السنن الکبریٰ البیہقی
المطالب العالیة	حلیة الولیاء	مسند شمس الخبار
مسند ابی یعلی	مصابیح السنة	المنتخب من مسند عبد بن حمید
تفسیر المحرر الوجیز	الدر المنثور	تفسیر الرازی
تاریخ الیعقوبی	جواهر المطالب	کتاب الاربعین للخزاعی
الکامل لابن عدی	مزار الشهید الاول	نوادر الاصول للترمذی
نہج السعادة	سنن ابن ماجه	نور البراهین الجزائری
میزان الاعتدال	لسان المیزان	اسمی الناقب
کفایة الطالب	مسند ابن المبارك	نظم المتناثر من الحدیث المتواتر
لطف التدبیر	تنزیه الشریعة	کتاب الجنة و اساس التقدیس
الموضوعات	رسائل السیوطی	احیاء علوم الدین
بتفاوت الغدیر	تاریخ الخمیس	الفیض القدیر
تاریخ دمشق	کتاب سلیم	مناقب کوفی
الاستیعاب	صواعق المحرقه	جواهر العقدین
عیون اخبار الرضا علیه السلام	علم الامام علیه السلام	تاریخ المدینة
وسائل الشیعة	الصحیفة الصادقة	نفحات الازهار للمیلانی
نزهة المجالس	الاختصاص	الفتوحات الاحمدیة لسلیمان الجمل
الشفاء	الهدایة الکبریٰ	تفسیر القمی
مدینة المعاجز	المعجم الاوسط	الجواهر السنیة للحر العاملی
الفردوس	مناقب الخوارزمی	مناقب آل ابی طالب علیه السلام

تالیفاتِ حافظ رجب البرسی

1۔ مشارق الانوار الیقین فی حقائق اسرار امیر المومنینؑ۔

2۔ رسالۃ فی الصلوات علی النبی وآلہ المعصومینؑ۔

3۔ مشارق الامان ولباب حقائق الامان۔

4۔ رسالۃ فی زیارۃ امیر المومنینؑ طویلۃ۔

5۔ رسالۃ اللمعۃ من اسرار الاسماء والصفات والحروف والایات والدعوات۔

6۔ الدر الثمین فی خمسائۃ آیۃ نزلت فی مولانا امیر المومنین۔

7۔ اسرار النبی وفاطمۃ والائمۃ علیھم السلام۔

8۔ تفسیر سورۃ الاخلاص۔

10۔ رسالۃ مختصرۃ فی التوحید الصلوات علی النبی وآلہؑ۔

11۔ کتاب فی مولد النبی وعلی وفاطمۃؑ وفضائلھم۔

12۔ کتاب فی فضائل امیر المومنینؑ غیر المشارق۔

13۔ کتاب الالفین فی وصف سادۃ الکونین۔
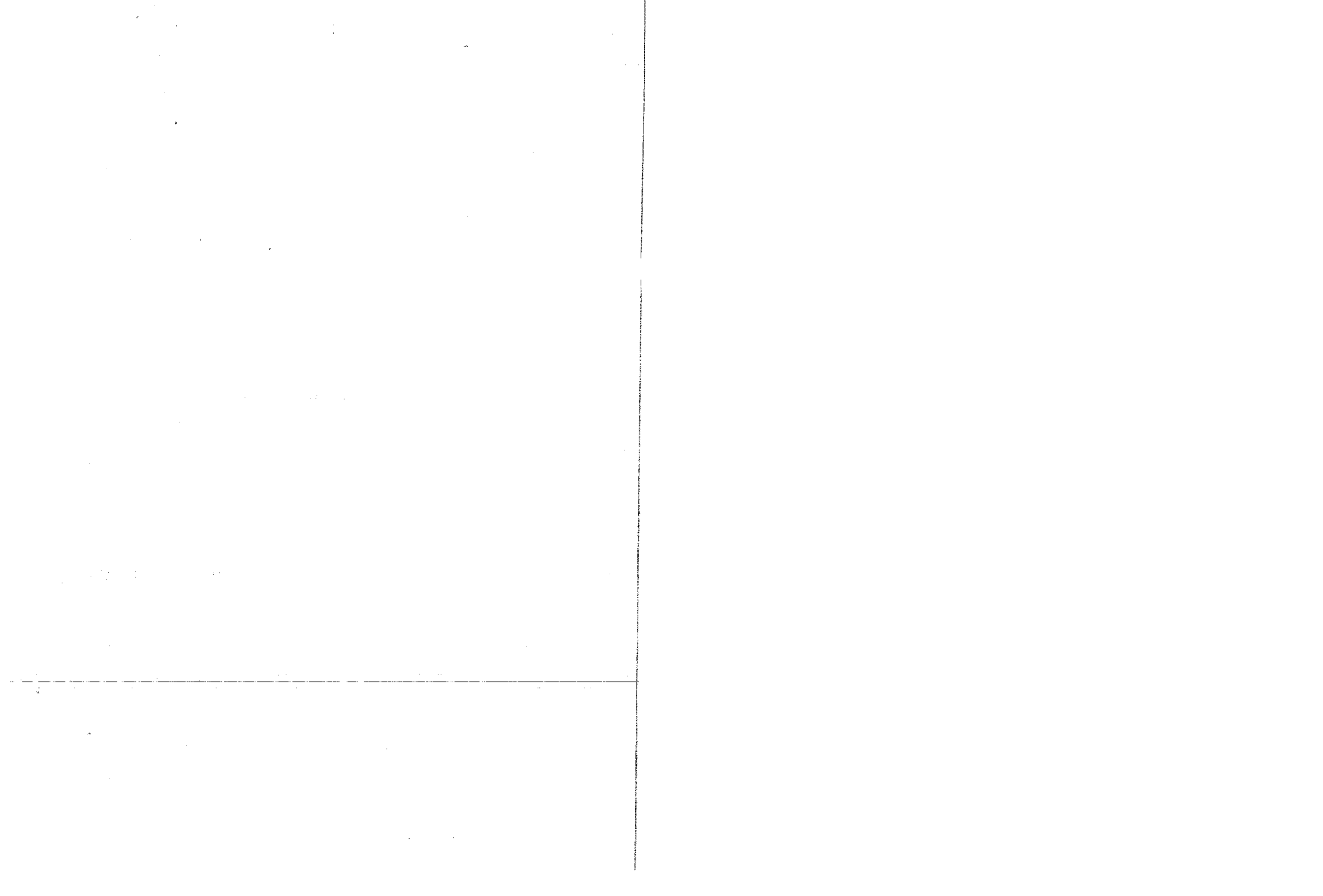
معروف کتب پر مبنی کمپیوٹر ڈی وی ڈی

بیادِ سید وصی حیدر رضا زیدی

کتابوں کی لسٹ ڈی وی ڈی کور کی پشت پر ملاحظہ فرمائیں۔

خصوصی تعاون: حجتہ الاسلام سید نوبہار رضا نقوی (فاضل مشہد، ایران)

سگ درِ بتولؑ: سید علی قنبر زیدی ۔ سید علی حیدر زیدی

التماس سورہ فاتحہ برائے ایصالِ ثواب سید وصی حیدر رضا زیدی ابنِ سید حسین احمد زیدی (مرحوم)

معروف کتب پر مبنی کمپیوٹر ڈی وی ڈی ● التماس سورہ فاتحہ برائے ایصالِ ثواب سید وصی حیدر رضا زیدی ابنِ سید حسین احمد زیدی (مرحوم)